تابِ ستم

از قلم فرواخالد

بڑے سے خوبصورت لان کو آج خاص طور پر سجایا گیا تھا۔۔ شہر کے سب سے بڑے ایونٹ آرگنائزر کو بلوا کر آج کے اس خاص ایونٹ کی تیاری کی گئی تھی۔۔ عائمہ بیگم ہر شے کو خود دیکھ رہی تھیں۔۔

مہرون رنگ کی ساڑھی میں ملبوس وہ بے پناہ حسین لگ ہی تھیں۔۔۔ پچاس کے قریب ہونے باوجود ان کے حسن اور دلکشی میں زرا سی کمی نہیں آئی تھی۔۔

انہوں نے خود کو بہت ہی زیادہ مینٹین کر کے رکھا ہوا تھا۔۔۔

ان کے لبوں پر اس وقت بہت زیادہ دلفریب مسکراہٹ چھائی ہوئی تھی۔۔۔

مہمان آنے شروع ہو چکے تھے۔۔۔ اور وہ سب سے ملتی مسکرا کر سب کو ویلکم کر رہی تھیں۔۔

آج ان کی لاڈلی بیٹی کا برتھ ڈے تھا۔ وہ آج پورے بائیس سال کی ہوگئی تھی۔۔۔

اس کی ہر سالگرہ عائمہ بیگم ایسے ہی مناتی آئی تھیں۔۔۔

ان کی لاڈلی کو اپنی برتھ ڈے ایسے ہی شاندار انداز میں

منایا جانا پسند تھا۔۔۔

اور وہ اس کی کوئی بھی خواہش کبھی ادھوری نہیں چھوڑتی

تھیں۔۔۔

"ارے عائمہ ہماری پرنسسز کہاں پر ہے۔۔۔ نظر کیوں

نہیں آرہی۔۔۔"

ارشاد صاحب عائمہ بیگم کے چچا زاد کزن گھر۔۔۔

عائمہ بیگم کو اب تک ان کی زندگی کی ہر مشکل میں انہوں نے ہی سپورٹ کیا تھا۔۔۔

وہ بھی اپنی فیملی کے ساتھ وہاں خاص طور پر آئے ہوئے تھے۔۔ ان کے لہجے میں بھی عائمہ کی بیٹی کے لیے بے پناہ محبت تھی۔۔

"صائم لینے گیا ہوا ہے۔۔۔ ابھی بس پہنچنے ہی والے ہونگے دونوں۔۔۔"

عائمہ بیگم کی بات ابھی مکمل ہی ہوئی تھی جب پورچ ہیں گاڑی آکر رکی تھی۔۔۔

"وہ دیکھیں آ بھی گئے۔۔۔"

گاڑی سے اترتے صائم کو دیکھتے ارشاد صاحب نے کہا تھا۔۔۔ جبکہ ان کے ساتھ کھڑی ان کی بیگم شائستہ نے مڑ کر وہ منظر دیکھا تھا۔۔۔

ان کے انداز میں ناگواری پھیل گئی تھی۔۔۔ ارشاد صاحب کو یہ لڑکی اپنی بہو کے روپ میں پسند تھی۔۔۔ مگر وہ ایسا بالکل بھی نہیں چاہتی تھیں۔۔۔

لیکن اس وقت اپنے شوہر کے مجبور کرنے پر وہ یہاں موجود تھیں۔۔۔

بمشکل چہرے پر مسکراہٹ سجائے وہ زبردستی لگے بندھے کھڑی تھیں۔۔

عائمہ بیگم نے انہیں ایک دو بار آگے بلانے کی کوشش کی تھی۔۔۔ مگر وہ ایک سائیڈ پر ہی کھڑی رہی تھیں۔۔۔۔۔۔

ارشاد صاحب نے محبت بھری نگاہوں سے اپنے بیٹے اور ہونے والی بہو کو ایک ساتھ گاڑی سے اترتے دیکھا تھا۔۔

"ماشاءاللہ الہام کتنی پیاری لگ رہی ہے۔۔۔"

وہاں کھڑی عائمہ بیگم کی دوست کے لبوں سے بے ساختہ نکلا تھا۔۔۔ الہام گاڑی سے اترنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ صائم نے اس کی جانب ہاتھ بڑھایا تھا۔۔

جسے وہ مُسکراتے ہوئے تھام گئی تھی۔۔۔

وہ دونوں ایک ساتھ چلتے اسی جانب آرہے تھے۔۔۔ سب لوگوں کی نگاہیں ان دونوں پر ہی تھیں۔۔

ایک ساتھ چلتے وہ بہت زیادہ اچھے لگ رہے تھے۔۔ ان کے لبوں پر بکھری مسکراہٹ ان کی خوشی کا پتا دے رہی تھی۔۔۔

الہام نے پنک کلر کا بہت ہی زیادہ خوبصورت گاؤن پہن رکھا تھا۔۔۔ اس کی ہاف سلیوز سے جھانکتی دودھیا بانہیں اور نازک سراپے کے گرد بکھرے لانبے گھنے بال۔۔۔

وہ کوئی اپسرا ہی معلوم ہو رہی تھی۔۔

حسین چہرے پر سجی مسکراہٹ اسے مزید دلکش بنا رہی تھی۔۔۔

اس کے نازک سراپے کی رعنائیاں اس خوبصورت گاؤن میں واضح ہو رہی تھیں۔۔۔

ہمیشہ کی طرح دوپٹہ اس کے فیشن کا حصہ نہیں تھا۔۔

پورے اعتماد کے ساتھ ہائی ہیل پر چلتی وہ اس وقت وہاں موجود سبھی لوگوں کی نگاہوں کا مرکز تھی۔۔

لوگوں کی ستائشی نگاہیں اس حسین دوشیزہ پر سے ہٹ ہی نہیں رہی تھیں۔۔

"عائمہ بہت پیاری بیٹی ہے تمہاری۔۔۔ اللہ اسے بد نظر سے بچائے۔۔"

عائمہ بیگم کی دوست سلمہ نے ان کے پاس آتے شائستگی سے کہا تھا۔۔۔ جس پر عائمہ بیگم فخریہ انداز میں مسکرا دی تھیں۔۔

جب کوئی ان کی بیٹی کی تعریف کرتا تھا تو انہیں لگتا تھا کہ انہیں کی تعریف ہو رہی ہے۔۔۔ اس معصوم سے گڑیا کو یہاں تک پروان چڑھانے میں ان کے اکیلے کی محنت تھی۔۔

کریڈٹ لینا بھی انہیں کا بنتا تھا۔۔۔

"یار تم کتنی پیاری لگ رہی ہو۔۔۔ اور صائم کے ساتھ تو کیا ہی بات تھی تمہارے کپل کی۔۔۔ ایسے لگتا ہے تم دونوں ایک دوسرے کے لیے ہی بنے ہو۔۔۔"

الہام کی دوست ثمر اس کے پاس آتے بولی تھی۔

جس پر الہام کے لبوں پر دلکشی بھری مسکراہٹ بکھری تھی۔۔۔ اس نے مسکرا کر صائم کی جانب دیکھا تھا۔۔

جو دور کچھ لوگوں کے پاس کھڑا تھا۔۔۔ مگر اس کی نظریں الہام پر ہی فوکس تھیں۔۔

سب لوگ صائم کی اس کے لیے دیوانگی سے واقف تھے۔۔۔ یہ پہلی بار نہیں تھا۔۔۔ وہ ہر پارٹی پر ایسے ہی پورا وقت اسے اپنی نگاہوں میں رکھتا تھا۔۔۔

الہام تو اس کی اس قدر محبت پر مغرور ہو اٹھتی تھی۔۔۔ وہ خود کو دنیا کی سب سے خوش قسمت لڑکی سمجھتی تھی۔۔

جس کو صائم کا ساتھ ملنے والا تھا۔۔۔ وہ اس کو ہر جگہ ایسے ہی سراہتا تھا۔۔۔

کبھی کسی سے ملوانے میں عار محسوس نہیں کی تھی۔۔۔ وہ

اپنے دوستوں سے بھی اس کا تعارف اپنی ہونے والی بیوی

کے طور پر کروا چکا تھا۔۔

جبکہ ابھی تک آفیشلی ان کی بات طے نہیں ہوئی تھی۔۔۔

بس بڑوں کے بیچ ہی باتیں چلتی رہتی تھیں۔۔۔

"چلو بھائی کیک کٹ کرتے ہیں۔۔۔ اس کے بعد ایک بہت

بڑی نیوز بھی بریک کرنی ہے۔۔۔"

عائمہ بیگم سب کو سٹیج کی جانب لائی تھیں۔۔۔ جہاں الہام کی پسند کے مطابق بہت ہی زیادہ خوبصورت کیک رکھا گیا تھا۔۔

الہام کے ایک طرف عائمہ بیگم اور دوسری طرف صائم کھڑا تھا۔۔۔ ارشاد صاحب اور شائستہ بیگم بھی صائم کے ساتھ کھڑے تھے۔۔

سب کے چہروں پر مسکراہٹ بکھری ہوئی تھی۔۔۔ شائستہ بیگم کو زبردستی مسکراہٹ لبوں پر لانی پڑی تھی۔۔۔ وہ اس

سب کا حصہ نہیں بننا چاہتی تھیں۔۔۔ مگر زبردستی بنایا گیا تھا۔۔۔

الہام نے کیک کاٹتے پہلے عائمہ بیگم کو کھلایا تھا۔ سب نے اسے بھرپور طریقے سے وش کیا تھا۔۔ اس کے گداز لبوں پے زندگی سے بھرپور بہت ہی دلفریب مسکراہٹ بکھری ہوئی تھی۔۔

"سو ایوری ون۔۔۔ آج آپ سب کو صرف اس برتھ ڈے پارٹی کے لیے انوائیٹ نہیں کیا۔۔ ہمارے پاس ایک اور

بہت بڑی نیوز ہے۔۔۔ امید کرتے ہیں وہ سن کر آپ سب کو بھی خوشی ہو گی۔۔۔"

عائمہ بیگم نے مائیک اٹھاتے سب لوگوں کو اپنی جانب متوجہ کیا تھا۔۔

"میری بیٹی الہام کی آج میرے قابل اور ہونہار بھانجے صائم کے ساتھ انگیجمنٹ بھی ہے۔۔۔ آپ سب سے گزارش ہے کہ ان کو اس رشتے پر اپنی بیسٹ وشز دیں۔۔۔"

عائمہ بیگم کی بات سن کر الہام نے حیرت و بے یقینی سے ان کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

انہوں نے اسے کہا تھا کہ وہ اسے آج سرپرائز دیں گی ایک۔۔۔ مگر وہ سرپرائز ایسا ہو گا۔۔۔ اسے بالکل بھی اندازہ نہیں تھا۔۔۔

اس نے پلٹ کر صائم کو دیکھا تھا۔۔۔ جو مسکرا کر اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔

الہام بھی مسکرائی تھی۔۔ اس کی آنکھوں کے کناروں پر ہلکی سی نمی آن ٹھہری تھی۔۔۔

جو اس لمحے کسی کی نظروں میں نہیں آ سکی تھی۔۔۔

"آپ نے اتنی بڑی اناونسمنٹ کر دی۔۔ مجھ سے بات کرنا تو دور مجھے بتانا بھی گوارہ نہیں کیا۔۔۔؟"

شائستہ بیگم نے ناراض نگاہوں سے شوہر کو دیکھا تھا۔۔۔

"شائستہ تمہیں کیا مسئلہ ہے اس لڑکی کو اپنی بہو بنانے میں۔۔۔ کتنی معصوم اور پیاری بچی ہے۔۔۔ ایسی لڑکی تمہیں اپنے صائم کے لیے کہیں اور نہیں مل سکتی۔۔۔"

ارشاد نے بیوی کی سرزنش کرتے کہا تھا۔۔۔ جس پر وہ انہیں دیکھ کر رہ گئی تھیں۔۔۔ وہ جانتی تھیں کہ چاہے جتنا بھی شور مچا لیں۔۔۔

ان کا شوہر ان کی سننے والا نہیں تھا۔۔۔

تھوڑی دیر بعد بہت ہی خوش گوار ماحول میں ان دونوں نے ایک دوسرے کی انگوٹھی پہنائی تھی۔۔

ہر طرف مسکراہٹیں اور خوشیاں بکھری ہوئی تھیں۔۔

"میری پیاری سی بیٹی کے لیے میری طرف سے ایک چھوٹا سا گفٹ۔۔۔"

ارشاد صاحب نے اسے ایک بہت خوبصورت گاڑی گفٹ کی تھی۔۔۔ جو دیکھ کر وہاں سب کی آنکھیں کھل گئی تھیں۔۔

"بھائی صاحب اس کی کیا ضرورت تھی۔۔۔"

عائمہ بیگم گاڑی دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولی تھیں۔۔۔ وہ بہت قیمتی گاڑی تھی۔۔۔

الہام کو بھی یقین نہیں آیا تھا۔۔ شائستہ بیگم خفگی سے پہلو بدل کر رہ گئی تھیں۔۔۔

عائمہ بیگم نے ان کا یہ انداز نوٹ کیا تھا۔۔ مگر بولی کچھ نہیں تھیں۔۔۔ جب صائم نے خوشی ان کی بیٹی کو

قبول کر لیا تھا تو بہت جلد بیٹے کی خوشی کی خاطر وہ بھی کر لیں گی۔۔۔

"عائمہ تم نہیں بولو گی کچھ۔۔۔ یہ ہم باپ بیٹی کا معاملہ ہے۔۔۔ اب سے الہام میری بیٹی ہوئی۔۔۔"

الہام کو اپنے ساتھ لگاتے انہوں نے محبت پاش لہجے میں کہا تھا۔۔۔

وہاں کھڑے سبھی افراد نے رشک بھری نگاہوں سے الہام کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ وہ لڑکی بہت خوش قسمت تھی۔۔۔

صائم کی نگاہیں مسکراتی کھلکھلاتی الہام پر تھیں۔۔۔ جو آج اتنی زیادہ پیاری لگ رہی تھی کہ وہ اپنی نگاہیں ہٹا نہیں پا رہا تھا۔۔۔

وہیں کھڑے کھڑے اس نے اپنے موبائل پر اس کی تصویر لی تھی۔۔۔ الہام نے گھور کر اسے دیکھا تھا۔۔۔ اور پھر مسکرا دی تھی۔۔۔۔

یہ شخص اب اس پر اتنا تو حق رکھتا ہی تھا۔۔۔ پارٹی بہت شاندار رہی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

وہ گہری نیند میں تھی۔۔۔جب اس کا فون بجنے لگا تھا۔۔۔ مگر وہ ایسے ہی سوئی رہی تھی۔۔

رات کو لیٹ سونے کی وجہ سے اس کی آنکھیں نہیں کھل رہی تھیں۔۔۔اسے بھی مزید سونا تھا۔۔۔کمبل میں سے اپنی دودھیا بازو نکالتے اس نے بنا نمبر دیکھ فون کی سوئچ آف کر دیا تھا۔۔

اور پھر سے آنکھیں موند گئی تھی۔۔۔۔

جب کچھ دیر بعد دروازہ کھلنے کی آواز آئی تھی۔۔۔عائمہ بیگم اس کو سر پیر لپیٹے سوتا دیکھ مسکرائی تھیں۔۔۔

"الہام میری جان اٹھ جاؤ۔۔۔ شام کے چار بج رہے ہیں۔۔۔ کیا آج پورا دن سونے کا ارادہ ہے۔۔۔"

اس کے قریب بیڈ پر آن بیٹھتے انہوں نے اس کے چہرے سے کمبل ہٹایا تھا۔

سیاہ بالوں کی اوٹ میں چھپا وہ چاند سا حسین مکھڑا دیکھتے کتنی ہی دیر وہ بھی مبہوت رہ گئی تھیں۔۔۔

وہ اب تک اپنے حسن کی تعریفیں سنتی آئی تھیں۔۔ مگر یہ سچ تھا کہ ان کی بیٹی حسن و ناز کی میں ان سے بھی ہزار ہاتھ آگے تھی۔۔۔

اس کے گلابی ہونٹ، ملائم گال اور سڈول بدن۔۔۔

دودھیا گردن پر لپٹے بال اور سلیو لیس نائٹی سے جھانکتی اس کی دودھیا گلابی بانہیں۔۔۔

وہ لڑکی سراپا قیامت تھی۔۔اس کو دیکھ کر کوئی بھی زی ہوش اپنے حواس کھو سکتا تھا۔۔۔

عائمہ بیگم خود بھی کتنی دیر اسے ایسے ہی تکے گئی تھیں۔۔

"مام پلیز۔۔۔سونے دیں نا تھوڑی دیر۔۔۔میری نیند پوری نہیں ہوئی ابھی۔۔۔"

اس نے منہ بسورتے کہا تھا۔۔اور کروٹ بدلتے بازو آنکھوں پر رکھ لیا تھا۔۔۔

اس کا انداز دیکھ عائمہ بیگم مسکرائی تھیں۔۔۔انہیں شدت سے کسی کی یاد آئی تھی۔۔۔اور پھر ان کی مسکراہٹ فوراً سمٹ بھی گئی تھی۔۔

"بالکل بھی نہیں۔۔۔اب اٹھ جاؤ۔۔۔صائم بچارہ کتنی بار کال کر چکا ہے مجھے۔۔۔تم تو اس کی کال پک نہیں کر رہی۔۔۔اس نے مجھے بھیجا ہے تمہیں اٹھانے کے لیے۔۔۔

ابھی فریش ہو کر ناشتہ کرو اور تیار ہو جاؤ۔۔۔

وہ تمہیں تھوڑی دیر میں لینے کے لیے آ رہا ہے۔۔۔"

ان کی بات پر الہام نے آنکھوں سے بازو ہٹا کر ان کی جانب دیکھا تھا۔۔

"کہاں جانا ہے مام۔۔۔؟؟"

اس نے حیرانگی سے پوچھا تھا۔۔۔اس کا تو آج ایسا کوئی پلان نہیں تھا۔۔۔

"صائم منگنی سے بہت خوش ہے۔۔۔اپنے بزنس سرکل میں آج بہت بڑی پارٹی دے رہا ہے۔۔۔وہیں لے کر جانا ہے تمہیں۔۔۔ کل کی طرح میری بیٹی آج بھی سپیشل گیسٹ ہو گی پارٹی کی۔۔

سب نظریں تم پر ہو نگی۔۔۔ مسز صائم ارشاد پر۔۔۔ تو پھر اس کے

لیے تیار ہو کر جانا تو بنتا ہے نا تمہارا۔۔۔

تم وہاں سب سے زیادہ حسین لگنی چاہئے ہو۔۔۔۔"

عائمہ بیگم اسے خوشی خوشی بتا رہی تھیں۔۔۔

الہام کو اس بات پر یقین نہیں آیا تھا۔۔۔ وہ لبوں پر مسکراہٹ

سجائے اٹھ بیٹھی تھی۔۔۔

اس کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ صائم نے اس کے لیے ایسا کیا تھا۔۔۔

عائمہ بیگم نے بغور اسے دیکھا تھا۔۔۔۔

نیوی بلو کلر کی نائیٹی میں اس کا حسین سراپا بہت دلفریب لگ رہا تھا۔۔۔

اس کے وجود کی رعنائیاں واضح ہو رہی تھیں۔۔۔وہ کسی بھی عابد و زاہد کے ایمان کو متزلزل کرنے کی صلاحیت رکھتی تھی۔۔

"صائم اور اس کے گھر والے اس رشتے سے بہت خوش ہیں۔۔۔ اور بہت پیار کرتے ہیں تم سے۔۔۔کل دیکھو کتنا قیمتی تحفہ دیا تمہیں۔۔۔

ایسے محبت کرنے والے بے لوث رشتے آج کل کے ٹائم میں کہاں ملتے ہیں بھلا۔۔۔ان لوگوں کی قدر کرنا۔۔کہ سب لوگوں کی

آنکھیں کھلی رہ گئیں جب بھائی صاحب نے صرف منگنی میں اتنا مہنگا گفٹ دیا تمہیں۔۔۔

بس اب تم نے صائم کی وفادار بن کر رہنا ہے۔۔وہ جو کہے اس کی بات ماننی ہے۔۔اسے ناراض نہیں کرنا۔۔جیسے وہ تمہاری خوشی کا خیال رکھتا ہے۔۔

ویسے ہی تم نے بھی اس کی خوشی کا خیال رکھنا ہے۔۔۔"

وہ اسے پیار سے سمجھا رہی تھیں۔۔ان کی بات سنتے الہام ہولے سے مسکرادی تھی۔۔

"میں جانتی ہوں مام۔۔۔ آپ فکر مت کریں۔۔۔میں صائم سے ویسے ہی محبت کروں گی جیسے وہ مجھ سے کرتا ہے۔۔۔میں اسے کبھی ناراض نہیں کروں گی۔۔"

اس کے یقین دلانے کے عائمہ بیگم نے آگے ہو کر اس کی پیشانی چوم لی تھی۔۔۔

تبھی دروازہ ناک ہوا تھا۔۔۔اور ملازمہ اندر داخل ہوئی تھی۔۔۔

اس نے ہاتھ میں ایک بڑا سا باکس اٹھا رکھا تھا۔۔۔

"یہ کیا ہے۔۔۔؟؟"

الہام نے حیرت سے پوچھا تھا۔۔۔

"صائم نے خاص طور پر تمہارے لیے یہ ڈریس بھیجا ہے۔۔۔ آج رات کی پارٹی میں تمہیں یہی پہننا ہو گا۔۔۔"

عائمہ بیگم نے باکس اپنے سامنے رکھتے اسے کھولا تھا۔۔

جس میں سے ایک بلیک کلر کی نیٹ کی بہت خوبصورت ساڑھی نکلی تھی۔۔

اس پر پوری طرح سے بلیک سٹونز سے ایمبرائیڈری کی گئی تھی۔۔۔

اس کا بلاؤز بھی بہت خوبصورت تھا۔۔۔

وہ سلیولیس تھا۔۔۔

الہام ساڑھی دیکھ کر تھوڑی گھبر ائی تھی۔۔

"مام۔۔۔میں نے تو کبھی ساڑھی نہیں پہنی۔۔۔میں یہ کیسے کیری
کروں گی۔۔۔"

اس کے چہرے سے اس کی پریشانی جھلک رہی تھی۔۔۔وہ ہاف
سلیوز پہنتی تھی باہر۔۔۔ مگر کبھی سلیولیس نہیں پہنا تھا۔۔

اس کا گلا بھی کافی ڈیپ تھا۔۔۔اور پلونیٹ کے۔۔۔

وہ پوری طرح سے وجود کو عیاں کر دینے والا لباس تھا۔ الہام کے
ماتھے پر پسینے کے ننھے قطرے آن ٹھہرے تھے۔۔۔

"پریشان نہ ہو۔۔۔میں تمہاری ہیلپ کروں گی ساڑھی پہننے میں۔۔۔اور تمہیں گائیڈ بھی کروں گی کہ اسے کیسے کیری کرنا۔۔۔

چھوٹی چھوٹی باتوں پر ایسے پریشان نہ ہو جایا کرو میری جان۔۔"

اس کی جانب جھک کر اس کا گال چومتے وہ نرمی سے بولی تھیں۔۔۔

ان کی بات سن کر الہام کی پریشانی تھوڑی کم ہوئی تھی۔۔۔

مگر ختم نہیں ہوئی تھی۔۔۔

"فریش ہو کر باہر آؤ۔۔۔میں ناشتہ لگواتی ہوں تمہارے لیے۔۔۔

پھر تیار بھی ہونا ہو گا۔۔۔لیٹ نہیں ہونا۔۔۔صائم کو برا لگے

گا۔۔۔"

اسے ہدایت کرتے وہ کمرے سے نکل گئی تھیں۔۔۔اور الہام جو

پارٹی میں جانے کے لیے بہت خوش تھی۔۔

ساڑھی کو دیکھ کر اس کا جوش مانند پڑ چکا تھا۔۔۔

اسے ڈر تھا کہ کہیں وہ گر ہی نہ جائے وہاں سب کے سامنے۔۔

اسے ابھی مزید سونا تھا۔۔ مگر وہ صائم اور مام کو بھی ناراض نہیں کر سکتی تھی۔۔۔اس لیے مرتے کیا نہ کرتے کے مصداق اسے اٹھنا پڑا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"ماشاء اللہ۔۔۔ماشاء اللہ۔۔۔میری پرنسز ساڑھی میں کتنی پیاری لگ رہی ہے۔۔"

وہ ساڑھی پہن کر مکمل تیار ہو چکی تھی۔۔۔اس نے مرر پر اپنے سراپے کو دیکھا تھا۔۔۔

وہ نظر لگ جانے کی حد تک حسین لگ رہی تھی۔۔اس کا ہوش ربا حسن دیکھنے والوں پر قیامت ڈھانے والا تھا۔۔۔

عائمہ بیگم نے بے اختیار اس کی نظر اتاری تھی۔۔۔

الہام نے ایک بار پھر مرمریں نظر آتے اپنے سراپے کو تکا تھا۔۔

اس نے ایک کندھے پر نیٹ کا پلو ڈال رکھا تھا۔۔۔جس کی وجہ سے وہ بازو کچھ حد تک چھپ گیا تھا۔۔

مگر دوسرے بازو کی رعنائیاں پوری طرح سے واضح ہو رہی تھیں۔۔۔جس کی وجہ سے وہ تھوڑی کنفیوژ تھی۔۔۔

عائمہ بیگم نے اسے جوڑا بنانے کو کہا تھا۔۔۔

مگر اس نے بالوں کو کمر پر کھلا چھوڑ دیا تھا۔۔۔ کیونکہ اس کا پچھلا گلا کافی زیادہ ڈیپ تھا۔۔۔ وہ ماڈرن مغربی لباس پہنتی تھی۔۔۔ مگر اس قدر عیاں ہوتا لباس اس نے پہلی بار پہنا تھا۔۔۔

اس وجہ سے وہ بہت زیادہ کنفیوژ تھی۔۔۔ اگر صائم کی ناراضگی کی فکر نہ ہوتی تو وہ یہ لباس کبھی نہ پہنتی۔۔۔

کچھ دیر بعد صائم اسے پک کرنے آیا تھا۔۔۔ اسے اپنی دیئے لباس میں دیکھ وہ بہت زیادہ خوش ہوا تھا۔۔۔ اور اس کی بہت زیادہ تعریف بھی کی تھی۔۔۔

جس پر الہام کا موڈ کافی حد تک ٹھیک ہو گیا تھا۔۔۔اس کے ساتھ گاڑی میں بیٹھتے وہ وینیو پر پہنچی تھی۔۔جہاں پہلے ہی گاڑیوں کی لمبی لائن لگی ہوئی تھی۔۔

"کیا یہ اتنی بڑی پارٹی تم نے ہماری منگنی کی خوشی میں دی ہے۔۔؟؟"

الہام کو یقین نہیں آیا تھا۔اس کی بات پر صائم ہولے سے مسکرایا تھا۔۔۔

"ہاں اس پارٹی کا مقصد ہماری منگنی کی خوشی سیلیبریٹ کرنے کے ساتھ ساتھ۔۔۔ آفیشل بزنس ڈنر بھی ہے۔۔۔ کافی بڑے بڑے لوگ آرہے ہیں۔۔۔

تم نے سب سے اچھے سے ملنا ہے۔۔۔ تم اب میرے ساتھ ہمیشہ ایسے ہی ڈنر اور پارٹیز اٹینڈ کرنی ہو نگی۔۔۔ پورے کانفیڈنس کے ساتھ۔۔۔ سب لوگ یہاں بہت اچھے سے بات کریں گے۔۔۔ تمہیں سب کو بہت اچھے سے رسپانس کرنا ہے۔۔۔ کسی کو ناراض نہیں کرنا۔۔۔"

صائم اس کا ہاتھ تھام کر لبوں سے لگاتا اسے نرمی سے سمجھا رہا تھا۔۔۔ یہ پہلی بار تھا کہ صائم نے اسے ایسے چھوا تھا۔۔۔

الہام کے چہرے کی رنگت سرخ ہوئی تھی۔۔۔اس نے گھبرا کر اپنا ہاتھ کھینچ لیا تھا۔۔۔

صائم اس کو شرماتے دیکھ مسکراتے ہوئے گاڑی سے نکل آیا تھا۔۔۔

اس کا بازو تھامے الہام نے اسے بڑے سے ہال میں قدم رکھا تھا۔۔

جو کسی الگ ہی دنیا کا حصہ لگ رہا تھا۔۔۔بڑے بڑے فانوس کی روشنیوں نے تمام منظر واضح کر رکھے تھے۔۔۔

بڑی تعداد میں وہاں ویٹرز موجود تھے۔۔۔جو بھاگ بھاگ کر پھرتی سے اپنا کام کر رہے تھے۔۔۔

وہاں موجود لوگوں کو دیکھ کر ایسے لگ رہا تھا کہ ملک کی ساری اشرافیہ وہاں اکھٹی ہو چکی ہیں۔۔۔۔

تھری پیس قیمتی لباس میں ملبوس مرد۔۔۔اور پارٹی گاؤن اور ساڑھیاں پہنے اپنے حسن کو چھلکاتی صنف نازک۔۔۔

الہام کو تو اندر قدم رکھتے ہی گھبراہٹ ہونے لگی تھی۔۔

"ریلیکس۔۔۔سب بہت اچھے لوگ ہیں۔۔۔آؤ میں تمہیں اپنے خاص مہمانوں سے ملواتا ہوں۔۔۔"

صائم اس کا ہاتھ تھامے وہاں ایک جانب کھڑے مردوں اور عورتوں کے گروپ کی جانب لے گیا تھا۔۔۔

وہاں دو عورتیں کھڑی تھیں۔۔۔ اور چھ سات مرد۔۔۔

ان دونوں کے قریب جانے پر سب کی نظریں الہام کی جانب اٹھی تھیں۔۔

"ہائے ایوری ون۔۔۔"

صائم نے خوشدلی سے سب کو مخاطب کیا تھا۔۔۔

الہام ان سب کو اس طرح سے اپنی جانب دیکھتا پا کر بری طرح سے کنفیوژ ہوئی تھی۔۔

"ہیلو مسٹر صائم۔۔۔ یہ پریٹی گرل کون ہے آپ کے ساتھ۔۔۔ تعارف نہیں کروائیں گے ان کا۔۔۔"

ان میں سے ایک قدرے درمیانی عمر کے شخص نے گہری نگاہوں سے سر تا پیر اس نوخیز حسن کی مالک نازک لڑکی کو دیکھتے پوچھا تھا۔۔

وہاں کھڑے افراد میں سے کسی سے بھی اس پر سے نگاہیں نہیں ہٹائی جا رہی تھیں۔۔

اور ان کو اس طرح سے اپنی جانب دیکھتا پا کر الہام کی ہتھیلیاں بھیگنے لگی تھیں۔۔۔

صائم اس کا ہاتھ چھوڑ کر وہاں باقی سب سے ملنے لگا تھا۔۔۔ الہام نے نوٹ کیا تھا کہ وہ وہاں کھڑی دونوں عورتوں سے بغل گیر ہوا تھا۔۔

الہام کے چہرے کی رنگت سرخ ہوئی تھی۔۔۔ یہ کونسی دنیا تھی۔۔۔ وہ تو اس سب سے ناواقف تھی۔۔۔

"یہ میری فیانسی ہے الہام۔۔۔ اور الہام یہ میرے بزنس پارٹنر مسٹر تابش ہیں۔۔۔ ہمارے بہت خاص اور بہترین دوست۔۔۔"

صائم نے باری باری سب سے اس کا تعارف کروایا تھا۔۔۔ جس دوران تابش صاحب نے اس سے مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا تھا۔۔۔

الہام نے گھبرا کر صائم کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ جس نے سر کی جنبش سے اسے ہاتھ ملانے کو کہا تھا۔۔۔

الہام نے حیرت و بے یقینی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ وہ اسے غیر مردوں سے ہاتھ ملانے کو کہہ رہا تھا۔۔۔

الہام نے کانپتا ہوا ہاتھ آگے بڑھایا تھا۔۔۔ جسے تابش نے بہت مضبوطی سے اپنی گرفت میں لیا تھا۔۔۔

"بہت سافٹ ہیں آپ کی فیانسی مسٹر صائم۔۔۔بہت لکی ہیں آپ ویسے۔۔۔"

تابش نے اس کے ہاتھ کو کافی دیر تھامے رکھا تھا۔۔ الہام نے ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کی تھی۔۔ مگر وہ چھوڑ ہی نہیں رہا تھا۔۔۔

وہاں صائم سمیت سبھی افراد کے لبوں پر دبی دبی مسکان تھی۔۔۔

الہام کی آنکھوں میں نمی آن ٹھہری تھی۔۔

"تابش صاحب بس کریں۔۔ ہمیں بھی محسوس کرنے کا موقع دیں۔۔۔"

وہاں کھڑے الطاف صاحب نے پر مزاح لہجے میں کہا تھا۔۔۔ جس پر تابش نے نہ چاہتے ہوئے بھی اس کا ہاتھ چھوڑ دیا تھا۔۔۔

"صائم صاحب آپ کے کام کی پروگریس کافی اچھی ہے۔۔۔ آپ کے ساتھ آگے کے پراجیکٹس کرنا چاہے گی میری کمپنی۔۔۔ امید ہے آپ کو کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔۔۔"

الہام کو دیکھتے تابش نے آخر میں صائم کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

"جی جی تابش صاحب کیوں نہیں۔۔۔؟ میرے لیے تو اعزاز کی بات ہے آپ کے ساتھ کام کرنا۔۔۔"

صائم تو خوشی سے جیسے اچھل پڑا تھا۔۔۔

"بس آپ کو بھی دھیان رکھنا ہو گا آگے ہماری خوشی کا۔۔۔"

تابش کی نظریں الہام سے ہٹ ہی نہیں رہی تھیں۔۔۔باقی سب بھی گاہے بگاہے اس پر شکوہ حسین کو تکے جارہے تھے۔۔۔

الہام کو ان کی نگاہیں اپنے وجود میں چھبتی محسوس ہو رہی تھیں۔۔
وہ بار بار صائم کیطرف دیکھ رہی تھی۔۔

اسے یہاں نہیں رہنا تھا۔۔۔جانا تھا یہاں سے۔۔۔

مگر صائم اس کی طرف سے بالکل انجام بنا کھڑا تھا۔۔۔

"بالکل۔۔۔آپ کی خوشی سر آنکھوں پر۔۔۔"

صائم کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔۔پہلے ہی مقام پر ایسی کامیابی۔۔۔اسے امید نہیں تھی۔۔۔

اسی لمحے انٹرنس پر ہلچل سی ہوئی تھی۔۔۔

"لگتا ہے آج کی پارٹی کے چیف گیسٹ تشریف لا چکے ہیں۔۔۔"

وہاں کھڑی ہما نے انٹرنس پر آن کھڑے ہوتے گارڈز کو دیکھتے کہا تھا۔۔باقی سب کی نظریں بھی جیسے اس جگہ پر جم کر رہ گئی تھیں۔۔

الہام کو اب سمجھ میں آیا تھا کہ یہ پارٹی اس کے اعزاز میں تو بالکل بھی نہیں رکھی گئی تھی۔۔

نہ یہ پارٹی ارینج کرنے والا صائم تھا۔۔۔

اس نے عائمہ بیگم کے آگے جھوٹ بولا تھا۔۔۔ مگر اس نے ایسے کیوں کیا تھا۔۔۔

جس پارٹی میں اس کا کوئی کام نہیں تھا۔۔۔ وہ کسی کو جانتی نہیں تھی۔۔۔

اتنے عجیب قسم کے لوگوں کے بیچ وہ اسے کیوں لایا تھا۔۔۔

کچھ دیر بعد انٹرنس پر ایک دم سے رش سا بن گیا تھا۔۔۔ شاید کوئی بڑی شخصیت آئی تھی۔۔

جس سے ملنے کا موقع ڈھونڈتے سب لوگ اس کی طرف جا رہے تھے۔۔۔

صائم بھی اسی جانب بڑھا تھا۔۔۔ جب الہام نے روہانسے لہجے میں اسے پکارا تھا۔۔۔

"صائم مجھے یہاں بالکل بھی اچھا نہیں لگ رہا۔۔ پلیز مجھے گھر بھجوا دو۔۔۔"

اس کی بات پر صائم نے پلٹ کر اسے گھورا تھا۔۔

"یہ کیا بچوں والی بات ہوئی الہام۔۔۔ کیوں اچھا نہیں لگ رہا

تمہیں۔۔۔ سب لوگ اتنے اچھے ہیں۔۔۔ تم پہلی بار آئی ہو

یہاں۔۔ پھر بھی اتنے اچھے سے بات کر رہے ہیں۔۔

اور تم ایسے نخرے کر رہی ہو۔۔۔

یہ بہت غلط بات ہے۔۔۔ مجھے تم سے ایسی امید نہیں تھی۔۔۔"

صائم نے اس کی بات کی جواب میں خفگی کا اظہار کرتے کہا تھا۔۔۔

جس پر اس کی جانب بے یقینی سے دیکھتی الہام کے گال پر نمی آن

ٹھہری تھی۔۔۔

"میں نخرے نہیں کر رہی صائم۔۔۔یہ بہت عجیب لوگ ہیں۔۔۔

تم نے دیکھا اس شخص نے کیسے میرا ہاتھ پکڑا۔۔۔تم نے انہیں روکا

بھی نہیں۔۔

مجھے اچھا نہیں لگا۔۔۔سب لوگ ایسے عجیب نظروں سے دیکھ رہے

تھے۔۔۔"

الہام اسے اپنی پریشانی بتاتے ہوئے بولی تھی۔۔

جس پر صائم مزید بھڑک گیا تھا۔۔۔

"تم یہ کیسی باتیں کر رہی ہو۔۔ہاتھ ملانے میں کیا بری بات ہے۔۔۔ کیسی دقیانوسی باتیں کر رہی ہو تم۔۔ آج کل یہ تو بہت نارمل بات ہے۔۔۔

تم نے دیکھا نہیں ان کی بیویاں کیسے ملی مجھ سے۔۔ ان کو تو کوئی اعتراض نہیں تھا۔۔ تمہیں اگر یہ لگ رہا ہے کہ تم اس وقت اس پارٹی کی سب سے حسین لڑکی کو تو اس خوش فہمی میں رہ کر میرے معزز دوستوں پر ایسا الزام لگانے کی بالکل بھی ضرورت نہیں ہے۔۔

دیکھو آس پاس۔۔۔ حسین سے حسین ترین لڑکیاں ہیں اس پارٹی میں۔۔

ہم ایک جگہ کھڑے تھے۔۔ بات کر رہے تھے تو ان کی نظر پڑ گئی ہو گی تم پر۔۔ اس میں اتنا ایشو بنانے والی کوئی بات نہیں ہے

الہام۔۔۔

مجھے تم سے ایسے امید نہیں تھی۔۔۔ تم جانا چاہتی ہو تو میں ڈرائیور کو بلا کر تمہیں بھجوا دیتا ہوں۔۔۔

مگر دوبارہ تمہیں کبھی کہیں اپنے ساتھ لے کر نہیں جاؤں گا۔۔۔

اگر تمہاری یہی سوچ رہی تو۔۔۔"

صائم نے اس کی ذراسی بات پر اسے کافی باتیں سنادی تھیں۔۔۔ اور

ناراض بھی اس پر ہو رہا تھا۔۔۔

اس کی اتنی لمبی تقریر اور اس کا مرجھایا چہرا دیکھ کر اس پل الہام کو

یہی لگا تھا کہ شاید وہی غلط ہے۔۔۔

کچھ زیادہ اوور ری ایکٹ کر رہی ہے۔۔

"اوکے۔۔۔ آئم سوری۔۔۔ مجھے ایسے نہیں بولنا چاہیے تھا۔۔ تم

ناراض مت ہو۔۔۔ میں کہیں نہیں جا رہی۔۔۔ تمہارے ساتھ

پارٹی ختم ہونے کے بعد ہی جاؤں گی۔۔۔"

اپنی ماں کی ساری نصیحتیں یاد کرتے اسے ایک دم سے احساس ہوا تھا کہ اگر صائم کو ناراض کیا تو مام ناراض ہو جائیں گی۔۔

جو وہ کسی صورت نہیں چاہتی تھی۔۔۔اسی خاطر اس نے اپنے آپ کو مزید یہاں رکنے کے لیے راضی کر لیا تھا۔۔

وہ شخصیت کو ابھی تھوڑی دیر پہلے آئی تھی۔۔۔اس سے ملنے کے لیے ابھی بھی لوگوں کا جھمکٹا لگا ہوا تھا۔۔

"ایوری ون۔۔۔ آج کی تقریب کے ہمارے خصوصی مہمان دارِم ہاشمی تشریف لا چکے ہیں۔۔۔ ہم ان کو تہہ دل سے خوش آمدید کہتے ہیں۔۔۔

انہوں نے اپنا قیمتی وقت ہمیں دیا۔۔۔ اور ہماری محفل جو چار چاند لگا دیئے ہیں اپنی موجودگی سے۔۔۔"

سٹیج پر مائیک اٹھائے کھڑی لڑکی جوش و خروش سے بول رہی تھی۔۔

اس کی بات پر الہام نے نظریں اٹھا کر اس رش والی جگہ کو دیکھنے کی کوشش کی تھی۔۔۔ مگر وہ خصوصی مہمان کون تھا اسے سمجھ نہیں آئی تھی۔۔

لیکن وہ یقیناً کوئی بڑی شخصیت تھا۔۔۔ جس سے ملنے کے لیے وہاں کھڑے بڑے بڑے بزنس مین بھی لائنوں میں لگ چکے تھے۔۔۔

صائم بھی بہت کوشش کرتا رہا تھا وہاں تک پہنچنے کی۔۔۔ مگر رش اتنا تھا کہ وہ جا نہیں پایا تھا۔۔۔

مگر اس کے چہرے سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ کتنا بے قرار تھا اس ملاقات کے لیے۔۔۔

کافی دیر بعد جا کر رش کم ہوا تھا۔۔۔ لوگ ادھر ادھر ہٹنے لگے تھے۔۔۔

"آؤ اس وقت بزنس کی دنیا کا سب سے بڑا نام دارِم ہاشمی سے ملواتا ہوں تمہیں۔۔۔"

صائم اس کا ہاتھ پکڑے اسے کچھ کہنے کا موقع دیئے بغیر اس جانب چل پڑا تھا۔۔۔

جبکہ وہ یہی سوچ رہی تھی کہ وہ بھلا اس شخص کو مل کر کیا کرے گی۔۔ لیکن اب وہ صائم کو منع کر کے پھر سے ناراض نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

"السلام وعلیکم سر۔۔۔ میرا نام صائم ارشاد ہے۔۔۔ ارشاد گروپ آف انڈسٹریز کا اونر۔۔۔۔"

صائم نے اس کی جانب ہاتھ بڑھاتے اپنا تعارف کروایا تھا۔۔۔

الہام نے نگاہیں اٹھا کر اس سامنے کھڑے شخص کو دیکھا تھا۔۔۔وہ کسی اور سے بات کر رہا تھا۔۔۔

صائم کے مخاطب کرنے کی وجہ سے اس کی جانب پلٹا تھا۔۔

کریم کلر کے تھری پیس سوٹ میں ملبوس دراز قد اور ساحرانہ شخصیت کا مالک دارِم ہاشمی چہرے پر مغروریت سجائے اجنبی نگاہوں سے صائم کی جانب دیکھتے اس کا ہاتھ تھام گیا تھا۔۔۔

جتنا رخ لگا ہوا تھا اس شخص کے لیے اس کی شخصیت میں اس کا معیار واضح جھلک رہا تھا۔۔۔

صائم اس کے سامنے کھڑا ہو کر بہت خوش ہو رہا تھا۔۔

"سوری مسٹر میں نے آپ کی کمپنی کا نام پہلی بار سنا ہے۔۔۔"

ویٹر کے ٹرے بڑھانے پر مشروب کا گلاس اٹھاتے وہ شخص اپنی مخصوص سر مزاجی سے بولا تھا۔۔

اس کی سیاہ طلسماتی نگاہیں بہت گھمنڈی سی تھیں۔۔ وہ ایسے سینہ چوڑا کیے کھڑا تھا۔۔۔ جیسے اس محفل میں اپنی قدر و منزلت سے بہت اچھی طرح واقف ہو۔۔۔

"جی آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں سر۔۔۔ آپ کی کمپنی کے آگے ہماری کمپنی کی تو کوئی حیثیت نہیں ہے۔۔۔ ہم بس کوشش کر رہے ہیں کہ کسی طرح آپ کی کمپنی کے قریب پہنچ سکیں۔۔"

صائم کا لہجہ خوشامدی تھا۔۔۔ الہام اس کے پیچھے چھپی کھڑی تھی۔۔

وہاں دارم ہاشمی کے آس پاس کافی لوگ کھڑے تھے۔۔۔ جن کی نگاہیں اسے خود لے مرکوز دکھائی دی تھیں۔۔ وہ پھر سے پزل ہونے لگی تھی۔۔۔

وہ صائم کے پیچھے کھڑی ہونے کی وجہ سے دارم ہاشمی کی نگاہوں سے بچی ہوئی تھی ابھی۔۔۔

"کوشش کرتے رہیے مسٹر۔۔۔"

وہ جواباً اتنا ہی بولا تھا۔۔۔

اس شخص کی جانب سے ایسی ہی توقع تھی صائم کو۔۔۔اس نے سن رکھا تھا کہ دارم ہاشمی اتنے آرام سے کسی کو منہ نہیں لگاتا تھا۔۔

"یہ میری فیانسی ہیں الہام۔۔۔کل ہی منگنی ہوئی ہماری۔۔۔"

صائم کو اچانک سے اس کو خیال آیا تھا۔۔۔جب اس نے الہام کی کمر میں بازو حمائل کرتے اسے اپنے مقابل کھڑا کیا تھا۔۔۔

اس کی حرکت پر الہام کے چہرے کی رنگت سرخ ہوئی تھی۔۔اس نے گھبرا کر صائم کو دیکھا تھا۔۔

جو بہت نارمل مسکراہٹ کے ساتھ کھڑا تھا۔۔۔ جبکہ اب باقی مردوں کے ساتھ ساتھ دارم ہاشمی کی نگاہوں کا مرکز بھی بننے پر اس کی حالت اور بھی زیادہ خراب ہوئی تھی۔۔

"مبارک ہو آپ کو۔۔۔ کافی خوبصورت ہیں آپ کی فیانسی۔۔۔"

دارم ہاشمی نے گلاس لبوں سے لگاتے جس انداز میں یہ الفاظ ادا کیے تھے۔۔۔ الہام کا سر مزید جھک گیا تھا۔۔

جبکہ صائم کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں رہا تھا۔۔ دارم ہاشمی کو بھی اگر وہ پسند آجاتی تو اس کی تو لاٹری نکل آنی تھی۔۔

"شکریہ سر۔۔۔یہ بھی اب آفیشلی میرے ساتھ بزنس میں شامل ہو چکی ہیں۔۔۔اب سب جگہ میرے ساتھ ہی آئیں گی۔۔۔"

صائم نے دبے الفاظ میں وضاحت دی تھی۔۔۔

الہام نے سب سے نظر بچاتے صائم کا ہاتھ اپنی کمر سے ہٹانا چاہا تھا۔۔۔ مگر وہ ایسا کرنے کو تیار نہیں تھا۔۔

اوپر سے سامنے کھڑے شخص کی گرم نگاہیں اسے مزید گھبراہٹ میں مبتلا کر رہی تھیں۔۔

وہ بھی باقی مردوں کی طرح اسے سر سے پیر تک ایکسرے کرتی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

"اوہ رئیلی۔۔۔ ہمیں تو خوشی ہوتی ہے۔۔ اپنے ملک کی خواتین کو ایسے باہر نکل کر مردوں کے شانہ بشانہ کام کرتے دیکھ کر۔۔۔"

دارم کے ساتھ کھڑا شخص بھی الہام کے اس نوخیز حسن کو دیکھتے لال ٹپکا گیا تھا۔۔۔

اس کی بات پر دارم ہاشمی کا زور دار قہقہہ گونجا تھا۔۔

"قریشی صاحب آپ نے اپنے دل کی بات کی ہے۔۔ مگر الفاظ میں ردوبدل کر کے۔۔۔ آپ کو عورتیں کام کرتی پسند ہیں۔۔۔ مگر وہ عورتیں ان محترمہ جیسی ہونی چاہیئے۔۔۔ اور کام آپ کی پسند کا ہو۔۔۔"

دارم ہاشمی کے لہجے میں عجیب سی کاٹ تھی۔۔۔جو شاید صرف الہام نے ہی نوٹ کی تھی۔۔

اس نے نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔۔جو بہت عجیب نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔

اس کی بات پر صائم سمیت وہاں کھڑے سارے مرد ہنس پڑے تھے۔۔جبکہ ان کی باتوں کے مفہوم سے انجان الہام بہت ان کمفرٹیبل ہو رہی تھی۔۔۔

"چہرے دیکھ کر دلوں کے بھید جان لیتے ہیں آپ دارم صاحب۔۔۔اسی وجہ سے تو اتنے کامیاب ہیں۔۔۔"

قریشی صاحب نے ہنستے ہوئے کہا تھا اور الہام کی جانب بڑھے تھے۔۔۔

"سر بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں۔۔۔ الہام کافی کاپریٹو لڑکی ہے۔۔"

صائم بہت آرام سے اپنی فیانسی کو پلیٹ میں سجا کر ان لوگوں کے آگے پیش کر رہا تھا۔۔

الہام کو ابھی تک ٹھیک سے معاملہ سمجھ نہیں آیا تھا۔۔ جو صائم کی نیت تھی۔۔۔ اس کے بارے میں الہام خواب میں بھی نہیں سوچ سکتی تھی۔۔

"یہ تو آزمانے کے بعد ہی پتا چلے گا مسٹر صائم۔۔۔"

قریشی صاحب نے الہام کی جانب جھکتے کہا تھا۔۔۔اس کی دلفریب مہک کو محسوس کیا تھا۔۔۔اور الہام جیسے اپنی جگہ ہل گئی تھی۔۔

اس شخص نے اسے چھوا نہیں تھا۔۔۔مگر اس کے بے پناہ قریب آیا تھا۔۔۔الہام کی روح کانپ گئی تھی ایک لمحے کے لیے۔۔۔

دارم ہاشمی نے زہریلی نگاہوں سے اس لڑکی کو دیکھا تھا۔۔۔جو بظاہر دیکھنے میں بہت معصومیت اور ناسمجھی کا مظاہرہ کر رہی تھی۔۔

مگر اس فیلڈ میں ایسی بہت لڑکیاں دیکھی تھیں اس نے۔۔۔جو صرف دولت کی لالچ میں خود کو ایسے دوسرے مردوں کے آگے پیش کر دیتی تھیں۔۔

یہ لڑکی بھی انہیں میں سے تھی۔۔۔بس اس نے شرم وحیا اور معصومیت کی چادر چڑھا رکھی تھی اپنے اوپر۔۔۔

جس سے مرد زیادہ اٹریکٹ ہوتے تھے۔۔۔وہ کافی زیادہ حسین تھی۔۔ تمام ہتھیاروں سے لیس ہو کر وہ اپنے فیانسی کے ساتھ میدان میں اتری تھی۔۔

یہاں بہت سارے لوگ ایسے ہی کام کرتے تھے۔۔۔سیاہ سفید کر کے اور اپنی عورتوں کو پیش کر کے۔۔۔

الہام نے ایک جھٹکے سے صائم کو بازو ہٹایا تھا اور تیز قدموں سے وہاں سے نکل گئی تھی۔۔

وہ راستے میں کسی سے ٹکرائی بھی تھی۔۔اس کا پیر بھی ساڑھی میں الجھا تھا۔۔۔مگر اسے کسی بھی بات کا ہوش نہیں تھا۔۔

وہ بس ان گھٹیا لوگوں اور نگاہوں سے دور جانا چاہتی تھی۔۔کہیں چھپ جانا چاہتی تھی۔۔

وہ بھاگتی ہوئی باہر آئی تھی۔۔۔اسے یہ بھی یاد نہیں تھا کہ صائم نے گاڑی کہاں کھڑی کی تھی۔۔۔

وہ گیٹ کے ایک سائیڈ پر کھڑی ہوتی چہرا دونوں ہاتھوں میں چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔

"بی بی جی۔۔۔"

کافی دیر بعد اسے اپنے قریب ایک آواز سنائی دی تھی۔۔۔اس نے گھبرا کر چہرا اٹھاتے دیکھا تھا۔۔

وہ فضل تھا۔۔۔ان کے گھر کا ڈرائیور۔۔۔

اس کی جانب ایک نظر ڈال کر وہ نگاہیں جھکا گیا تھا۔۔اس کی ساڑھی پوری طرح سے الجھ چکی تھی۔۔۔اس نے دونوں ہاتھوں سے اسے اپنے گرد لپیٹ رکھا تھا۔۔۔

"صائم صاحب نے کال کی تھی کہ آپ کو لے جاؤں۔۔۔"

فضل کی بات پر وہ اپنی سسکیوں کو لبوں میں دباتی اس کے ساتھ چل پڑی تھی۔۔

"کیا اس سے پہلے بھی کسی پراجیکٹ میں انوالو رہی ہیں آپ کی فیانسی آپ کے ساتھ۔۔۔؟"

دارم ہاشمی نے سرسری سا پوچھا تھا۔۔۔ مگر اس کو نجانے کیوں اس لڑکی سے سخت چڑ محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

جو معصوم بننے کا ناٹک کرتی رہی تھی اتنی دیر سے۔۔ یہاں تک آ گئی تھی ایسا بے ہودہ لباس پہن کر۔۔۔ اپنی مرضی سے اپنے فیانسی کے ساتھ مردوں کے سامنے اپنے وجود کی نمائش کروا رہی تھی۔۔

مگر ان کے سامنے ایسے بن گئی تھی جیسے بہت ہی کوئی نیک پروین ہو۔۔۔

"نہیں سر اس سے پہلے تو کبھی نہیں ہوئی۔۔ یہ فرسٹ ٹائم ہے۔۔۔ اسے بہت شوق ہے ایسی پارٹیز میں آنے کا۔۔ کافی بولڈ لڑکی ہے۔۔۔ ابھی آپ جیسی شخصیت کے آگے تو اچھے خاصے مرد بھی گھبرا جاتے ہیں۔۔۔

وہ بھی تھوڑی پزل ہو گئی۔۔ مگر اگلی بار ایسا نہیں ہو گا۔۔۔ آپ بس ایک موقع دے دیں۔۔۔"

صائم دبے لفظوں میں اسے آفر کر رہا تھا۔۔۔ اس کے بدلے میں اگر اسے دارم ہاشمی کی کمپنی کا پراجیکٹ مل جاتا تو اس کے وارے نیارے ہو جانے تھے۔۔

اس بارے میں سوچ کر ہی وہ پھولے نہیں سما رہا تھا۔۔ دارم ہاشمی نے الہام میں انٹرسٹ لیا تھا۔۔۔ بہت زیادہ نہیں مگر کچھ حد تک۔۔۔

اتنا ہی کافی تھا اس کے لیے۔۔۔

الہام نے یہاں سے جانے کی کو غلطی کی تھی۔۔۔ اس پر دارم کی ناگواری صائم نے نوٹ کی تھی۔۔۔

"مسٹر صائم ارشاد۔۔۔ موقع ملتے نہیں ہیں۔۔۔ انہیں حاصل کرنا پڑتا ہے۔۔ کوشش کرنی پڑتی ہے۔۔۔ اگر اہلیت اور قابلیت نہ ہو تو قربانی دینی پڑتی ہے۔۔۔"

دارم ہاشمی نے اسے سرد نگاہوں سے دیکھا تھا۔۔۔اور وہاں سے ہٹ گیا تھا۔۔۔

"کیا قیمت ہے اس لڑکی کی۔۔۔۔ آج سے پہلے اسے دیکھا نہیں کبھی۔۔۔لگتا ہے نئی آئی ہے مارکیٹ میں۔۔۔اتنے وقت سے سٹرگل کر رہے تھے یہ ارشاد انڈسٹریز والے۔۔۔بڑی پلاننگ کے ساتھ اب یہ آئٹم لانچ کیا ہے۔۔

اگر دارم ہاشمی کا موڈ بن گیا تو ان لوگوں کی تھکی ہوئی قسمت بھی چمک اٹھے گی۔۔۔۔"

وہاں آس پاس کھڑے لوگ باتیں کر رہے تھے۔۔ جن میں سے کچھ باتیں دارم کے کان میں بھی پڑی تھیں۔۔

اسے شدید نفرت تھی ایسی عورتوں سے۔۔۔ جو اس طرح سے اپنی تشہیر کرتی تھیں۔۔۔ عورت ذات کے وقار کو پیروں تلے روندنے والی عورتیں عزت کے قابل بالکل بھی نہیں تھیں۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

وہ بیڈ کراؤن سے سر ٹکائے بیٹھی تھی۔۔ پوری رات اس کی آنکھوں میں کٹ گئی تھی۔۔

صائم نے اس کے ساتھ ایسا کیوں کیا تھا۔۔۔ اسے ایسی جگہ پر کیوں لے کر گیا تھا۔۔۔ اور صائم کا اپنا جو بی ہیویئر تھا۔۔۔ وہ سمجھ نہیں پائی تھی۔۔۔

اسے ابھی ان سب مردوں کی نظریں اپنے وجود پر جمی محسوس ہوئی تھیں۔۔ سکڑ سمٹ کر بیٹھتے اس نے اپنے وجود کے گرد بانہوں کا حصار قائم کر رکھا تھا۔۔۔

وہ نجانے کتنی بار رو چکی تھی۔۔۔

دارم ہاشمی وہ واحد انسان تھا وہاں جس نے اسے حقارت بھری نگاہوں سے دیکھا تھا۔۔۔باقی سب اسے ہوس پرست نگاہوں سے دیکھتے رہے تھے۔۔

عورت ذات اپنے اوپر اٹھتی تمام نگاہوں کو پہچاننے کی حس رکھتی تھی۔۔

اسے بھی کچھ حد تک سمجھ آ چکا تھا۔۔۔وہ اب بس اپنی ماں سے بات کرنا چاہتی تھی۔۔اور انہیں بتانا چاہتی تھی کہ صائم اسے کیسی جگہ پر لے کر گیا تھا۔۔۔

گھڑی پر ٹائم دیکھتے وہ اٹھ کر باہر کی جانب بڑھی تھی۔۔۔عائمہ بیگم جلدی اٹھ جاتی تھیں۔۔۔

وہ نیچے آئی تھی۔۔۔جب وہ اسے لاونج میں سر ہاتھوں میں گرائے روتی ہوئی نظر آئی تھیں۔۔۔

ان کے آس پاس لاونج کا سارا سامان بکھرا ہوا تھا۔۔۔کانچ کے ڈیکوریشن پیس ٹوٹ کر بکھرے ہوئے تھے۔۔۔عائمہ بیگم کے ہاتھ سے خون بہہ رہا تھا۔۔۔الہام کا دل دہل گیا تھا۔۔۔

"مام۔۔۔مام کیا ہوا ہے آپ کو۔۔۔؟"

ان کے پاس آتے وہ تشویش سے بولی تھی۔۔۔جب اس کی آواز سنتے انہوں نے اسے اپنے ساتھ لگالیا تھا اور رونے لگی تھیں۔۔

"مام کیا ہوا ہے۔۔۔آپ ایسے کیوں رو رہی ہیں۔۔۔پلیز بتائیں مجھے فکر ہو رہی ہے۔۔۔۔"

ان کو اس طرح سے روتے دیکھ کر الہام کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔۔
وہ اپنی ماں سے بہت زیادہ پیار کرتی تھی۔۔
ان کو ایسے بالکل بھی نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔۔

"تمہارا وہ گھٹیا باپ آیا تھا ابھی تھوڑی دیر پہلے۔۔۔ پھر سے پیسوں کی ڈیمانڈ کر رہا تھا۔۔۔ ایک مہینہ پہلے اس نے مجھے دھمکیاں کر مجھ سے اتنی ساری رقم لی ہے۔۔۔

میں اکیلی عورت اس کی دھمکیوں سے ڈر کر اس کے ہاتھ پیسے رکھ دیتی ہوں۔۔ اس خوف سے کے کہیں وہ تمہیں نہ چھین لے مجھ سے۔۔۔

جیسے میرا سودا کیا تھا۔۔ ویسے تمہارا سودا نہ کر دے۔۔۔ تم اپنی آنکھوں سے دیکھ چکی ہو وہ کتنا سفاک انسان ہے۔۔۔ اور آج دیکھو پیسے دینے سے انکار کرنے پر اس نے مجھ پر ہاتھ بھی اٹھایا۔۔۔

دھمکی دے رہا تھا کہ اگر اس کی منہ مانگی رقم نہ دی اسے تو وہ تمہیں

زبردستی اٹھا کر لے جائے گا۔۔"

عائمہ بیگم روتے ہوئے بول رہی تھیں۔۔۔اور اس کے دل میں

اس شخص کے لیے نفرت کئی گنا بڑھ گئی تھی۔۔اس نے کئی بار اپنی

آنکھوں سے دیکھا تھا۔۔وہ شخص یہاں آ کر طلاق کے بعد بھی

اس کی ماں کو بہت ٹارچر کرتا تھا۔۔۔

ایک بار تو اس کی بھی کلائی کاٹ دی تھی۔۔۔اس کی ماں کو تکلیف

دینے کی خاطر۔۔۔

وہ شخص اس کا باپ کہلانے لائق نہیں تھا۔۔۔ وہ شدید نفرت کرتی تھی اس سے۔۔

جو اس کی ماں کی محنت کی کمائی کو ایسے چھین کر لے جاتا تھا۔۔۔

"مام بس بہت ہو گیا۔۔۔ بہت سہہ لیا آپ نے۔۔۔ اب مزید نہیں۔۔۔ آپ پولیس کو کال کریں اور انہیں بتائیں۔۔ وہ انسان آپ کے ساتھ کیا کر رہا ہے۔۔۔ اسے سلاخوں کے پیچھے ہونا چاہیے۔۔۔"

الہام نے ماں کی تکلیف پر روتے ہوئے کہا تھا۔۔۔ اور ان کے ہاتھ پر بینڈیج کی تھی۔۔۔

"نہیں بیٹا۔۔۔ ہم ایسا نہیں کر سکتے۔۔۔ وہ بہت خطرناک انسان ہے۔۔۔ وہ تمہیں مجھ سے چھین لے گا۔۔ بہت غلط لوگوں کے ساتھ تعلقات ہیں اس کے۔۔۔ ہم ایسا کچھ نہیں کر سکتے۔۔

ہمیں بس یہ سب سہنا ہے اس وقت تک۔۔ جب تک تم اپنے پیروں پر کھڑی نہیں ہو جاتی۔۔۔ میں نے جو بھاری رقم بھائی صاحب کے بزنس میں انویسٹ کی ہے۔۔۔

میں چاہتی ہوں کہ تم اس بزنس کو سنبھالو۔۔۔ کچھ تجربہ ہو گا تو ہم اپنا کام شروع کریں گے۔۔۔

ابھی تک تو بھائی صاحب کا بزنس بھی خسارے میں چل رہا ہے۔۔

لیکن صائم جس محنت اور لگن سے کام کر رہا ہے۔۔

ہم سب پر امید ہیں کہ جلد سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔"

عائمہ بیگم کے لہجے میں امید تھی۔۔۔ان کی بھیگی آنکھوں میں اس

بات کو لے کر چمک دیکھ الہام اپنی جگہ ساکت ہوئی تھی۔۔

وہ کیا کہنے آئی تھیں انہیں۔۔۔اور یہاں۔۔۔یہاں وہ اس سے کیا

امیدیں لگائے بیٹھی تھیں۔۔

"پریشان مت ہو میرے لیے۔۔۔مُجھے تو اب عادت ہو گئی ہے یہ

سب سہنے کی۔۔۔یہ نئی بات نہیں ہے۔۔۔تمہارا باپ ہمیشہ سے

ایسے ظلم کرتا آیا ہے مجھ پر۔۔ تم بس صائم کے ساتھ اب آفس جانا بھی شروع کر دو۔۔۔

ویسے کل کی پارٹی کیسی رہی۔۔۔ صائم نے تمہیں اپنے سرکل سے متعارف کروایا۔۔۔ کیسے لوگ تھے وہاں سب۔۔۔"

اسے پریشان دیکھ وہ اپنا موڈ بحال کرتے اب کی بار نارمل لہجے میں بولی تھیں۔۔

"وہ پارٹی صائم نے نہیں رکھی تھی مام۔۔۔ وہ کوئی آفیشل بزنس پارٹی تھی۔۔۔"

الہام نے ان کو بتانا چاہا تھا۔۔۔ مگر وہ انہیں پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔اس لیے جھجھک رہی تھی۔۔۔

"ہاں بھابی نے مجھے بتایا تھا کہ وہ صرف صائم نے نہیں ارینج کی۔۔۔ باقی چھ سات لوگ بھی شامل تھے اسے آرگنائز کروانے میں۔۔۔ اتنی بڑی پارٹی کا خرچہ اٹھانا کسی ایک کمپنی کے لیے مشکل ہوتا ہے۔۔تو اسے بہت سے لوگوں نے سپانسر کیا تھا۔۔۔"

عائمہ بیگم کی بات سمجھتے وہ سر ہلا گئی تھی۔۔۔اس طرف تو اس کا دھیان ہی نہیں گیا تھا۔۔۔

"وہاں لوگ کیسے لگے تمہیں۔۔۔؟ کسی سے کوئی جان پہچان یا دوستی بنی۔۔۔ اب تمہیں بھی اسی سرکل کا حصہ بننا ہو گا۔۔ تو لوگوں سے گلنا ملنا ہو گا تمہیں۔۔

امیر کبیر رئیس لوگ ہوتے ہیں یہ۔۔ ذرا سی بات یا برا بی ہیویئر برداشت نہیں کرتے۔۔۔"

عائمہ بیگم کی بات پر الہام نے نظریں جھکالی تھیں۔۔۔ آنکھوں کے سامنے ایک دم سے دارم ہاشمی کی ناگواریت میں ڈوبی سیاہ آنکھیں آن ٹھہری تھیں۔۔۔ وہ بے چینی سے پہلو بدل کر رہ گئی تھی۔۔۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ انہیں بتائے یا نہیں۔۔۔

لیکن جو کچھ اس نے محسوس کیا تھا وہ اپنی ماں کو بتانا چاہتی تھی۔۔۔

خود پر بہت صبر کرنے کے بعد آخر کار وہ ان کے ہاتھ تھام کر ان پر اپنا چہرا رکھتی انہیں بتا گئی تھی۔۔۔

"مام مجھے ان لوگوں کے بیچ بہت عجیب لگا۔۔۔ ان کی نگاہیں مجھے اپنے وجود میں دھنستی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔۔

مجھے ان لوگوں کے بیچ رہنا بالکل بھی اچھا نہیں لگا۔۔ صائم نے مجھے نجانے کیسے کیسے لوگوں سے ملوایا۔۔ میں نے منع بھی کیا۔۔ مگر۔۔ اس نے کہا یہ ضروری ہے۔۔ کیا غیر مرد ایسے ہوتے ہیں۔۔۔ وہ عورتوں کے ساتھ ایسے پیش آتے ہیں۔۔۔

ماموں جان اور صائم تو ایسا نہیں کرتے کبھی۔۔۔"

الہام کی بات پر عائمہ بیگم نے کچھ دیر خاموشی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔اور پھر تلخی سے مسکرادی تھیں۔۔۔

"یہ تو اس کا ایک پرسنٹ بھی نہیں ہے الہام۔۔۔جو میں نے جھیلا ہے۔۔۔ تمہیں ایک آزاد اور پُرسکون زندگی دینے کی خاطر میں نے کیسی کیسی نوکریاں کی ہیں تم سوچ بھی نہیں سکتی۔۔۔

جب تم صرف دو سال کی تھی تو تمہارے باپ نے مجھے طلاق دے کر گھر سے نکال دیا تھا۔۔۔ تمہیں قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔۔

میرے ماں باپ تو مر چکے تھے۔۔ کوئی بہن بھائی نہیں جو سہارا دیتا۔۔

بہت مشکل وقت دیکھا تھا میں نے۔۔۔ کتنے درندوں سے اپنی عزت کیسے بچا کر رکھی میں جانتی ہوں۔۔

ہمارے معاشرے میں اکیلی عورت کا گزارہ کرنا بہت مشکل ہے۔۔۔ اور تم تو خوش قسمت ہو کہ تمہیں صائم کا ساتھ ملا ہے۔۔۔

وہ بہت اچھا ہے۔۔۔ جو تمہیں اپنے ساتھ خود مختار بنانا چاہتا ہے۔۔۔ ورنہ اسے کیا تھا۔۔ ہمارا حصہ بھی رکھ لیتا۔۔۔ اور سو کولڈ غیرت مند مرد بن کر تمہیں گھر پر بیٹھا دیتا۔۔۔

پھر ساری زندگی تم بھی اپنے شوہر کی محتاجی بھری زندگی گزارتی۔۔۔ اب وہ دور ختم ہو گیا ہے۔۔ اب عورتوں کو بھی اتھا مضبوط بننا ہو گا۔۔۔

ورنہ گزارہ ممکن نہیں ہے۔۔۔ مردوں کی نگاہوں سے گھبرا کر اور سہم کر نہیں۔۔۔ ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرو۔۔۔۔

میں تمہیں ایسے ہی مضبوط اور نڈر دیکھنا چاہتی ہوں۔۔۔ اور جب صائم تمہارے ساتھ ہے۔۔۔ تو وہ تمہارے ساتھ کبھی کچھ غلط نہیں ہونے دے گا۔۔۔

اور غلط کسی نے کرنا بھی کیوں ہے۔۔۔ ہاتھ ملانا اور گلے ملنا تو اب عام ہو چکا ہے اپر کلاس سوسائٹی میں۔۔۔

بلکہ لوگ اس سے بھی زیادہ قربت اپناتے ہیں۔۔۔ اس میں کوئی ایسی بری بات نہیں ہے۔۔۔ دقیانوسی خیالات کے لوگ اس کو بڑی بات بنا لیتے ہیں۔۔۔

انا کا مسئلہ بن جاتا ہے ان کے لیے۔۔۔ ورنہ ہر انسان آزاد ہے اپنی زندگی میں۔۔۔ وہ جب چاہے اپنی خواہشات کے لیے کسی کے بھی قریب جاسکتا ہے۔۔۔

اس کی اپنی زندگی ہے۔۔۔ اس کی اپنی مرضی وہ کیسے گزاریں۔۔۔ میں چاہتی ہوں میری بیٹی اپنی سوچ وسیع کرے۔۔۔

صائم کو تم اسی لیے پسند آئی ہو کیونکہ وہ میرے خیالات سے متاثر ہے۔۔۔ تم میری بیوی ہو تو اسے یہی لگتا ہے تمہاری سوچ بھی میرے جیسی ہو گی۔۔

اپنی ماں کے خلاف جاکر اس نے تم سے منگنی کی ہے۔۔ اس کو خود سے بدگمان نہ ہونے دینا۔۔۔"

عائمہ بیگم اس کا ہاتھ تھامے اسے پیار سے۔۔۔ آج کل کے معاشرے کی حقیقت بتارہی تھیں۔۔

بہت عام انداز میں۔۔۔ ان کی ہر بات پر آنکھیں بند کر کے بھروسہ کرنے والی الہام۔۔۔

اس وقت ان کی باتوں کو سنجیدگی سے سوچتی ان کو ٹھیک ہی ماننے لگی تھی۔۔

اس نے پارٹی میں باقی عورتیں بھی دیکھی تھیں۔۔ کیسے بے تکلف ہو رہی تھیں وہ سب کے ساتھ۔۔۔

وہ اپنی ہی سوچوں میں الجھ چکی تھی۔۔۔ وہ اب تک وہی زندگی گزارتی آئی تھی۔۔۔ جو اس کی ماں نے اسے دی تھی۔۔۔

اب بھی وہ وہی کرنے والی تھی جو وہ اسے کہہ رہی تھیں۔۔۔ مگر نجانے کیوں اس کا ضمیر اسے بے سکون کیے ہوئے تھا۔۔۔

"مُجھے پورا یقین ہے کہ میری بیٹی میرا مان رکھے گی۔۔۔"

عائمہ بیگم نے اس کی پیشانی چومتے کہا تھا۔۔۔ جس پر وہ نم آنکھوں کے ساتھ مسکرا دی تھی۔۔۔

"میری زندگی میں آپ کے سوا کوئی نہیں ہے مام۔۔۔آپ نے مجھے جینا سیکھایا ہے۔۔۔مجھے ایک خوبصورت زندگی دی ہے۔۔۔میری وجہ سے کبھی بھی آپ کو مایوسی نہیں ہو گی۔۔۔"

ان کے ہاتھ چومتے وہ محبت پاش لہجے میں بولی تھی۔۔۔اس کی آنکھوں سے آنسو نکل کر گالوں پر بہنے لگے تھے۔۔

"میں جانتی ہوں ایسا ہی ہو گا۔۔۔"

اس کو اپنے سینے میں بھینچتے وہ مسکرادی تھیں۔۔۔

ان کی آنکھوں میں بھی نمی تھی۔۔۔ان کی گرفت میں عجیب سی مضبوطی تھی۔۔۔

جیسے وہ کبھی بھی اسے خود سے دور نہیں جانے دینا چاہتی ہوں۔۔۔

اپنی ماں کی آغوش میں سکون سے آنکھیں موندتے وہ خود کو حالات کے دھارے پر چھوڑنے کا فیصلہ کر چکی تھی۔۔۔

∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆

"ہم کہاں جا رہے ہیں۔۔۔؟؟"

الہام صائم کے ساتھ گاڑی میں بیٹھی تھی۔۔۔۔وہ پچھلے ایک ہفتے سے اس کے ساتھ آفس بھی جا رہی تھی۔۔

آج شام کو صائم نے اسے تیار رہنے کو کہا تھا۔۔۔وہ جو بھی کہہ رہا تھا۔۔۔الہام عائمہ بیگم کی خاطر اس کی ہر بات مان رہی تھی۔۔

اس رات کے بارے میں صائم نے اس سے کوئی بات نہیں کی

تھی۔۔۔

الہام جو اس دن سوچ کر نکلی تھی کہ صائم سے بالکل بات نہیں

کرے گی۔۔۔

عائمہ بیگم کی باتوں نے اس پر ایسا اثر کیا تھا کہ وہ صائم کے ساتھ پھر

سے پہلے جیسی ہو گئی تھی۔۔۔

اسے لگ رہا تھا جیسے اس نے ہی کچھ زیادہ اوور ری ایکٹ کر دیا

ہے۔۔

"میرے ایک خاص دوست کے گھر۔۔۔اس نے ایک چھوٹی سی گیٹ ٹو گیدر رکھی ہے۔۔۔"

گاڑی سگنل پر رکی تھی۔۔۔جب صائم نے اس کی جانب گہری دلچسپی بھری نگاہوں سے دیکھتے جواب دیا تھا۔۔۔

جو سن کر الہام اثبات میں سر ہلا گئی تھی۔۔۔وہ آج بھی ہمیشہ کی طرح بہت حسین لگ رہی تھی۔۔۔

اس نے کریم کلر کی سکرٹ اور ہلکی ایمبرائیڈری والی ہاف سلیوز شارٹ شرٹ پہن رکھی تھی۔۔۔

بالوں کو جوڑے میں مقید کیے۔۔۔ گلے میں موتیوں کا بہت ہی خوبصورت سا نیکلس پہنے وہ اپنے دلفریب سراپے کے ساتھ نگاہوں کو خیرہ کر رہی تھی۔۔

صائم بار بار اس کی جانب دیکھتے شوخ جملے بول رہا تھا۔۔۔ جس پر وہ شرما کر نظریں جھکا لیتی تھی۔۔۔

صائم کی محبت کا احساس ہر گزرتے دن کے ساتھ بڑھتا جا رہا تھا۔۔۔

وہ اس کا بہت خیال رکھتا تھا۔۔۔ الہام کو عائمہ بیگم کی باتیں ٹھیک لگ رہی تھیں۔۔۔ وہ ایک بہترین مرد تھا۔۔۔ جو اس کے باپ کی

طرح عورت پر روک ٹوک رکھنے والا اور دقیانوسی سوچ کا مالک شکی انسان بالکل بھی نہیں تھا۔۔۔

جو عورتوں کو اپنے فیصلوں کے نیچے دبا کر نہیں رکھتے تھے۔۔۔ بلکہ انہیں اپنے برابر یا اپنے سے آگے رکھتے تھے۔۔۔۔

الہام اب بہت حد تک مطمئن ہو چکی تھی۔۔۔ اسے ہمیشہ کے لیے صائم کا ساتھ چاہیے تھا۔۔۔

اپنے باپ جیسا مرد نہیں۔۔۔ اپنے باپ کے نام پر ہی اسنے جھرجھری سی لی تھی۔۔

گاڑی سگنل پر رکی ہوئی تھی۔۔جب ان کے برابر ایک اور گاڑی آن کھڑی ہوئی تھی۔۔۔

جس میں کچھ لڑکے بیٹھے تھے۔۔انہوں نے اونچی آواز میں گانے لگا رکھے تھے۔۔۔

جب کچھ سیکنڈز بعد الہام کو محسوس ہوا تھا کہ وہ سب اس کی جانب متوجہ ہو چکے ہیں۔۔۔

"ارے یہ حسین پری زمین پر کہاں سے آگئی۔۔۔ آجاؤ ہماری گاڑی میں۔۔۔"

وہ اس پر سوال جملے کس رہے تھے۔۔۔۔بہت برے الفاظ استعمال کر رہے تھے۔۔۔

الہام نے گھبرا کر صائم کی جانب دیکھا تھا۔۔۔جو اس سب کو نظر انداز کرتا موبائل میں مصروف تھا۔۔

اسی بات نے ان لڑکوں کو مزید شے دے دی تھی۔۔۔

"صائم یہ لڑکے بہت غلط الفاظ بول رہے ہیں۔۔۔"

وہ ان کی بکواس سنتی روہانسے لہجے میں بولی تھی۔۔۔

"الہام راستے میں ایسے لوگ مل جاتے ہیں۔۔۔ایسوں کے منہ نہیں لگنا چاہیے۔۔۔تم اس طرف مت دیکھو۔۔اگنور کرو انہیں۔۔۔ایسے ہی میں کچھ کہوں گا اور بات بڑھ گئی تو مصیبت ہو جائے گی۔۔"

صائم ان کے گھٹیا جملے سننے کے بعد بھی اسے یہ کہہ رہا تھا۔۔

اس پل الہام کا دل بھاری سا ہوا تھا۔۔نجانے کیوں اسکی آنکھوں کی سطح پر نمی آن ٹھہری تھی۔۔۔

جسے جھٹکتے وہ اپنا سر جھکا گئی تھی۔۔

کچھ دیر بعد گاڑی وہاں سے نکل آئی تھی۔۔۔جب صائم نے اسے خاموش دیکھ اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا تھا۔۔۔

"ناراض ہو۔۔۔؟؟"

اس نے محبت بھرے لہجے میں پوچھا تھا۔۔ جس پر الہام نے نفی میں سر ہلا دیا تھا۔۔

وہ لوگ اپنی مطلوبہ جگہ پر پہنچ چکے تھے۔۔۔ الہام بالکل چپ سی ہو گئی تھی۔۔

صائم اسے اس موڈ کے ساتھ تو اندر نہیں لے جا سکتا تھا۔۔یہی وجہ تھی کہ گاڑی روکتے اس کے الہام کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے قریب کیا تھا۔۔۔

"ایسے آوارہ لڑکے۔۔۔امیر باپ کی بگڑی اولاد ہاتھ میں ہتھیار لیے نکلے ہوتے ہیں۔۔۔ان کے ساتھ الجھ کر اپنا ہی نقصان کرنا ہے۔۔۔ تمہیں اندازہ نہیں ہے میں نے کتنی مشکل سے خود پر قابو رکھا۔۔

ورنہ دل تو چاہ رہا تھا کہ ان کا منہ توڑ دوں۔۔۔ لیکن پھر خیال آ گیا کہ اگر مجھے کچھ ہوا تو میری یہ پرنسز اکیلی رہ جائے گی۔۔۔

اس تصور نے میرے دل کی دھڑکنوں کو منجمند کر دیا تھا۔۔"

وہ اس کے قریب جھکتا اسے اپنی محبت کا احساس دلا رہا تھا۔۔الہام اس کے اقرار میں کھوئی ہوئی تھی۔۔

اس سے پہلے کی وہ جذبات میں بہک کر الہام کو چھوتا جب اچانک ایک زور دار ہارن انکے سروں پر بجا تھا۔۔۔

وہ دونوں ہی ہڑبڑا گئے تھے۔۔۔الہام کو بھی جیسے ہوش آیا تھا۔۔۔ صائم کیا کرنے والا تھا۔۔۔اس سوچ نے اس کے چہرے سے سارا خون نچوڑ لیا تھا۔۔۔

سامنے کھڑی گاڑی کی تیز روشنیوں نے الہام کی آنکھوں کو چندھیا دیا تھا۔۔۔

سامنے گاڑی میں بیٹھا شخص جیسے ہارن پر ہاتھ رکھ کر ہٹانا بھول گیا تھا۔۔۔

صائم نے جلدی سے گاڑی راستے سے ہٹائی تھی۔۔

اس کے گاڑی ریورس کرنے پر سامنے کھڑی سیاہ گاڑی آگے آئی تھی۔۔۔

جس کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھے شخص کو دیکھتے الہام کچھ لمحوں کے لیے ساکت ہوئی تھی۔۔۔

وہ دارم ہاشمی تھا۔۔۔جو آج بھی اسے ویسی ہی ناگوار نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

اتنے دور سے بھی وہ اس شخص کی ناپسندیدگی اور ناگواریت نوٹ کر گئی تھی۔۔۔جن میں آج پہلے سے زیادہ اضافہ ہو چکا تھا۔۔۔

"معاف کیجئے گا سر۔۔۔دھیان نہیں رہا۔۔۔"

صائم بھی گاڑی سے نکل آیا تھا۔۔۔اسے بھی مجبوراً باہر آنا پڑا تھا۔۔۔مگر اس کا دل بالکل بھی نہیں چاہ رہا تھا۔۔۔

"جب بیڈروم میں کرنے والے کام آپ ایسے راستے پر کریں گے تو کیسے دھیان رہے گا مسٹر صائم۔۔۔"

وہ شخص بات کہنے میں لحاظ نہیں رکھتا تھا۔۔۔جو بات زبان پر آتی تھی۔۔۔بلا جھجھک کہہ دیتا تھا۔۔

ابھی بھی اس نے طنزیہ انداز میں جو چوٹ کی تھی۔۔صائم خفیف سا چہرا جھکا گیا تھا۔۔۔

جبکہ الہام کا چہرا دھواں دھواں ہوا تھا۔۔۔اس نے مٹھیاں بھینچ لی تھیں۔۔مارے شرمندگی کے اس لمحے اس کا ڈوب مرنے کو دل چاہا تھا۔۔۔

وہ چاہے عائمہ بیگم اور صائم کی باتوں کا اثر لے کر یہ سب کرنے پر راضی تھی۔۔۔مگر اس کے ضمیر کا بوجھ بڑھتا ہی جا رہا تھا۔۔

وہ مغرور انسان اس پر ایک حقارت آمیز نگاہ ڈالتا اندر کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔

الہام سمجھ نہیں پائی تھی کہ اس شخص کا انداز سب عورتوں کے ساتھ ہی ایسا تھا۔۔۔یا صرف اس کے لیے تھا۔۔۔

وہ صائم کے ساتھ اندر کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔۔جہاں اندر کافی لوگ تھے۔۔۔

مگر ان سے پہلے دارم ہاشمی پہنچا تھا۔۔۔اسے ہی اتنا پروٹوکول دیا جا رہا تھا کہ انہیں کسی نے لفٹ ہی نہیں کروائی تھی۔۔۔

اس کے لیے یہی بہت تھا۔۔۔صائم نجانے کس کس سے مل رہا تھا۔۔۔وہ سائیڈ پر ہوتی ایک کونے میں آن کھڑی ہوئی تھی۔۔۔

وہ صائم سے وعدہ کر کے آئی تھی کہ وہ وہاں باقی سب کی طرح خوشگواریت بھرے موڈ کے ساتھ رہے گی۔۔۔مگر یہاں پہلا ٹاکرا ہی اس انداز میں ہوا تھا کہ وہ پھر سے بجھ گئی تھی۔۔۔

"ارے صائم صاحب آپ کی فیانسی کو لگتا ہے ہم کچھ خاص پسند نہیں آئے۔۔۔کیسے الگ تھلگ کھڑی ہیں۔۔"

قریشی صاحب کی نظریں الہام کو ڈھونڈتی اس پر جا کر ٹھہر گئی تھیں۔۔۔

دارم سمیت وہاں کھڑے سبھی افراد نے الہام کی جانب دیکھا

تھا۔۔۔

جب اسی لمحے وہاں تابش اس کے پاس جا کھڑا ہوا تھا۔۔

"فکر مت کریں قریشی صاحب۔۔۔ وہ اتنی معصوم ہرگز نہیں ہیں

جتنی نظر آتی ہیں۔۔۔ اپنی کمپنی بنالی ہے۔۔۔ نجانے لوگ اپنی

اصلیت چھپا کر معصومیت کا ڈھونگ کیوں کرتے ہیں۔۔۔"

سیگریٹ سلگھاتے اس کے طنز کیا تھا۔۔۔

صائم نے مڑ کر دارم کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ جس کی نظریں الہام پر

ہی تھیں۔۔۔ وہ اندر ہی اندر مسکرایا تھا۔۔۔

"خاص تو بہت ہے یہ لڑکی۔۔۔دارم ہاشمی کو اپنی جانب متوجہ کر لیا۔۔۔"

اس کے لبوں پر کمینگی بھری مسکان آن ٹھہری تھی۔۔دارم ہاشمی جس پر یہاں موجود سب لڑکیاں مر مٹنے کو تیار تھیں۔۔۔

وہ کسی کی جانب نہیں دیکھتا تھا۔۔۔اس کا الہام کی طرف جھکاؤ سبھی نے نوٹ کیا تھا۔۔

"سر سنا ہے آپ کی کمپنی نئے پراجیکٹس لا رہی ہے۔۔۔کیا ہمارا بھی کوئی چانس بن سکتا ہے۔۔۔اگر آپ تھوڑی کرم نوازی ہمارے اوپر بھی کر لیں۔۔"

میوزک شروع ہو چکا تھا۔۔۔سب لوگ آہستہ آہستہ کپلز میں

تبدیل ہو رہے تھے۔۔۔

اور میوزک کی دھن میں ڈوبتے جھومنے لگے تھے۔۔۔

الہام کو سامنے کھڑا شخص ڈانس کی آفر کر رہا تھا۔۔۔مگر وہ مسلسل

انکار کر رہی تھی۔۔۔

"مسٹر صائم۔۔۔آج میرا ابھی اس میوزک کو انجوائے کرنے کا موڈ

ہے۔۔۔کیا آپ مجھے کوئی اچھی سی پارٹنر دے سکتے ہیں۔۔

جس کے ساتھ مجھے مزا بھی آئے اور وقت بھی اچھے سے کٹ

جائے۔۔"

سیگریٹ کا دھواں فضا میں چھوڑتے اس کی نگاہیں الہام پر تھیں۔۔۔ بہت سارے مرد اس کے پاس جا چکے تھے۔۔۔ مگر وہ کسی کے لیے بھی تیار نہیں تھی۔۔۔ مسلسل انکار کر رہی تھی۔۔۔

"جی جی کیوں نہیں سر۔۔۔ میری پارٹنر آپ کی کچھ دیر کی پارٹنر بن سکتی ہیں۔۔۔ آپ کافی انجوائے کریں گے۔۔۔"

صائم تو جیسے اس کی بات سن کر بے انتہا خوش ہوا تھا۔۔۔ دارم ہاشمی الہام کے ساتھ کچھ وقت چاہتا تھا۔۔۔

"مجھے کسی کو آفر کرنا پسند نہیں ہے۔۔۔ اگر وہاں سے آفر آئے گی تو زیادہ بہترین ہو گا۔۔۔"

وہ مغروریت سے بولا تھا۔۔۔ جس پر صائم فوراً اثبات میں سر ہلاتا جوشیلے انداز میں الہام کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔

"الہام دارم سر نے کچھ دیر کے لیے تمہیں اپنی ڈانس پارٹنر بنانے کے لیے چنا ہے۔۔۔ چلو آؤ۔۔۔ وہ زیادہ انتظار نہیں کریں گے۔۔۔ کافی مغرور انسان ہے وہ۔۔"

صائم نے اسے آکر یہ بات ایسے بتائی تھی جیسے اس کے لیے بہت اعزاز کی بات ہو۔۔۔

"کک کیا مطلب ؟؟میں اس شخص کے ساتھ ڈانس کیوں کروں صائم۔۔۔میں تمہاری پارٹنر ہوں۔۔۔اور ڈانس تو میں تمہارے ساتھ بھی نہیں کرنا چاہتی۔۔۔میں نے کبھی ڈانس کیا ہے کیا۔۔۔؟؟"

الہام اس کی بات پر الجھ کر بولی تھی۔۔۔اس کے چہرے کی رنگت بالکل سرخ ہو چکی تھی۔۔۔

"الہام پاگل مت بنو۔۔۔کیا ہر بار اپنی بات منوانے کے لیے تمہارے آگے ہاتھ جوڑنے پڑیں گے۔۔۔عائمہ پھپھو نے تمہیں کیا سمجھا کر بھیجا تھا۔۔

میری ہر بات ماننا فرض ہے تمہارا۔۔۔جب میں خود تمہیں ایسا کرنے کو کہہ رہا ہوں تو تمہیں انکار نہیں کرنا چاہیے۔۔۔میں بتا رہا ہوں الہام اگر تم نے انکار کیا تو میں تم سے کبھی بات نہیں کروں گا۔۔۔

دیکھو وہ سب جو ڈانس کر رہے ہیں۔۔۔ان میں سے کوئی بھی ایک دوسرے کا اصل پارٹنر نہیں ہے۔۔اتنا سب تو نارمل چلتا ہے۔۔۔ اتنے سارے لوگ تمہیں غلط لگ رہے ہیں۔۔۔اور اپنا آپ تمہیں ٹھیک لگ رہا ہے۔۔۔

نکل آؤ اپنی اس دقیانوسی سوچ سے باہر۔۔۔۔۔"

وہ انتہائی غصے سے بولا تھا۔۔۔ الہام نے نم آنکھوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

جواب غصے سے وہاں سے پلٹ رہا تھا۔۔۔ الہام جانتی تھی کہ اس کے بعد وہ صائم کے ساتھ ساتھ اپنی مام کو بھی ناراض کرنے والی تھی۔۔۔

جس سوچ کے ساتھ ہی ناچار وہ آگے بڑھ گئی تھی۔۔۔

"ٹھیک ہے۔۔ میں تیار ہوں۔۔۔ مگر بس کچھ وقت کے لیے۔۔۔"

اس نے تھک ہار کر بات مان لی تھی۔۔۔

"کچھ وقت کے لیے نہیں۔۔جب تک دارم ہاشمی تم سے خوش نہ ہو جائیں۔۔۔اور مجھے پراجیکٹ دینے پر راضی نہ ہو جائیں۔۔۔"

الہام کو ادھر جاتے دیکھ صائم دل ہی دل میں سوچتا وہیں رک گیا تھا۔۔

اس نے الہام کو سمجھا دیا تھا کہ اسے کیا کرنا ہے۔۔۔اور ساتھ تنبیہہ بھی کی تھی کہ اس شخص کے سامنے کسی طرح کی بھی بدتمیزی یا غلطی قابلِ قبول نہیں تھی۔۔۔

سیگریٹ کا گہرا کش لیتے دارم ہاشمی نے اس لڑکی کو اپنی جانب آتے دیکھا تھا۔۔۔

اس کے اعنابی لبوں پر زہر خند مسکراہٹ ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔۔۔

"بڑی ہوشیار لڑکی ہے۔۔۔ اچھے سے جانتی ہے کہ کہاں جانے میں زیادہ فایدہ ہے۔۔ معصومیت کا یہ ڈھونگ دارم ہاشمی کے اگے نہیں چل سکتا۔۔۔"

اس نے آدھ جلا سیگریٹ زمین پر پھینکتے اپنے پیروں تلے مسل دیا تھا۔۔۔

جب وہ اس کے سامنے آن کھڑی ہوئی تھی۔۔

لرزتی کانپتی۔۔۔وہ اس وقت بھی سیدھی سادھی شریف لڑکی بننے کا ناٹک کرتی دارم ہاشمی کو طیش دلا گئی تھی۔۔۔

اسے منافق لوگوں سے سخت نفرت تھی۔۔۔اور یہ لڑکی اسے اس وقت وہاں موجود لوگوں میں سب سے بڑی منافق نظر آرہی تھی۔۔۔۔

"آپ۔۔۔ کیا آپ میرے ساتھ ڈانس۔۔۔۔"

یہ الفاظ ادا کرتے ہوئے وہ زمین میں گڑھی جارہی تھی۔۔۔اس کی آنکھوں میں نمی آن ٹھہری تھی۔۔

اس سے اپنے الفاظ مکمل نہیں ہو پائے تھے۔۔۔ حلق میں آنسوؤں کو گولہ آن پھنسا تھا۔۔۔

جب سامنے کھڑے شخص نے انتہائی ناگواریت بھرے انداز میں اس کا یہ ناٹک دیکھا تھا۔۔۔

مردوں کو اپنی جانب متوجہ کرنے کے سارے داؤ پیچ آتے تھے اس لڑکی کو۔۔۔۔

بنا کچھ بولے دارم نے اس کی نازک کمر میں بازو حمائل کیا تھا۔ اور ایک جھٹکے سے اسے اپنے قریب تر کھینچ لیا تھا۔۔

یہ سب اتنا اچانک ہوا تھا کہ وہ سنبھل بھی نہیں پائی تھی اور اس شخص کی مضبوط باہوں میں قید ہوئی تھی۔۔

فاصلے پر کھڑا صائم یہ منظر دیکھ رہا تھا۔۔۔ اس کے انداز میں کسی قسم کی ناگواری اور خفگی نہیں تھی۔۔۔

وہ تو خوش ہو رہا تھا۔۔۔ دارم ہاشمی اس کے داؤ میں پھنس رہا تھا۔۔ الہام کے باکمال حسن کی طاقت سے تو وہ پہلے ہی واقف تھا۔۔۔

الہام نے گھبرا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔ جو خود اب کسی لڑکی کو تھامے اس کے بے پناہ قریب تھا۔۔

الہام نے پلٹ کر مقابل کو تکا تھا۔۔

جس کی سیاہ آنکھوں سے اس وقت صرف انگارے نکل رہے تھے۔۔۔

اس کے نازک ہاتھ کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں پھنساتے۔۔۔ وہ دوسرے ہاتھ کو اس کی نازک کمر میں حمائل کیے ہولے ہولے پیروں کو حرکت دینے لگا تھا۔۔۔

الہام اس کے دراز چوڑے وجود کے آگے بالکل گڑیا سی لگ رہی تھی۔۔

اس کا دل بہت زور زور سے دھڑک رہا تھا۔۔ وہ ہولے ہولے کانپ رہی تھی۔۔۔

گھنیری پلکوں پر آنسو آن ٹھہرے تھے۔۔۔ یہ شخص اس کے لیے بالکل اجنبی تھا۔۔ جس کے ساتھ اس کا اپنا فیانسی اسے ایسی قربت بھرے لمحے گزارنے پر مجبور کر گیا تھا۔۔

الہام کے ہاتھ پیر بالکل ٹھنڈے پڑ چکے تھے۔۔۔

"کافی اچھی اداکاری کر لیتی تم۔۔ ایسے ہی رہی تو بہت آگے تک جاؤ گی۔۔۔"

ہال کی روشنیاں مدھم ہونے لگی تھیں۔۔ گانے کی دھن چاروں اور بکھری ہوئی تھی۔۔

اس کے کان کے قریب جھکتے وہ ہلکی آواز میں پھنکارا تھا۔۔۔

اسے اس سوسائٹی کی کوئی بھی عورت پسند نہیں تھی۔۔۔ جو صرف پیسوں کے لالچ میں اپنا وجود اور ضمیر بیچ دیتی تھیں۔۔

مگر نجانے کیوں اس لڑکی سے اسے سب سے زیادہ نفرت محسوس ہورہی تھی۔۔۔ کیونکہ وہ اپنے وجود کی نمائش

کروانے کے ساتھ ساتھ معصومیت کا جھوٹا ناٹک بھی کر رہی تھی۔۔

پارسائی کا یہ فضول ڈرامہ کر کے وہ ان عورتوں کی بے عزتی کر رہی تھی جو واقعی شریف اور پارسا تھیں۔۔

ایسی لڑکیاں جو خود کو نیلام کروانے ایسی محفلوں میں آتی تھیں۔۔

وہ کسی بھی قیمت پر شریف نہیں تھیں۔۔ اور اس لڑکی کا شمار بھی انہیں میں ہوتا تھا۔۔ جو کسی بھی طرح سے عزت کے لائق نہیں تھیں۔۔۔

دارم ہاشمی کی بات پر الہام نے نگاہیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ کتنی نفرت اور حقارت تھی اس شخص کے انداز میں۔۔۔۔

الہام کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر گالوں پر لڑھک گیا تھا۔۔۔ جو نیم تاریکی کی وجہ سے مقابل کی نظروں میں نہیں آسکا تھا۔۔

اس سے پہلے کہ الہام کچھ بولتی۔۔۔ اس نے بازو سے پکڑ کر الہام کو ڈانس سٹیپ کے مطابق گھما دیا تھا۔۔۔

الہام دو چکروں میں ہی پوری طرح سے گھوم گئی تھی۔۔۔

اس شخص کے انداز میں بہت زیادہ سفاکیت تھی۔۔۔

الہام کی نگاہوں میں پوری دنیا گھوم گئی تھی۔۔۔ اسے لگا تھا وہ ابھی لڑکھڑا کر گر جائے گی۔۔۔

اور یہ شخص اسے اپنے پیروں سے روند دے گا۔۔ وہ گرنے کو تھی جب اگلے ہی پل وہ اسے اپنے بازو پر گرا گیا تھا۔۔۔

الہام نے گرنے کے خوف سے اس کا گریبان اپنی مٹھی میں جکڑ لیا تھا۔۔۔ اس کے چہرے پر خوف کے تاثرات تھے۔۔

مقابل اس کے اوپر جھکا ہوا تھا۔۔۔ اس کی گرم سانسیں الہام کا چہرا جھلسا رہی تھیں۔۔۔

"اس سے پہلے کتنے مردوں کی بانہوں کا ہار بن چکی ہو۔۔؟؟ اپنے فیانسی کی عیاشی کا سامان بننے کے علاوہ۔۔۔ ویسے اگر اس کام میں آ ہی گئی ہو تو یہ معصومیت اور شریف بننے کا ڈھونگ کیوں کر رہی ہو۔۔۔

تمہیں اگر لگتا ہے اس طرح کر کے تم زیادہ گاہک اکٹھے کر لو گی۔۔۔

تو بالکل ٹھیک لگتا ہے۔۔۔ یہاں سب ہی اس کے لیے تیار بیٹھے ہیں۔۔۔ بہت زیادہ دولت کما سکتی ہو تم اپنا دام لگوا کر۔۔۔"

وہ شخص بات نہیں کر رہا تھا بلکہ زہر اگل رہا تھا۔ اس کا لہجہ کاٹ دار تھا۔۔۔ بھسم کر دینے والا۔۔۔ جن سے چنگاریاں نکل رہی تھیں۔۔۔

"ایسا نہیں ہے۔۔۔ مم میں ایسی لڑکی نہیں ہوں۔۔۔ آپ غلط سمجھ رہے ہیں۔۔۔ آپ میرے بارے میں ایسے بات نہیں کر سکتے۔۔۔"

الہام کا ضبط جواب دے گیا تھا۔۔۔ اس نے دونوں ہاتھ دارم کے سینے پر رکھتے اسے دور کرنے کی کوشش کی تھی۔۔۔

مگر اس شخص کی گرفت اس کی کمر پر سخت ہوئی تھی۔۔۔

"مجھے دوغلے اور منافق لوگوں سے نفرت ہے۔۔۔ گھٹیا تو تم ہو۔۔۔ مگر اپنی حقیقت کو قبول بھی کرنا چاہیے۔۔"

وہ چاہتا تھا کہ باقی سب عورتوں کے طرح وہ بھی مانے کہ وہ وہاں اسی ارادے سے آئی تھی۔۔

مگر وہ لڑکی اس کی بانہوں میں مقید۔۔۔ جو اس کے لیے غیر مرد تھا۔۔۔ ابھی بھی پارسا بننے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

"چھوڑیں مجھے۔۔۔ آپ کوئی نہیں ہوتے مجھے ایسا بولنے والے۔۔۔"

اس نے درام کا گریبان چھوڑتے اس کا حصار توڑ کر نکلنے کی کوشش کی تھی۔۔۔

اس شخص کی گرفت بہت مضبوط تھی۔۔۔ اس نے گھبرا کر مدد کے لیے صائم کو ڈھونڈنا چاہا تھا۔۔

مگر وہ نجانے کہاں غائب ہو گیا تھا۔۔۔

"مجھے بھی ایسا کوئی شوق نہیں ہے تم جیسی ناپاک لڑکی کو ہاتھ لگانے کا۔۔۔ تمہارا یہ معصومیت کا ڈھونگ دیکھنا تھا۔۔۔ جو اب اچھے سے اتر چکا ہے۔۔۔ تم جیسی لڑکیوں پر دارم ہاشمی تھوکنا بھی پسند نہیں کرتا۔۔۔"

دارم نے اسے ایک جھٹکے سے خود سے دور کیا تھا۔۔

وہ لڑکھڑا کر بمشکل گرنے سے بچی تھی۔۔۔ رہی سہی کسر اس شخص کے الفاظ نے پوری کر دی تھی۔۔۔

وہ اسے کسی سمجھ رہا تھا۔۔ کیا وہاں موجود سبھی لوگ اسے ایسی لڑکی ہی سمجھ رہے تھے۔۔۔

اس پل اس کا دھاڑے مار مار کر رونے کو دل چاہا تھا۔۔

وہ بھیگتی آنکھوں سے اس شخص کی جانب دیکھتی تیز قدموں سے باہر کی جانب بھاگ گئی تھی۔۔

گیٹ سے باہر آتے اسے راستے کا بالکل بھی اندازہ نہیں تھا۔۔

ہر طرف تاریکی کا راج تھا۔۔ سٹریٹ لائٹ کی روشنی میں دور دور تک پڑے سنسان روڈ دکھائی دے رہے تھے۔۔

وہ بنا راستے کا تعین کیے۔۔۔ ایسے ہی اندھا دھند بھاگتی چلی گئی تھی۔۔۔

"سر الہام کہاں ہے۔۔۔۔؟؟"

کچھ دیر بعد صائم ایک لڑکی کے ساتھ سیڑھیاں اترتا دکھائی دیا تھا۔۔۔

ان دونوں کی جانب دیکھتے دارم ہاشمی کے ماتھے کی رگیں تن گئی تھیں۔۔

"آپ کی فیانسی انتہائی بدتمیزی کے ساتھ ڈانس ادھورا چھوڑ کر بھاگ گئی ہیں باہر۔۔۔ اگر وہ آمادہ نہیں تھیں تو انہیں ایسے میرے پاس نہیں بھیجنا چاہیے تھا آپ کو۔۔۔"

وہ سیگریٹ سلگھاتا کافی غصے سے بولا تھا۔۔۔ اس کی پیشانی پر شکنوں کا جال بنا دیکھ صائم گھبرا گیا تھا۔۔

اور دل ہی دل میں الہام کو کوسا تھا۔۔۔ اس لڑکی کا اب اسے کوئی پکا بندوبست کرنا تھا۔۔۔

ورنہ فایدہ پہنچانے کے بجائے نقصان پہنچا دیتی اسے۔۔۔

"نہیں سر ایسی کوئی بات نہیں ہے۔۔۔ وہ یہاں اپنی مرضی سے آتی ہے۔۔۔ اور آپ کے پاس بھی اپنی مرضی سے آئی تھی۔۔۔ انفیکٹ وہ تو آپ کی پرسنالٹی سے کافی متاثر بھی تھی۔۔۔

میں نہیں جانتا اس نے ایسا کیوں کیا۔۔۔ اس لڑکی کو کچھ زیادہ ہی غرور ہے اپنے بے تحاشا حسن کا۔۔۔ میں معافی چاہتا ہوں اس کی طرف سے۔۔

کل وہ آپ کے پاس بھی آئے گی معافی مانگنے۔۔۔ یہ میرا وعدہ ہے آپ سے۔۔

آپ کا موڈ جس نے خراب کیا ہے۔۔ اسے خوشگوار بھی وہی کرے گی۔۔۔"

صائم کسی بھی طرح سے دارم ہاشمی کو ناراض نہیں کر سکتا تھا۔۔ اور یہ سنہری موقع ہاتھ سے نہیں جانے دے سکتا تھا۔۔

اسی خاطر وہ اس کے آگے وضاحتیں پیش کرنے لگا تھا۔۔ اسے دیکھ کر ایسے لگ رہا تھا۔۔ جیسے وہ ابھی دارم کے پیروں میں آن گرے گا۔۔

"اور اگر کل بھی اس نے ایسے ہی کیا پھر۔۔؟"

دارم ہاشمی دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ لڑکی اب مزید کس حد تک جا سکتی تھی۔۔۔

اسے نجانے کیوں اس لڑکی سے اتنی چڑ ہوگئی تھی کہ اس کا بے عزت کرنے میں دارم کو اچھا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔ اور وہ اب تک صائم جیسے انسان کی بات بھی سن رہا تھا۔۔ جس کی اوقات بھی نہیں تھی کہ دارم ہاشمی جیسا انسان کبھی اپنے قریب بھی بھٹکنے دیتا۔۔۔

"نہیں ایسا نہیں ہو گا سر۔۔۔ میں وعدہ کرتا ہوں آپ سے۔۔۔ وہ آپ کو خوش کرے گی۔۔۔ خود چل کر آپ کے پاس آئے گی۔۔۔"

صائم اس کو مانتے دیکھ پرجوش انداز میں بولا تھا۔۔۔

جس پر دارم ہاشمی فون کال آجانے پر بنا کچھ بولے وہاں سے نکل گیا تھا۔۔۔

"سر جی اگر آپ کو وقت ملے تو یاد دلا دوں کہ آپ کا ایک عدد چھوٹا سا پیارا سا خاندان بھی ہے۔۔۔ اور کل آپ کی اکلوتی لاڈلی بہن کی اس ناچیز کے ساتھ منگنی ہونی ہے۔۔

جو آپ کی لاڈلی بہن وہ کے بغیر تو کسی صورت کرنا نہیں چاہتیں۔۔۔ آپ کے اس خاندان میں ہوتے ہوئے دولہے سے زیادہ دارم ہاشمی کی آمد کا انتظار رہتا ہے سب کو۔۔۔ جلد ہی آپ کے لیے کوئی آپ جیسی مغرور لڑکی دیکھ کر شادی کروا دینی چاہیے۔۔۔ تاکہ خاندان کے مزید دولہے اس زیادتی سے بچ سکیں۔۔۔"

اس نے ابھی کال پک ہی کی تھی۔۔۔ جب دوسری جانب سے ایک ہی سانس میں بولتا شخص اس کے اعنابی لبوں پر بڑی دلفریب مسکان بکھیرے گیا تھا۔۔۔

"یہ بات سیدھے طریقے سے بھی بولی جا سکتی تھی۔۔۔"

دارم فون کان سے لگائے باہر نکل آیا تھا۔۔۔ جب سامنے ہی گاڑی کے ساتھ ٹیک لگائے ولید کھڑا نظر آیا تھا اسے۔۔

"بہت برے ہو تم۔۔۔ آج کے دن تمہیں مُجھے پروٹوکول دینا چاہیے۔۔۔ مگر آج بھی میں ڈرائیور بنا ہوا ہوں۔۔۔ بڑے افسوس کی بات ہے۔۔۔۔"

اس سے بغل گیر ہوتے وہ شکوہ کرتے بولا تھا۔۔۔ جس کا دارم پر رتی برابر بھی اثر نہیں ہوا تھا۔۔۔

"گھر میں سب کیسے تھے۔۔۔ کیا آج رات کا سفر کرنا پڑے گا ہمیں۔۔۔؟؟"

دارم نے گھڑی کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ جہاں اس وقت رات کے گیارہ بج رہے تھے۔۔۔

وہ ولید کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا تھا۔۔۔ ولید اس کا چچا زاد ہونے کے ساتھ ساتھ اس کی چھوٹی بہن ہانیہ کا ہونے والا منگیتر بھی تھا۔۔۔

ان دونوں کی بات تو بچپن سے ہی طے ہو چکی تھی۔۔ مگر باقاعدہ منگنی اب کی جا رہی تھی۔۔۔

دارم اور ولید کے بیچ گہری دوستی تھی۔۔۔ اس وقت بھی وہ خاص طور پر اسے لینے کے لیے وہاں آیا تھا۔۔ جانتا تھا کہ اگر اس شخص پر رہا تو اس نے کل بھی تاخیر سے پہنچنا تھا۔۔۔

دارم دوسرے شہر میں رہتا تھا۔۔۔

ولید ہی گاڑی چلا رہا تھا۔۔۔ دارم اس کے ساتھ بیٹھا اس سے سب گھر والوں کی خیریت پوچھ رہا تھا۔۔۔

اپنے گھر کی خواتین اور خاص طور پر اپنی ماں کا ذکر کرتے اس کے چہرے پر بڑی عقیدت بھری اور نرم مسکراہٹ تھی۔۔

جو اگر الہام دیکھ لیتی تو اس کے لیے یقین کرنا مشکل ہو جاتا۔۔۔ وہ انسان جس کی نگاہوں میں اس کے لیے صرف حقارت اور نفرت تھی۔۔

وہ اپنے ہی گھر کی عورتوں کے لیے کیسا تھا۔۔ مگر دارم کی سوچ کے مطابق۔۔۔ اس کی گھر کی عورتیں اس قابل تھیں کہ ان کی عزت کی جاتی۔۔۔

ان کو مسلم عورتوں کی طرح چادر اور چار دیواری کے تقدس کی پرواہ تھی۔۔

وہ غیر مردوں کی بانہوں کا ہار نہیں بنتی تھیں۔۔۔

ان کی گاڑی ابھی اس علاقے سے نکل رہی تھی۔۔۔ جب گاڑھ چلاتے ولید کی نظر دوسری سمت جاتے روڈ پر پڑی تھی۔۔

وہاں اسے کوئی لڑکی کھڑی نظر آئی تھی۔۔۔ جس کے پاس کچھ لڑکے کھڑے اسے شاید ہراساں کر رہے تھے۔۔۔

رات کے اس پہر ایسے واقعات ہوتے رہتے تھے۔۔

اگر وہاں کوئی اور ہوتا تو شاید نظر انداز کر کے آگے بڑھ جاتا۔۔۔

مگر ان کی غیرت اور خاندانی وقار نے انہیں عورت کی عزت کا محافظ بننا سیکھایا تھا۔۔

ولید نے گاڑی اس جانب موڑ دی تھی۔۔۔ وہ اس لڑکی کو بازو سے پکڑ کر کھینچتے کہیں لے جانے کی کوشش کر رہے تھے۔۔۔

گاڑی کی روشنی پڑنے پر وہ ایک دم سے بوکھلائے تھے۔۔۔ ولید اور دارم ایک ساتھ گاڑی سے نکلے تھے۔۔۔

"پلیز مدد کریں۔۔۔۔"

وہ اسے گھسیٹ کر لے جا رہے تھے۔۔۔۔ جس پر وہ لڑکی مدد کے لیے پکار رہی تھی۔۔۔۔

اس کا رخ دوسری جانب تھا۔۔۔ دارم ہاشمی اس کی شکل نہیں دیکھ پایا تھا۔۔۔

"دیکھو تم لوگ جو بھی ہو۔۔۔ آگے مت آنا۔۔۔ ورنہ ہم گولی چلا دیں گے۔۔۔"

ان میں سے ایک نے جیب سے پسٹل نکال کر دارم کی جانب کیا تھا۔۔۔ ان کو لگا تھا کہ وہ ڈر کر وہاں سے چلے جائیں گے۔۔۔

مگر اگلے ہی پل دارم کی جانب سے پڑنے والا زور دار تھپڑ اس شخص

کے چودہ طبق روشن کر گیا تھا۔۔

اس کے ہاتھ سے پسٹل چھوٹ کر زمین پر گرا تھا۔۔

"ولید پولیس کو فون کرو۔۔۔ان جیسے لوگوں کو ایسے سمجھ نہیں

آتی۔۔۔"

دارم نے ایک کے بعد دوسرے کو پیٹتے ولید سے کہا تھا۔۔ مگر وہ

دونوں اس بلیک بیلٹ شخص کے آگے مار کھاتے بری طرح سے ڈر

چکے تھے۔۔

اس کا ایک وار ہی ان کے جسم کو ادھیڑ گیا تھا۔۔

وہ اٹھے تھے اور بھاگ نکلے تھے۔۔۔۔

دارم نے پلٹ کر اس لڑکی کو دیکھا تھا۔۔۔ اور اس پل اس کے
چہرے کے تاثرات بالکل بدل گئے تھے۔۔۔۔

الہام بھی اس کی آواز سے اسے پہچان گئی تھی۔۔ وہ چہرا جھکائے
مجرموں کی طرح کھڑی تھی۔۔

جانتی تھی کہ اب یہ شخص اس پر نیا الزام عائد کر دے گا۔۔۔

"آپ کو کہاں جانا ہے۔۔۔؟؟ اگر آپ چاہیں تو ہم آپ کو آپ کی
مطلوبہ جگہ پر ڈراپ کر سکتے ہیں۔۔۔"

ولید پیچھے کھڑا تھا۔۔۔اس نے نہ الہام کی صورت دیکھی تھی۔۔۔

نہ وہ اسے پہچانتا تھا۔۔۔

اس کا دھیان اس وقت دارم کے بگڑے تاثرات کی جانب بھی

نہیں گیا تھا۔۔۔

"چلو ولید۔۔۔ ہمیں دیر ہو رہی ہے۔۔۔۔"

اس کا انداز انتہائی کھردرا تھا۔۔۔۔الہام خوف سے سکڑ گئی

تھی۔۔۔اگر یہ لوگ اسے پھر سے یہاں چھوڑ کر چلے گئے تو وہ کیا

کرے گی۔۔۔

ابھی تھوڑی دیر پہلے اس کے ساتھ جو ہوا تھا۔۔ وہ بہت زیادہ ڈر گئی تھی۔۔۔اس نے جذبات میں آکر اکیلے نکلنے کی کوشش تو کی تھی۔۔۔

مگر وہ یہ بھول گئی تھی کہ رات کے اس پہر اکیلے راستے میں اس کے ساتھ کچھ بھی ہو سکتا تھا۔۔

اگر یہ دونوں بروقت نہ پہنچتے تو۔۔۔اس سے آگے سوچتے اس نے خوف سے جھر جھری لی تھی۔۔۔

دارم ہاشمی کے تیور بتا رہے تھے کہ وہ اسے اپنے ساتھ نہیں لے کر جانا چاہتا تھا۔۔۔

اگر اسے پہلے پتا ہوتا کہ وہ الہام ہے تو شاید وہ اس کی مدد بھی نہ کرتا۔۔ الہام کی آنکھوں میں نمی کا احساس بڑھ گیا تھا۔۔

نجانے کیوں یہ شخص اس سے اتنی نفرت کرتا تھا۔۔ اس نے تو کچھ بگاڑا بھی نہیں تھا۔۔۔

ولید اسے اپنے ساتھ چلنے کو کہہ رہا تھا۔۔ اگر کوئی اور لوگ ہوتے تو وہ لفٹ لینے سے پہلے ہزار بار سوچتی۔۔۔

مگر فرنٹ سیٹ پر بیٹھے سیڑیل انسان کی وجہ سے وہ شاید مطمیئن ہو کر ان سے لفٹ لے سکتی تھی۔۔

جو اس وقت سیٹ کی پشت سے سر ٹکائے آنکھیں موندے سیگریٹ

پی رہا تھا۔۔۔

اس کے چہرے کے بگڑے تاثرات صاف ظاہر کر رہے تھے کہ

اسے اس وقت کتنا غصہ آ رہا تھا۔۔۔

"آپ مجھے میرے گھر ڈراپ کر دیں گے۔۔۔؟؟"

الہام نے ولید کی جانب دیکھتے بھیگے کانپتے لہجے میں پوچھا تھا۔۔۔

"جی بالکل۔۔۔ آپ آئیں گاڑی میں بیٹھیں۔۔۔"

ولید نے نرمی سے کہا تھا۔۔۔وہ الہام کو ساتھ آنے کا اشارہ کرتا گاڑی کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔

"اسے تم کیب بھی کروا سکتے تھے۔۔۔اتنا ہمدرد بننے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔۔۔"

گاڑی میں بیٹھتے الہام کی سماعتوں سے دارم کے ناگواری میں ڈوبے الفاظ ٹکرائے تھے۔۔۔

الہام اس کے چوڑے کندھوں کو گھور کر رہ گئی تھی۔۔ آج تک اسے کبھی کسی کے اتنا ناپسند نہیں کیا تھا جتنا یہ شخص کرتا تھا۔۔

شاید وہ اسے کوئی بہت غلط لڑکی سمجھتا تھا۔۔۔

"سسٹر اپنا ایڈریس بتا دیں۔۔۔"

دارم کو گھورتے ولید نے الہام کو مخاطب کیا تھا۔۔۔ جس پر دارم نے بیک ویو مرر سے اسے گھورا تھا۔۔۔ وہ جس شاندار لباس میں ملبوس تھی۔۔۔

اس کا گلا کافی کھلا تھا۔۔۔ یا شاید کوئی بٹن ٹوٹ گیا تھا۔۔۔ جسے وہ اپنے بال کھول کر چھپانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

دارم کا غصہ مزید بڑھ گیا تھا۔۔۔ پھر سے ناٹک کر رہی تھی یہ لڑکی شریف اور پارسا بننے کا۔۔۔۔

اس نے اپنی سیٹ پر پڑی شال اٹھائی تھی اور بنا دیکھے پیچھے اچھال دی تھی۔۔۔وہ شال الہام کے چہرے سے ٹکرائی تھی۔۔۔

ولید نے گھور کر اسے دیکھا تھا۔۔۔اور آنکھوں سے مہذب بن کر رہنے کی تنبیہہ کی تھی۔۔۔

دارم جو وہ بچپن سے جانتا تھا کہ جب اس کا موڈ خراب ہوتا تھا اور وہ غصے میں ہوتا تھا تو وہ کسی کا بھی لحاظ نہیں کرتا تھا۔۔

اس کے سب گھر والے اس بارے میں جانتے تھے۔۔اس لیے جب بھی وہ ایسے موڈ کے ساتھ ہوتا تھا۔۔۔

سب لوگ اس سے بات کرنے سے گریز برتتے تھے۔۔۔یا وہ جو بھی کہتا تھا۔۔۔چپ کر کے سن لیا جاتا تھا۔۔

کیونکہ اس کے غصے کو ہوا دینا اپنی شامت خود بلانے کے برابر تھا۔۔۔

الہام نے نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔۔۔جواب باہر کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔

وہ شخص اپنی نفرت میں ہی اس کے ساتھ بھلا کر جاتا تھا۔۔۔اس وقت بھی اس کی دی گئی شال الہام کے لیے غنیمت ثابت ہوئی تھی۔۔

اس نے شال کو کھول کر اپنے گرد لپیٹ لیا تھا۔۔۔اس نے آج تک شال نہیں اوڑھی تھی۔۔

نہ اسے اتنا سلیقہ تھا۔۔۔اس نے تو دوپٹہ بھی بہت کم کیا تھا۔۔۔وہ جس سوسائٹی کا حصہ تھی۔۔وہاں وہی سب چلتا تھا۔۔

اس کی ماں نے اسے وہی سب سیکھایا تھا۔۔۔اس نے جتنی مشکلوں سے شال کو اپنے گرد سمیٹا تھا یہ وہی جانتی تھی۔۔۔ہلکان ہوتے ہوئے اس نے شال کا کچھ حصہ اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا تھا۔۔

پورا راستہ خاموشی سے کٹا تھا۔۔۔

ولید نے اس کے بتائے گئے ایڈریس پر گیٹ کے سامنے گاڑی روک دی تھی۔۔۔

"بہت شکریہ بھائی آپ کا۔۔۔۔"

گاڑی سے نکلتے الہام کی پرسوز آواز دارم کی سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔۔۔۔وہ مخاطب صرف ولید سے تھی۔۔۔

جو گاڑی سے اس کے ساتھ نکلا تھا۔۔۔

دارم کی نظر سائیڈ مرر پر پڑی تھی۔۔اور اس کی پیشانی پر شکنوں کا جال بن گیا تھا۔۔

اس لڑکی کو ٹھیک سے شال اوڑھنی بھی نہیں آتی تھی۔۔۔ آدھے سے زیادہ شال کا حصہ زمین پر پڑا تھا۔۔۔۔

وہ افسوس میں سر ہلاتا لب بھینچ کر رہ گیا تھا۔۔۔

وہ جیسے ہی گھر کے اندر داخل ہوئی ولید گاڑی میں بیٹھتے وہاں سے نکل آیا تھا۔۔۔

"تمہیں کیا ہو جاتا ہے کبھی کبھی۔۔۔ اس بچاری لڑکی کو اپنی ان خونخوار نگاہوں سے پورے راستے سہمائے رکھا تم نے۔۔۔"

ولید نے اس کو گھورتے کہا تھا۔۔۔

"وہ اس قابل ہرگز نہیں تھی کہ میں اسے دیکھتا۔۔۔ بلاوجہ اتنا ٹائم ضائع ہو گیا ہمارا۔۔۔ اب تک شہر سے نکل چکے ہوتے ہم۔۔۔"

ٹائم دیکھتے اس نے خفگی سے کہا تھا۔۔۔

"آپ کو کس بات کی ٹینشن ہے سر۔۔۔ ایک عدد ڈرائیور آپ کے گھر والوں نے آپ کی خدمت میں بھیجا جو ہے۔۔۔ آپ آرام کریں۔۔۔ میں پوری رات گاڑی چلاتا رہوں گا۔۔۔"

ولید نے اس کے مغرور چہرے کو دیکھتے طنز کیا تھا۔۔۔ جس پر ڈھیٹائی کا مظاہرہ کرتے وہ اپنی سیٹ کو آرام دہ حالت میں لاتا۔۔۔ پیچھے کو لیٹ چکا تھا۔۔۔

"ڈرائیور دھیان سے ڈرائیو کرنا۔۔۔"

آنکھیں موندتے اس نے حاکمانہ لہجے میں کہا تھا۔۔ جس پر ولید نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا تھا۔۔۔۔

اسے بنا دیکھے ہی اس کی کفیت جان کر دارم ہاشمی کے اعنابی لبوں پر دل جلاتی مسکراہٹ کھیل گئی تھی۔۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

کمرے میں نیم تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔۔۔ بیڈ کے ساتھ نیچے کارپٹ پر بیٹھی وہ کافی دیر سے روئے جا رہی تھی۔۔

اس کی آنکھوں کے سامنے سے وہ منظر نہیں ہٹ رہے تھے جب وہ شخص اس کے وجود کو چھو رہا تھا۔۔

اسے اپنے قریب کیا تھا۔۔۔اور کسی خریدی ہوئی شے کی طرح ٹریٹ کر رہا تھا۔۔

جیسے وہ اس کے ہاتھوں کو کھلونا ہو۔۔۔اس مغرور انسان کو کھیلنے کے لیے دے دیا گیا ہو۔۔۔

صائم کیسے اپنے سامنے اسے کسی اور مرد کی بانہوں میں سونپ گیا تھا۔۔

اپنی ماں کی خوشی کی خاطر اسے کیا کیا برداشت کرنا پڑ رہا تھا۔ کتنی ذلت سہنی پڑی تھی اسے۔۔

اور نجانے کتنی آگے سہنی تھی۔۔۔

بھیڑیوں کی کھال میں چھپے مرد جگہ جگہ جسم کو نوچنے کے لیے تیار کھڑے تھے۔۔۔

اس کا بچپن بھی لوگوں سے ڈرتے ڈرتے گزرا تھا۔۔ کبھی بھی اس کا باپ گھر آکر فساد کھڑا کر دیتا تھا۔ اس کی ماں کو مارتا تھا۔۔ اسے چھین کر لے جانے کی باتیں کرتا تھا۔۔

اسے تب سے شدید نفرت محسوس ہوتی تھی مردوں سے۔۔۔ مگر

پھر ارشاد صاحب نے آکر اسے اور اس کی مام کو سنبھالا تھا۔۔۔

انہیں رہنے کے لیے محفوظ چھت اور تحفظ دیا تھا۔۔ ان کی بہت مدد

کی تھی۔۔۔۔ صائم بھی اس کے ساتھ ہمیشہ سے بہت اچھے سے

پیش آتا تھا۔۔۔

پچھلے کچھ وقت سے وہ خود کو بہت خوش قسمت سمجھنے لگی تھی۔۔۔

اسے لگا تھا اب اس کی زندگی میں سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ وہ

بھی ایک مکمل فیملی کے بیچ ایک بہترین زندگی گزارے گی۔۔۔

وہ جو رشتوں کے لیے ترستی آئی تھی۔۔۔اسے بھی سب کچھ ملے گا۔۔۔ مگر صائم نے بہت جلدی اس کی غلط فہمی دور کر دی تھی۔۔۔

وہ اس سے کیا چاہتا تھا۔۔۔اور اس کی ماں کو کیسے اپنی باتوں میں لے کر اس سے کروانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

وہ سب سمجھ رہی تھی۔۔۔وہ اتنی نا سمجھ نہیں تھی کہ نہ سمجھ پاتی۔۔۔

اس کے ارد گرد کیا چل رہا تھا۔۔۔

آنسوؤں کی متواتر روانی نے اس کی بینائی کو دھندلا دیا تھا۔۔۔

اس نے اپنے گھٹنوں کو سینے سے بھینچتے ہوئے بازوان کے گرد لپیٹ لیے اور اپنا چہرہ ان میں چھپالیا تھا۔۔۔ ہچکیوں کا ایک نہ رکنے والا سلسلہ تھا جو اس کے حلق میں ابل رہا تھا، مگر وہ اپنے ہونٹ دانتوں تلے دبا کر اس آواز کو باہر نکلنے سے روک رہی تھی جیسے اس ویران، تاریک کمرے کی دیواریں بھی اس کی بے بسی کا تماشہ اڑانے کو تیار کھڑی ہوں۔۔۔۔

اس کے وجود میں ایک جھرجھری سی دوڑ گئی تھی۔۔۔۔ اپنے وجود پر اس مغرور شخص کے لمس کا احساس اب بھی کسی دہکتے ہوئے کوئلے کی طرح چبھ رہا تھا۔۔۔۔

وہ جیسے حقارت سے اسے چھو رہا تھا۔۔۔

"ایک کھلونا ہی تو ہوں میں۔۔۔"

مارے توہین اور ذلت کے احساس سے اس کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوئے تھے۔۔

"پہلے اس ظالم باپ کے لیے ایک ہتھیار تھی جس سے وہ میری ماں کو اذیت دیتا تھا۔۔۔ اور اب صائم کے لیے ایک مہرہ ہوں جس سے وہ اپنی چالیں چل رہا ہے۔۔۔"

وہ صائم جسے وہ اپنا محافظ، اپنا سہارا سمجھ بیٹھی تھی۔۔۔

جس کی مسکراہٹ میں اسے اپنے لیے بے پناہ محبت نظر آتی تھی

جو اس سے محبت کا دعوے دار تھا۔۔۔۔وہ اتنا سفاک نکلے گا۔۔

اس نے خواب میں بھی نہ سوچا تھا۔۔

اپنی ماں کی معصومیت اور صائم پر ان کا اندھا اعتماد اب اسے ایک

پھندے کی طرح لگ رہا تھا جو آہستہ آہستہ اس کے اپنے گلے کے

گرد کستا جا رہا تھا۔۔۔صائم نے کس مہارت سے اس کی ماں کو

اپنے حصار میں لیا تھا، کیسے جذباتی بلیک میلنگ کا جال بنا تھا کہ اب وہ

چاہ کر بھی اس دلدل سے نکل نہیں پا رہی تھی۔۔۔

ماں کی گرتی ہوئی صحت اور ان کی آنکھوں میں صائم کے لیے

ستائش دیکھ کر اس کے ہاتھ پاؤں بندھ جاتے تھے۔۔۔

مگر اس مغرور شخص کی آنکھوں میں جھانکتی وہ حقارت اور

حاکمیت۔۔۔

وہ کیسے بھول سکتی تھی؟ وہ شخص جس نے اسے صرف ایک بے

جان، خریدی ہوئی شے کی طرح دیکھا تھا۔۔

جس کے لیے اس کے آنسو، اس کی التجا کوئی معنی نہیں رکھتی

تھی۔۔۔اس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے بازوؤں کو بری

طرح رگڑا، جیسے وہ اس لمس کے اثر کو، اس ذلت کے نشان کو اپنی جلد سے کھرچ پھینکنا چاہتی ہو۔۔۔

"آخر کب تک؟"

ایک سسکتی ہوئی آواز نیم اندھیرے کمرے کی خاموشی کو چیرتی ہوئی نکلی تھی۔۔۔

"کب تک میں دوسروں کی خوشیوں کی بھینٹ چڑھتی رہوں گی؟"

دروازے کے باہر سے آتی ہلکی سی آہٹ پر وہ یکدم چونک کر سیدھی ہوئی تھی۔۔۔

خوف کی ایک لہر اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سر سرا گئی۔ اس نے جلدی سے اپنے دوپٹے کے پلو سے چہرے پر پھیلی نمی کو صاف کیا اور خود کو سمیٹتے ہوئے دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑی ہو گئی تھی۔۔۔۔

اندھیرے میں بھی اس کی پھیلی ہوئی پتلیوں میں وہ سہم جھلک رہا تھا جو بچپن میں باپ کے قدموں کی چاپ سن کر اس کے معصوم وجود پر طاری ہو جایا کرتا تھا۔۔۔

وہ جانتی تھی کہ یہ رات تو گزر جائے گی، مگر آنے والی صبح اپنے ساتھ اس ذلت کا نیا باب لے کر آئے گی، اور اب اسے اس بھیڑیوں کی دنیا میں اکیلے ہی سانس لینا تھا۔۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"پھوپو جان آپ ایک بار اس سے بات کرلیں۔۔۔یہ کیا چاہتی ہے۔۔۔کیا یہ میری کمپنی کو مزید ڈبونا چاہتی ہے۔۔۔دارم ہاشمی کوئی چھوٹا نام نہیں ہے۔۔۔

وہ ایسے ہی کسی کو منہ نہیں لگاتا۔۔۔اب اگر خوش قسمتی سے وہ ہماری ڈیل میں دلچسپی لے رہا ہے۔۔

تو اس کے ساتھ خوشگوار تعلقات قائم کرنے میں کیا حرج

ہے۔۔۔

مجھے لگا تھا کہ الہام آپ کی طرح معاملے کی نزاکت کو سمجھنے والی

لڑکی ہو گی۔۔۔ مگر یہ تو ہر بار پہلے سے بھی زیادہ بے وقوفی کا مظاہرہ

کرتی ہے۔۔

دارم ہاشمی کا موڈ اتنا خراب تھا کہ میں تو ڈر ہی گیا تھا۔

اس انسان سے خراب کر کے تو کسی بھی صورت اس فیلڈ میں نہیں

رہا جا سکتا۔۔۔ اس دنیا کو بے تاج بادشاہ مانا جاتا ہے وہ۔۔۔ اگر وہ

اتنی بڑی فیور دینے کو راضی ہے تو اس کو تھوڑا سا خوش کرنے میں تو بالکل بھی کوئی حرج نہیں ہے۔۔۔"

صائم اگلے دن ان کے گھر آیا تھا۔۔۔ اور اس وقت عائمہ بیگم اور صائم کے سامنے وہ مجرموں کی طرح سر جھکائے بیٹھی۔۔ کافی دیر سے ڈانٹ سن رہی تھی۔۔۔

اس کی آنکھوں میں نمی تھی۔۔۔

صائم اسے کیا کرنے پر آمادہ کر رہا تھا۔۔۔ اس بارے میں سوچتے اس کا مردہ ہونے لگا تھا۔۔۔۔

اس نے بھیگی آنکھیں اٹھا کر عائمہ بیگم کی جانب دیکھا تھا۔۔۔جو اس کے آنسو دیکھ تھم سی گئی تھیں۔۔۔

"صائم بس کرو۔۔۔اگر میری بیٹی کو اس فیلڈ میں نہیں جانا تو کوئی اسے مجبور نہیں کرے گا۔۔اس کی ماں کی بازوؤں میں ابھی بھی اتنا دم ہے کہ میں اس عمر میں بھی کام کر کے اپنا اور اپنی بیٹی کا پیٹ پال سکوں۔۔۔میں الہام کی آنکھ میں ایک آنسو بھی نہیں دیکھ سکتی۔۔۔"

اسے اپنے ساتھ لگاتے۔۔۔انہوں نے اس کا گال چوما تھا۔۔۔مگر ان کے کہے الفاظ سن کر الہام کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔۔

"پھوپو جان آپ نے اپنی پوری زندگی بہت محنت کی ہے۔۔اب تو آپ کا حق بنتا ہے کچھ وقت آرام کرنا۔۔۔الہام سے آپ کو اتنی امیدیں تھیں۔۔۔مگر لگتا ہے اسے آپ سے پیار ہی نہیں ہے۔۔۔

اس کو اچانک سے دارم ہاشمی سے اتنی چڑ ہو گئی ہے کہ یہ اپنی ہی کی گئی بدتمیزی کی معافی مانگنے نہیں جا سکتی ان کے پاس۔۔۔کل جس طرح سے یہ ان کو سب کے سامنے آدھے ڈانس میں چھوڑ کر آئی۔۔۔میں حیران ہوں انہوں نے وہ بے عزتی اتنے آرام سے جیسے برداشت کر لی۔۔۔

ورنہ اگر وہ اس بے عزتی کا بدلہ لینے پر آتے تو ہماری کمپنی کا کچھ نہیں بچنا تھا۔۔۔"

صائم ایسے بات کر رہا تھا جیسے اس کے بہت بڑا گناہ سرزد کر دیا ہو۔۔۔ اور اسے بہت ساری باتوں میں ایسے لگ بھی رہا تھا۔۔۔ جیسے واقعی وہ بہت زیادہ غلط ہو۔۔۔ اور یہ دونوں بالکل ٹھیک کہہ رہے ہوں۔۔۔

وہ ڈانس ہی تو کر رہا تھا۔۔۔ عام سی بات ہی تو تھی۔۔۔ اتنا زیادہ ری ایکشن دینے والی کیا بات تھی۔۔۔

وہ لوگ اس کی سوچ کو جس حد تک لے کر جانا چاہتے تھے۔۔۔

وہاں تک لے جانے میں کامیاب ہو چکے تھے۔۔۔

اسے بھی اب کچھ باتیں بہت معمولی لگنے لگی تھیں۔۔۔ ان لوگوں نے دن رات اس کی ایسی برین واشنگ کر دی تھی کہ اب اسے کہیں نہ کہیں یہی لگ رہا تھا کہ شاید وہ کچھ زیادہ ری ایکٹ کر رہی ہے۔۔۔

اور شاید دارم ہاشمی بھی اس سے ناخوش اسی لیے تھا کہ وہ اس کے پاس انتہائی بے دلی سے جاتی تھی۔۔۔

اپنی ماں کو مجبور اور آنسوؤں میں ڈوبا دیکھ کر اسے یہی لگنے لگا تھا کہ وہی غلط ہے۔۔

اسے ان کی ہر بات مان لینی چاہیے۔۔۔ایک ماں بھلا غلط کیسے ہو سکتی تھی۔۔۔اور اپنی اکلوتی سگی اولاد کو کچھ غلط یا ناجائز کیسے بول سکتی تھیں۔۔اس نے اپنی پوری زندگی میں یہی ایک رشتہ دیکھا تھا۔۔۔

وہی اس کا سب کچھ تھیں۔۔

عائمہ بیگم کو وہ اپنے سامنے روتے نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔۔وہ اپنی وجہ سے تو بالکل بھی نہیں۔۔۔

وہ بھول گئی تھی کہ اس وقت کیا ٹھیک ہے اور کیا غلط۔۔۔ اسے بس اتنا سمجھ آیا تھا کہ وہ اپنی ماں کے چہرے پر مسکراہٹ لانے کی خاطر کچھ بھی کر سکتی تھی۔۔۔

جب انہوں نے اس کے لیے غلط صحیح نہیں دیکھا تھا تو وہ کیوں دیکھتیں۔۔۔

وہ اپنی جگہ سے اٹھتی ان کے قدموں میں جا کر بیٹھ گئی تھی۔۔۔

"مام۔۔۔ آئم سوری۔۔۔۔ میں پرامس کرتی ہوں۔۔۔ میں اب کبھی آپ کو شکایت کا موقع نہیں دوں گی۔۔۔ میں وہ سب کچھ کروں گی۔۔۔ آپ پلیز روئیں مت۔۔۔

میں آپ کو ایسے نہیں دیکھ سکتی۔۔۔"

ان کے دونوں ہاتھ تھام کر ان پر اپنا چہرا ٹکاتے وہ رو دی تھی۔۔۔۔

اس کی ماں نے اسے بہت پیار دیا تھا۔۔۔اسے ایک پر سکون اور محفوظ زندگی دی تھی۔۔۔اس کے لیے بہت ساری مشکلات دیکھی تھیں۔۔

بہت ساری امیدیں تھیں انہیں اس سے۔۔۔۔وہ انہیں مایوس نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔

اس کی بات سنتے عائمہ بیگم آنسوؤں کے ساتھ مسکرا دی تھیں۔۔۔

"میں جانتی تھی میری بیٹی کے لیے ہر بات سے بڑھ کر اس کی ماں کی خوشی ہے۔۔۔"

انہوں نے اس کی پیشانی چومتے اسے اپنے ساتھ لگا لیا تھا۔۔۔ ان کو خوش ہوتے دیکھ الہام بھی مسکرا دی تھی۔۔

مگر اس کے اندر جیسے کچھ بجھ گیا تھا۔۔۔ دل کی بے چینی بڑھ گئی تھی۔۔۔ اس کا ضمیر اسے ملامت کر رہا تھا۔۔۔

مگر اس سب کو نظر انداز کرتی وہ بس اپنی ماں کو خوش ہوتے دیکھ رہی تھی۔۔۔

اس نے اپنی ماں پر باپ کا کیا تشدد بھی دیکھا تھا اور ان کی دھمکیاں بھی سنی تھیں۔۔۔ اسے اپنے باپ سے شدید نفرت تھی۔۔۔

اسے ہر اس انسان سے نفرت تھی جو اس کی ماں کی تکلیف کا باعث تھا۔۔۔ پھر وہ خود بھلا کیسے انہیں تکلیف دینے کا باعث بنتی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔۔ پیروں میں جیسے جان ہی نہیں بچی تھی۔۔۔ ہاتھ میں فائل پکڑے وہ اس ہوٹل کے بڑے سے کاریڈور میں سے گزر رہی تھی۔۔

مہرون رنگ کی جھلملاتی ساڑھی میں۔۔۔اس کا نازک دلنشین سراپا قیامت خیزی لیے دیکھنے والوں کی آنکھوں کو خیرہ کر رہا تھا۔۔

اسے صائم نے نیچے ڈراپ کیا تھا اور فائل پکڑائی تھی کہ اسے دارم ہاشمی سے اس پر سائن کروا کر لانے ہیں۔۔۔

پچھلے ایک ہفتے سے الہام اپنی ماں کی خاطر اس کی ہر بات مان رہی تھی۔۔۔صائم کا رویہ اس کے ساتھ پہلے سے بدلہ ہوا تھا۔۔۔

وہ اس کے سامنے ناراضگی کا اظہار کر رہا تھا۔۔۔اسے لگا تھا کہ الہام اسے منائے گی۔۔۔مگر الہام کا دل اس شخص کے حوالے سے بہت برا ہو چکا تھا۔۔۔

وہ انہیں سوچوں میں الجھی ہوئی تھی کہ کیا سارے مرد ایسے ہوتے تھے۔۔۔

انہیں فرق نہیں پڑتا تھا کہ ان کی عورت کسی اور مرد کے قریب جائے۔۔۔اس کے ساتھ وقت گزارے۔۔۔

وہ مرد اسے چھوئے اور آپ خاموشی سے کھڑے دیکھتے رہو۔۔۔

پہلے اس کا باپ اور اب صائم۔۔۔

الہام جو صائم کے پچھلے رویے کو دیکھ کر مرد ذات پر تھوڑا بہت بھروسہ کرنے لگی تھی۔۔۔

وہ پھر سے ٹوٹ چکا تھا۔۔۔رہی سہی کسر دارم ہاشمی نے پوری کر دی تھی۔۔۔اس کے انداز میں جو حقارت اور نفرت ہوتی تھی۔۔۔

وہ اس کو اندر تک راکھ کر دیتی تھی۔۔۔

وہ چلتے ہوئے مطلوبہ کمرے کے سامنے آن رکی تھی۔۔اس کی حالت غیر ہو رہی تھی۔۔۔آنکھوں کے آگے بار بار نمی آرہی تھی۔۔اسے بہت زیادہ تکلیف ہو رہی تھی۔۔۔

اندر وہی شخص تھا۔۔۔جس کی توہین آمیز نگاہیں اس سے برداشت نہیں ہوتی تھیں۔۔۔

اس کا دل چاہا تھا یہیں سے واپس بھاگ جائے۔۔۔ مگر پھر اپنی ماں کا چہرا آنکھوں کے سامنے آن ٹھہر تا تھا۔۔۔

انہوں نے اسے بہت امید کے ساتھ بھیجا تھا کہ وہ آج یہ پراجیکٹ ان کی کمپنی کے لیے ضرور لے کر آئے گی۔۔۔۔

ان کا کہنا تھا کہ دارم ہاشمی سے بس اچھے سے بات کر کے اسے فائل سائن کروانے تھے اور پھر واپس آجانا تھا۔۔۔

صائم نے اسے کہا تھا کہ وہ جب فری ہو جائے گی تو اسے کال کر دے گی۔۔۔

اس بات سے انجان کے اس شخص کے کیا ارادے تھے۔۔۔وہ

اسے کس نیت سے دارم ہاشمی کے بیڈ روم میں بھیج رہا تھا۔۔۔

الہام اس حد تک برے کی توقع خواب میں بھی نہیں کر سکتی

تھی۔۔۔جو اس کے لیے لکھا گیا تھا۔۔۔

اس نے کانپتے ہاتھوں سے دروازے پر ناک کیا تھا۔۔جب اندر

سے بھاری گھمبیر آواز گونجی تھی۔۔۔

اندر آنے کی اجازت دی گئی تھی۔۔۔

ہولے سے دروازہ کھولتے اس نے اندر قدم رکھا تھا۔۔۔جب اس

کی نظر سامنے کی صوفے پر بیٹھے دارم ہاشمی پر پڑی تھی۔۔۔

بہت ہی خوبصورت سا کمرہ تھا وہ۔۔۔ نفاست سے سجا۔۔۔ جس میں

زیادہ تر سفید رنگ کا استعمال کیا گیا تھا۔۔۔

سیاہ پینٹ اور کریم کلر کی شرٹ میں ملبوس وہ صوفے سے ٹیک

لگائے اس پر اپنی سرخ نگاہیں گاڑھ گیا تھا۔۔۔

جو آج پہلے سے بھی زیادہ حسین لگ رہی تھی۔۔ وہ ساڑھی اس کے

وجود کی رعنائیوں اور حشر سامانیوں کو مزید اجاگر کر رہی تھی۔۔۔

بالوں کو کمر پر کھلا چھوڑ رکھا تھا۔۔ ہاتھوں میں فائل کو مضبوطی

سے جکڑ رکھا تھا۔۔۔

"کیا تمہارا ارادہ آج بھی معصومیت کا ناٹک کرنے کا ہے۔۔۔یا آج اپنا اصل روپ دکھاؤ گی مجھے۔۔۔"

اس لڑکی کے اس روپ کو ناگواریت بھری نگاہوں سے دیکھتے وہ سامنے پڑے ٹیبل سے سیگریٹ کی ڈبی اٹھا گیا تھا۔۔

جب اسے بہت زیادہ غصہ آتا تھا تو اسے قابو میں کرنے کے لیے وہ انہیں کا استعمال کرتا تھا۔۔۔اور اس وقت اسے اس لڑکی سے شدید نفرت محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

"کک کیا مطلب۔۔۔؟؟میں تو بس آپ سے یہ فائل سائن کروانے آئی ہوئی۔۔۔کونسا روپ۔۔۔؟؟"

اپنی جگہ پر جمے اس نے اپنی پلکوں کی گھنی چادر اٹھا کر اسے دیکھا

تھا۔۔۔

مگر اس شخص کی آنکھوں سے نکلتے انگارے اسے جھلسا کر رکھ گئے

تھے۔۔۔

"فائل سائن کروانے کی قیمت پتا ہے تمہیں۔۔۔؟؟"

دارم نے اسے بیٹھنے کو بھی نہیں کہا تھا۔۔۔یہ لڑکی اس کے نزدیک
کوئی اوقات نہیں رکھتی تھی۔۔۔

"قیمت۔۔۔؟؟"

الہام نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

"ڈونٹ ٹیل می کہ تمہیں کچھ نہیں پتا۔۔۔ تم وہی معصومیت کی دیوی، نیک سیرت، ان چھوئی پارسا لڑکی ہو۔۔۔ جسے بالکل بھی پتا نہیں ہے کہ اسے رات کے وقت کسی غیر مرد کے بیڈروم میں کس لیے بھیجا گیا ہے۔۔۔

لگتا ہی اسی معصومیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے رات گزاروں گی تم میرے ساتھ۔۔۔ ماننا پڑے گا ابھی اداکارہ ہو تم۔۔"

وہ شخص بول رہا تھا اور الہام کو اس ہوٹل کی عمارت پورے قد سے اپنے اوپر گرتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔

اس کے چہرے کی رنگت بالکل زرد پڑ چکی تھی۔۔۔

"نن نہیں۔۔۔ایسا کچھ نہیں ہے۔۔۔میں صرف آپ سے پچھلے رویے پر سوری کرنے آئی تھی اور اس فائل پر سائن کروانے۔۔۔"

اس نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا تھا۔۔۔جب اس کی بات پر دارم ہاشمی کا طنز سے بھرپور قہقہہ اس کی سماعتوں سے ٹکرایا تھا۔۔۔

وہ صوفے سے اٹھ کر نہایت سست روی سے اس کی جانب بڑھا تھا۔۔۔

اس کے ہر قدم میں ایک حاکمانہ غرور اور سفاکیت جھلک رہی تھی۔

الہام کا دل اتنی زور سے دھڑکا تھا کہ اسے لگا اس کی پسلیاں ٹوٹ جائیں گی۔۔۔

وہ سہم کر ایک قدم پیچھے ہٹی تھی۔۔۔ مگر مہرون ساڑھی کا پلو اس کے پاؤں میں الجھا تھا اور وہ لڑکھڑاتے ہوئے بمشکل سنبھلی تھی۔۔۔

دارم کو اس لڑکی کی یہ حرکت بھی توجہ پانے کی ایک ترکیب لگی تھی۔۔۔ اس نے ناگوار نگاہ ڈالی تھی۔۔۔ مگر اس کی مدد نہیں کی تھی۔۔۔۔

دارم ہاشمی اس کے عین سامنے آن کھڑا ہوا تھا۔۔۔

اس کے دراز قد اور چوڑے وجود کا سایہ الہام کے نازک سراپے کو پوری طرح اپنی لپیٹ میں لے چکا تھا۔۔۔

اس کے کریم کلر کی شرٹ کے اوپر کے دو بٹن کھلے تھے۔۔۔ اور اس کے وجود سے اٹھنے والی مہنگی سگریٹ اور پرفیوم کی ملی جلی مہک الہام کے حواس کو مفلوج کر رہی تھی۔۔۔

اس شخص کا خوف اس لمحے مزید بڑھ گیا تھا۔۔ وہ مکمل طور پر اس کے رحم و کرم پر تھی۔۔ وہ کچھ بھی کر سکتا تھا۔۔۔

اس کا دل چاہا تھا وہ وہاں سے بھاگ جائے۔۔۔ مگر پھر واپس گھر جا کر اپنی ماں کی ناراض صورت اور ناامیدی بھی نہیں دیکھ سکتی تھی وہ۔۔۔

اس کا اس لمحے شدت سے رونے کو دل چاہا تھا۔۔ اتنا بے بسی بھرا لمحہ اب تک اس کی زندگی میں کبھی نہیں آیا تھا۔۔۔

"سوری کرنے آئی ہو؟"

دارم نے سیگریٹ کا دھواں سیدھا اس کے حسین، زرد پڑتے چہرے پر چھوڑا تھا۔۔۔

وہ اپنی طرف سے اس لڑکی کو جتنی بھی تکلیف دے سکتا تھا۔۔۔ دے رہا تھا۔۔۔ اسے جن لوگوں سے محبت تھی وہ ان کی خاطر جان دینے کو تیار رہتا تھا۔۔۔

اور جن سے نفرت تھی ان کو اذیت دے کر سکون ملتا تھا اسے۔۔۔

الہام نے کھانستے ہوئے رخ موڑا تو اس کی دودھیا گردن پر بکھرے سیاہ بال پلو کی اوٹ سے سرک گئے تھے۔۔۔۔

دارم کی سرخ، انگارے اگلتی نگاہیں اس کے اس نوخیز حسن پر جمیں، تو اس کے اعنابی لبوں پر ایک زہریلی اور حقارت آمیز مسکراہٹ ابھری تھی۔۔۔

"جی۔۔۔مجھے اس دن ایسے نہیں جانا چاہیے تھا۔۔۔میر اارادہ آپ کی انسلٹ کرنے کا نہیں تھا۔۔میں اس کے لیے معافی چاہتی ہوں۔۔"

وہ کتنی مجبوری میں یہ الفاظ بول رہی تھی۔۔یہ وہی جانتی تھی۔۔ کیونکہ وہ اس دن بالکل بھی غلط نہیں تھی۔۔۔غلط یہ شخص تھا جس نے اسے نجانے کیا سمجھتے اس کی اتنی توہین کی تھی۔۔

اور دوسری غلطی صائم کی تھی۔۔۔جس نے جان بوجھ کر اسے پھر سے اس شخص کے سامنے بھیجا تھا۔۔

اور معافی مانگنے پر مجبور کیا تھا۔۔۔

"آپ اس فائل پر سائن کر دیں۔۔۔مجھے واپس جانا ہے۔۔۔"

الہام اس کی نگاہوں کی تپش سے گھبراہٹ میں مبتلا ہو رہی تھی۔۔۔لب کچلتے اس نے فائل آگے کی تھی۔۔۔

"کیا تمہیں واقعی لگتا ہے کہ میں اتنا بے وقوف ہوں تم یہ ناٹک کرو گی اور مجھے سمجھ نہیں آئے گا۔۔۔؟"

دارم کو اس لڑکی کی اجھی بھی کی جانے والی اداکاری شدید غصہ دلا رہی تھی۔۔۔

"میں سچ کہہ رہی ہوں۔۔۔میں صرف فائل سائن کروانے ہی آئی ہوں۔۔۔"

الہام نے الٹے قدموں پیچھے ہوتے اسے یقین دلانے کی کوشش کی تھی۔۔۔اسے جتنا بتایا گیا تھا۔۔۔

وہ اتنا ہی بول رہی تھی۔۔

"اس حلیے، اس ساڑھی میں اور اس تیاری کے ساتھ۔۔۔؟؟"

اس نے انگلی کے اشارے سے الہام کی جھلملاتی مہرون ساڑھی کی طرف اشارہ کیا، جس کا بلاؤز اس کے نازک وجود کی رعنائیوں کو چھپانے کے بجائے مزید نمایاں کر رہا تھا۔

"معافی مانگنے کا یہ طریقہ کس نے سکھایا ہے تمہیں؟ تمہارے اس زبردست بزنس پارٹنر اور فیانسی صائم نے؟ یا تمہاری کمپنی اور گھر

والوں نے جو تمہیں مارکیٹ میں لانچ کر کے اپنی تھکی ہوئی قسمت چمکانا چاہتے ہیں۔۔۔ تمہارا سودا لگا کر۔۔۔ جانتی ہو اس پراجیکٹ کی کیا قیمت ہے۔۔

جس کی عوض تمہیں یہاں بیچا گیا ہے۔۔۔ ایک رات کے لیے۔۔۔ جانتی تو ہو گی تم۔۔۔ بلکہ شاید اپنی اتنی قیمت تم نے خود نے لگوائی ہو۔۔

کیا تمہارے ماں باپ کو بھی شرم نہیں آ رہی تم سے یہ سب کرواتے ہوئے۔۔۔ لگتا ہے پورا کمبا ہی بازاری ہے۔۔"

وہ شخص بہت زیادہ تلخ بولتا تھا۔۔۔اس وقت بھی اس نے زرا سا بھی لحاظ نہیں کیا تھا۔۔

وہ بس یہ چاہتا تھا کہ یہ لڑکی اپنے ہاتھوں اپنے اس ڈھونگ کا پردہ فاش کرے۔۔۔جبکہ اس کی بات سنتے الہام کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں۔۔۔

"زبان سنبھال کر بات کریں مسٹر دارم ہاشمی۔۔۔"

الہام کا وجود مارے ذلت اور غصے سے بری طرح کانپا تھا۔۔۔

اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔۔۔ مگر اس بار ان آنسوؤں میں صرف بے بسی نہیں۔۔۔ بلکہ اپنی عزت کے لیے ایک تڑپ تھی۔۔۔

"آپ میرے بارے میں جو چاہیں بکواس کریں۔۔۔ مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔ کیونکہ میں جانتی ہوں کہ آپ جیسے امیر اور مغرور مردوں کی سوچ کتنی چھوٹی ہوتی ہے۔۔۔ لیکن میری مام کے بارے میں ایک لفظ بھی مت بولیے گا۔۔۔

صائم وہ مجھ سے محبت کرتا ہے۔ اور میری مام نے مجھے بہت دکھ جھیل کر پالا ہے۔۔۔ وہ ایسی نہیں ہیں۔۔۔"

الہام کو اس شخص پر بہت غصہ تھا۔۔جواب تک اسے نجانے کیا کیا بولتا آیا تھا۔۔۔

صائم کا دفاع اس نے اس شخص کے سامنے اپنی بچی کچی عزت رکھنے کے لیے کیا تھا۔۔یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ صائم کو بھی وہ غلط سمجھ رہا ہے۔۔۔

صائم کو اس کی فکر ہے۔۔۔

دارم نے اس کی بات سنتے ایک استہزایہ قہقہہ لگایا تھا۔۔۔وہ قہقہہ اس پرسکون، نفاست سے سجے کمرے کی دیواروں سے ٹکرا کر گونجا تو الہام کا جی چاہا کہ وہ اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ لے۔۔۔

ایک عجیب ساطنز اور تحقیر بھرا انداز تھا اس شخص کا۔۔۔

"محبت ؟ بہت بڑی چالباز لڑکی ہو تم۔۔۔اب بھی اپنا اصل روپ سامنے نہیں آنے دے رہی۔۔۔"

دارم کا لہجہ اس قدر کاٹ دار تھا کہ الہام کی روح تک چھلنی ہو گئی تھی۔۔۔

وہ اس کے مزید قریب ہوا تھا۔۔۔یہاں تک کہ اس کی گرم اور غصیلی سانسیں الہام کے گالوں کو جھلسانے لگی تھیں۔۔۔

"کیا محبت ہے تم دونوں کی۔۔۔ تمہارا فیانسی اپنا کاروبار چمکانے کے لیے تمہیں یہاں بیچ رہا ہے۔۔ اور تم بھی اپنے آپ کو اس کی خاطر دوسرے مردوں کے آگے نیلام کر رہی ہو۔۔۔"

اس کو گھری زہر خند نگاہوں سے دیکھتا وہ اس سے فاصلے پر ہٹ گیا تھا۔۔۔

الہام کو اس کی یہ بات سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ بار بار ایسے کیوں کہہ رہا تھا کہ اسے بیچ دیا گیا ہے۔۔۔

صائم نے کہا تھا کہ اسے صرف اپنے پچھلے رویے پر معذرت کر کے فائل پر سائن کروانے ہیں اور پھر واپس آجانا ہے۔۔۔

الہام کو اس لمحے شدت سے کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا تھا۔۔۔

الہام کو اس لمحے شدت سے کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا تھا۔۔۔

اس کا دل لرزنے لگا تھا۔۔۔ اس شخص کی یہ نفرت اور حقارت بے وجہ نہیں ہو سکتی تھی۔۔

"آپ۔۔۔ آپ میرے بارے میں غلط سمجھ رہے ہیں۔۔ میں۔۔ میں ایسی لڑکی نہیں ہوں۔۔۔"

الہام کی آواز میں ناچاہتے ہوئے بھی آنسوؤں کی آمیزش گھل گئی تھی۔۔۔

اس کا دل چاہ رہا تھا کہ کسی بھی طرح سے اس شخص کی نگاہوں سے اوجھل ہو جائے۔۔۔

"جتنی بار تم سے ملاقات ہوئی ہے۔۔۔ بہت اچھے سے سمجھ آچکا ہے کہ تم کس طرح کی لڑکی ہو۔۔ تم جیسی لڑکیوں کی وجہ سے شریف لڑکیوں کا اس معاشرے میں رہنا مشکل ہو گیا ہے۔۔

تم لوگ اپنی مرضی سے خود کو مردوں کے آگے پیش کرتی ہو۔۔۔ اور تم جیسیوں کے عادی مرد شریف اور پاکباز لڑکیوں کو اپنی ہوس کا نشانہ بناتے ہیں۔۔۔

سب عورتوں کو ایک جیسا سمجھتے ہیں۔۔۔"

اس شخص کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔۔۔ جبکہ اس کے الفاظ الہام کے وجود کو کئی ٹکڑوں میں بانٹ گئے تھے۔۔۔۔

اتنی ذلت بھرے الفاظ اس کے لیے بول رہا تھا یہ انسان۔۔۔

الہام کا دل چاہا تھا اس کا منہ توڑ دے۔۔۔ وہ ہوتا کون تھا اسے ایسا بولنے والا۔۔۔ مگر بات وہیں آن کر رکتی تھی کہ اسے ایسا کیا بتایا گیا تھا اس کے بارے میں۔۔

کہ وہ چند ملاقاتوں میں ہی اسے اتنا گھٹیا سمجھنے لگا تھا۔۔۔

"بکواس بند کرو اپنی تم دارم ہاشمی۔۔۔ تم ہوتے کون ہو میرے کردار پر ایسا گھناؤنا الزام لگانے والے۔۔"

وہ جو کب سے مجبوری کے زیرِ اثر صبر کر کے کھڑی تھی۔۔۔اب اس سے زیادہ خاموش نہیں رہ سکتی تھی۔۔۔

یہ شخص حد سے بڑھ رہا تھا۔۔۔

اس نے یوں چیخنے پر دارم نے اس کے مقابل آتے سرخ انگارہ نگاہوں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔

یہ لڑکی سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ اگر اس وقت اس کے سامنے دارم ہاشمی کے علاوہ کوئی اور مرد ہوتا تو اب تک وہ خود کو منہ دکھانے کے قابل نہ بچتی۔۔۔

"میں وہ ہوتا ہوں جس کے کمرے میں تمہیں رات گزارنے کے لیے بھیجا گیا ہے۔۔اور اس کے بدلے مجھے اس فائل پر سائن کرنے ہونگے۔۔۔

بس اتنی اوقات ہی تمہاری۔۔۔ایک پراجیکٹ کے بدلے تم میرے بستر پر پہنچا دی گئی ہو۔۔۔ پنچ اور بدکردار لڑکی ایسی ہی ہوتی ہے نا۔۔۔پھر میری باتوں پر اتنا غصہ کیوں آرہا ہے۔۔۔؟؟"

دارم ہاشمی کو اس وقت اس لڑکی کے آنسو بھی بس ڈرامہ لگ رہے تھے۔۔۔

اس نے بہت دیکھی تھیں ایسی لڑکیاں۔۔۔ وہ اس فیلڈ میں بہت ٹائم سے تھا۔۔۔ جس عہدے پر وہ تھا۔۔۔ اسے ہر روز ایسی آفرز ہوتی تھیں۔۔۔

جو وہ جواب میں لوگوں کے منہ پر مارتا تھا۔۔۔ یہ اس نے کیوں قبول کی تھی۔۔

اس کے پیچھے بھی اس کی ایک وجہ تھی۔۔۔

دارم نے مزید اس کے ساتھ بحث کرنے کے بجائے صائم کا نمبر ملایا تھا۔۔

"مسٹر صائم آپ کی فیانسی یہاں کس لیے بھیجی گئی ہیں۔۔ کیا آپ نے ان کو بتایا ہے۔۔۔؟ میرا وقت بہت قیمتی ہے۔۔ میں ان محترمہ کو وضاحتیں دینے میں ضائع نہیں کر سکتا۔۔۔"

اس نے فون کان سے لگائے نگاہیں الہام پر گاڑھی ہوئی تھیں۔۔۔ جو اس وقت ساکت نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔

دارم نے موبائل فون اس کی جانب بڑھایا تھا۔۔۔

"صائم یہ۔۔۔"

الہام نے روتے ہوئے اسے بتانا چاہا تھا۔۔۔ مگر دوسری جانب سے اس کی بات سنی ہی نہیں گئی تھی۔۔

"شٹ اپ الہام۔۔۔ تم بھول گئی ہو کہ تم اس وقت کس انسان کے پاس کھڑی ہو۔۔۔ کیوں تم ہمیں برباد کرنے پر تلی ہو۔۔۔وہ انسان ایسی گستاخیاں معاف نہیں کرتا۔۔۔

تم کوئی چھوٹی اور معصوم بچی نہیں ہو الہام۔۔۔

کہ تمہیں یہ بات نہ سمجھ آئے کہ اس طرح سے تمہیں اس شخص کے بیڈروم میں کس لیے بھیجا گیا ہے؟؟

اپنی مرضی سے آرام سے تم وہاں چلی گئی۔۔ تو اب یہ ناٹک کیوں کر رہی ہو۔۔۔

صرف سائن کروانے ہوتے تو میں خود بھی جا سکتا تھا۔۔۔رات کے وقت ہوٹل روم بک کر کے۔۔ تمہیں سجا سنوار کر وہاں بھیجنے کے پیچھے کیا مقصد تھا۔۔

تم کیسے انجان ہو سکتی ہو اس سے۔۔۔"

صائم اس پر غصے سے چلا رہا تھا اور وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے زمین کو گھورے جا رہی تھی۔۔

"ایک رات ہی تو گزارنی ہے تم نے وہاں۔۔ میں تمہارا فیانسی جب تمہیں اس بات کی اجازت دے رہا ہوں۔۔ تو تمہیں کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔۔۔

دارم ہاشمی بہت اچھے انسان ہیں۔۔۔ وہ اس بات کو ہمیشہ راز ہی رکھیں گے۔۔۔ الہام میں یہ پراجیکٹ کسی قیمت پر گنوا نہیں سکتا۔۔۔

پلیز بہت محبت کرتا ہوں تم سے۔۔۔ میری خاطر تم اتنا تو کر ہی سکتی ہو۔۔۔ اور۔۔۔ اور اگر میری خاطر نہیں تو اپنی ماں کی خاطر تو کر سکتی ہو نا۔۔۔

میں نے ایک ہفتے پہلے دارم سر کی کمپنی سے ایک بھاری رقم بھی لی ہے۔۔۔ ادھار کے طور پر۔۔۔

وہ اس رات کے بدلے وہ بھی معاف کر دیں گے۔۔۔ تم میری بات سمجھ رہی ہو نا۔۔۔"

صائم کی باتیں سن کر الہام کا سر چکرا گیا تھا۔۔۔ اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب رواں ہو چکا تھا۔۔۔

دارم ہاشمی صوفے پر بیٹھا سیگریٹ پیتا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔

"مام۔۔۔ کک کیا وہ جانتی ہیں اس بارے میں۔۔۔"

اس کے کانپتے لبوں سے بس اتنا نکلا تھا۔۔۔ وہ چاہتی تھی صائم انکار کر دے۔۔۔

اس کی ماں تو اس کے ساتھ ایسے نہیں کر سکتی تھی نا۔۔۔الہام نے بس یہی دعا کی تھی۔۔۔

"ہاں۔۔۔اُنہوں نے خود ہی تو تمہیں بھیجا ہے۔۔وہ تمہاری طرح بے وقوف تو نہیں ہیں نا۔۔۔ایسے ہی تیار کر کے صرف ایک سائن کے لیے کون بھیجتا ہے۔۔وہ بھی اچھے سے جانتی ہیں۔۔۔بڑی کامیابیاں حاصل کرنے کے لیے۔۔ایسی چھوٹی چھوٹی قربانیاں دینی پڑی ہیں۔۔۔"

صائم کے الفاظ اس کے دل کے کئی ٹکڑے کر گئے تھے۔۔اس نے سختی سے آنکھیں میچ لی تھیں۔۔۔

فون کان سے ہٹاتے اس نے دارم ہاشمی کی طرف دیکھا تھا۔۔۔اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں۔۔۔

سامنے کا منظر بالکل دھندلا گیا تھا۔۔۔

اس کے لبوں سے بے ساختہ سسکی نکلی تھی۔۔۔

"اب کیا کہنا چاہو گی تم۔۔۔ معصومیت اور پاکیزگی کا مزید ڈرامہ کرنے کا ارادہ ہے۔۔۔یا بس اداکاری ختم ہو گئی۔۔۔"

دارم ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے بیٹھا اس کو ہار مانتے دیکھ رہا تھا۔۔

جو چلتی ہوئی اس کی جانب آئی تھی۔۔۔اور اس کے آگے ہاتھ
جوڑتے اس کے قدموں میں آن گری تھی۔۔۔

"میں۔۔میں ویسی لڑکی نہیں ہوں۔۔جیسا آپ مجھے سمجھ رہے
ہیں۔۔۔میرا خدا گواہ ہے میں ایک پارسا اور باکردار لڑکی
ہوں۔۔۔

مم مجھے کچھ بھی خبر نہیں تھی۔۔۔ہاں میں بے وقوف ہوں۔۔۔
کچھ سمجھ نہیں پائی۔۔۔

پلیز مجھے یہاں سے جانے دیں۔۔آپ کو خدا کا واسطہ ہے۔۔۔"

الہام زمین پر بیٹھتی سسکتے ہوئے اس کے آگے ہاتھ جوڑے ہوئے تھی۔۔

جبکہ دارم اپنی جگہ سے آگے ہو کر بیٹھتا اس لڑکی کے آنسوؤں سے بھیگے حسین چہرے کو تکنے لگا تھا۔۔

"مجھے تو لگتا ہے۔۔میں جو سمجھ رہا ہوں۔۔۔تم اس سے بھی زیادہ چالباز لڑکی ہو۔۔۔"

دارم ہاشمی ایک سخت دل انسان تھا۔۔۔جو ایسے آنسوؤں پر پگھلنے والا ہرگز نہیں تھا۔۔

اس کا کام ہی ایسا تھا کہ اسے سختی رکھنی پڑتی تھی۔۔

"تابش کو جانتی ہو۔۔۔؟؟اور قریشی کو۔۔۔؟؟"

دارم ہاشمی اس کی جانب جھکا ہوا تھا۔۔۔وہ زمین پر اس سے تھوڑے سے فاصلے پر بیٹھی تھی۔۔۔

اس نے خود کو ساڑھی کے پلو سے پوری طرح کور کر رکھا تھا۔۔۔ مگر اس لڑکی کے حسن کی تابنا کیاں چھپائے نہیں چھپ رہی تھیں۔۔۔

دارم ہاشمی کے سوال پر الہام نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

وہ ان لوگوں کا کیوں پوچھ رہا تھا۔۔۔

"وہ دونوں بھی تمہارے دعوے دار بنے ہوئے ہیں۔۔اسی ہوٹل کی پارکنگ میں آچکے ہیں۔۔ان کا کہنا ہے صائم نے تمہارے عوض ان سے بھی بھاری رقم لی ہے۔۔۔

اب تم کہو گی کہ تم اس بات سے بھی بے خبر ہو۔۔۔"

دارم نے سیگریٹ ایش ٹرے میں مسلتے واپس پلٹ کر اسے انتہائی زہر خند نگاہوں سے دیکھا تھا۔۔

الہام کا پورا وجود زلزلوں کے زیر اثر تھا۔۔اسے اپنی ہستی فنا ہوتی محسوس ہوئی تھی۔۔

اس نے بے یقینی بھری نگاہوں سے دارم کی جانب دیکھا تھا۔۔

"تم باکردار اور پارسا ہو تو اس گھٹیا انسان کے ساتھ ان بے ہودہ پارٹیز میں کیوں آئی؟ اس دن میرے ساتھ ڈانس کرنے بھی تم خود ہی آئی تھی نا۔۔۔

کوئی بھی شے کبھی کسی عورت کو اتنا مجبور نہیں کر سکتی کہ وہ اپنے عزت کا سودا کر دے۔۔۔ یہ صرف اس صورت میں ہوتا ہے جب اس عورت کے نزدیک اس کی عزت سے بڑھ کر دولت کا لالچ ہو۔۔۔"

وہ شخص اس کی بات ماننے کو کسی صورت تیار نہیں تھا۔ کیونکہ اس کی نظر میں پہلے دن سے اس کا بہت برا امیج بن گیا تھا۔۔۔

وہ اسے ایک انتہائی لالچی اور بد کردار لڑکی سمجھ رہا تھا۔۔۔ جو اس فیلڈ میں وہ پہلی بہت بار دیکھ چکا تھا۔۔۔

الہام کو بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ اپنی بے وقوفی اور نا سمجھی کے باعث وہ اتنی بڑی مصیبت میں پھنس جائے گی۔۔۔

اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی تھی۔۔۔ اور الہام کو اپنے جسم سے روح پرواز کرتی محسوس ہوئی تھی۔۔

یقیناً وہ لوگ اوپر آچکے تھے۔۔

مارے ذلت اور رسوائی کے وہ اپنے آپ کو زمین میں گڑھتا ہوا محسوس کر رہی تھی۔۔

"پلیز۔۔۔۔پلیز میری بات کا یقین کریں۔۔۔ آپ کے گھر میں بھی عورتیں ہونگی۔۔۔ان کی عزت کا واسطہ آپ کو۔۔۔میری عزت بچالیں۔۔۔مجھے یہاں سے جانے دیں۔۔۔مجھے ان لوگوں سے بچالیں۔۔۔۔۔"

الہام اتنا تو سمجھ چکی تھی کہ یہ شخص جتنا بھی سفاک اور بے رحم سہی۔۔۔مگر ان لوگوں جیسا ہوس پرست نہیں تھا۔۔

اس کی آنکھوں میں اس نے حقارت، نفرت، ناگواری اور ایسے تمام تاثر دیکھے تھے۔۔سوائے ہوس کے۔۔۔

ابھی بھی اتنی دیر سے وہ اس کے ساتھ اس حلیے میں رات کی تنہائی میں کمرے میں اکیلی موجود تھی۔۔

مگر اس نے اسے چھونے یا کسی بھی طرح کی غیر اخلاقی حرکت نہیں کی تھی۔۔

یہی وجہ تھی کہ الہام کا حوصلہ ابھی بھی بنا ہوا تھا۔۔۔

"میرے گھر کی عورتیں بہت معتبر ہیں۔۔۔ان کا نام بھی لینے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔"

وہ اس کی جانب انتہائی تحقیر آمیز نگاہوں سے دیکھتا اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔۔۔

الہام اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔۔وہ ہولے ہولے کانپ رہی تھی۔۔صوفے کے پاس سے گزرتے دارم کی نظر وہاں رکھی شال پر پڑی تھی۔۔

یہ وہی شال تھی جو اس دن اس نے اس لڑکی کو دی تھی۔۔۔اور اس وقت وہ شاید واپس لوٹانے کے ارادے سے یہاں لے کر آئی تھی۔۔

دارم نے آگے بڑھ کر وہ شال اٹھائی تھی اور پلٹ کر الہام کی جانب اچھال دی تھی۔۔۔

"اس سے کور کرو خود کو۔۔۔"

اس کے ہر ہر انداز سے الہام کے لیے غصہ چھلک رہا تھا۔۔ الہام کے لیے اس وقت وہ کسی غنیمت سے کم نہیں تھی۔۔

اس نے کانپتے ہاتھوں سے وہ شال اپنے گرد لپیٹ لی تھی۔۔ جس میں آج بھی وہ بہت حد تک ناکام رہی تھی۔۔۔ مگر اس نے کافی حد تک خود کو ڈھانپ لیا تھا۔۔۔

تب تک دارم بھی دروازہ کھول چکا تھا۔۔ مگر وہ اس طرح سے کھڑا تھا کہ اس کا چوڑا وجود آدھ کھلے دروازے کے آگے بالکل چھایا ہوا تھا۔۔

باہر کھڑے افراد کی نظر الہام تک نہیں پہنچ سکتی تھی۔۔۔

"ہمیں وہ لڑکی چاہیے دارم صاحب۔۔۔ ہم نے بہت بڑی رقم دی ہے۔۔۔۔"

وہ لوگ کافی غصے میں لگ رہے تھے۔۔۔ ان کا یہی کہنا تھا کہ انہوں نے بہت ساری رقم دی تھی۔۔۔ وہ اس لڑکی کو کسی بھی قیمت پر ایسے نہیں جانے دے سکتے تھے۔۔

الہام کی روح لرز رہی تھی۔۔۔ اگر اس شخص نے اسے ان کے حوالے کر دیا تو۔۔۔ وہ اس اسے اتنی نفرت کرتا تھا۔۔

وہ بھلا کیوں اس کی حفاظت کرے گا۔۔۔

الہام کا دل درد سے بے حال تھا۔۔۔اس کی ماں نے سب کچھ جانتے ہوئے اسے یہاں بھیجا تھا۔۔۔یہ بات وہ برداشت نہیں کر پا رہی تھی۔۔

اس کے دماغ میں اس وقت بہت کچھ چل رہا تھا۔۔اگر وہ یہاں سے بچ بھی جاتی تو اسے واپس وہیں جانا تھا۔۔۔

وہ لوگ پھر سے اس کے ساتھ وہی کرتے۔۔۔اس کے پاس تو اور کوئی ٹھکانہ بھی نہیں تھا۔۔۔

الہام نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ اسے اپنی زندگی میں موجود اس اکلوتے رشتے سے ایسا دھوکا ملے گا۔۔۔

"آپ لوگوں کی کیا ڈیمانڈ ہے اس لڑکی کے علاوہ۔۔۔وہ تو نہیں ملے گی تمہیں۔۔۔"

دارم ہاشمی کی بات پر الہام نے سر اٹھا کر اس کی چوڑی کشادہ پشت کو دیکھا تھا۔۔۔جو اس وقت اس کے لیے کسی محافظ سے کم نہیں تھا۔۔۔

الہام کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ جب اپنے دھوکا دے دیں تو ایسے اجنبی بھی مل سکتے ہیں جو عزت کے رکھوالے بن جائیں اس طرح۔۔۔۔

"آپ اس معمولی سی لڑکی کی خاطر بہت بڑی آفر کر رہے ہیں سر۔۔۔"

تابش نے حیرت بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

"میرے نزدیک عورت کی عزت دنیا کی ہر شے سے بڑھ کر قیمتی ہے۔۔۔وہ عورت چاہے کوئی بھی ہو۔۔۔ کیسی بھی ہو۔۔۔"

دارم ہاشمی کے الفاظ اس کی سماعتوں سے ٹکرائے تھے۔۔ الہام اس کے لہجے میں اپنے لیے واضح نفرت محسوس کر سکتی تھی۔۔

"اس کے فیانسی نے اس کی قیمت لگائی ہے۔۔ اس لڑکی کی مرضی کے ساتھ۔۔۔ پھر آپ کیوں اسے بچا رہے ہیں۔۔"

قریشی صاحب ہاتھ سے اس حور پری کو جانے دینے کے لیے تیار نہیں تھے۔۔

"قریشی صاحب میں نے جو کہا ہے وہ کریں۔۔۔ آپ لوگوں نے اس کی جو قیمت دی ہے۔۔۔ اس سے ڈبل رقم آپ کو مل جائے گی۔۔ اب جاسکتے ہیں آپ لوگ۔۔

اور دوبارہ اگر کہیں وہ نظر آئی بھی تو اجنبی بن کر گزر جایئے گا۔۔۔ ورنہ۔۔۔"

دارم ہاشمی کا دوٹوک اور سرد لہجے میں بولے گئے یہ الفاظ ہی سامنے کھڑے افراد کے لیے کافی تھے۔۔

وہ مزید کوئی بھی بحث کر کے اپنی بربادی نہیں چاہتے تھے۔۔۔

دارم ہاشمی کے ہاتھ میں کتنی طاقت تھی۔۔۔

وہ اچھے سے جانتے تھے۔۔

اس لیے وہ بنا مزید کوئی بات کیے وہاں سے ہٹ گئے تھے۔۔ ان کو ہٹتے دیکھ الہام نے گہرا سانس بھرتے اپنے رب کا شکر ادا کیا تھا۔۔

اور تشکر آمیز نگاہوں سے واپس پلٹتے اس شخص کو۔۔ جس نے اس کا کچھ نہ ہوتے ہوئے بھی اس کی اتنی حفاظت کی تھی۔۔۔

مگر اس کے تیور اس وقت جتنے سنگین تھے۔۔۔ الہام کو اس سے بھی خوف محسوس ہونے لگا تھا۔۔۔

وہ واپس آکر صوفے پر بیٹھ گیا تھا۔۔اور سیگریٹ پھر سے لبوں کو لگا لیا تھا۔۔۔

الہام نہیں جانتی تھی وہ اب اسکے ساتھ کیا کرنے والا تھا۔۔۔اس کا پورا وجود لرز رہا تھا۔۔۔ مگر اندر کہیں ایک احساس تھا کہ یہ اس کے ساتھ کچھ بھی برا نہیں کرے گا۔۔

جو دوسروں سے اس کی عزت بچا سکتا تھا۔۔وہ خود بھلا کیسے اس کو نقصان پہنچاتا۔۔۔

"صائم ارشاد کو کب سے جانتی ہو۔۔۔؟؟"

اس کی نگاہیں کارپٹ پر جمی ہوئی تھیں۔۔۔اس کے دوبارہ الہام کی جانب دیکھنے کی غلطی بھی نہیں کی تھی۔۔

"بچپن سے۔۔۔"

الہام ایک کونے میں کھڑی خاموشی سے اس کے سوالوں کا جواب دے گئی تھی۔۔۔

"تو ایسا کیسے ممکن ہے کہ تم اس کی اور اس کے خاندان والوں کی اصلیت سے ناواقف ہو۔۔۔۔ عمائمہ نامی عورت کیا لگتی ہے تمہاری۔۔۔؟"

اس شخص کا لہجہ ہر گزرتے پل کے ساتھ سنگین ہوتا جارہا تھا۔۔

اس کی آنکھوں میں پھر سے شک کی لہر دوڑ گئی تھی۔۔

"مدر ہیں میری۔۔۔"

الہام کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ اس سے ایسے سوال کیوں کر رہا ہے۔۔۔اس کی مام کا نام وہ کیسے جانتا تھا۔۔

"مدر۔۔۔۔"

اس کے ماتھے پر شکنوں کا جال بن گیا تھا۔۔۔اس نے انتہائی سفاک نگاہوں سے الہام کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

"انتہا کی گھٹیا عورت ہے وہ۔۔۔ صائم اور اس کے باپ کے ساتھ مل کر معصوم لڑکیوں کو اغوا کرواتی ہے اور آگے سمگل کر رہی ہے۔۔۔"

اس کی بات پر الہام نے شاکی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

"نہیں۔۔۔ ایسا کچھ نہیں ہے۔۔۔ زبان سنبھال کر بات کریں آپ ان کے بارے میں۔۔۔ آپ میری مام کے بارے میں ایسے بات نہیں کرسکتے۔۔۔ وہ اتنی بری ہو ہی نہیں سکتیں۔۔۔"

الہام اس تصور سے ہی لرز گئی تھی۔۔ صائم نے اس کے سامنے جو انکشاف کیا تھا۔۔۔ اس کے بعد بھی اس کا دل یہ ماننے کو تیار نہیں تھا کہ اس کی ماں ایسا کر سکتی تھی۔۔۔

جبکہ اس کی بات مقابل ہو شدید اشتعال میں مبتلا کر گئی تھی۔۔۔

"جسٹ شٹ اپ۔۔۔ تم اس قابل ہی نہیں وہ کہ تم پر رحم کیا جائے۔۔۔"

وہ غصے کی شدت سے اس پر دھاڑا تھا۔۔ اسے لگ رہا تھا کہ یہ لڑکی یہاں پر سے کا دماغ خراب کرنے کے لیے بھیجی گئی ہے۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ بولتا جب اس کا فون بجنے لگا تھا۔۔

اسے قہر آلود نگاہوں سے دیکھتے دارم نے کال پک کی تھی۔۔

جب دوسری جانب سے اسے نجانے کیا خبر ملی تھی کہ اس کے چہرے کی رنگت متغیر ہوئی تھی۔۔۔

"کیا کہہ رہے ہو تم۔۔۔؟؟ کیسے بھاگ گئے وہ لوگ۔۔۔ ایسا نہیں ہونا چاہیئے۔۔ ان کا پکڑے جانا ہمارے لیے بہت ضروری ہے۔۔۔ بہت ساری زندگیوں کا سوال ہے۔۔۔"

درام کا تاثرات سنگینیت اختیار کر گئے تھے۔۔۔ اس نے پلٹ کر انتہائی خطرناک نگاہوں سے دیکھا تھا۔۔۔

"اس عورت تک پہنچنے کا ایک راستہ ابھی بھی ہمارے پاس ہے۔۔۔ اس کی بیٹی۔۔۔لیڈیز پولیس کو بھیجو اور ابھی اسی وقت گرفتار کرکے لے جاؤ اسے۔۔"

دارم کی بات پر الہام نے خوف کی زیادتی سے زرد پڑتے چہرے کے ساتھ اسے دیکھا تھا۔۔۔

جواب فون بند کرتا اس کی جانب بڑھ رہا تھا۔۔۔

"تمہارے وہ گھٹیا ساتھی پکڑے جانے کے خوف سے فرار ہو چکے ہیں۔۔۔"

وہ اس کے مقابل آتے غصے سے دھاڑا تھا۔۔۔

الہام نے خوف سے لرزتے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔

"میری مام ایسا کچھ نہیں کر سکتیں۔۔۔ تم جھوٹ بول رہے ہو۔۔۔"

الہام اس کی بات ماننے کو تیار نہیں تھی۔۔۔ اس نے اپنے قدم تیزی سے باہر کی جانب بڑھا دیئے تھے۔۔۔

مگر اس سے پہلے کہ وہ دروازہ کھولتی۔۔۔ دارم آگے بڑھا گا اور اس نے الہام کی کلائی جکڑ اسے اپنی پوری طاقت کے ساتھ بیڈ یہ جانب اچھال دیا تھا۔۔۔

الہام اوندھے منہ بیڈ پر گری تھی۔۔۔اس شخص کا دیا جھٹکا اتنا زور دار تھا۔۔۔کہ اسے اپنی ساڑھی کھلتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔

اسے اپنی جانب بڑھتے دیکھ الہام کے چہرے کی رنگت اڑ گئی تھی۔۔۔وہ مارے خوف کے پیچھے کو سرک گئی تھی۔۔۔

جب دارم نے اس کے قریب جھکتے اس کے بالوں کو اپنی مٹھی میں جکڑے اس کا چہرا اپنے قریب کیا تھا۔۔۔اس کی آنکھوں لہو رنگ تھیں۔۔

"تمہارے اس معصوم چہرے کے پیچھے جو گھناؤنا روپ چھپا ہے

نا۔۔۔وہ آج رات پولیس سٹیشن میں گزارنے کے بعد تو ضرور باہر

آئے گا۔۔۔

تمہیں لگ رہا تھا۔۔۔تم میرے سامنے یہ معصومیت کا ناٹک کرو گی

اور میں تمہیں جانے دوں گا۔۔۔تم بہت زیادہ ہوشیار لڑکی ہو۔۔۔

یہ تو مجھے پہلے دن ہی سمجھ آگئی تھی۔۔۔"

دارم ہاشمی نے اس کے بالوں کو اتنی سختی سے اپنی مٹھی میں جکڑا ہوا

تھا۔۔۔کہ الہام کو لگ رہا تھا اس کے بال اکھڑ جائیں گے۔۔۔۔

مارے تکلیف کے اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے۔۔۔اس نے اپنے بالوں کو آزاد کروانے کی کوشش کی تھی۔۔۔

مگر اس کی گرفت مزید سخت ہو گئی تھی۔۔

وہ اس شخص کو اتنی بار اپنی صفائی دے چکی تھی لیکن وہ سننے کو تیار ہی نہیں تھا۔۔۔

الہام اب تھک ہار کر چپ ہو گئی تھی۔۔۔اس کے ساتھ اب تک کی اس کی زندگی میں ویسے ہی کچھ اچھا نہیں ہوا تھا۔۔۔

اب جو برا ہونے کی کسر رہ گئی تھی۔۔وہ اس کے لیے تیار تھی۔۔۔

اس کے آنسوؤں کو نخوت سے دیکھتے دارم نے اسے دور دھکیل دیا تھا۔۔۔اس شخص کا انداز انتہائی ذلت آمیز تھا۔۔۔

الہام نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ اسے ایسی تذلیل سہنی پڑے گی کبھی۔۔۔

یہ شخص اسے ایک بازاری عورت سمجھ رہا تھا۔۔جو پیسوں کی خاطر اپنا وجود بیچنے آئی تھی اس کے آگے۔۔

الہام اس کے دور ہونے پر اپنے گرد لپٹی چادر کو سنبھالتے سیدھی ہوئی تھی۔۔۔جب اس کی نظر ایل ای ڈی پر پڑی تھی۔۔۔

جو ابھی دارم نے کسی کے کال کرنے کے بعد آن کی تھی۔۔۔

وہاں ائیرپورٹ سے لوگوں کو گرفتار کی خبر چل رہی تھی۔۔۔ جس میں سامنے اس کی ماں، ارشاد صاحب اور صائم کی تصویریں بار بار دکھائی جا رہی تھیں۔۔۔

دارم ہاشمی کے چہرے پر فاتحانہ مسکان بکھری تھی۔۔۔

جبکہ الہام منہ پر ہاتھ رکھے شاکی نگاہوں سے یہ منظر دیکھ رہی تھی۔۔

اس کا دل کانپ اٹھا تھا۔۔۔ اس کی ماں ایسا کیسے کر سکتی تھیں۔۔۔

اس کا سر چکرا گیا تھا۔۔۔

جب اسی لمحے دروازے پر ناک ہوا تھا۔۔ اور دارم ہاشمی کی

اجازت سے یونیفارم میں ملبوس تین پولیس والے اندر داخل ہوئے

تھے۔۔

ان میں ایک لیڈی پولیس تھی۔۔۔ الہام کے چہرے کی رنگت

زرد ہوئی تھی۔۔

"لے کر جاؤ اسے۔۔۔ اور اپنے طریقے سے اس کے منہ سے سچ

اگلواؤ۔۔۔"

اس نے ان پولیس والوں کو حکم دیا تھا۔۔۔

الہام نے دوبارہ اس سفاک انسان کی طرف نہیں دیکھا تھا۔۔۔وہ کیسے اس کو بنا کسی قصور کے ایسے مجرم ٹھہرا سکتا تھا۔۔۔

"اور ہاں۔۔۔ان سب کے ساتھ اس کی تصویر بھی سوشل میڈیا پر وائرل کر دو۔۔۔تاکہ آئندہ اپنی معصومیت کا فایدہ اٹھا کر یہ کسی کو بے وقوف نہ بنا سکے۔۔۔"

سیگریٹ سلگھاتے اس نے ان لوگوں کو اسے لے جانے کا کہا تھا۔۔

الہام نے اپنی آنکھیں سختی سی میچ لی تھیں۔۔

اس کو یہ انسان اپنے باپ سے بھی زیادہ سفاک لگا تھا۔۔۔اس نے اب تک اپنی زندگی میں جتنے بھی مرد دیکھے تھے۔۔۔وہ سب ایک دوسرے سے بڑھ کر ظالم اور جابر تھے۔۔۔

اور یہ شخص ان سب میں سر فہرست تھا۔۔

الہام نے اپنے باپ کے علاوہ کبھی کسی سے نفرت نہیں کی تھی۔۔

مگر آج یہ شخص اس کے باپ سے بھی اوپر جگہ حاصل کر گیا تھا۔۔۔

وہ لوگ اسے لے کر وہاں سے نکل گئے تھے۔۔۔الہام نے باہر نکلتے ایک نظر اس کی جانب ڈالی تھی۔۔

وہ بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔ دونوں کی آنکھوں میں ناگواریت اور نفرت کے شعلے بھڑک رہے تھے۔۔۔۔

دارم ہاشمی نے ایک بہت بڑے گینگ کو آج ان کے انجام تک پہنچا دیا تھا۔۔۔

وہ لوگ جو سمجھ رہے تھے کہ جال بچھا رہے ہیں۔۔ اس جیسی بڑی مچھلی کو پھنسانے کے لیے۔۔۔ وہ نہیں جانتے تھے۔۔ کہ وہی بڑی مچھلی ان کی تباہی کا سبب بننے والی تھی۔۔

دارم ہاشمی جو سونے کا چمچ لے کر پیدا ہونے والا ایک بہت ہی امیر کبیر گھرانے کا چشم و چراغ تھا۔۔۔

بظاہر وہ دنیا والوں کے سامنے ایک بہت کامیاب بزنس مین تھا۔۔

مگر اس کی دوہری پرسنالٹی تھیں۔۔

وہ دوہری زندگی جی رہا تھا۔۔۔

وہ ایک سیکرٹ ایجنسی کا بہت اہم کمانڈو تھا۔۔جو اتنی مہارت سے

اپنا کام کرتا تھا کہ لوگ کو خبر بھی نہیں ہو پاتی تھی کہ وہ ان کی تباہی

سبب بن چکا ہے۔۔۔

مگر اس کی اب تک کی سروسز میں الہام جیسی لڑکی سے اس کا پہلی بار

پالا پڑا تھا۔۔۔

بظاہر اتنی معصومیت اور اندر سے ایسے لوگوں کی ساتھی۔۔۔جو

انسان کہنے لائق بھی نہیں تھے۔۔۔

وہ کرسی پر بیٹھا مسلسل سیگریٹ پی رہا تھا۔۔۔جب اس کا موبائل بجا

تھا۔۔۔

گھر کا نمبر دیکھ کر اس کے لبوں پر نرم مسکراہٹ بکھری تھی۔۔۔

اس نے بنا دیر کیے کال پک کی تھی۔۔۔اور دوسری جانب سے اسے

جو خبر سننے کو ملی تھی۔۔اس کے چہرے کی رنگت متغیر ہوئی

تھی۔۔۔

"کیا کہہ رہے ہو تم۔۔۔؟؟ صبح ہی بات ہوئی میری ان سے۔۔۔وہ تو بالکل ٹھیک تھے۔۔۔"

وہ شدید تشویش کے عالم میں کمرے سے نکلا تھا۔۔۔اور تقریباً بھاگتے ہوئے لفٹ تک گیا تھا۔۔۔

اس کے چہرے سے اس کی پریشانی صاف جھلک رہی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"کیسے ہیں چاچو۔۔۔؟؟"

وہ سیدھا ہاسپٹل آیا تھا۔۔۔جہاں گھر کے سبھی افراد پریشان حال کھڑے تھے۔۔۔

"ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ ان کی کنڈیشن بہت سیریس ہے۔۔ان کو بہت میجر ہارٹ اٹیک ہوا ہے۔۔۔"

ولید کی سرخ آنکھیں بتا رہی تھیں کہ وہ رو چکا ہے۔۔

وہاں سب کی حالت ایسی ہی تھی۔۔۔سب کی سانسیں اٹکی ہوئی تھیں۔۔۔

اور بس اس انسان کی سلامتی کی دعا کر رہے تھے۔۔۔

ثمن بیگم کی حالت سب سے زیادہ خراب تھی۔۔۔وہ مسلسل روئے جا رہی تھیں۔۔۔

حمیرہ بیگم انہیں سنبھالنے کی کوشش کر رہی تھیں۔۔۔مہرین بیگم بھی ان کے پاس بیٹھی انہیں پانی پلانے کی کوشش کر رہی تھیں۔۔

دارم سیدھا ان کے پاس گیا تھا۔۔۔

"چچی جان۔۔۔کچھ نہیں ہو گا چاچو کو۔۔۔آپ خود کو ایسے ہلکان مت کریں۔۔۔"

دارم نے انہیں تسلی دی تھی۔۔۔جب اسے سامنے دیکھ ان کے ضبط کے بندھن پوری طرح سے ٹوٹ چکے تھے۔۔

وہ اپنی جگہ سے اٹھتے اس کے چوڑے سینے سے لگتے بری طرح سے سسک اٹھی تھیں۔۔۔۔

دارم نے انہیں مضبوطی سے اپنے سینے میں بھینچ لیا تھا۔۔۔

وہ صرف اس کی چچی نہیں اس کی سگی خالہ بھی تھیں۔۔ حمیرہ اور ثمن بیگم دونوں دیورانی جٹھانی ہونے کے ساتھ ساتھ سگی بہنیں تھیں۔۔۔

اور دارم ہاشمی اپنی خالہ سے بے پناہ محبت کرتا تھا۔ عبداللہ چاچو اور ثمن چچی کی کوئی اولاد نہیں تھی۔۔ وہ دارم کو ہی اپنا بیٹا مانتے تھے۔۔۔

دارم نے ہمیشہ ان کا بیٹا ہونے کا فرض نبھایا تھا۔ اس کے آجانے سے ثمن بیگم تھوڑی حوصلے میں آئی تھیں۔۔۔

اس نے بہت مشکل سے انہیں چپ کرواکر پانی پلایا تھا۔۔۔ان کی طرف سے تھوڑا مطمیئن ہوتے وہ اپنے بابا اور چھوٹے چچا رحمان صاحب کے پاس آیا تھا۔۔۔

"کیا ہوا اچانک۔۔۔؟؟"

اس نے لہجے میں تشویش تھی۔۔

"ہم نہیں جانتے۔۔۔ایک فون کال آئی تھی عبداللہ کو۔۔اس کے بعد وہ رونے لگ گیا۔۔اور پھر یہ۔۔۔یہ حالت ہو گئی اس کی۔۔۔"

شہاب صاحب کا زیادہ پریشان لگ رہے تھے۔۔

دارم ہاشمی ایک نظر میں ہی بھانپ گیا تھا کہ وہ اس سے کچھ چھپا رہے تھے۔۔

اس نے پلٹ کر سوالیہ نگاہوں سے ولید کو دیکھا تھا۔۔ جس نے لاعلمی سے کندھے اچکا دیئے تھے۔۔

"میں قسم سے کچھ نہیں جانتا۔۔۔ یہ بڑوں کے بیچ ہی کوئی کھچڑی پکتی رہی ہے۔۔۔ یہ ہم سب سے چھپا رہے ہیں۔۔۔"

ولید اور سلیمان نے سنجیدگی سے جواب دیا تھا۔۔۔

"ماما مجھے جاننا ہے چاچو جان کو کیا ہوا ہے۔۔۔؟؟"

وہ حمیرا بیگم کو سائیڈ پر لاتے پوچھنے لگا تھا۔۔

"وہ ہوش میں آئیں گے تو بتائیں گے۔۔۔میں کچھ نہیں بتا سکتی۔۔۔"

وہ بار بار اپنی آنکھوں میں آئی نمی کو جھٹک رہی تھیں۔۔۔

ان کی جانب دیکھتے اس نے خفگی سے سانس خارج کی تھی۔۔۔۔

"مجھے سمجھ نہیں آرہا آپ سب لوگ مجھ سے باتیں کیوں چھپاتے ہیں۔۔۔جب معاملہ ہاتھ سے نکل جاتا ہے تب مجھے بتایا جاتا ہے۔۔۔"

وہ خفگی بھرے انداز میں بولا تھا۔۔

"تم اپنا غصہ کنٹرول کرلو تو تمہیں کوئی بات بتائی جائے۔۔"

حمیرا بیگم نے بیٹے کے غصے سے خائف ہوتے کہا تھا۔۔۔

"میں نے آپ لوگوں کے سامنے کب غصہ کیا ہے ماما۔۔"

وہ خفگی سے بولا تھا۔۔۔

جس پر وہ انہیں دیکھ کر رہ گیا تھا۔۔۔

وہ سمجھ رہا تھا کہ اس سے بات چھپانے کے لیے وہ ایسے بول رہی تھیں۔۔۔

انہیں وہاں کھڑے نجانے کتنے گھنٹے گزر گئے تھے۔۔ جب بلا آخر ان کہ دعائیں رنگ لائی تھیں اور عبداللہ صاحب کا آپریشن کامیاب رہا تھا۔۔

سب باری باری ان کو دیکھ کر آ گئے تھے۔۔۔ ان کو ابھی تک ہوش نہیں آیا تھا۔۔۔

ثمن بیگم پورا وقت ان کے پاس بیٹھی رہی تھیں۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"چاچو یہ کیا ہے۔۔؟؟ ڈرا دیا تھا آپ نے ہمیں۔۔۔ دوبارہ ایسا مت کیجیئے گا۔۔۔ آپ بہت عزیز ہیں ہمیں۔۔۔"

عبداللہ صاحب ہوش میں آچکے تھے۔۔۔اور اس وقت گھر کے سبھی افراد ان کے پاس موجود تھے۔۔

دارم کی بات پر وہ ہولے سے مسکرائے تھے۔۔۔جب ان کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہہ نکلے تھے۔۔۔

جو دیکھ کر وہاں سب کی مسکراہٹ سمٹ گئی تھی۔۔

ڈاکٹر نے منع کیا تھا کہ ان سے ایسی ویسی بات نہ کی جائے جس سے ان کو تکلیف ملے۔۔۔

یہی وجہ تھی کہ دارم خاموش کھڑا تھا۔۔۔ان کے آنسو دیکھ وہ لب بھینچ گیا تھا۔۔۔وہ ان کو ایسے نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔۔

وہ جانے لگا تھا جب عبداللہ صاحب نے اپنے کانپتے ہاتھوں سے اس کا ہاتھ پکڑ لیا تھا۔۔۔

"دارم۔۔۔"

انہوں نے ہولے سے اسے پکارا تھا۔۔۔ جب دارم نے ان کا کانپتا کمزور ہاتھ۔۔۔ مضبوطی سے اپنے ہاتھوں میں تھام لیا تھا۔۔

"جی چاچو۔۔۔"

اس کے انداز میں ان کے لیے بہت زیادہ فکر اور محبت تھی۔۔۔

سب خاموشی سے کھڑے انہیں دیکھ رہے تھے۔۔

"میں مرنے سے پہلے ایک بار اپنی بیٹی کو اپنے سینے سے لگانا چاہتا ہوں۔۔۔ کیا تم میری یہ آخری خواہش پوری کر سکتے ہو۔۔۔"

ان کی بات پر پورے کمرے میں سناٹا چھا گیا گا۔۔۔

سب نے حیرت و بے یقینی کے ساتھ عبداللہ صاحب کی طرف دیکھا تھا۔۔۔

ان کی تو کوئی اولاد نہیں تھی۔۔۔ پھر وہ کس بیٹی کی بات کر رہے تھے۔۔۔

دارم نے بھی سوالیہ نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا تھا۔ اور پھر پلٹ کر اپنے ماں باپ کو۔۔۔

اسے اب سمجھ آیا تھا ان سب کا نگاہیں چرانا۔۔۔ تو یہ بات چھپائی جا رہی تھی اس سے۔۔۔

گھر کے بڑوں کے علاوہ اس بات سے کوئی واقف نہیں تھا کہ عبداللہ صاحب کی ثمن بیگم سے دوسری شادی تھی۔۔۔

ان کی پہلی شادی عائمہ نامی ان کی کلاس فیلو سے لو میرج تھی۔۔ جن سے ان کی ایک بیٹی تھی۔۔

جسے وہ سالوں پہلے ناجائز اولاد کہہ کر دھتکار آئے تھے۔۔۔ اور عائمہ کو طلاق دے دی تھی۔۔۔

انہوں نے عائمہ کو کسی اور مرد کے ساتھ دیکھ لیا تھا۔۔۔ جس کے بعد وہ ان کو وہیں طلاق دے کر آ گئے تھے۔۔

تب ان کی بیٹی کی پیدائش نہیں ہوئی تھی۔۔۔ اور انہوں نے یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ ان کی اولاد ہے۔۔

وہ اسے بھی عائمہ بیگم کا گناہ کہہ کر وہیں چھوڑ آئے تھے۔۔۔

دوبارہ کبھی پلٹ کر اس کی کوئی خیر خبر نہیں لی تھی۔۔۔ ان کو اس کی پیدائش کی خبر بھی ملی تھی۔۔

مگر وہ اسے ایک نظر دیکھنے تک نہیں گئے تھے۔۔

انہوں نے صاف لفظوں میں کہہ دیا تھا کہ اس بچی سے ان کا کوئی تعلق نہیں تھا۔۔

وہ ان کی بیٹی نہیں تھی۔۔۔وہ عائمہ بیگم کا گناہ تھا جسے وہ ان کے سر ڈال رہی ہیں۔۔۔

لیکن کوئی ایک دن بھی ایسا نہیں گزرا تھا۔۔جب ان کے دل میں اس کا خیال نہیں آیا تھا۔۔ان کے ضمیر نے ان کے دل میں اس کا احساس جگائے رکھا تھا۔۔

مگر ان کا دل کبھی بھی اس سے ملنے کے لیے آمادہ نہیں ہوا تھا۔۔

وہ عائمہ کے دیئے دھوکے کی سزا اس معصوم وجود کو دیتے رہے تھے۔۔۔جو اس وقت اس دنیا میں آیا ہی نہیں تھا۔۔۔

شاید یہی وجہ تھی کہ دوبارہ انہیں اولاد کی نعمت نصیب ہی نہیں ہوئی تھی۔۔وہ پوری زندگی اولاد کے لیے ترس گئے تھے۔۔۔

انہوں نے اپنے خاندان کے بچوں کو کبھی بھی اس بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا۔۔۔

دارم اور ولید ہم عمر تھے۔۔۔وہ دونوں اس وقت دس سال کے تھے۔۔۔جب عائمہ بیگم کو انہوں نے طلاق دی تھی۔۔

مگر وہ تب نا سمجھ تھے۔۔۔اس لیے اس بارے میں انہیں کچھ بھی یاد نہیں تھا۔۔۔کیونکہ عائمہ بیگم ایک دو بار ہی ان کے گھر آئی تھیں۔۔

انہوں نے شروع سے الگ رہنے کو ترجیح دی تھی۔۔۔

عبداللہ صاحب کے کہنے پر باقی بھی کبھی کسی نے ان کی پہلی شادی اور اولاد کا ذکر کبھی اپنی زبان پر نہیں لایا تھا۔۔

یہی وجہ تھی کہ ان میں سے کوئی بھی واقف نہیں تھا اس حقیقت سے۔۔۔

اور آج ان کا کیا جانے والا انکشاف ان سب کے سروں پر بم بن کر پھوٹا تھا۔۔

دارم ہاشمی جو باقی ہر بات کی خبر رکھتا تھا۔۔ اتنی بڑی بات سے اس کے بڑوں نے اسے لاعلم رکھا تھا۔۔

وہ بھی گہرے شاک میں تھا۔۔۔

مگر وہ سب یہ بھی جاننا چاہتے تھے کہ آج اچانک سے پورے بائیس سال بعد انہیں کیسے یاد آگئی تھی اپنی بیٹی کی۔۔۔

یہ سوال دارم نے ہی کیا تھا۔۔۔

جس پر عبداللہ صاحب کے چہرے پر ندامت بھرے تاثرات آن

ٹھہرے تھے۔۔۔

"آج تک اپنے خاندان کی سبھی عورتوں کی حفاظت کی ہم نے۔۔۔

کبھی کسی کی میلی نظر نہیں پڑنے دی ان پر۔۔۔ مگر اس گھر کی ایک

بیٹی دنیا کی گندی نظروں کا شکار ہوتی رہی۔۔۔"

وہ بولتے ہوئے سسک پڑے تھے۔۔۔

باقی سب کی آنکھوں میں بھی آنسو تھے۔۔۔ جبکہ دارم نے ان کے

کندھے پر ہاتھ رکھتے ان کو حوصلہ دیا تھا۔۔۔

وہ ان سے سارا سچ جاننا چاہتا تھا۔۔۔

وہ اس گھر کی عزت کو واپس اس کے مقام پر لانا چاہتا تھا۔۔۔وہ ان سے اس کی شناخت جاننا چاہتا تھا۔۔۔

باقی سب بھی دم سادھے کھڑے تھے۔۔۔

ثمن بیگم شوہر کو ایسے روتے نہیں دیکھ پا رہی تھیں۔۔

حمیرا بیگم نے ان کے گرد اپنے بازو کا حصار قائم کرتے انہیں اپنے ساتھ لگا لیا تھا۔۔۔

"حوصلہ رکھو۔۔۔سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔۔مجھے امید ہے بہت جلد سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔"

حمیرا بیگم نے نم آلود لہجے میں کہا تھا۔۔مہرین بیگم نے بھی ان کا ہاتھ تھپتھپایا تھا۔۔۔

"سوشل میڈیا پر اس وقت جس گینگ کے پکڑے جانے کی خبر چل رہی ہے۔۔۔وہ عورت کوئی اور نہیں۔۔میری بیوی عائمہ ہے۔۔۔اور جس لڑکی کو اس کی بیٹی بتا کر اس گینگ کا حصہ بتایا جا رہا ہے۔۔وہ میری بیٹی ہے۔۔۔مجھے گرفتاری سے پہلے عائمہ کے میسج بھیجا تھا۔۔۔جو میں نے دیر سے دیکھا۔۔۔"

وہ ایک اور انکشاف کر گئے تھے۔۔

جس پر سب سے زیادہ دماغ گھومنے کی باری دارم کی تھی۔۔۔وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے ان کی جانب دیکھا تھا۔۔

جب ان کے کہنے پر شہاب صاحب نے ان کا موبائل نکال کر وہ وائس نوٹ سب کو سنایا تھا۔۔۔

"کیسے ہیں ہاشمی صاحب۔۔۔امید کرتی ہوں۔۔اپنی پر سکون اور پاکیزگی بھری زندگی میں بہت خوش ہونگے۔۔۔مگر آپ تو میری سوچ سے زیادہ بے حسی اور غیر زمہ دار نکلے۔۔

اپنے خون کو میرے پاس رلنے کے لیے چھوڑ دیا۔۔ میں تو بری اور بدکردار عورت تھی ہی۔۔۔ مگر آپ نے اپنے ہی خون کو ناجائز کہہ کر۔۔۔ اسے مجھ جیسی عورت کو سونپ دیا۔۔

مگر فکر مت کریں۔۔۔ اسے بالکل اپنے جیسا بنا دیا ہے۔۔ مردوں کا دل لبھانے والی۔۔۔ جانتے ہیں اس وقت وہ کہاں پر ہے۔۔۔

آپ کے ہی بھتیجے درام ہاشمی کے ساتھ اپنی پہلی رات گزارنے گئی ہے۔۔ اس کے ساتھ اس وقت ہوٹل کے کمرے میں اس کے دیئے پراجیکٹ کے بدلے اپنا آپ سونپنے گئی ہے۔۔۔ شرافت کے علمبردار بنتے ہیں ہاشمی خاندان کے مرد۔۔

مگر تم لوگوں کی غیرت اور مردانگی صرف اپنے خاندان کی عورتوں کے لیے۔۔۔ مرد کچھ بھی کرتا رہے۔۔ مگر عورت کا ایک گناہ بھی معاف نہیں ہو سکتا۔۔۔

خیر کوئی بات نہیں۔۔۔ اب آپ کی صاجزادی کی پوری ٹریننگ کر دی ہے میں نے۔۔

وہ بھی اس فہرست میں شامل ہو چکی ہے۔۔۔"

عائمہ بیگم کی آواز خوشی سے لبریز تھی۔۔۔ جیسے نجانے اپنی زندگی میں کیا جیت لیا ہو۔۔۔

وائس نوٹ ختم ہو چکا تھا۔۔ مگر اس کمرے میں کوئی بھی انسان

ایک دوسرے سے نگاہیں ملانے کے قابل نہیں رہا تھا۔۔

دارم ہاشمی کے کام سے وہ سب واقف تھے۔۔ اس سے کسی نے کوئی

سوال نہیں کیا تھا۔۔

کیونکہ اس نے اس لڑکی کو پولیس کی کسٹڈی میں دے دیا تھا۔۔

اس بات کی خبر وہ سن چکے تھے۔۔

اس وقت دارم ہاشمی کا چہرا ضبط سے سرخ ہو گیا تھا۔۔

وہ برداشت ہی نہیں کر پا رہا تھا۔۔ کہ وہ لڑکی اس کے گھر کی عزت

تھی۔۔۔ اس کی رگوں میں بھی وہی خون دوڑ تا تھا۔۔

اس کی کنپٹی کی رگیں اُبھر آئی تھیں۔۔۔پیشانی پر شکنوں کا جال بن گیا تھا۔۔۔

"میں نے اس معصوم پر بہت ظلم کیا۔۔۔عائمہ کے بارے میں سب جانتے ہوئے بھی۔۔۔اسے اس کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا۔۔۔"

عبداللہ صاحب اس وقت پچھتاوے کی آگ میں جل رہے تھے۔۔۔ان کا درد اس وقت باقی سب کا بھی درد بن گیا تھا۔۔۔

"دارم۔۔۔ابھی جاؤ اور اسے لے کر آؤ۔۔۔وہ کل صبح کا سورج طلوع ہونے سے پہلے مجھے ہم سب کے بیچ چاہیے۔۔۔"

شہاب صاحب نے دوٹوک فیصلہ سنایا تھا۔

دارم کی آنکھوں کے سامنے بہت سارے منظر گھوم رہے تھے۔۔۔

اس کی رگوں میں خون کی گردش مزید تیز ہو گئی تھی۔۔۔

"آپ لوگوں کو سو فیصد یقین ہے اس بات کا۔۔ کہ وہ ہی چاچو کی اولاد ہے۔۔ عائمہ جیسی عورت کی کوئی چال بھی ہو سکتی ہے یہ۔۔۔"

وہ ابھی بھی اس لڑکی کو اپنے خاندان کی عزت ماننے کو تیار نہیں تھا۔۔

اس کے لہجے میں محسوس کی جانے والی ناگواری تھی۔۔۔

"وہ میری بیٹی ہے۔۔۔میں جانتا ہوں۔۔۔"

عبداللہ صاحب کو وہ دن یاد آیا تھا۔۔۔جب انہوں نے اسے اپنا خون ماننے سے انکاری کیا تھا۔۔

اور آج وہ تڑپ رہے تھے اسے اپنے سینے سے لگانے کی خاطر۔۔۔۔

شہاب صاحب نے عائمہ بیگم کے فون پر بھیجے گئے کچھ ثبوت دارم کے سامنے کیے تھے۔۔۔

جو دیکھتے وہ لب بھینچ گیا تھا۔۔۔اس کی آنکھوں کی رنگت بے انتہا سرخ ہوئی تھی۔۔۔

اس نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ قدرت اس کے ساتھ ایسا بھیانک مذاق کرے گی۔۔۔

"میں بھی ساتھ آتا ہوں۔۔۔"

اسے باہر کی جانب بڑھتے دیکھ ولید نے کہا تھا۔۔۔ جس پر وہ بنا کچھ بولے باہر نکل گیا تھا۔۔۔

وہاں سب اس کی کیفیت سمجھ رہے تھے۔۔۔ یہی وجہ تھی کہ شہاب صاحب نے اسے پہلے کچھ نہیں بتایا تھا۔۔۔

"یہ نہیں ہونا چاہیئے تھا۔۔۔ وہ لڑکی ہمارے خاندان کی عزت۔۔۔"

گاڑی ڈرائیو کرتے اس کے پوری قوت سے اپنا ہاتھ اسٹیرنگ پر دے مارا تھا۔۔۔

ولید اس کا غصہ اور اشتعال دیکھ لب بھینچ کر رہ گیا تھا۔۔۔

"شکر ہے عائمہ نے اسے کسی اور مرد کے پاس نہیں بھیجا۔۔۔ تمہارے پاس ہی آئی وہ۔۔۔۔"

ولید نے ماحول کی سنگینی کم کرنے کے لیے کہا تھا۔۔۔

مگر اس کی بات کے جواب میں دارم نے اسے جن نگاہوں سے دیکھا تھا۔۔

"میرا مطلب تھا۔۔۔"

ولید شرمندہ سا نگاہیں موڑ گیا تھا۔۔

"بکواس بند کرو تم اپنی۔۔۔"

وہ دھاڑا تھا۔۔ اس کے اندر اس وقت لاوا پک رہا تھا۔۔

جس کے بعد ولید نے کچھ نہ ہی بولنا مناسب سمجھا تھا۔

"ہیلو انسپکٹر نوید الہام نامی لڑکی کو لاک اپ سے نکال کر آفس میں بیٹھاؤ۔۔ اس کے ساتھ پورا وقت ایک لیڈی کانسٹیبل ہونی چاہیے۔۔۔

میں بس کچھ گھنٹوں میں وہاں پہنچ رہا ہوں۔۔۔"

اس نے فون کر کے ہدایت کی تھی۔۔

ولید نے نگاہیں موڑ کر اسے دیکھا تھا۔۔۔

"اس بچاری پر ٹارچر بھی کروایا ہو گا تم نے۔۔"

ولید کی آواز میں تشویش تھی۔۔۔

"وہ مجرم ہی ہے۔۔ عبداللہ ہاشمی کی بیٹی ہونا اس کو بے گناہ ثابت نہیں کرتا۔۔۔ اگر چاچو کی یہ حالت نہ ہوتی تو میں اس کی سزا اتنی جلدی معاف نہ کرواتا۔۔۔"

وہ سرد اور سنگین لہجے میں بولا تھا۔۔۔اپنے کام کے معاملے میں وہ بہت سخت تھا۔۔۔

"عائمہ نے اسے صرف استعمال کیا ہے۔۔۔ہو سکتا ہے وہ واقعی بے قصور ہو۔۔۔"

ولید کو اس کی بہت فکر تھی۔۔۔۔

"میں اس کے جو کارنامے دیکھ چکا ہوں۔۔۔مجھے نہیں لگتا وہ کسی بھی طرح سے بے قصور ہے۔۔۔"

وہ ابھی بھی اس کی طرف سے اپنا دل صاف نہیں کر پایا تھا۔۔۔۔

ولید نے دوبارہ کوئی بات نہیں کی تھی۔۔ مگر یہ سچ تھا کہ دارم اس کے بارے میں جو بھی سوچتا۔۔۔

لیکن وہ اسے اپنے گھر کی باقی لڑکیوں جیسا مان چکا تھا۔۔

وہ اسے اتنی ہی عزت اور مان دینے والا تھا۔۔۔

ائیر پورٹ سے وہ سیدھا پولیس اسٹیشن پہنچے تھے۔۔۔ جہاں سامنے ہی وہ اس کی دی چادر میں اب بھی لپٹی ٹیبل پر اپنا چہرا اٹکائے ہوئے تھی۔۔۔

آفس کے دروازے کے قریب لیڈی کانسٹیبل کھڑی تھی۔۔۔

دارم کے آنے پر وہ وہاں سے ہٹ گئی تھی۔۔۔

دروازے پر آہٹ محسوس کرتے اس نے سر اُٹھایا تھا۔۔جب سامنے کھڑے شخص کو دیکھ اس کے آنسوؤں سے تر چہرے پر نفرت کے تاثرات ابھرے تھے۔۔۔

وہ اس شخص کی صورت نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔۔۔پھر وہ یہاں کیوں آیا تھا۔۔۔

الہام نے اس کی جانب سے رخ موڑ لیا تھا۔۔۔

"چلو۔۔۔"

دارم نے بہت مشکل سے اسے پکارتے اپنے ہونٹ بھینچ لیے تھے۔۔

ولید دروازے کے پاس ہی کھڑا تھا۔۔۔وہ ابھی اس سے بات کر کے اسے گھبراہٹ میں مبتلا نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔

"تمہاری سزا ختم ہو گئی ہے۔۔۔ چلو یہاں سے۔۔۔"

دارم نے اس کی خاموشی پر اسے دوبارہ پکارا تھا۔۔

اس نے حیرت سے پلٹ کر دارم کو دیکھا تھا۔۔اسے یقین نہیں آیا تھا کہ اس کی سزا اتنی جلدی معاف کر دی تھی اس شخص نے۔۔

اس کے سر سے ابھی تک ٹیسیں اٹھ رہی تھیں۔۔۔جہاں سے اس شخص نے انتہائی بے دردی سے اس کے بال کھینچے تھے۔۔۔

اس کی آنکھوں سے اس وقت بھی آنسو بہہ نکلے تھے۔۔

"تمہیں میری بات سنائی نہیں دے رہی۔۔۔ چلو یہاں سے۔۔۔"

دارم اسے بہرہ بنے کھڑا دیکھ آگے بڑھا تھا اور اس کے بازو کو اپنی گرفت میں لیتا۔۔۔ اسے کھینچتے ہوئے باہر کی جانب بڑھا تھا۔۔۔

"چھوڑیں مجھے۔۔۔ میں چلی جاؤں گی مجھے جہاں جانا ہے۔۔"

وہ چلاتی رہ گئی تھی۔۔۔ مگر دارم نے اس کی ایک نہیں سنی تھی۔۔۔ ولید دارم کا جارحانہ انداز دیکھ کچھ بول نہیں پایا تھا۔۔۔

دارم نے اسے گاڑی کے پاس لاتے پچھلی سیٹ پر پٹخ دیا تھا۔۔۔

الہام کے لبوں سے بے ساختہ کراہ نکلی تھی۔۔

ابھی پچھلے کچھ گھنٹے تک اس پر جو تشدد کیا گیا تھا۔۔۔

اس کے نشانات اس کے نازک وجود پر موجود تھے۔۔اس کی کمر پر ڈنڈے سے وار کر کے نجانے اس سے کونسا سچ اگلوانے کی کوشش کی گئی تھی۔۔۔

جو ذلت ابھی کچھ گھنٹے پہلے اسے سہنی پڑی تھی۔۔وہ اس کے لیے اس شخص کو بالکل بھی معاف نہیں کرنے والی تھی۔۔۔۔

اب پھر نجانے وہ اسے کہاں لے کر جانے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔

اس نے گاڑی کو دروازہ کھولنے کی کوشش تھی۔۔ مگر وہ دروازہ لاک کر چکا تھا۔۔۔

اس نے گھبراہٹ، خوف اور بے بسی کے عالم میں اس شخص کو دیکھا تھا۔۔۔ جواب گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھ چکا تھا۔۔۔۔

"آپ کہاں لے کر جا رہے ہیں مجھے۔۔۔؟"

اس نے کانپتے ہوئے لہجے میں پوچھا تھا۔۔ ولید بھی فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا تھا۔۔۔

"آپ پلیز پریشان نہ ہوں۔۔۔ ریلیکس رہیں۔۔۔"

ولید نے پلٹ کر اس چھوٹی سی لڑکی کو دیکھا تھا۔۔جو اسے بہت زیادہ معصوم اور پیاری لگی تھی۔۔۔

مگر دارم کے انداز میں اس کے لیے بالکل بھی رحم نہیں تھا۔۔۔

الہام کا اتنی دیر میں پہلی بار ولید کی طرف دھیان گیا تھا۔۔۔جسے دیکھ کر اسے وہ رات یاد آئی تھی۔۔

اسے دن بھی وہی ساتھ تھا دارم کے۔۔

الہام کا خوف کچھ حد تک کم ہوا تھا۔۔۔مگر ابھی بھی اس کا دماغ الجھا ہوا تھا۔۔۔

یہ شخص اسے کیوں لینے آیا تھا۔۔۔وہ تو اسے اس کا جرم سنا کر پولیس کے رحم و کرم پر چھوڑ چکا تھا۔۔

پھر اب کچھ گھنٹوں بعد آ جانا۔۔۔۔

اسی بے رحمی کے ساتھ لے کر جانا۔۔

وہ غصے اور نفرت بھری نگاہوں سے اس شخص کی پشت کو گھور رہی تھی۔۔۔

ان کو ابھی فوری کوئی فلائٹ نہیں ملی تھی۔۔۔اسی لیے بائے روڈ جانا پڑا تھا۔۔۔۔

آدھے رستے کے بعد ولید ڈرائیونگ سیٹ پر آگیا تھا۔۔۔میشال کے دماغ میں ہزاروں سوال اٹھ رہے تھے۔۔یہ لوگ اسے آخر اتنی دور کہاں لے کر جا رہے تھے۔۔

"بھائی کیا آپ مجھے بتا سکتے ہیں کہ آپ مجھے کہاں لے کر جا رہے ہیں۔۔میرا گھر تو شہر میں ہی تھا۔۔۔پھر آپ لوگ مجھے کہاں لے کر جا رہے ہیں۔۔۔"

اس نے دارم کو صاف نظر انداز کرتے ولید کو مخاطب کیا تھا۔۔

اس نے جس طرح سے اسے بھائی کہا تھا۔۔ولید کو اس لمحے اس لڑکی پر بھی ساختہ پیار آیا تھا۔۔

دارم ہاشمی نے رخ کھڑکی کی جانب موڑتے آنکھیں موند لی تھیں۔۔۔وہ پچھلے کئی راتوں سے سویا نہیں تھا۔۔۔

اس وقت بری طرح سے تھک چکا تھا۔۔

اس کے آنکھیں بند کرلی تھیں۔۔۔جو دیکھ الہام کا حوصلہ تھوڑا بڑھ گیا تھا۔۔

"بھائی کہا ہے آپ نے مجھے۔۔۔تو بس یقین رکھیں کہ یہ بھائی آپ کو۔۔۔آپ کی سب سے محفوظ پناہ گاہ تک ہی پہنچائے گا۔۔۔"

ولید نے بہت ہی نرمی اور ملائمت بھرے لہجے میں کہا تھا۔۔۔جس الہام کچھ دیر کے لیے کچھ بول ہی نہیں پائی تھی۔۔

اس کی آنکھوں میں نمی آن ٹھہری تھی۔۔۔

دارم ہاشمی آنکھیں مونڈے آنے والے لمحات کے بارے میں سوچ رہا تھا۔۔۔

وہ نہیں جانتا تھا کہ یہ لڑکی سب گھر والوں اور خاص طور پر عبداللہ صاحب سے مل کر کیاری ایکشن دینے والی تھی۔۔۔

اتنا تو ان سب کو اندازہ تھا کہ عائمہ بیگم کے پاس رہ کر اس کے دل میں اپنے باپ کے لیے نرم گوشہ تو ہرگز نہیں ہونے والا تھا۔

نجانے اس کو اس کے باپ کے حوالے سے کیا بتایا گیا تھا۔۔۔ اس کے دل میں کتنی شدت سے نفرت ڈالی گئی ہو گی۔۔۔

جو بھی تھا۔۔۔وہ کسی بھی قیمت پر اپنے گھر والوں کو اس لڑکی کی وجہ سے ہرٹ نہیں ہونے دے سکتا تھا۔۔۔

لمبی مسافت طے کرنے کے بعد گاڑی ہاسپٹل کے گیٹ پر آن رکی تھی۔۔۔

دارم ہاشمی نے سامنے لگے بیک ویو مرر سے پچھلی نشست پر نظر ڈالی تھی۔۔۔جہاں الہام خوف سے سہم کر اپنے وجود کو سمیٹے بیٹھی تھی۔۔۔

"ولید تم اندر جاؤ۔۔۔میں اسے لے کر آتا ہوں۔۔۔"

دارم نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ولید کو انتہائی سرد اور دوٹوک لہجے میں کہا تھا۔۔۔

تاکہ وہ کوئی سوال نہ کر سکے۔۔۔

ولید نے ایک لمحے کے لیے دارم کے سخت چہرے اور پھر پیچھے سہم کر بیٹھی الہام کی طرف دیکھا تھا۔۔۔

وہ دارم کے مزاج سے اچھی طرح واقف تھا۔۔۔اس لیے بغیر کوئی سوال کیے۔۔۔خاموشی سے گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا اور اندر کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔

ولید کے جاتے ہی الہام کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا تھا۔۔

خوف کے ایک جان لیوا سرد احساس نے اسے اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔۔۔

اسے لگا جیسے گاڑی کے اندر آکسیجن ختم ہو رہی ہو۔۔۔۔

وہ کچھ بولنا چاہتی تھی لیکن اس کے حلق میں الفاظ جم کر رہ گئے تھے۔۔۔

دارم نے گاڑی کا اگلا دروازہ کھولا۔۔۔ باہر نکلا تھا۔۔۔

جو دیکھ الہام کی جان میں کچھ جان آئی تھی۔۔۔

مگر اگلے ہی پل اس کی بچی کچی سانسیں بھی نکلنے لگی تھی۔۔۔۔

وہ پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول کر بالکل اس کے برابر میں آ کر بیٹھ گیا

تھا۔۔۔

گاڑی کا دروازہ بند ہونے کی بھاری آواز کے ساتھ ہی الہام کا دل

جیسے ڈوب گیا تھا۔۔۔۔

الہام نے گھبرا کر اپنے آپ کو گاڑی کے کونے میں مزید سمیٹ لیا

تھا۔۔۔

دارم کی نفرت اور حقارت سے لبریز سرخ نگاہیں الہام کے پیلے

پڑتے چہرے پر جم گئی تھیں۔۔۔

اس کی کنپٹی کی رگیں غصے کی شدت سے تنی ہوئی تھیں۔۔۔ہاتھوں کی مٹھیاں بھیچی ہوئی تھیں اور چہرے پر ضبط کا ایک طوفان تھا۔۔۔

یہ بات، یہ حقیقت دارم ہاشمی کے لیے کسی عذاب سے کم نہیں تھی کہ جو لڑکی کچھ دیر پہلے تک اس کے لیے محض ایک مجرم ہل، ایک شاطر اور حقیر وجود تھی۔۔۔

جس کو اپنے سامنے دیکھنا بھی وہ اپنی توہین سمجھتا تھا۔۔۔

وہ کوئی اور نہیں، بلکہ اس کے اپنے چچا کی بیٹی تھی۔۔اس کے اپنے خاندان کی عزت اور خون تھی۔۔۔

یہ سوچ ہی دارم کے ذہن میں انتشار برپا کر رہی تھی۔۔۔

اسے لگا جیسے اس کے خاندان کی عزت پر ایک گہرا داغ لگ گیا ہو۔۔۔

وہ کتنی مشکل سے، کتنے ضبط سے گزر کر الہام کے وجود کو اپنے اتنے قریب برداشت کر رہا تھا۔۔۔

یہ صرف وہی جانتا تھا۔۔۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اس لڑکی کو ابھی اور اسی وقت اپنی نظروں سے دور کر دے۔۔۔

یہ دوسرے مردوں کی نگاہوں کی تاثیر بننے والی لڑکی بھلا اس نے خاندان کی عزت کیسے ہو سکتی تھی۔۔

اگر اس پر ہوتا تو وہ اسے کبھی بھی یہاں نہ لاتا۔۔۔

لیکن اس کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے۔۔۔۔

اس کے چاچو کی طبیعت انتہائی ناساز تھی۔۔۔۔ان کی حالت کسی بھی لمحے بگڑ سکتی تھی۔۔۔۔

وہ پچھتاؤں کا شکار ہو کر اپنی کھوئی ہوئی بیٹی کے لیے تڑپ رہے تھے۔۔۔اور ڈاکٹروں نے انہیں کسی بھی قسم کے شدید صدمے یا پریشانی سے دور رکھنے کی ہدایت کی تھی۔۔۔

یہی وجہ تھی کہ دارم کو ہر حال میں۔۔اپنی تمام تر نفرت کے باوجود۔۔۔اس لڑکی کو صحیح سلامت ان کے پاس لے کر جانا تھا۔۔۔

"آ... آپ مجھے کہاں لے کر آئے ہیں؟"

الہام نے ہمت جمع کی اور کانپتی ہوئی آواز میں۔۔۔اس کی نفرت بھری آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔۔۔

جو اس سے تھوڑے سے فاصلے پر بیٹھا اپنے اشتعال پر قابو پانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

اس کے سوال پر اس نے سرخ آنکھوں سے الہام کی جانب دیکھا

تھا۔۔۔

"تم جانتی ہو تمہارا باپ کون ہے؟"

اس کے دیکھنے پر وہ پیچھے کو ہوئی تھی۔۔۔

جس پر دارم نے اپنا چہرہ اس کے بالکل قریب کیا، اس کے چہرے

پر ضبط اور غصے کی شدت اتنی زیادہ تھی کہ الہام کی روح تک کانپ

گئی تھی۔۔۔

دارم نے اپنے گھمبیر، سخت اور کاٹ دار لہجے میں پوچھا تھا۔۔۔

الہام نے نافہمی اور خوف سے اسے دیکھا تھا۔۔۔اس کے باپ کے بارے میں کیوں پوچھ رہا تھا وہ۔۔

ابھی تک وہ اپنی ماں کی وجہ سے بہت کچھ سہہ کر آرہی تھی۔۔۔کیا اب اسے اپنے باپ کا کیا بھی بھگتنا تھا۔۔

اس کے چہرے پر سایہ سا لہرایا تھا۔۔۔کیونکہ مقابل کی آنکھوں میں کوئی رحم نہیں تھا۔۔۔

"جانتی ہی ہو گی۔۔۔تمہاری شاطر ماں نے بھلا اتنی بڑی بات کیسے چھپائی ہو گی تم سے؟ظاہر ہے۔۔۔تمہیں استعمال کرنے کے لیے یہ پتا تو محفوظ رکھا ہو گا اس نے۔۔۔"

دارم کے لبوں پر ایک زہر آلود مسکراہٹ ابھری تھی۔۔۔

الہام کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھی۔۔۔وہ اس کی بات کا
مقصد سمجھ نہیں پا رہی تھی۔۔۔۔

دارم نے نفرت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا:

"تم۔۔۔بد قسمتی سے میرے ہی خاندان کا حصہ ہو۔۔۔۔میرے
چاچو کی بیٹی۔۔۔"

اس نے انتہائی ناگواریت سے یہ بات کہی تھی۔۔۔جیسے اس
حقیقت کو ختم کر دینا چاہتا ہو۔۔۔

یہ الفاظ الہام کے سر پر کسی بم کی طرح گرے تھے۔۔۔

"کیا۔۔۔؟؟"

الہام کے منہ سے صرف ایک بے ساختہ لفظ نکلا تھا۔۔۔

وہ سکتہ کی حالت میں آگئی تھی۔۔۔اس کا ذہن بالکل سن ہو گیا تھا۔۔

وہ کتنی ہی دیر اپنی جگہ سے ہل بھی نہ سکی تھی۔۔۔اس کا پورا وجود برف کی طرح ٹھنڈا پڑ گیا تھا۔۔۔

اس نے بے یقینی اور صدمے کی کیفیت میں اسے دیکھا تھا۔۔

"میرے چاچو کی بیٹی۔۔۔"

دارم کے یہ الفاظ اس کے کانوں میں بار بار گونج رہے تھے۔۔۔

الہام کے اندر جیسے ایک ساتھ کئی زلزلے آ گئے تھے۔۔۔

اس کے دل و دماغ میں نفرت کی شدید لہر دوڑ گئی تھی۔۔۔

اسے اپنے باپ سے شدید نفرت تھی... اور دوسرا اس سامنے بیٹھے

مغرور اور سفاک انسان سے۔۔۔۔

اور اس وقت اس پر انکشاف ہو رہا تھا کہ یہ دونوں انسان ایک

دوسرے سے اتنے گہرے منسلک ہیں۔۔۔

الہام کی دنیا تو بچپن سے ہی ایک جھوٹ کی بنیاد پر کھڑی تھی۔۔۔

جس کا علم اسے اس وقت بالکل نہیں تھا۔۔۔۔

اس کی ماں نے بچپن ہی سے جس انسان کو اس کا باپ کہہ کر اس کے سامنے پیش کیا تھا۔۔۔

وہ آدمی جو اکثر ان کے گھر آتا تھا۔۔ جس کی بدتمیزیاں، گالیاں اور اس کی ماں پر ہاتھ اٹھانا الہام نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔۔۔

الہام اسی انسان کو اپنا باپ سمجھتی آئی تھی۔۔۔۔ اس کے ذہن میں اپنے باپ کی تصویر ایک درندے، ایک ظالم اور ایک اوباش انسان کی تھی۔۔۔۔

وہ سمجھ رہی تھی کہ دارم ہاشمی اسی شرابی اور ظالم انسان کی بات کر رہا ہے۔۔۔

مگر وہ بے خبر تھی کہ اس کی شاطر ماں نے اس کے ساتھ بچپن سے ایک بہت بڑا ڈرامہ رچایا تھا۔۔۔

اس کی ماں نے الہام کے دل میں اس کے حقیقی باپ کے لیے شدید نفرت پیدا کرنے کی خاطر، ایک غنڈے اور آوارہ شخص کو اس کا باپ بنا کر اس کے سامنے پیش کیا تھا۔۔۔

اس کا حقیقی باپ کون تھا۔۔۔ وہ اس کی شرافت اور اس کے خاندان رتبے سے بالکل ناواقف تھی۔۔۔

وہ نہیں جانتی تھی کہ دارم جس انسان کو اس کا باپ بتا رہا ہے۔۔۔

وہ کوئی اور ہی شخص ہے۔۔۔

دارم نے الہام کی خاموشی اور چہرے کے اڑتے ہوئے رنگ کو

دیکھا۔۔۔

لیکن اسے اس کے صدمے سے کوئی غرض نہیں تھی۔۔۔ اسے

صرف اپنے معاملات سے غرض تھی۔۔

"تم اگر چاہتی ہو کہ تمہیں دوبارہ اس جیل میں نہ ڈالا جائے۔۔۔ اور

تمہاری سزا معاف کر دی جائے۔۔۔ تو تمہیں اندر میرے سب گھر

والوں کے ساتھ بہت اچھے سے پیش آنا ہو گا۔۔۔ سمجھی تم؟"

وہ اس کے اور قریب ہوا اور دھمکاتے ہوئے لہجے میں بولا تھا۔۔

اس کی آنکھوں میں کسی قسم کی نرمی یا رحم نہیں تھا۔

ایک سنگین وارننگ تھی۔۔ کہ اسے کسی بھی حال میں اس کی بات

مانی ہے۔۔۔

الہام نے بے یقینی سے اسے دیکھا تھا۔۔

"میرے چاچو کی طبیعت بالکل ٹھیک نہیں ہے۔۔۔ ان کا دل بہت

کمزور ہے۔۔۔ تم ان سے بہت اچھے سے ملوں گی۔۔۔

تمہاری کسی بھی بات، تمہارے کسی رویے یا تمہاری کسی حرکت سے

ان کو کوئی تکلیف نہیں پہنچنی چاہیے۔۔۔۔

اگر تمہاری وجہ سے ان کی طبیعت کو ذرا سا بھی نقصان پہنچا۔۔۔ تو تم سوچ بھی نہیں سکتی کہ میں تمہارے ساتھ کیا کروں گا۔۔۔۔ میں تمہیں اس دنیا سے مٹا دوں گا۔۔۔"

دارم نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر انتہائی سفاکیت سے کہا تھا۔۔۔

وہ واضح انداز میں اسے دھمکا رہا تھا۔۔۔ اس کی مجبوری کا فائدہ اٹھا رہا تھا۔۔۔ اس کے جذبات اور احساسات کی پرواہ کیے بغیر۔۔۔

جس باپ نے اس کے بارے میں کبھی فکر نہیں کی تھی۔۔۔ اس کے ہونے نہ ہونے سے اس کے باپ کو کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔۔۔

وہ اسے زبردستی اس سے ملنے کو کہہ رہا تھا۔۔۔

الہام کے ضبط کا بندھن ٹوٹ گیا تھا۔۔

"میں۔۔۔میں نفرت کرتی ہوں اپنے باپ سے۔۔۔"

اس کی آنکھوں سے گرم آنسو نکل کر اس کے گلابی گالوں پر بہنے لگے تھے۔۔۔

الہام اس شخص کے سامنے رونا نہیں چاہتی تھی۔۔ مگر وہ چاہ کر بھی ضبط نہیں رکھ پائی تھی اپنے آنسوؤں پر۔۔۔

کیونکہ وہ اسے واضح الفاظ میں دھمکی دے رہا تھا۔۔۔واپس اس جہنم میں ڈال دینے کی۔۔۔

یہ انسان ہر بار پہلے سے بھی زیادہ سفاکیت اور بے رحمی لے کر اس کے سامنے آتا تھا۔۔

"میں نہیں جانا چاہتی ان کے پاس۔۔۔خدا کے لیے مجھے ان کے پاس مت لے کر جائیں۔۔۔"

وہ خوف اور نفرت کے مارے گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکلنا چاہتی تھی۔۔۔۔

اس نے جیسے ہی دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھا۔۔ دارم کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے لپکا تھا۔۔۔

دارم نے اس کی نازک کلائی کو اپنی بے رحم اور آہنی گرفت میں جکڑ لیا اور ایک جھٹکے سے اسے اپنی طرف کھینچا تھا۔۔۔

جس کے نتیجے میں اپنا توازن برقرار نہ رکھ پاتے۔۔۔ الہام سیدھی اس کے چوڑے سینے سے جا لگی تھی۔۔۔

دارم کی گرم اور تیز سانسیں الہام کے چہرے کو جھلسا رہی تھیں۔۔۔۔

دونوں کے چہرے ایک دوسرے کے بالکل قریب تھے۔۔۔ الہام کو اپنادم گھٹتا ہوا محسوس ہوا تھا۔۔۔

دارم نے اس کی بات پر انتہائی نفرت، حقارت اور غصے بھری نگاہوں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔

اس کی گرفت الہام کی کلائی پر اتنی سخت تھی کہ الہام کو لگا اس کی ہڈی ٹوٹ جائے گی۔۔۔ نجانے کیوں یہ شخص اس سے اتنی زیادہ نفرت کرتا تھا۔۔

اس نے اس شخص کا تو کبھی کچھ نہیں بگاڑا تھا۔۔۔اپنے آپ کو اس سے آزاد کروانے کی کوشش کرتے وہ اس کی بے انتہا وجیہہ اور پر کشش نقوش کو دیکھ کر رہ گئی تھی۔۔

جو اس وقت اسے بہت زیادہ بد صورت لگ رہا تھا۔۔۔

"تمہارے پاس ایسی کوئی چوائس نہیں ہے۔۔۔"

دارم اس کے چہرے کے بالکل قریب غرایا تھا۔۔۔اس کی گرم تپش زدہ سانسیں الہام کے چہرے کو بری طرح جھلسانے لگی تھیں۔۔۔

وہ اس کی بات سننے کو بھی تیار نہیں تھا۔۔۔بس اپنے حکم چلا رہا تھا۔۔

"تمہیں ان کے پاس جانا پڑے گا۔۔۔۔اور نہ صرف جانا پڑے گا۔۔۔بلکہ اندر جا کر سب کے سامنے ایک اچھی بیٹی بھی بننا پڑے گا۔۔۔

اگر تم نے ایسا نہ کیا... تو جس جیل سے ابھی میں تمہیں نکال کر لایا ہوں نا۔۔۔اس سے بھی سو گنا بدتر اور تاریک جیل میں تمہیں ہمیشہ کے لیے ڈال دوں گا۔۔جہاں تمہیں سورج کی روشنی بھی نصیب نہیں ہو گی۔۔۔"

وہ اس پر واضح کر رہا تھا کہ اس کی بات ماننے کے سوا کوئی آپشن نہیں تھا اس کے پاس۔۔۔

اس بے رحم انسان کو اس پر ایک لمحے کے لیے بھی ترس نہیں آیا تھا۔۔

الہام کے آنسو مسلسل بہہ رہے تھے۔۔۔۔

وہ درد اور ذہنی اذیت سے تڑپ اٹھی تھی۔۔۔

لیکن اس کے اندر کا خود دار وجود اس کے باپ کی نفرت پر سمجھوتہ کرنے کو تیار نہیں تھا۔۔۔۔

وہ روتے ہوئے التجا کرنے لگی:

"ڈال دیں۔۔۔ مجھے اسی جیل میں ڈال دیں۔۔ مجھے ختم کر دیں۔۔۔

مگر خدا کے لیے مجھے اس بات کے لیے مجبور مت کریں۔۔۔ جس انسان نے میری پوری زندگی کبھی پرواہ نہیں کی۔۔ جو میری ماں کو مارتا پیٹتا رہا۔۔۔ جس نے مجھے کبھی اپنی بیٹی نہیں سمجھا۔۔۔ میں اس کے پاس نہیں جاؤں گی۔۔۔ نہیں مانتی میں اسے اپنا باپ۔۔ میں اس کی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی۔۔"

وہ مسلسل رو رہی تھی۔۔۔ تڑپ رہی تھی اور اس کی گرفت سے نکلنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔

دارم نے جب الہام کی زبان سے اپنے چاچو کے لیے اتنی شدید نفرت بھرے الفاظ سنے۔۔۔ تو اس کا غصہ ساتویں آسمان پر پہنچ گیا تھا۔۔۔

اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔۔۔۔

وہ الہام کے جذبات، اس کی تکلیف اور اس کے ماضی سے بالکل ناواقف تھا۔۔۔

وہ نہیں جانتا تھا کہ الہام نے اپنی ساری زندگی اپنے باپ کے بغیر کن کٹھن حالات میں گزاری تھی۔۔۔اس کو اپنی زندگی میں کیا کچھ برداشت کرنا پڑا تھا۔۔۔

جس انسان کو وہ اپنا باپ سمجھتی تھی۔۔۔وہ تو اسے ناجائز اور بوجھ سمجھتا رہا تھا۔۔۔

الہام سوچ رہی تھی کہ جو انسان اس کے لیے صرف اذیت کا باعث بنا۔۔۔جس کی وجہ سے وہ ساری زندگی ادھورے پن کا شکار رہی۔۔۔

رشتوں کی گرمجوشی اور باپ کی محبت سے محروم رہی۔۔۔وہ آج اچانک اس انسان کے پاس اتنے آرام سے کیسے چلی جائے؟ کیسے معاف کر دے اس شخص کو جس نے اس کا بچپن، اس کی خوشیاں اور اس کی عزت نفس نیلام کر دی؟ وہ اس انسان کو کبھی معاف نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

لیکن دارم ہاشمی کو الہام کے ان جذبات سے کوئی سروکار نہیں تھا۔۔

اس کے لیے الہام کے یہ آنسو، یہ تڑپ صرف ایک سستی اداکاری اور ڈرامے بازی تھی۔۔۔

اسے صرف اپنے چاچو کی گرتی ہوئی صحت اور اپنے گھر والوں کی عزت کی پرواہ تھی۔۔۔

اسے اس روتی، سسکتی مظلوم لڑکی سے ذرا برابر بھی ہمدردی نہیں تھی۔۔

"تمہیں میری بات ہر حال میں ماننی پڑے گی۔۔ تم مجھ سے بحث کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہو۔۔۔

اور ہاں۔۔ تم شاید بھول رہی ہو، لاکھوں کی رقم دے کر تمہیں ان لوگوں سے اور جیل سے بچایا ہے میں نے۔۔"

دارم نے اس کی کلائی کو اور سختی سے مروڑا اور اس کے چہرے پر جھکتے ہوئے انتہائی سفاکی سے کہا تھا۔

وہ اس کے تیور دیکھ کر سمجھ گیا تھا۔ کہ وہ ایسے نہیں ماننے والی۔۔۔

"تم شاید ایک بات بھول رہی ہو۔۔۔ تمہیں بہت بھاری چیک دے کر خریدہ ہے میں نے۔۔۔ تم اس وقت پوری طرح سے میری پابند ہو۔۔۔

یا تو میری بات مانوں۔۔۔۔ اور جو میں کہہ رہا ہوں۔۔۔ وہ شرافت سے کر لو۔۔۔ بغیر کسی ہوشیاری کے۔۔ یا پھر اگر

میری بات نہیں مانی تو وہ پیسے مجھے ابھی کے ابھی لٹا دو اور جہاں جانا چاہتی ہو چلی جاؤ۔۔"

دارم جان بوجھ کر یہ بات کر رہا تھا۔۔۔

وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ الہام کے پاس ایک روپیہ بھی نہیں ہے۔۔۔ وہ اسے اتنی رقم کسی قیمت پر نہیں دے سکتی تھی۔۔۔

وہ اسے ہر حال میں بلیک میل کر کے، مجبور کر کے اندر لے جانا چاہتا تھا تاکہ عبداللہ صاحب خوش ہو جائیں اور ان کی صحت کو مزید کوئی نقصان نہ پہنچے۔۔

وہ یہی سوچ بیٹھے تھے۔۔ کہ ان کی بیٹی ان سے شدید نفرت کرتی ہے۔۔۔ اور کبھی ان کے پاس نہیں آئے گی۔۔۔

یہی بات ان کے لیے نقصان کا باعث بن رہی تھی۔۔۔

دارم کے ان الفاظ نے الہام کی روح کو زخمی کر دیا تھا۔۔۔

اس نے اپنی سرخ، سوجھی ہوئی اور شدید اذیت سے بھری نگاہوں سے دارم کو دیکھا تھا۔۔۔۔

اس کے دل میں اس شخص کے لیے، جس نے کچھ دیر پہلے اسے اس دلدل سے نکالا تھا۔۔۔۔

تھوڑی بہت عزت یا جو موہوم سی امید پیدا ہوئی تھی۔۔۔

وہ پل بھر میں ریت کی دیوار کی طرح ڈھ گئی تھی۔۔۔۔

اس نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ وہ شخص جو باہر سے اتنا باوقار نظر آتا ہے۔۔۔ اندر سے اتنا ظالم، سنگدل اور مجبوری کا سودا کرنے والا ہوگا۔۔۔۔

الہام کی نگاہوں میں دارم ہاشمی کے لیے موجود عزت کا آخری ذرہ بھی ختم ہوگیا تھا۔۔۔

"میرے۔۔۔ میرے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں۔۔۔۔"

وہ اپنے بہتے ہوئے آنسوؤں کو روکنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے شکست خوردہ لہجے میں بولی تھی۔۔۔

دارم نے ایک جابرانہ مسکراہٹ کے ساتھ اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔۔۔

"تو پھر ان پیسوں کے بدلے تمہیں وہی کرنا ہوگا جو میں کہہ رہا ہوں۔۔۔ اپنے تمام جذبات، اپنی نفرت اور اپنی یہ ڈرامے بازی بھول جاؤ اور چپ چاپ اندر چلو۔۔۔"

وہ انسان اس کے کیفیت سمجھ ہی نہیں رہا تھا۔۔ یا سمجھ کر بھی نظر انداز کر رہا تھا۔۔ کیونکہ اس کے لیے وہ کوئی اہمیت رکھتی ہی نہیں تھی۔۔

الہام کی آنکھوں سے مسلسل آنسو گر کر اس کے چہرے کو بھگو رہے تھے۔۔۔۔

یہ شخص اسے بالکل بے بس، مجبور اور کمزور کر چکا تھا۔۔۔۔

اس کے پاس اب کوئی راستہ نہیں بچا تھا۔۔ وہ اس کی حاکمیت اور طاقت کے آگے بالکل تنہا اور خالی ہاتھ تھی۔۔

دارم نے اس کی کلائی جھٹک کر چھوڑی اور گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا تھا۔۔۔

"یہ رونے دھونے کا ڈرامہ فوراً بند کرو۔ اپنے چہرے سے یہ آنسو صاف کرو۔۔۔ چاچو کو تمہاری وجہ سے ذرا سی بھی ٹینشن نہیں ملنی چاہیے۔۔۔۔

اگر انہوں نے تمہارا یہ روتا ہوا چہرہ دیکھا اور کوئی سوال پوچھا۔۔ یا پریشان ہوئے۔۔ تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔"

باہر کھڑے ہو کر اس نے گاڑی کے اندر جھانکا اور انتہائی سفاکی سے بولا تھا۔۔

وہ یہ کہہ کر گاڑی کا دروازہ دھماکے سے بند کر کے رخ موڑ کر کھڑا ہو گیا تھ

گاڑی کے اندر بیٹھی الہام اس شخص کی اس بے حسی اور سفاکی پر حیرت اور صدمے سے اسے دیکھتی ہی رہ گئی تھی۔۔۔

اس کا جسم کانپ رہا تھا۔۔

جس باپ نے کبھی اسے اپنے ہونے کا احساس ہی نہیں دلایا تھا۔۔۔ جس کے لیے اس کا وجود کوئی حیثیت نہیں رکھتا تھا۔۔

بچپن سے جس کی کمی اور تحفظ اس نے شدت سے محسوس کیا تھا۔۔۔ اس نے خود سے عہد کیا تھا کہ مر جائے گی۔۔ مگر اپنے باپ کو کبھی معاف نہیں کرے گی۔۔ آج وہ خود چل کر ان کے پاس جا رہی تھی۔۔۔ اس کی خود داری اور اس کی ذات کا وقار وہ اپنے پیروں تلے روند کر اس انسان کے پاس جا رہی تھی۔۔

جو اسے انتہائی بے دردی سے دھتکار چکا تھا۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

ہاسپٹل کی عمارت کی روشن راہداریوں سے گزرتے ہوئے الہام کے قدم من من بھر کے ہو رہے تھے۔۔۔۔

دارم ہاشمی کا مضبوط اور تحکمانہ وجود اس سے چند قدم آگے تھا۔۔۔
جیسے وہ شخص اس کے ساتھ چلنا بھی اپنی توہین سمجھتا ہو۔۔۔

اس کے دل میں خوف اور بے بسی کی ایک تلاطم خیز لہر موجزن تھی۔۔۔۔

کچھ ہی دیر پہلے گاڑی میں ہونے والی باتیں، دارم کی بے رحم دھمکیاں، کلائی کا وہ شدت پسندانہ دباؤ اور اس کے زہر آلود الفاظ الہام کی روح کو زخمی کر چکے تھے۔۔۔۔

وہ چاہ کر بھی اس جبر کی زنجیر توڑ نہیں پا رہی تھی۔۔۔۔

اس کے گرد لپٹی ہوئی گرم شال میں وہ اپنے کانپتے وجود کو چھپانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔۔۔

اس کا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا اور سر جھکا ہوا تھا۔۔۔

راہداری کے اختتام پر موجود وی آئی پی روم کا دروازہ بند تھا۔۔۔۔

مگر اس کے اندر تناؤ، بے قراری اور ایک غیر معمولی انتظار کی فضا قائم تھی۔۔۔

کمرے میں ہاسپٹل کی مخصوص سمیل اور مانیٹرز کی بیپ کی ہلکی آواز کے ساتھ ساتھ ہاشمی خاندان کے تمام اہم افراد جمع تھے۔۔۔

عبداللہ ہاشمی بیڈ پر نیم دراز تھے۔۔۔ ان کے چہرے پر نقاہت اور آنکھوں میں برسوں کی تڑپ رقم تھی۔۔۔

ان کی بے قرار نگاہیں ایک ہی نقطے پر ٹکی ہوئی تھیں۔۔۔

کمرے کے دروازے پر۔۔۔

ان کی سانسیں اٹک رہی تھیں اور دل کی دھڑکنیں ہر گزرتے لمحے کے ساتھ تیز ہو رہی تھیں۔۔۔

ان کے ساتھ بیڈ کی ایک جانب شہاب ہاشمی کھڑے تھے۔۔۔

اپنے بھائی کے چہرے پر امید اور خوشی کی جگمگاہٹ دیکھ کر شہاب صاحب کے اپنے لبوں پر بھی ایک تسلی بخش مسکراہٹ پھیل جاتی تھی۔۔۔

مگر ان کا دل بھی اپنے بھائی کے ماضی کے صدموں سے واقف تھا۔۔۔

بیڈ کی دوسری طرف ثمن بیگم کھڑی تھیں۔۔۔

جن کی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے۔۔۔

وہ اپنے شوہر کے دکھ، ان کے اندرونی کرب اور پچھتاوے کی آگ سے اچھی طرح واقف تھیں۔۔۔

وہ جانتی تھیں کہ عبداللہ ہاشمی نے اپنی اس اکلوتی اولاد کے لیے کتنے سال اندر ہی اندر کڑھتے ہوئے گزارے تھے۔۔۔

وہی بیٹی جسے انہوں نے کبھی ضد، نفرت، انا اور غلط فہمیوں کے تحت دھتکار دیا تھا۔۔۔

گھر کے باقی سب افراد بھی وہاں موجود تھے۔۔۔ کوئی گھر نہیں گیا تھا۔۔۔

سب اپنے جذبات کو سنبھالے، متجسس اور منتظر نگاہوں سے

دروازے کی طرف دیکھ رہی تھے۔۔

اسی اثنا میں کمرے کا دروازہ آہستہ سے کھلا اور ولید اندر داخل ہوا

تھا۔۔۔

ولید اندر آچکا تھا۔۔۔اور اس کی دی خبر کہ الہام ہسپتال پہنچ چکی

ہے۔۔۔اور کچھ ہی دیر میں اندر آرہی ہے۔۔۔

سب کی نگاہیں دروازے پر ہی جم گئی تھیں۔۔۔

"ولید بھائی کیسی ہے وہ؟؟"

حفصہ نے دھیمی لیکن پرجوش آواز میں اس سے پوچھا تھا۔۔۔

باقی سب بھی اس سوال پر اس کی جانب دیکھنے لگے تھے۔۔

"بہت پیاری ہے۔۔۔ اور بہت کیوٹ ہے۔۔۔ ہم سب سے چھوٹی ہے۔۔۔"

ولید کے لہجے میں اس لیے چھوٹی بہنوں جیسا پیار اور شفقت تھی۔۔۔

سب کزنز کے چہروں پر مسکراہٹ بکھری تھی۔۔۔

مگر عبداللہ صاحب سمیت کمرے میں موجود تمام بڑوں کے دلوں

میں ایک گہرا خوف اور خدشہ بھی پل رہا تھا۔۔۔۔

وہ سب اس حقیقت سے بخوبی واقف تھے کہ الہام کی ماں اچھی

عورت نہیں تھی۔۔۔۔

اس شاطر، خود غرض اور کینہ پرور عورت نے اپنی بیٹی کے معصوم

ذہن میں اس کے باپ کے لیے نفرت کے کتنے زہریلے بیج بوئے

ہوں گے۔۔

اس کا اندازہ لگانا مشکل نہیں تھا۔۔۔۔۔

کیا وہ لڑکی انہیں قبول کرے گی؟

کیا وہ اپنے باپ کو دیکھ کر معاف کرے گی یا نفرت سے منہ موڑ لے گی؟

یہی سوال سب کو اندر ہی اندر کھا رہا تھا۔۔۔اور عبداللہ صاحب کی حالت کو دیکھ خوفزدہ کر رہا تھا۔۔۔

اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا تھا اور دارم ہاشمی اندر داخل ہوا تھا۔۔

اس کے مضبوط کسرتی وجود، سخت تاثرات اور چہرے پر ضبط کی شدید لہریں موجود تھیں۔۔۔

لیکن جیسے ہی وہ ایک طرف ہوا۔ اس کے پیچھے داخل ہونے والے وجود پر وہاں موجود تمام لوگوں کی بے قرار، متجسس اور حیران نگاہیں ٹھہر گئی تھیں۔۔۔

دارم ہی کی سیاہ شال میں خود کو سمیٹے۔۔۔ پیلا پڑتا چہرہ۔۔ آنسوؤں سے بھیگی ہوئی جھیل سی آنکھیں اور تھرتھراتے لب۔۔۔۔

وہ نازک سی لڑکی کمرے کے وسط میں کھڑی تھی۔

پہلی ہی نظر میں کمرے میں موجود ہر شخص کا دل اس کی معصومیت اور خوبصورتی سے متاثر ہوا تھا۔۔

الہام نے یہ دلکشی اور حسن اپنے باپ سے پایا تھا۔۔۔

عبد اللہ ہاشمی خود ایک انتہائی وجیہہ اور خوبصورت انسان تھے۔۔۔

لیکن ان کی بیٹی تو حسن اور معصومیت میں ان سے بھی کہیں آگے تھی۔۔۔۔

اس کے چہرے پر بکھرا ہوا صدمہ، آنکھوں کی نمی اور اس کا سہما انداز۔۔۔

وہاں موجود سبھی لوگ اس کی معصومیت اور خوبصورتی سے مسحور ہو کر رہ گئے تھے۔۔۔

سوائے دارم ہاشمی کے۔۔۔ جسے یہ لڑکی اور اس کی معصومیت ڈھونگ کے سوا کچھ نہیں لگتی تھی۔۔۔

"میری۔۔۔میری بیٹی۔۔۔میری گڑیا۔۔۔"

بیڈ پر لیٹے عبداللہ ہاشمی کے لبوں سے ایک رندھی ہوئی۔۔۔تڑپتی
ہوئی آواز نکلی تھی۔۔۔

ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کا بندھن ٹوٹ گیا تھا۔۔۔انہوں
نے کانپتے ہوئے ہاتھ سے الہام کو اپنے پاس بلانے کا اشارہ کیا
تھا۔۔۔

الہام نے دو قدم آگے بڑھائے مگر جیسے ہی بیڈ پر لیٹے شخص پر اس
کی نظر پڑی۔۔۔

اس کے قدم آگے اٹھ ہی نہیں پائے تھے۔۔۔

وہ اپنی جگہ ساکت ہو گئی تھی۔۔۔اس کے چہرے پر گہری الجھن اور بے یقینی پھیل گئی تھی۔۔

دارم جو اس کے بالکل پیچھے کھڑا تھا۔۔۔

اس کی اس ہچکچاہٹ اور عبد اللہ صاحب کے بلانے پر بھی اسے آگے نہ بڑھتے دیکھ غصے سے تپ اٹھا تھا۔۔۔

اس نے الہام کے بالکل قریب جھک کر اپنے چہرے پر ضبط کا پہرہ بٹھاتے ہوئے اتنی دبی لیکن کاٹ دار اور سفاک آواز میں کہا تھا۔۔۔

جو صرف الہام کے کانوں تک ہی پہنچ سکی تھی۔۔۔

"جاؤ۔۔۔اور ملو ان سے۔۔۔اور جو کچھ وہ کہیں۔۔۔چپ چاپ سن کر انہیں معاف بھی کرو گی تم۔۔۔

سمجھی تم؟ڈرامہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے یہاں۔۔۔"

الہام کا پورا وجود اس پتھر دل انسان کی سفاکیت پر تڑپ اٹھا تھا۔۔۔

اس نے ایک لمحے کے لیے پلٹ کر دارم کو دیکھا تھا۔۔۔

اس شخص کو اپنے گھر والوں کی تکلیف، ان کے جذبات اور ان کی عزت کا اتنا خیال تھا۔۔۔

لیکن اس کے ساتھ۔۔ جو سامنے کھڑی تڑپ رہی تھی۔۔ انسانیت کے ناطے بھی ذرا سی ہمدردی نہیں تھی۔۔۔

وہ کتنی بے دردی سے اس کی عزتِ نفس کی دھجیاں اڑا رہا تھا۔۔۔

الہام نے ہمت جمع کی اور دھیمے قدموں سے بیڈ کے ذرا سا قریب گئی تھی۔۔۔۔

لیکن جیسے ہی عبداللہ ہاشمی کے چہرے پر اس کی نظر دوبارہ پڑی تو وہ یکلخت پیچھے ہٹ گئی اور بالکل ساکت ہو گئی تھی۔۔۔

اس نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔

عبداللہ صاحب جو اپنی جگہ سے اٹھنے کی کوشش کر رہے تھے۔۔۔نے الہام کو قریب دیکھ کر اپنے کانپتے ہوئے دونوں ہاتھ اس کے سامنے جوڑ دیے اور زار و قطار رو پڑے تھے۔۔۔

"مجھے معاف کر دو میری بیٹی۔۔۔میں بہت برا باپ ہو۔۔۔تمہارا سب سے بڑا مجرم۔۔۔میں نے تمہارے ساتھ بہت بڑی زیادتی کی ہے۔۔۔مجھے معاف کر دو۔۔۔"

ان کا روتا ہوا چہرہ، جڑے ہوئے ہاتھ اور پچھتاوے کے الفاظ دیکھ کر کمرے میں کھڑے تمام گھر والے اذیت اور غم کی شدید لہر میں ڈوب گئے۔۔۔

ثمن بیگم نے اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپالیا تھا۔۔

حمیرا بیگم اور مہرین بیگم کی آنکھوں میں بھی آنسو تھے۔۔۔

وہ سب عبداللہ صاحب کے درد سے واقف تھے۔۔وہ اپنی غلطی اور پچھتاوے میں کس قدر اذیت کو شکار تھے۔۔ایک ہی اولاد تھی۔۔۔جسے پوری زندگی نہیں پوچھا تھا۔۔۔

وہاں سب ہی اس پل اپنی آنکھوں کو نم ہونے سے نہیں روک پائے تھے۔۔۔

ایک جانب کھڑا ادارم ہاشمی اپنے ہاتھوں کی مٹھیاں شدت سے بھینچ چکا تھا۔۔۔

الہام کی یہ خاموشی دارم کو غصے کے آخری درجے تک پہنچا رہی تھی۔۔۔۔

وہ اپنی لال ہوتی آنکھوں سے الہام کو گھور رہا تھا جیسے نظروں ہی نظروں میں اسے نگل جائے گا۔۔۔۔

الہام نے عبداللہ صاحب کے جوڑے ہوئے ہاتھوں کو دیکھا۔۔۔
اور پھر وہ آہستہ سے واپس مڑی اور سیدھی دارم کی طرف دیکھنے لگی تھی۔۔۔۔

"یہ۔۔۔یہ میرے فادر نہیں ہیں۔۔۔"

اس کی آواز میں نہ کوئی غصہ تھا، نہ نفرت، بلکہ ایک عجیب سی معصومانہ اور خوفزدہ سچائی تھی۔۔۔

کمرے میں دم سادھ دینے والی خاموشی چھا گئی تھی۔۔۔سب کے سانپ سونگھ گیا تھا۔۔۔

عبداللہ صاحب کے چہرے کی رنگت سفید پڑ گئی تھی۔۔۔

"آپ کو۔۔۔ آپ کو کوئی بہت بڑی غلط فہمی ہوئی ہے۔۔۔یہ میرے فادر نہیں ہیں۔۔۔"

الہام نے گردن نفی میں ہلائی اور آگے بڑھ کر دارم کو اپنی بات کا یقین دلانے لگی تھی۔۔۔

یہ سنتے ہی پورا کمرہ حیرت اور شاک کی لپیٹ میں آگیا تھا۔۔۔

سب گھر والے بے یقینی سے اس نازک گھبرائی سی لڑکی کو دیکھنے لگے۔۔۔ جبکہ دارم ہاشمی کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا تھا۔۔۔

"کیا بکواس کر رہی ہو تم؟ یہی تمہارے فادر ہیں۔۔۔ تم عبداللہ ہاشمی کی ہی بیٹی ہو۔۔۔ اپنے یہ ڈرامے بند کرو۔۔"

دارم انتہائی غصے اور تپش کے عالم میں الہام کے بالکل قریب آیا اور غراہٹ بھرے لہجے میں بولا تھا۔۔۔

الہام نے خوفزدہ ہو کر فوراً نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔

اس کی آنکھوں میں آنسوؤں کی شدت بڑھ گئی تھی۔۔

"نہیں۔۔۔ آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔۔۔ آپ میرا یقین کریں۔۔ میں سچ کہہ رہی ہوں۔۔۔ میں اپنے فادر سے مل چکی ہوں۔۔ وہ کافی بار ہمارے گھر آئے ہیں۔۔۔۔"

الہام کی آواز کانپ رہی تھی۔۔۔ لیکن وہ اپنی سچائی کو ثابت کرنے کے لیے بنارکے دارم کو بتانے لگی تھی۔۔۔

"وہ ایک انتہائی برے انسان تھے۔۔۔ انہوں نے ایک بار مجھ پر ہاتھ بھی اٹھایا تھا۔۔ وہ ماما کے ساتھ بھی بہت لڑائی جھگڑا کرتے

تھے۔۔مارتے تھے۔۔بہت برا بھلا کہتے تھے۔۔۔مم مجھ پر بھی

ہاتھ اٹھایا تھا۔۔

ماما نے خود مجھے بتایا تھا کہ وہی میرے فادر ہیں۔۔یہ۔۔یہ کیسے

میرے فادر ہو سکتے ہیں؟یہ نہیں ہیں میرے فادر۔۔۔آپ پلیز

میرا یقین کریں۔۔۔"

الہام کے یہ الفاظ ہاسپٹل کے اس کمرے میں کسی دھماکے کی طرح

گونجے تھے۔۔۔

الہام جس معصومیت اور بے ساختگی سے دارم کے سامنے صفائیاں دے رہی تھی۔۔ اور اپنے دل پر لگے ماضی کے زخموں کو بے نقاب کر رہی تھی۔۔

اس نے وہاں کھڑے ہر شخص کی روح کو کپکپا دیا تھا۔۔

شہاب ہاشمی، ثمن بیگم، حمیرا بیگم اور دیگر تمام کزنز ایک شدید اذیت اور شاک کے عالم میں اس چھوٹی سی لڑکی کو دیکھنے لگے تھے۔۔۔

عبداللہ صاحب کو یہ الفاظ سن کر اپنا دل بند ہوتا محسوس ہوا تھا۔۔۔

انہیں لگا تھا وہ مزید سانس نہیں لے پائیں گے اب۔۔۔

ان سب کو ایک دردناک حقیقت کا ادراک ہوا کہ اس معصوم لڑکی نے اتنی سی عمر میں، بغیر باپ کے سائے کے، اپنی اس شاطر، خود غرض اور بدذات ماں عائمہ بیگم کے ساتھ کتنی اذیت ناک اور غیر محفوظ زندگی گزاری تھی۔۔۔

اس عورت نے ہاشمی خاندان اور عبداللہ ہاشمی کے خلاف اس بچی کے ذہن میں نفرت بونے کے لیے کسی اور ہی اوباش اور غلط انسان کو اس کا باپ بنا کر پیش کیا تھا۔۔۔

تاکہ الہام زندگی بھر اپنے اصل باپ کی تلاش تو دور، اس کے نام سے بھی نفرت کرے۔۔۔

بیڈ پر لیٹے عبداللہ ہاشمی کا درد ایک دم ہزار گنا بڑھ گیا تھا۔۔۔

ان کے پچھتاوے اور کرب میں حد درجہ اضافہ ہو گیا تھا۔۔۔۔

ان کی بیٹی کے ساتھ اس عورت نے ناجانے کیا کیا کھیل کھیلے تھے۔۔۔ کس کس اذیت سے اسے گزارا تھا۔۔۔

ان کی آنکھوں سے بہتے آنسو اب ان کے اپنے بے بس وجود پر ماتم کر رہے تھے۔۔۔۔

الہام وہاں کے ماحول اور اتنی ساری نظروں کے دباؤ سے مزید گھبرا گئی تھی۔۔۔

وہ مزید وہاں نہیں رک سکتی تھی۔۔۔وہ سب اسے جس طرح سے ہمدردی اور ترس بھری نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔۔۔وہ اسے بہت برا لگا تھا۔۔۔

وہ گھبرا کر پلٹی اور کمرے سے باہر جانے کے لیے قدم بڑھانے ہی لگی تھی کہ دارم ہاشمی کا اپنے غصے پر کنٹرول ختم ہو گیا تھا۔۔۔

دارم نے آگے بڑھ کر انتہائی سختی اور بے دردی سے الہام کی گداز کلائی کو اپنی فولادی گرفت میں دبوچ لیا اور ایک جھٹکے سے اسے اپنے سامنے لا کھڑا کیا تھا۔۔۔

دارم کی آنکھیں غصے کی شدت سے سرخ ہو رہی تھیں۔۔۔

اس نے اپنے شدید غصے کو بمشکل ضبط کرتے ہوئے الہام کو وارننگ

دیتی نگاہوں سے گھورا اور اپنے ہونٹ اس کے کان کے قریب لا

کر۔۔۔

"تم۔۔۔ خود سے کوئی بھی جھوٹ گھڑ کر یہاں سے بھاگنے کی

کوشش نہیں کر سکتی۔۔ تم ان سب کو بے وقوف بنا سکتی ہو مجھے

نہیں۔۔۔

تمہاری اس معصومیت کے پیچھے چھپا ہوا شاطر اور چلاک چہرہ میں

اچھے سے دیکھ چکا ہوں۔۔۔ میں اگر یہاں سب کے سامنے

تمہارے ساتھ اچھے سے پیش آرہا ہوں اور تمہیں رعایت دے رہا ہوں۔۔۔تو اس کا ناجائز فائدہ اٹھانے کی غلطی ہرگز مت کرنا۔۔"

انتہائی دھیمی مگر زہریلی آواز میں دھمکایا تھا۔۔۔

تاکہ کمرے میں موجود دیگر لوگ اس کی بات نہ سن سکیں۔۔۔۔

دارم کی ان بے رحم باتوں نے الہام کو خوف میں مبتلا کر دیا تھا۔۔۔

وہ اس شخص کو کیسے سمجھاتی اپنی بات۔۔۔جو اس کو دنیا کی سب سے بری لڑکی تصور کر کے اتنے برے طریقے سے ٹریٹ کر رہا تھا۔۔۔

"میں۔۔۔میں اتنا بڑا جھوٹ کیوں بولوں گی؟"

مارے بے بسی کے اس کی آنکھوں سے شدید رفتاری سے آنسو بہنے لگے تھے۔۔۔

"میں قسم کھا کر کہتی ہوں۔۔۔میں سچ کہہ رہی ہوں۔۔مجھے چھوڑیں پلیز۔۔۔درد ہو رہا ہے۔۔۔"

الہام نے روتے ہوئے التجا کی تھی۔۔۔کیا پتا وہ اس کی بات کا یقین کر لے۔۔۔

اس نے دارم کی گرفت سے اپنی نازک کلائی چھڑوانے کی پوری کوشش کی تھی۔۔۔

لیکن دارم کی گرفت اتنی بے رحم تھی کہ الہام کی نرم جلد بالکل سرخ ہو چکی تھی اور درد کی لہریں اس کی پوری بازو میں دوڑ رہی تھیں۔۔۔

وہ اتنے غصے میں تھا اس پر۔۔ کہ بھول گیا تھا کہ اس وقت کمرے میں اور بھی بہت سارے لوگ موجود تھے۔۔

"دارم۔۔۔ چھوڑو اسے۔۔"

ایک دم شہاب ہاشمی کی رعب دار اور غصیلی آواز کمرے میں گونجی تھی۔۔۔

شہاب صاحب تیز قدم اٹھاتے ہوئے آگے بڑھے اور انہوں نے دارم کو انتہائی غصے اور ملامت بھری نظروں سے دیکھا تھا۔۔۔

جس کے انداز میں الہام کے لیے زرا سی ابھی رحم نہیں تھا۔۔۔

"دارم یہ تمہاری کوئی مجرم نہیں ہے جسے تم اس طرح زبردستی منواؤگے۔۔۔اور ایسا سلوک کروگے۔۔۔۔"

ان کی سرزنش کرتی نگاہیں الہام کے بازو پر پڑی اس کی گرفت پر تھیں۔۔۔

دارم کو ایک دم سے ہوش آیا تھا۔۔۔

"بیٹی ہے یہ ہماری۔۔ ہم خود بات کر لیتے ہیں اس سے۔۔۔ چھوڑو سے۔۔۔"

شہاب صاحب نے دارم کو سختی سے پیچھے ہٹنے کا اشارہ کیا اور الہام کے سر پر نرمی سے ہاتھ رکھا تھا۔۔۔

دارم کا الہام کی کلائی کو اتنی بے دردی سے دبوچنا اور الہام کا درد سے دوہرے ہو کر۔۔۔۔ دوسری ہاتھ سے اپنی سرخ کلائی کو مسلتے ہوئے زاروقطار رونا۔۔۔۔

یہ پورا منظر کمرے میں موجود ہر شخص نے نوٹ کر لیا تھا۔۔۔ اور سب کے دلوں میں دارم کے اس سختی پر افسوس ہوا تھا۔۔۔

مگر دارم کو کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا تھا۔۔ سوائے شہاب صاحب کے۔۔۔

وہ ایسا ہی سخت گیر قسم کا انسان تھا۔۔ جو اپنے گھر والوں کی زرا سی تکلیف پر ایسے ہی چٹان بن جاتا تھا۔۔۔

پھر وہ نہیں دیکھتا تھا کہ کون اس سے ہرٹ ہو رہا ہے اور کون نہیں۔۔۔

دارم نے ایک گہرا سانس لیا۔۔۔

اپنے غصے کو بمشکل دبایا اور ایک قدم پیچھے ہٹ گیا تھا۔۔۔ لیکن اس کی سرخ شعلے بار آنکھیں اب بھی الہام پر جمیں ہوئی تھیں۔۔۔

جن کو محسوس کرتے وہ خوف سے خود میں سمٹنے لگی تھی۔۔۔

شہاب صاحب نے انتہائی شفقت سے الہام کا ہاتھ تھاما اور اسے آرام سے لے جا کر کمرے میں موجود صوفے پر بٹھایا تھا۔۔۔

الہام صوفے پر بیٹھ کر سسکیاں لے رہی تھی۔۔۔ پچھلے چوبیس گھنٹوں میں اس نازک لڑکی نے جو کچھ برداشت کیا تھا۔۔

وہ بہت زیادہ تکلیف دہ تھا۔۔۔ دھوکے، فریب اور اب اس انسان سے ملاقات۔۔۔

جس کی اس کی زندگی میں کبھی کوئی حیثیت نہیں تھی۔۔۔اس نے باپ کے وجود کی بغیر رہنا سیکھ لیا تھا۔۔۔اب اس کے باپ کے دل میں اس کی یاد جاگ گئی تھی۔۔۔

شہاب صاحب نے اپنے کوٹ کی جیب سے کچھ دستاویزات اور عائمہ بیگم کے کیے گئے میسیجز کے ثبوت نکالے اور الہام کے سامنے رکھ دیے تھے۔۔۔

انہوں نے الہام کو آہستہ آہستہ تمام حقیقت سے آگاہ کیا کہ کس طرح عائمہ نے عبداللہ سے الگ ہو کر سچائی کو چھپایا اور کس طرح عبداللہ ہاشمی ہی اس کے حقیقی اور قانونی باپ ہیں۔۔۔۔

جب الہام نے وہ ثبوت دیکھے اور اپنی ماں کے اس گھناؤنے، مکارانہ کھیل کی حقیقت اس کے سامنے کھلی۔۔

تو وہ شدید صدمے کی حالت میں چلی گئی تھی۔۔۔

اس کا دنیا پر سے، اپنی ماں پر سے اور ہر رشتے پر سے اعتماد اٹھ گیا تھا۔۔۔

وہ اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی تھی۔۔۔۔

اس کی سسکیاں اور ہچکیاں پورے کمرے میں گونجنے لگی تھیں۔۔۔۔

یہ منظر اتنا دل دہلا دینے والا تھا کہ کمرے میں موجود تمام نفوس کی آنکھوں سے بھی آنسو جاری ہو گئے تھے۔۔۔

سب الہام کے اس ٹوٹے ہوئے وجود کو دیکھ کر شدید دکھی اور غمزدہ تھے۔۔۔

لیکن وہاں ایک جانب کھڑا ادارم ہاشمی۔۔۔

اس پتھر دل انسان کے لیے الہام کی یہ تڑپ، یہ آنسو اور یہ صدمہ محض ایک اور نیا ناٹک تھا۔۔۔

وہ اسے ایک انتہائی چالاک اور اداکاری کرنے والی لڑکی سمجھ رہا تھا جو سب کی ہمدردی حاصل کرنے کا ڈرامہ کر رہی تھی۔۔۔

دارم نے غصے سے اپنے لب بھینچ لیے۔۔۔

"اگر تمہاری اس ڈرامے بازی کی وجہ سے میرے چاچو کی صحت کو کچھ بھی ہوا۔۔۔ یا اس گھر کے کسی بھی فرد کو ذرا سی بھی تکلیف پہنچی۔۔۔

تو میں تمہارا وہ حشر کروں گا الہام ہاشمی۔۔۔ جو تم اپنے وہم و گمان میں بھی نہیں سوچ سکتی۔۔۔"

اس کے چہرے کی سختی برقرار رہی اور وہ اپنے دل ہی دل میں الہام سے مخاطب ہو کر غرایا تھا۔۔۔

دوسری طرف شہاب صاحب نے صوفے پر بیٹھی الہام کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھا اور نہایت نرم لہجے میں بولے تھے۔۔۔

"بیٹا۔۔۔ ہم تمہاری تکلیف کی شدت، تمہارے دل کے اس درد کو اچھے سے سمجھ سکتے ہیں۔۔۔

تم اس وقت ہم سب سے اور اس پورے خاندان سے شدید نفرت محسوس کر رہی ہو گی۔۔۔

اور تمہارا یہ حق بنتا ہے۔۔۔ اتنے سال ہم نے تمہاری کوئی خیر خبر نہیں لی۔۔۔ تمہاری تلاش نہیں کی۔۔ اور آج اچانک تمہارے

سامنے آکر تمہارے باپ اور خاندان کے دعویدار بن گئے۔۔۔ ہم سب اس پر بے حد شرمندہ ہیں بیٹا۔۔۔

تمہارے لیے ہمیں معاف کرنا بالکل آسان نہیں ہو گا۔۔ اور ہم تمہیں کبھی فورس بھی نہیں کریں گے کہ تم ہمیں معاف کر دو۔۔۔"

ان کے لہجے میں ندامت واضح محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

"ہم بس تم سے اتنی سی درخواست کرتے ہیں کہ تم اب ہمارے ساتھ ہمارے گھر چلو۔۔۔ تم نے ہم سے نفرت کرنی ہے۔۔۔ بے شک کرو۔۔۔

جب تک تمہارا غصہ کم نہیں ہو جاتا۔۔۔ تمہارا دل نہیں مانتا۔۔۔

ہم سے بات نہیں کرنی۔۔۔۔ مت کرو۔۔۔

لیکن اپنے اصل کے پاس۔۔۔ اپنے گھر واپس لوٹ آؤ۔۔۔۔

اگر تم زندگی بھر ہمیں معاف نہیں کرو گی۔۔۔ ہم سہہ لیں گے۔۔

بس ہماری یہ اتنی سی بات مان لو اور ہمارے ساتھ چلو۔۔۔۔

ہم تم سے بہت شرمندہ ہیں بچے۔۔۔ اپنی اس غفلت اور کوتاہی پر

ہم سب خود کو ساری زندگی معاف نہیں کر پائیں گے۔۔"

شہاب صاحب نے الہام کی بھیگتی ہوئی آنکھوں میں دیکھا اور التجا کی

تھی۔۔۔

شہاب صاحب کی اس بلا کی محبت، احترام اور نرمی نے سب کی آنکھوں کو مزید اشکبار کر دیا تھا۔۔۔

سب کو الہام کی اذیت کا اندازہ تھا۔۔۔

سوائے دارم ہاشمی کے۔۔۔

جس نے الہام کو پہلے دن سے غلط نظریے سے دیکھا تھا اور وہ اسے ایک شاطر، جرم سے جڑی لڑکی ہی گردانتا تھا۔۔۔

الہام نے اپنے آنسو پونچھنے کی ناکام کوشش کی اور شہاب صاحب کی طرف دیکھتے ہوئے، ٹوٹے ہوئے لہجے میں کہا تھا۔۔۔

"میں نے۔۔۔ میں نے اپنی پوری زندگی اپنے باپ سے شدید نفرت کرتے ہوئے گزاری ہے۔۔۔۔

کیونکہ وہی میری تمام محرومیوں، میری تنہائی اور میری تکلیف کی وجہ تھے۔۔۔۔

میں نے اب تک اپنی زندگی کا ہر ایک لمحہ محبت اور سچے رشتوں کو ترستے ہوئے گزارا ہے۔۔۔ اور اس کے باوجود، میں نے خود سے یہ عہد کیا تھا کہ میں کبھی اپنے باپ کو معاف نہیں کروں گی۔۔۔ کبھی ان کے پاس واپس نہیں جاؤں گی۔۔۔"

وہ روتے ہوئے اپنے دل کی بھڑاس نکال رہی تھی...

جبکہ بیڈ پر تکیوں کے سہارے بیٹھے عبد اللہ صاحب اپنے آنسوؤں سے تر چہرے کے ساتھ، بے پناہ اذیت کے عالم میں اپنی بیٹی کی باتیں سن رہے تھے۔۔۔

ان کی بیٹی ان کے بالکل قریب صوفے پر بیٹھی تھی۔۔۔ لیکن پھر بھی ان کے درمیان برسوں کے فاصلے اور مسافتیں حائل تھیں۔۔۔

ایک جانب کھڑے دارم ہاشمی کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ آگے بڑھ کر اس لڑکی کی عقل ٹھکانے لگا دے۔۔۔

وہ کیسے سب گھر والوں کے جذبات سے کھیل رہی تھی۔۔۔اپنے آنسوؤں سے ان کے دل موم کر رہی تھی اور ان کی تکلیف میں اضافہ کر رہی تھی۔۔۔

اس انسان کو اس کے لیے رتی برابر بھی افسوس نہیں ہو رہا تھا۔۔

اس کی فکر مند نگاہیں صرف عبداللہ صاحب کے زرد پڑتے چہرے کی جانب اٹھ رہی تھیں۔۔

الہام کو کمرے میں موجود تمام لوگوں کی شفقت کے ساتھ ساتھ۔۔وہیں کھڑے دارم ہاشمی کی نفرت میں ڈوبی، شعلے برساتیں نگاہیں اپنے اوپر مسلسل محسوس ہو رہی تھیں۔۔۔

وہ جانتی تھی کہ اس شخص کے پاس اس کا کوئی توڑ نہیں ہے۔۔۔

الہام نے ایک بوجھل سانس خارج کیا تھا۔۔

"اس وقت۔۔۔اس وقت میری مجبوری ہے آپ لوگوں کے ساتھ جانا۔۔۔کیونکہ میرے پاس اب رہنے کے لیے کوئی اور ٹھکانہ یا چھت نہیں ہے۔۔۔"

وہ سر جھکائے کانپتی ہوئی آواز میں بے بسی کی انتہا پر پہنچتے ہوئے بولی تھی۔۔۔

یہ جملہ سنتے ہی ثمن بیگم نے شدید اذیت سے حمیرا بیگم کی طرف دیکھا تھا۔۔۔

"ہم سے بہت زیادہ زیادتی ہوئی ہے اس بچی کے معاملے میں۔۔۔

بہت زیادہ۔۔۔۔"

حمیرا بیگم نے گہرے افسوس اور دکھ سے ثمن بیگم سے کہا تھا۔۔۔

شہاب صاحب نے الہام کے سر پر شفقت اور محبت سے ہاتھ رکھا

تھا۔۔۔

"بچے... ہم واقعی بہت شرمندہ ہیں۔۔۔ لیکن تم نے ہمیں اپنے

ساتھ لے جانے کا موقع دیا۔۔۔ یہی ہمارے لیے بہت ہے۔۔۔

ہم ماضی کو تو واپس نہیں لوٹا سکتے۔۔۔

مگر اپنی کی گئی تمام غلطیوں اور زیادتیوں کا ازالہ کرنے کی پوری کوشش کریں گے۔۔۔"

شہاب صاحب نے لرزتی کانپتی اس معصوم سی لڑکی کو اپنے ساتھ لگا لیا تھا۔۔۔ اور الہام ان کے مضبوط کندھے سے لگ کر بے تحاشا رو پڑی تھی۔۔۔

اس کا برسوں کا لاوارث پن جیسے اس ایک پناہ گاہ میں جا کر پگھل رہا تھا۔۔۔

کمرے کی فضا مکمل طور پر جذباتی اور اشکبار تھی۔۔۔

دارم ہاشمی کو الہام کا یہ مظلومانہ روپ اور گھر والوں کا اس پر نچھاور

ہونا دیکھ کر شدید غصہ آرہا تھا۔۔۔

وہ اس منظر کو مزید برداشت نہیں کر پا رہا تھا۔۔

اسی اثنا میں عبداللہ ہاشمی نے بہت مشکل سے بیڈ پر تکیوں کا سہارا لیا

تھا۔۔۔

ولید اور دارم نے فوراً آگے بڑھ کر انہیں سنبھالا اور سیدھا بٹھایا

تھا۔۔۔

عبداللہ صاحب نے سامنے صوفے پر بیٹھی الہام کی طرف دیکھا

تھا۔۔

جن کی آنکھوں میں التجا اور پچھتاوے کے دیپ جل رہے

تھے۔۔۔

"میں۔۔۔ میں تمہارا سب سے بڑا مجرم ہوں میری بچی۔۔۔ میں

اسی قابل ہوں کہ میری اکلوتی بیٹی مجھ سے نفرت کرے۔۔۔

میں نے تمہارے ساتھ بہت زیادتی کی ہے۔۔۔ میری نفرت کسی

اور سے تھی۔۔۔ اور اس نفرت کی سزا تم جیسی معصوم بچی کو

ملی۔۔۔

انہوں نے الہام کی طرف دیکھتے ہوئے اپنے کپکپاتے ہوئے ہاتھ

جوڑ دیے تھے۔۔۔

عبداللہ صاحب زاروقطار رو رہے تھے۔۔۔

ان کی آواز میں تڑپ تھی۔۔ اور وہ اپنی بیٹی سے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگ رہے تھے۔۔۔۔۔

ان کی سانسیں تیز ہورہی تھیں اور حالت بگڑنے کے قریب تھی۔۔۔

الہام اس انسان کو بالکل معاف نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔ اس کے دل میں ماضی کے زخم تازہ تھے۔۔۔۔

مگر اس نے سہم کر اپنی نگاہیں اٹھائیں تو سامنے دارم ہاشمی کھڑا تھا۔۔۔

دارم کی زہریلی، سرد اور تپتی ہوئی نگاہیں الہام پر ہی جمی ہوئی تھیں۔۔۔

دارم نے الہام کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے، اپنی گردن کی معمولی سی جنبش سے اشارہ کیا کہ وہ فوراً اٹھے اور عبداللہ صاحب کے پاس جائے۔۔۔

اس کی آنکھوں میں کھلم کھلا دی گئی دھمکی صاف پڑھی جا سکتی تھی۔۔۔

الہام ایسا بالکل نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔

لیکن اس کے دل میں اس سنگدل اور سفاک انسان۔۔۔ دارم ہاشمی کا شدید خوف بیٹھ چکا تھا۔۔۔

وہ جانتی تھی کہ اگر اس نے ذرا سی بھی انکار کیا۔۔۔ تو دارم اس کے ساتھ کچھ بھی کر سکتا ہے۔۔۔

نہ چاہتے ہوئے بھی۔۔۔ الہام آہستہ سے صوفے سے اٹھی تھی۔۔۔

اس کے کانپتے ہوئے قدم عبداللہ ہاشمی کے بیڈ کی طرف بڑھنے لگے تھے۔۔۔

پورا کمرہ خاموش ہو کر اس منظر کو دیکھنے لگا تھا۔۔۔

الہام بیڈ کے پاس جا کر تھوڑے فاصلے پر کھڑی ہو گئ تھی۔۔۔

اس نے اپنے باپ کو گلے نہیں لگایا۔۔۔نہ ہی ان سے کوئی محبت جتائی تھی۔۔۔

عبداللہ ہاشمی نے اپنا کانپتا ہوا، کمزور ہاتھ آگے بڑھایا اور الہام کے سر پر رکھ دیا تھا۔۔۔

الہام کا سر نیچے جھکا ہوا تھا۔۔۔اس کی آنکھیں بند تھیں اور وہ اپنے باپ کے چہرے کی طرف دیکھ بھی نہیں رہی تھی۔۔۔

لیکن عبداللہ ہاشمی کے لیے یہی بہت تھا۔۔۔

ان کی بیٹی ان کی آنکھوں کے سامنے تھی۔۔۔

ان کا ہاتھ اس کے سر پر تھا۔۔۔ ان کے دل کو ایک نامعلوم سکون ملا تھا۔۔۔

کمرے میں موجود تمام گھر والے یہ جذباتی منظر دیکھ کر بھیگی آنکھوں کے ساتھ مسکرا دیے تھے۔۔۔

خاندان کا بکھرا ہوا ایک اہم حصہ بالآخر واپس مل رہا تھا۔۔۔

لیکن دوسری طرف کھڑا ادارم ہاشمی۔۔۔

اس لڑکی کے اس غرور، اس کے اس اکڑ اور سب کے سامنے اس طرح کا فاصلہ برقرار رکھنے پر، انتہائی غصے، شدید تپش اور نفرت سے بھری نگاہوں سے مسلسل اسی کو گھورے جا رہا تھا۔۔۔

اسے اس کے جذبات اور احساسات کی رتی برابر بھی پرواہ نہیں تھی۔۔

اسے یہی لگتا تھا کہ جو لڑکی پیسوں کی خاطر اپنی عزت کا سودا کر سکتی تھی۔۔۔وہ کچھ بھی کر سکتی تھی۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

ہاشمی ولاز کی فضاؤں میں دو ہفتوں کے بعد ایک عجیب سی تبدیلی آ چکی تھی۔۔۔

عبداللہ ہاشمی کی طبیعت میں بہتری آ چکی تھی اور اب وہ اسپتال سے ڈسچارج ہو کر گھر آ چکے تھے۔۔۔ پورے گھر میں ایک اطمینان اور سکون کی لہر تھی۔۔۔

لیکن اس سکون کی تہہ میں ایک ایسی خاموشی دبی ہوئی تھی جسے الہام کا وجود بھی محسوس کر سکتا تھا۔۔۔۔

ہاشمی خاندان کے لیے الہام کی آمد کسی معجزے سے کم نہیں تھی۔۔۔ لیکن الہام کے لیے یہ سارا ماحول کسی اجنبی سی دنیا جیسا تھا۔۔۔

گھر کے سبھی افراد نے اسے کھلے دل سے قبول کیا تھا۔۔۔

شہاب ہاشمی، ثمن بیگم، حمیرا بیگم، مہرین بیگم، عثمان صاحب۔۔۔

سبھی نے اسے وہ محبت دینے کی کوشش کی جس کی وہ محروم رہی تھی۔۔۔

مگر الہام کا دل ابھی بھی پتھر کی طرح کسی کو پوری طرح قبول کرنے کے لیے تیار نہیں تھا۔۔۔

اسے اپنی ماں، عائمہ بیگم، کے اس بھیانک دھوکے کا احساس ہر لمحہ تڑپا رہا تھا۔۔۔

اس نے تو ساری زندگی اپنی ماں کے ایک ایک لفظ کو سچ مانا تھا۔۔۔

اسی کو اپنا مسیحا سمجھا تھا۔۔۔ مگر اسی ماں نے اس کے ساتھ ایک ایسی سازش کی تھی جو اس کی پوری ہستی کو جھنجھوڑ کر رکھ گئی تھی۔۔۔

وہ کمرے کے چاروں طرف دیکھتی، تو اسے ایسا لگتا جیسے سب کی ہمدردی، سب کی محبت محض ایک اور ڈرامہ ہے۔۔۔۔

اس نے ایک بار بھی اسپتال جا کر عبداللہ صاحب کا حال نہیں پوچھا تھا۔۔۔۔

اس کی ضد، اس کی انا اور اس کا گہرا صدمہ اسے ان کے قریب جانے سے روکتا رہا تھا۔۔۔

دوسری طرف، دارم ہاشمی ہسپتال کے واقعے کے اگلے ہی دن کسی اہم کام سے شہر سے باہر چلا گیا تھا۔۔

اس کی عدم موجودگی الہام کے لیے کسی نعمت سے کم نہیں تھی۔۔۔

وہ اب گھر میں زیادہ ریلیکس تھی۔۔ اپنی من مانی کر رہی تھی اور کسی کو خاطر میں نہیں لاتی تھی۔۔۔

وہ ثمن بیگم کو بھی اپنی ماں کے دھوکے کا شکار سمجھ کر ان سے ایک فاصلہ رکھے ہوئے تھی۔۔۔

ان کے ساتھ اس کا رویہ سرد اور روکھا ہوتا تھا۔۔

باقی کزنز ہانیہ اور حفصہ کے ساتھ اس کی کچھ ہلکی پھلکی دوستی ضرور ہوگئی تھی۔۔۔

مگر وہ ابھی تک کسی کو معاف کرنے کے موڈ میں نہیں تھی۔۔۔

وہ زیادہ تر وقت اپنے کمرے میں ہی بند رہتی، کھڑکی سے باہر آسمان کو تکتی، اور اپنی ماں کے جھوٹ اور اپنی گزشتہ زندگی کے فریب کو سوچتی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

عبداللہ صاحب نے گھر کے سبھی بڑوں کو اپنے کمرے میں بلایا تھا۔۔۔وہ ان سب سے کوئی ضروری بات کرنا چاہتے تھے۔۔۔

کوئی بھی نہیں جانتا تھا کہ وہ کیا بات کرنے والے ہیں۔۔۔ مگر ان کے چہرے کی بے انتہا سنجیدگی دیکھ وہ تھوڑے پریشان بھی ہوئے تھے۔۔۔

"آپ سب میرے اس طرح بلانے پر حیران ہونگے۔۔ مگر میرا دل بہت مضطرب ہے۔۔۔میری بیٹی اب اس گھر میں آچکی ہے۔۔

لیکن پھر بھی ایک دھڑکا لگا رہتا ہے۔۔۔ کہ کہیں پھر سے وہ مجھ سے دور نہ چلی جائے۔۔"

عبداللہ صاحب جو بیڈ پر تکیوں کے سہارے نیم دراز تھے۔۔۔ نے ایک گہری سانس لی اور شہاب صاحب کی طرف دیکھ کر بولے تھے۔۔۔۔

"بھائی صاحب آپ نے ہمیشہ میرے ہر معاملے میں میرا ساتھ دیا ہے۔۔۔ آج میں آپ سے ایک بہت بڑی بات کرنے جا رہا ہوں۔۔۔۔

عائمہ کی چالوں کو میں اب بہت قریب سے سمجھتا ہوں۔۔۔۔وہ اتنی معصوم یا سادہ تو بالکل نہیں کہ اتنی آسانی سے الہام کو ہمارے پاس بھیج دے۔۔۔۔

یقینی طور پر اس نے یہ کسی گہری سازش کے تحت کیا ہے۔۔۔میری بیٹی بہت معصوم ہے اور میں نہیں چاہوں گا کہ وہ اس عورت کی کسی بھی نئی سازش کا شکار ہو۔۔۔۔"

انہوں نے رک کر سب کی طرف دیکھا تھا۔۔

سب بہت غور سے ان کی بات سن رہے تھے۔۔۔

"اب تک میری اور عائمہ کی باہمی نفرت اور غلطیوں کی وجہ سے الہام نے بہت کچھ برداشت کیا ہے۔۔۔

اس کی زندگی کا ہر لمحہ محرومیوں کی نظر ہو گیا ہے۔۔

میں جانتا ہوں کہ میں اس کا مجرم ہوں۔۔ مگر اب میں اس کے لیے کچھ کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ عائمہ اس وقت جیل کے سلاخوں کے پیچھے ہے۔۔ مگر وہ جیل میں رہ کر بھی الہام کو اپنے مقصد کے لیے استعمال کر سکتی ہے۔۔۔"

عبداللہ صاحب کے چہرے پر پریشانی کی لکیریں گہری ہو گئی تھی۔۔۔

"میں الہام کو ایک ایسے مضبوط انسان کے ہاتھوں سونپنا چاہتا ہوں

جو میری بیٹی کی مکمل حفاظت کر سکے۔۔۔

جو اسے ہر شے سے محفوظ رکھ سکے۔۔۔ اور وہ انسان مجھے دارم کے

علاوہ کوئی اور نظر نہیں آیا۔۔۔"

کمرے میں جیسے ایک دم گھمبیر سناٹا چھا گیا تھا۔۔۔

سبھی ایک دوسرے کو دیکھنے لگے تھے۔۔۔

حمیرا بیگم جو دارم کی ماں تھیں۔۔۔ ان کے چہرے پر ایک عجیب سا

تاثر ابھرا تھا۔۔۔

وہ جانتی تھیں کہ دارم کا رویہ الہام کے لیے کتنا سخت اور نفرت سے بھرا تھا۔۔۔

وہ خاموش رہیں، مگر ان کی آنکھوں میں ایک خدشہ واضح تھا۔۔۔

عبداللہ صاحب نے اپنا سر جھکا لیا اور بوجھل آواز میں مزید کہا تھا۔۔

"میری بیٹی کے کردار اور اس کی ذات پر اس وقت ہمارے رشتہ داروں اور معاشرے کے لوگ بہت سوال اٹھا رہے ہیں۔۔۔

وہ باتیں بنا رہے ہیں۔۔۔ الہام کے ماضی کو اچھال رہے ہیں۔۔۔

آپ لوگوں کے لیے یہ فیصلہ بہت مشکل ہو گا۔۔۔ میں جانتا

ہوں۔۔۔ دارم اس خاندان کا سب سے قابل، سمجھدار اور ذہین

لڑکا ہے۔۔۔۔

آپ لوگوں نے اس کی شادی کے حوالے سے بہت سارے خواب

دیکھ رکھے ہوں گے۔۔۔

اس کے اپنے پلانز ہوں گے۔۔۔۔ آپ لوگ جو بھی فیصلہ کریں

گے۔۔۔ مجھے منظور ہو گا۔۔۔۔

مگر میں بس اپنی بیٹی کے لیے ایک بہترین مستقبل چاہتا ہوں۔۔۔۔

میں نے ماضی میں اسے صرف تکلیف دی ہے۔۔۔ اب اس کے

مستقبل کو محفوظ اور خوشیوں بھرا بنانا چاہتا ہوں۔۔۔"

کمرے میں بیٹھے سبھی افراد ساکت تھے۔۔۔

حمیرا بیگم کو یہ سب بہت جلد بازی لگ رہا تھا۔۔۔

انہیں اپنے بیٹے کا غصہ اور الہام کے لیے اس کی ناپسندیدگی اچھی طرح یاد تھی۔۔۔۔

جاتے ہوئے وہ انہیں بول کر گیا تھا کہ اس لڑکی پر نظر رکھیں۔۔وہ اس پر بالکل بھی بھروسہ نہیں کرتا۔۔

اس کی ناپسندیدگی واضح نظر آرہی تھی۔۔

انہیں لگا کہ شہاب صاحب شاید وقت مانگیں گے یا اس معاملے کو ٹالنے کی کوشش کریں گے۔۔۔

کیونکہ وہ بھی دارم کا الہام کے ساتھ رویہ دیکھ چکے تھے۔۔۔

مگر شہاب صاحب نے خاموشی کو توڑتے ہوئے ایک ایسی بات کہی جس کی امید کسی کو نہیں تھی۔۔۔۔

"عبداللہ اس بات کے لیے اتنی تمہید باندھنے اور وضاحتیں دینے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔۔۔ ہم ہمیشہ سے ایک رہے ہیں۔۔ ایسی باتیں کر کے مجھے پرایا کیوں کر رہے ہو؟"

انہوں نے ایک گہری سانس لی اور پر وقار انداز میں بولے تھے۔۔۔

انہوں نے رکے بغیر اپنی بات جاری رکھی تھی۔۔۔

"اور رہی بات ہماری بیٹی الہام کی۔۔۔سچ کہوں تو۔۔میں نے جس دن پہلی بار اسے ہسپتال میں دیکھا تھا۔۔میں اسی لمحے یہ فیصلہ کر چکا تھا کہ الہام کو اب ہم دوبارہ کہیں دور نہیں جانے دیں گے۔۔۔

میں اسی وقت دارم اور الہام کی شادی کا ذہن بنا چکا تھا۔۔۔

رہا سوال لوگوں کی بکواس کا۔۔۔ تو وہ تو کرتے رہیں گے۔۔۔ لیکن

جب دارم کا نام الہام کے ساتھ جڑے گا۔۔۔

تو یہ زبانیں خود بخود بند ہو جائیں گی۔۔۔

الہام اتنے دنوں سے ہمارے ساتھ ہے۔۔۔ وہ بہت سلجھی،

سمجھدار اور باکردار لڑکی ہے۔۔

میرے لیے اسے اپنے گھر کی بہو بنانا خوشی کی بات ہو گی۔۔ نہ کہ

کوئی بوجھ۔۔۔"

شہاب صاحب کی باتوں سے عبداللہ صاحب کے چہرے پر ایک

اطمینان کی لہر دوڑ گئی تھی۔۔۔

مگر حمیرا بیگم کو یہ فیصلہ ابھی بھی عجلت میں کیا گیا لگ رہا تھا۔۔۔

"آپا کیا آپ کو اس رشتے سے کوئی اعتراض ہے؟ سب کی نظریں آپ پر ہیں۔۔۔"

ثمن بیگم نے حمیرا بیگم کی طرف دیکھا اور دھیمی آواز میں پوچھا تھا۔۔

"مجھے اس رشتے سے کوئی اعتراض نہیں ہے۔۔۔ الہام واقعی بہت پیاری بچی ہے۔۔۔ وہ ابھی ناراض ہے۔۔۔ جو وقت کے ساتھ ٹھیک ہو جائے گی۔۔۔

میں بس یہ چاہتی ہوں کہ دونوں بچوں کی رائے لے لی جائے۔۔۔

ان کی مرضی اور خوشی سے ہی یہ فیصلہ ہونا چاہیے۔۔۔"

حمیرا بیگم نے تھوڑا سوچتے ہوئے۔۔۔نپے تلے الفاظ میں کہا تھا۔۔

شہاب صاحب اور عبداللہ صاحب دونوں ہی اس بات پر متفق ہو گئے تھے۔۔۔

طے یہ پایا کہ ثمن بیگم چونکہ وہ الہام کے ساتھ کچھ وقت گزار چکی تھیں۔۔۔وہ الہام سے بات کریں گی۔۔۔جبکہ دارم سے بات کرنے کا ذمہ شہاب صاحب نے خود لے لیا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

کافی ہمت مجتمع کرتے ثمن بیگم الہام کے کمرے میں گئ تھیں۔۔۔

الہام کھڑکی کے پاس بیٹھی اپنی خیالی دنیا میں کھوئی ہوئی تھی۔۔۔۔

ثمن بیگم کے قدموں کی چاپ سن کر وہ چونکی اور اپنی نظریں ہٹالی تھیں۔۔۔

اس نے انہیں مخاطب کرنے کی زحمت نہیں کی تھی۔۔

ثمن بیگم نے مسکرا کر اسے دیکھا اور اس کے قریب صوفے پر بیٹھ گئ تھیں۔۔۔

"الہام۔۔"

ثمن بیگم کی آواز میں ایک مٹھاس تھی۔۔۔

"تم سے ایک اہم بات کرنی تھی۔۔۔"

الہام نے صرف ایک بار ان کی طرف دیکھا اور پھر نظریں چرا لی

تھیں۔۔۔

اسے یہی لگتا تھا کہ اگر اس کے ماما بابا الگ نہ ہوئے ہوتے تو اس

وقت اس عورت کی جگہ اس کی ماں ہوتی۔۔

اور وہ ایک مکمل خوشگوار فیملی کی طرح اپنی ماں اور باپ کے سائے

میں خوشیوں بھری زندگی گزار رہی ہوتی۔۔

اس گھر میں آکر۔۔۔

ان سب کے مکمل اور خوشگوار رشتوں کو دیکھ کر اس کی محرومیوں

میں مزید اضافہ ہو گیا تھا۔۔

باقی سب کزنز کتنے نارمل تھے۔۔۔ اپنی ماں سے لاڈ اٹھواتے

تھے۔۔ باپ کے تحفظ اور شفقت میں بے فکری سے زندگی گزار

رہے تھے۔۔

ان کے پاس سارے رشتے تھے۔۔۔

بہن بھائیوں کی محبت۔۔۔ اور پیار بھری لڑائیاں۔۔

سب کچھ بہت خوبصورت اور مکمل تھا۔۔ مگر اس کے پاس ان میں سے کچھ بھی نہیں تھا۔۔

"جی فرمائیں۔۔۔"

ثمن بیگم کی بات کے جواب میں وہ سرد لہجے میں بولی تھی۔۔

بات شروع کرنے سے پہلے ثمن بیگم نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا تھا۔۔۔

الہام نے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا تھا۔۔۔ اس کے چہرے پر خفگی کا تاثر تھا۔۔۔ اسے اس عورت سے تو کوئی ہمدردی نہیں چاہیے تھی۔۔

مگر ثمن بیگم نے صبر کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیا تھا۔۔

"بیٹا میں جانتی ہوں کہ تم ہم سے خفا ہو۔۔۔

ہمارے خاندان نے تمہارے ساتھ جو زیادتیاں کی ہیں۔۔ ہم اس کا ازالہ کرنا چاہتے ہیں۔۔۔ اسی لیے تمہارے بابا اور شہاب انکل نے ایک فیصلہ کیا ہے۔۔۔

وہ تمہیں ہمیشہ کے لیے اپنے پاس رکھنا چاہتے ہیں۔۔ وہ تمہارا رشتہ دارم کے ساتھ جوڑنا چاہتے ہیں۔۔۔

دارم اس گھر کا سب سے سلجھا ہوا اور سمجھدار لڑکا ہے۔۔۔ اپنے تمام رشتوں کو اچھے سے سنبھال کر چلتا ہے۔۔۔ تھوڑا سخت مزاج ہے۔۔

مگر اس جیسی محبت کرنا بھی کسی کو نہیں آتا۔۔۔ جب محبت کرتا ہے تو اپنا سب کچھ قربان کر دیتا ہے۔۔۔ تم اس کے ساتھ بہت زیادہ خوش رہو گی۔۔۔ ہم سب کو اس بات پر پورا یقین ہے۔۔۔"

وہ اپنے ہی رو میں بولے جا رہی تھیں۔۔۔ اور الہام کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں۔۔۔

"کیا؟ دارم ہاشمی کے ساتھ؟"

وہ کافی دیر بعد بولنے کے قابل ہوئی تھی۔۔۔

اس کی آواز میں ایک خوف اور ناگواری تھی۔۔۔

"ہاں۔۔۔"

ثمن بیگم نے نرمی سے کہا تھا۔۔۔

"وہ تمہیں اس گھر کی بہو بنانا چاہتے ہیں تاکہ تم ہمیشہ ہمارے ساتھ محفوظ رہو۔۔۔ لیکن سب فیصلوں سے پہلے تمہاری مرضی جاننا ضروری ہے۔۔"

وہ بالکل سگی ماں کی طرح محبت اور شفقت سے اس سے بات کر رہی تھیں۔۔

شاید ایسی محبت تو کبھی اس کی سگی ماں نے بھی نہیں دکھائی تھی اس کے ساتھ۔۔۔

الہام کے ذہن میں دارم کا وہ غصیلہ چہرہ گھوم گیا تھا۔۔۔

وہ شخص جس نے بنا کسی قصور کے اسے جیل میں ڈالا تھا۔۔۔

وہ شخص جو ہر وقت اسے دھمکیاں دیتا تھا۔۔ جس کی آنکھوں میں اس کے لیے صرف نفرت تھی۔۔

اس سے شادی؟ یہ تو اسے ایک نئی اور ابدی جیل میں قید ہونے جیسا لگ رہا تھا۔۔۔

"میں۔۔۔"

الہام کے لب تھرتھرا رہے تھے۔۔۔۔

ثمن بیگم خاموشی سے اس کی گھبراہٹ دیکھ رہی تھیں۔۔۔

اس کا دودھیا حسین چہرا بالکل تپ اٹھا تھا۔۔

"میری جان آپ پر کوئی زور زبردستی نہیں ہو گی۔۔۔ آپ آرام سے اس حوالے سے فیصلہ کر کے مجھے بتا دینا۔۔"

انہوں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے نرمی سے کہا تھا۔۔

اس کی خاموشی پر وہ اٹھ گئی تھیں وہاں سے۔۔۔

جو ابھی تک شاک میں تھی۔۔۔یہ فیصلہ کیونکر کیا گیا تھا۔۔

کیا سوچ کر۔۔۔

دوسری جانب شہاب صاحب نے دارم کو ویڈیو کال پر لیا تھا۔۔۔

وہ اس سے آرام سے اور تفصیل سے بات کرنا چاہتے تھے۔۔۔

اسے اس رشتے کے لیے منانا چاہتے تھے۔۔۔

دارم جو اپنے کام میں مصروف تھا۔۔۔باپ کی کال دیکھ کر فوراً

متوجہ ہو گیا تھا۔۔۔

"جی بابا۔۔۔"

شہاب صاحب نے بنا کسی تمہید کے سیدھی بات شروع کی تھی۔۔۔

"دارم تمہیں معلوم ہے کہ الہام اب ہماری ذمہ داری ہے۔۔۔

اس کی حفاظت اور اس کے مستقبل کو محفوظ بنانے کے لیے، میں

اور عبداللہ یہ فیصلہ کر چکے ہیں کہ تمہاری اور الہام کی شادی کر دی

جائے۔۔۔

عبداللہ کو اپنی بیٹی کے لیے تم سے بہترین انسان کوئی نہیں لگا۔۔۔"

دارم کی گرفت فون پر سخت ہو گئی تھی۔۔۔

اس کے چہرے کے تاثرات ایک لمحے کے لیے جم گئے تھے۔۔۔۔

اسے لگا جیسے اس کے باپ نے کوئی مذاق کیا ہو۔۔۔

"کیا؟ بابا،ل آپ کو معلوم بھی ہے آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ وہ لڑکی۔۔ میری بیوی۔۔۔"

دارم کی آواز میں ایک تیکھا پن تھا۔۔۔۔

"آپ کو اندازہ نہیں ہے کہ وہ کیسی ہے۔۔۔میں اس کے ساتھ شادی کا سوچ بھی نہیں سکتا۔۔۔"

انتہائی سرد اور مغرور انداز تھا۔۔الہام کے لیے ناگواریت لیے ہوئے۔۔۔

شہاب صاحب کی آواز میں اب سختی آگئی تھی۔"دارم یہ میرا فیصلہ ہے۔۔۔مجھے معلوم ہے وہ کیسی ہے۔۔۔اس کا ماضی کیا ہے۔۔۔وہ تمہارے چچا کی بیٹی ہے۔۔اور تم اس خاندان کے سب سے ذمہ دار فرد ہو۔۔میں نہیں چاہتا کہ وہ کسی اور کے ہاتھ میں جائے۔۔۔

مجھے اس رشتے میں کوئی عیب دکھائی نہیں دیا۔۔اچھی بچی ہے۔۔۔

خوش رہو گے تم دونوں ایک ساتھ۔۔

اور یہ کوئی تجویز نہیں ہے دارم۔۔۔یہ میرا حکم ہے۔۔۔

اگر تم انکار کرو گے۔۔۔تو بھی وہ اسی گھر میں رہے گی۔۔

اور بھی بچے ہیں۔۔۔اور مجھے نہیں لگتا کوئی انکار کرے۔۔۔اس

کے باوجود عبداللہ اور میری پہلی چوائس تم ہی ہو۔۔۔"

وہ دوٹوک لہجے میں بولے تھے۔۔۔وہ اپنی مرضی کا مالک تھا۔۔۔

اس لیے اسے منانے کے لیے انہوں نے اپنے لہجے کو تھوڑا سخت

رکھا تھا۔۔

دارم کے اندر ایک طوفان مچ گیا تھا۔۔

وہ اسے ایک بد کردار، شاطر اور ڈرامے باز لڑکی سمجھتا تھا۔۔

اس سے شادی کرنا اس کے اصولوں کے خلاف تھا۔۔۔

لیکن اپنے باپ کی آواز میں موجود تیکھے پن نے اسے چپ کروادیا تھا۔۔

وہ جانتا تھا کہ شہاب صاحب جب کوئی فیصلہ کرلیں۔۔ تو اسے بدلنا ناممکن ہے۔۔۔

"بابا مجھے سوچنے کا وقت چاہیے۔۔۔"

دارم نے دبی آواز میں کہا اور کال کاٹ دی تھی۔۔۔

فون رکھتے ہی اس نے اپنی میز پر پڑے گلاس کو دیوار پر دے مارا تھا۔۔۔

اس کے ذہن میں الہام کا معصوم چہرہ، اس کے آنسو، اور اس کی وہ اداکاری گھوم رہی تھی۔۔۔۔

اسے لگا جیسے کسی پھندے کو اس کی گلے میں باندھا جا رہا ہے۔۔۔وہ اپنی زندگی کا مالک خود تھا۔۔۔

مگر آج پہلی بار اسے اپنی مرضی کسی کی نظر ہوتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔

گھر کے ماحول میں ایک تناؤ چھا گیا تھا۔۔۔

الہام اپنے کمرے میں اکیلی بیٹھی اپنی تقدیر پر رو رہی تھی۔۔۔

اور دارم اپنے دفتر میں اپنی بے بسی پر غصے سے جل رہا تھا۔۔۔

عبداللہ صاحب اور شہاب صاحب کے درمیان ایک پختہ عزم تھا کہ وہ اس خاندان کے دو ٹوٹے ہوئے حصوں کو جوڑ کر رہیں گے۔۔۔

مگر کیا یہ جوڑ۔۔ دو نفرتوں سے بھرے دلوں کے درمیان ممکن تھا؟

الہام نے سوچا کہ کیا یہ اس کی سزا ہے ؟

اس کے لیے تو یہ ایک ایسی دلدل تھی جس سے نکلنا اب ناممکن دکھائی دے رہا تھا۔۔۔

یہ کہانی صرف رشتوں کے جوڑ کی نہیں، بلکہ دو مختلف دنیاؤں کے ٹکراؤ کی تھی۔۔۔ جس کا انجام ابھی تک کسی کو معلوم نہیں تھا۔

کمرے کے باہر شہاب صاحب عبداللہ کے کمرے میں موجود تھے

"عبداللہ میں نے دارم سے بات کر لی ہے۔۔۔ وہ تھوڑا حیران ہے۔۔۔ مگر وہ میرا انکار نہیں کرے گا۔۔۔"

عبداللہ صاحب کے پوچھنے پر شہاب صاحب نے بتایا تھا۔ نن

"بھائی اگر یہ شادی ہو گئی تو مجھے سکون ہو جائے گا کہ میری بیٹی کے پاس ایک ایسا سہارا ہے جو اسے دنیا کی ہر برائی سے بچا سکتا ہے۔۔۔"

عبداللہ صاحب نے اطمینان کا سانس لیا تھا۔۔

وہ دونوں اپنے اس فیصلے پر خوش تھے۔۔۔ عبداللہ صاحب بہت عرصے بعد ایسے کھل کے مسکرائے تھے۔۔۔

مگر ان دونوں کو یہ احساس نہ تھا کہ انہوں نے جس تحفظ کے لیے یہ بندھن جوڑا ہے۔۔۔

وہ ان سب کے لیے آنے والون وقت میں آزمائش کا باعث بھی بن سکتا تھا۔۔۔

الہام کی نفرت جو اس کے باپ کے لیے تھی۔۔۔اب دارم کے لیے بڑھنے والی تھی۔۔۔

اور دارم کا غصہ، جو الہام کے لیے تھا، اب انتقام کی شکل اختیار کرنے والا تھا۔۔۔

خاندان کے باقی سب افراد اس خبر سے ہکا بکا تھے۔۔۔ کسی نے نہیں سوچا تھا کہ الہام کی یہاں آمد اتنی جلدی ایک رشتے میں تبدیل ہو جائے گی۔۔۔

ثمن بیگم کے دل میں ایک نرم گوشہ تھا۔

وہ چاہتی تھی کہ الہام کو اس گھر میں خوشیاں ملیں۔۔۔

حمیرا بیگم ایک ماں ہونے کے ناطے اپنے بیٹے کی خوشی کے لیے فکرمند تھیں۔۔۔ مگر انہیں شہاب صاحب کے فیصلے پر بھروسہ تھا۔

ہاشمی ولا میں اس رشتے کی دھمک آہستہ آہستہ پھیل رہی تھی۔۔۔

کچھ اسے ایک اچھا فیصلہ سمجھ رہے تھے۔۔۔ کچھ اسے زبردستی کا بندھن قرار دے رہے تھے۔۔۔

مگر الہام اور دارم جو اس فیصلے کے مرکز میں تھے۔۔

وہ دونوں ہی اس آگ میں جل رہے تھے۔۔۔۔

الہام اپنے کمرے میں بستر پر لیٹی چھت کو گھور رہی تھی۔۔۔۔

اس کے ذہن میں بار بار ثمن بیگم کے الفاظ گونج رہے تھے۔۔۔۔

"دارم کے ساتھ شادی۔۔۔۔"

یہ خیال ہی اسے پاگل کر رہا تھا۔۔۔

وہ سوچ رہی تھی کہ کیا اس کی زندگی میں اب کبھی سکون نہیں آئے گا؟

پہلے باپ کے نام پر دھوکہ، پھر ماں کی سازش، اور اب یہ زبردستی کا رشتہ۔۔۔۔

اس نے اٹھ کر اپنے پاس موجود ڈائری کھولی تھی۔۔۔

جس میں وہ اپنی ماں کے ساتھ گزاری ہوئی تلخ یادیں لکھتی تھی۔۔۔۔

اس نے قلم اٹھایا اور کانپتے ہاتھ سے لکھا تھا۔۔۔

"زندگی نے مجھے اس موڑ پر لا کھڑا کیا ہے جہاں سے واپسی کا کوئی راستہ نہیں۔۔۔۔

انہوں نے مجھے حفاظت کے نام پر ایک ایسے شخص کے حوالے کرنے کا فیصلہ کیا ہے جو میری روح تک کو نوچنے کی طاقت رکھتا ہے۔۔۔ کیا یہی میرا نصیب ہے؟"

اس نے ڈائری بند کر دی اور اپنے آنسو پونچھے تھے۔۔۔

وہ جانتی تھی کہ اب اسے خود کو مضبوط کرنا ہو گا۔۔۔ چاہے وہ کتنی ہی مجبور کیوں نہ ہو۔۔ وہ اب کسی کے سامنے ٹوٹ کر نہیں بکھرے گی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

ثمن بیگم ابھی کچھ دیر پہلے اس کے کمرے میں آئی تھیں۔۔۔

اس کا فیصلہ جاننے اور یہ بھی بتایا تھا کہ دارم نے اس رشتے کے لیے رضامندی دے دی ہے۔۔۔

اس شخص کا یہ دوغلا پن اور منافقت الہام کو بہت زیادہ غصہ دلا رہی تھی۔۔وہ خود کو کیا سمجھ رہا تھا۔۔۔

وہ جانتی تھی اس کا ماضی ان سب کی نگاہوں میں اچھا نہیں تھا۔۔۔
اور وہ شخص سے قبول کر کے سب کے سامنے مہان بننا چاہتا تھا۔۔

وہ اس سے اتنی شدید نفرت کرتا تھا۔۔۔لیکن اب اتنی آسانی سے اس رشتے کے لیے مان گیا تھا۔۔۔

اسے اس وقت اپنے باپ سے اور دارم ہاشمی دونوں لوگوں شدید

ترین نفرت محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

پوری زندگی اور کی خبر تک نہیں لی تھی۔۔۔اب اچانک باپ بن کر

اس پر اتنا بڑا فیصلہ صادر کر رہے تھے۔۔۔

یہ سب سوچتے الہام کا پورا وجود غصے، اشتعال اور بے بسی سے تھر

تھر کانپنے لگا تھا۔۔۔

اس کے ذہن میں ثمن بیگم کی کہی ہوئی باتیں بار بار گونج رہی

تھیں۔۔۔۔

شادی؟ وہ بھی اس انسان سے جس کی آنکھوں میں اس کے لیے صرف سفاکی اور نفرت تھی۔۔

اور یہ فیصلہ کر کون رہا تھا؟ وہ شخص جو بیماری کا بہانا بنا کر بیڈ پر لیٹا ہوا تھا۔۔ اور چاہتا تھا وہ اسے معاف کر دے۔۔۔

"جس انسان نے پوری زندگی مجھے پوچھا تک نہیں۔۔۔ جو میری وجود سے ہی بے خبر رہا۔۔۔ جس نے مجھے ناجائز اولاد کہہ کر ٹھکرا دیا۔۔ وہ ہوتا کون ہے میری زندگی کے اتنے بڑے فیصلے کرنے والا؟"

الہام کا دماغ غصے سے پھٹنے لگا تھا۔۔۔اس نے اپنی مٹھیاں شدت سے بھینچ لی تھیں۔۔۔۔

اس کا خون کھولنے لگا تھا۔۔۔

اب تک جو خوف اور گھبراہٹ اس کے وجود پر حاوی تھی۔۔۔۔

وہ ایک دم شدید غصے اور بغاوت میں تبدیل ہو گئی تھی۔۔۔اس نے طے کر لیا کہ وہ خاموش نہیں رہے گی۔۔۔وہ کسی کی کٹھ پتلی نہیں بنے گی۔۔۔

وہ اس رشتوں کا ڈرامہ رچانے والے شخص کو منہ پر جا کر انکار کرے گی۔۔۔

الہام نے اپنے کمرے کا دروازہ جھٹکے سے کھولا اور تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی عبداللہ ہاشمی کے بیڈروم کی طرف بڑھی تھی۔۔۔

اس کا دل دھک دھک کر رہا تھا۔۔۔

مگر اس وقت غصے کا طوفان اس کے دل کے خوف پر غالب آچکا تھا۔۔۔

عبداللہ صاحب کے کمرے کے باہر پہنچ کر اس نے کسی آداب یا اجازت کی پرواہ نہ کی تھی۔۔۔

اس نے بند دروازے کو انتہائی غصے سے اور دھڑام کی آواز کے ساتھ کھولا اور اندر داخل ہوگئی تھی۔۔۔

عبداللہ صاحب اپنے بیڈ پر تکیوں کے سہارے نیم دراز تھے اور کچھ کاغذات دیکھ رہے تھے۔۔۔۔

الہام کے اس طرح اچانک اور طوفانی انداز میں اندر آنے پر وہ چونکے اور انہوں نے حیرت اور نرمی سے اپنی بیٹی کی طرف دیکھا تھا۔۔۔

"الہام بیٹا؟؟؟"

عبداللہ صاحب کے لبوں سے بے ساختہ نکلا تھا۔۔۔

وہ پہلی بار اس طرح ان کے کمرے میں آئی تھی۔۔۔جو اتنے دنوں سے ان کے سامنے نہ جا کر ان کو تڑپا رہی تھی۔۔۔

ان کی آنکھوں میں اس وقت صرف اور صرف محبت اور شفقت تھی اپنی بیٹی کے لیے۔۔۔

مگر الہام ان کی اس شفقت کو کسی خاطر میں نہ لائی تھی۔۔۔

وہ تیز قدموں سے ان کے بیڈ کے بالکل قریب جا کر کھڑی ہو گئ اور اس کے چہرے پر اتنی سختی اور نفرت تھی کہ عبداللہ صاحب کے کچھ بولنے کے لیے کھلتے لب آپس میں پیوست ہو گئے تھے۔۔

"آپ ہوتے کون ہیں میری زندگی کے فیصلے کرنے والے ؟" الہام کی آواز کمرے میں گونجی تھی۔۔۔

"جس حیثیت سے خود کو میرا باپ کہہ رہے ہیں۔۔۔

کیسے انسان ہیں آپ۔۔۔؟؟؟

ایک بار۔۔۔ صرف ایک بار بھی آپ نے یہ جاننے کی کوشش کی کہ آپ کی اولاد زندہ بھی ہے یا نہیں؟

اس کے ساتھ کیا بیت رہی ہے؟

وہ کس کے رحم و کرم پر ہے؟ کن ظالم اور شاطر لوگوں کے بیچ، کیسی اذیت ناک زندگی گزار رہی ہے؟ آپ نے ایک بار بھی پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا۔۔ اب بھی اگر ماما آپ سے رابطہ نہ کرتیں۔۔ تو آپ کو تب تک میری کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔۔۔ آپ اپنے اس محل میں چین کی نیند سو رہے ہوتے۔۔

اس بات سے بے خبر کے آپ کی بیٹی نے کتنی غیر محفوظ اور ترسی ہوئی زندگی گزاری ہے۔۔۔"

وہ ایک ہی سانس میں۔۔۔بغیر رکے بولتی چلی گئی تھی۔۔۔اس کی آواز میں سالوں کا غبار، درد اور غصہ شعلوں کی طرح نکل رہا تھا۔۔۔

عبداللہ صاحب کا چہرہ لمحہ بہ لمحہ زرد پڑتا جا رہا تھا۔۔۔

مگر الہام کا غصہ تھمنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔۔۔اس میں نہ جانے اتنی ہمت کہاں سے آگئی تھی۔۔۔

لیکن اس وقت وہ خود پر سے تمام کنٹرول کھو چکی تھی۔۔۔

"جب میں آپ کو اپنا باپ ہی نہیں مانتی۔۔۔جب میں نے دل سے آپ کو کبھی اس مقام پر رکھا ہی نہیں۔۔۔میرے نزدیک آپ کی کوئی حیثیت ہے ہی نہیں۔۔تو میں آپ کا کیا ہوا فیصلہ کیوں مانوں؟"

الہام نے اپنی انگلی اٹھا کر عبداللہ صاحب کی طرف اشارہ کیا تھا۔۔۔

اس کے آنسو غصے کی شدت سے گالوں پر بہنے لگے تھے۔۔۔

"نہیں کروں گی میں شادی اس انسان سے۔۔۔بالکل آپ کے جیسی سوچ کا مالک ہے وہ۔۔۔

وہی تنگ نظر، وہی غرور، وہی ظالم اور وہی دقیانوسی انسان۔۔۔ اگر اس کے بعد مجھے کسی نے بھی اس حوالے سے مجبور کرنے کی کوشش کی۔۔۔

تو میں ابھی کے ابھی یہ گھر چھوڑ کر چلی جاؤں گی۔۔۔ میں سڑک پر سو لوں گی لیکن آپ لوگوں کی اس نام نہاد ہمدردی اور فیصلوں کی قربانی نہیں بنوں گی۔۔۔"

اس نے اپنی بات ایک ہی سانس میں، شدتِ جذبات سے مغلوب ہو کر کہی اور ہانپنے لگی تھی۔۔۔

وہ نہیں جانتی تھی کہ دارم ہاشمی کے خوف کے سائے سے نکل کر اپنے باپ کے سامنے اس طرح للکارنے کی طاقت اس میں کہاں سے آئی تھی۔۔۔

مگر اپنے اندر برسوں سے دبا ہوا لاوا اس نے ایک ہی پل میں اگل دیا تھا۔۔۔

عبداللہ صاحب الہام کی یہ تند و تیز باتیں اور اس کی آنکھوں میں اپنے لیے بے پناہ نفرت دیکھ کر بالکل خاموش اور ششدر رہ گئے تھے۔۔۔

ان کے چہرے پر ایک اذیت ناک، تکلیف دہ اور ٹوٹے ہوئے انسان کی چھاپ ابھر آئی تھی۔۔۔

ان کی آنکھیں پانی سے بھر گئی تھیں۔۔۔

وہ کچھ کہنا چاہتے تھے۔۔ مگر ان کے الفاظ حلق میں ہی گھٹ کر رہ گئے تھے۔۔۔۔

ان کی اپنی بیٹی۔۔ جس سے معافی کی طلبگار وہ اپنی زندگی سے لڑ رہے تھے۔۔ ان کے منہ پر نفرت کے تیر چلا رہی تھی۔۔۔

الہام نے اپنے دل کا سارا زہر ان کے سامنے انڈیل دیا تھا۔۔ اور وہ جھٹکے سے جانے کے لیے واپس مڑی تھی۔۔۔

مگر جیسے ہی وہ مڑ۔۔۔اس کے قدم وہیں کے وہیں منجمد ہو گئے تھے۔۔۔۔

اس کا پورا وجود برف کی طرح ٹھنڈا پڑ گیا تھا۔۔۔۔

اس کی آنکھیں پھیلی کی پھیلی رہ گئیں اور سانس جیسے سینے میں ہی اٹک گئی تھیں۔۔۔

کمرے کے ایک کونے میں رکھے سنگل صوفے پر۔۔۔ایک شخص سکون سے ٹانگ پر ٹانگ رکھے بیٹھا ہوا تھا۔۔۔

دارم ہاشمی۔۔

اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ پہلے سے کمرے میں ہی موجود تھا۔۔۔

الہام جب شدید غصے اور اشتعال میں اندھا دھند اندر داخل ہوئی تھی۔۔ تو اس نے صوفے کی طرف دھیان ہی نہیں دیا تھا۔۔

جہاں دارم اپنے لیپ ٹاپ اور کچھ فائلوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔۔۔

اور اس وقت۔۔۔ دارم ہاشمی الہام کی ایک ایک بات، اس کا ایک ایک جملہ، اور عبداللہ صاحب کے لیے بولے گئے زہر آلود الفاظ سن چکا تھا۔۔

دارم الہام کو جن انتہائی غضبناک، خونخوار اور قہر آلود نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

اس سے الہام کو ایسا لگا جیسے کمرے کی بھاری چھت سیدھی اس کے اوپر آ گری ہو۔۔۔۔

اس کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی تھی۔۔۔ الہام کو اس بات کی رتی برابر بھی خبر نہیں تھی کہ دارم کب شہر سے واپس لوٹا ہے اور کب گھر آیا ہے۔۔۔

دارم کی ان سفاک تاثرات اور سرخ ہوتی آنکھوں کو دیکھ کر الہام کی جان نکلنے لگی تھی۔۔۔

اس کا پورا غصہ، اس کی ساری ہمت، جو کچھ لمحے پہلے شیرنی کی طرح دھاڑ رہی تھی۔۔۔ایک دم ہرنی کی طرح سہم کر دم توڑ گئی تھی۔۔۔

دارم انتہائی سکون۔۔۔ مگر ایک ہولناک خاموشی کے ساتھ صوفے سے اٹھا تھا۔۔۔

اس کا قد آور۔۔۔رعب دار وجود الہام کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا تھا۔۔۔

اس کا چہرہ بالکل تاثرات سے عاری تھا۔۔۔

لیکن اس کی سیاہ آنکھوں میں ایک ایسا طوفان تھا جو الہام کو خاکستر کر دینے کے لیے کافی تھا۔۔۔

بیڈ پر لیٹے عبد اللہ صاحب کی موجودگی اور ان کے لحاظ کا پاس رکھتے ہوئے۔۔۔ دارم نے اپنے اندر کے ابلتے ہوئے آتش فشاں پر ضبط کا ایک بے رحم خول چڑھایا تھا۔۔۔

"مجھے لگتا ہے... آپ میری طرف سے کسی شدید غلط فہمی کا شکار ہیں الہام۔۔۔"

اس نے الہام سے انتہائی نرم اور مہذبانہ انداز میں بات کرنا شروع کی تھی۔۔۔ جو اس کی اصلیت کے بالکل برعکس تھا۔۔۔

"میں اتنا بھی برا، تنگ نظر یا دقیانوسی نہیں ہوں۔۔ جتنا آپ مجھے سمجھ رہی ہیں۔۔۔ اسپتال میں جو کچھ بھی میں نے کیا یا کہا۔۔ وہ سب میری ڈیوٹی اور اس وقت کے حالات کی نزاکت کا حصہ تھا۔۔۔ تاکہ بات مزید نہ بگڑے۔۔۔"

دارم کا لہجہ اس قدر شائستہ تھا کہ کوئی باہر کا بندہ سنتا تو اسے دنیا کا سب سے شریف اور رحم دل انسان سمجھتا۔۔۔

الہام اپنی ہرنی کی طرح سہمی اور پھیلی ہوئی آنکھوں سے بس خاموشی سے اس کی جانب تکتی کی تکتی رہ گئی تھی۔۔۔

کیونکہ اس شخص کا لہجہ، اس کے الفاظ اور اس کا چہرہ انتہائی مہذب تھا۔۔۔

مگر اسی چہرے کے پیچھے اس کی قہر آلود، خونخوار نگاہیں اور پہلو میں بھینچی ہوئی سخت مٹھیاں الہام کو ایک واضح پیغام دے رہی تھیں کہ وہ اس کی ایک ایک بات کا حساب لے گا۔۔۔

دارم نے ایک قدم مزید الہام کے قریب کیا۔۔

"میرے بارے میں آپ جو چاہے سوچ لیں۔۔ مجھے فرق نہیں پڑتا۔۔۔ مگر ابھی جو کچھ آپ نے چاچو کو کہا۔۔ اور جس انتہائی بدتمیزی اور بے ہودہ انداز میں بات کی۔۔۔

وہ اس گھر میں، اور میرے سامنے، ہرگز بھی قابلِ قبول نہیں ہے۔۔۔ آپ نے ان کی توہین کی ہے۔۔۔ اپنے اس رویے کی معافی مانگیں ان سے۔۔۔ ابھی۔۔۔"

اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر، ایک ایک لفظ چبا چبا کر، انتہائی دھیمی مگر وارننگ دیتی آواز میں کہا تھا۔۔۔

الہام کا دل چاہا کہ وہ اس شخص کے منہ پر انکار کر دے۔۔۔

اسے دل ہی دل میں خوب کوسا تھا۔۔

مگر وہ اس شخص سے حد درجے خوفزدہ تھی۔۔۔

وہ ہوٹل کے کمرے میں اور پھر ہاسپٹل میں اس کا ستم دیکھ چکی تھی۔۔

اس کے سر میں ابھی بھی ٹیسیں اٹھتی تھیں۔۔اس کی کلائی پر پڑنے والے داغ ابھی تک تازہ تھے۔۔۔

وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ اگر اس نے دارم ہاشمی کے اس حکم کی عدولی کی۔۔تو وہ اسے کسی صورت نہیں چھوڑے گا۔۔۔

اس کی ٹانگیں کانپنے لگی تھیں۔۔۔

وہ نہ چاہتے ہوئے بھی۔۔۔اپنے غرور کو مار کر واپس عبداللہ صاحب کی طرف مڑی تھی۔۔۔

"نہیں۔۔۔نہیں دارم۔۔۔اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔۔"

عبداللہ صاحب نے بیڈ سے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے فوراً مداخلت کی تھی۔۔۔

ان کی آواز میں درد اور ایک نادم باپ کی محبت کی آمیزش تھی۔۔۔

"میری بیٹی کا پورا حق ہے کہ وہ مجھ پر اپنا غصہ نکالے۔۔۔اس نے جو کچھ کہا۔۔بالکل سچ کہا ہے۔۔۔مجھے اس کی کسی بات کا بالکل بھی برا نہیں لگا دارم۔۔۔

بلکہ۔۔۔بلکہ مجھے تو اندر سے خوشی ہوئی ہے کہ اس نے کم از کم

مجھے اپنی زندگی میں اتنی جگہ تو دی کہ وہ مجھ سے اس طرح کھل کر

اپنی ناراضگی اور دکھ ظاہر کر سکے۔۔۔

اگر وہ چپ رہتی تو مجھے زیادہ تکلیف ہوتی۔۔۔اسے معافی مانگنے پر

مجبور مت کرو۔۔۔"

عبداللہ صاحب نے انتہائی شفقت اور آنسوؤں سے بھیگی آنکھوں

سے الہام کو دیکھتے ہوئے اسے معافی مانگنے سے صاف منع کر دیا

تھا۔۔۔

الہام نے گردن جھکالی تھی۔۔۔

عبد اللہ صاحب کے ان الفاظ اور ان کی صفائیوں کے باوجود۔۔۔

الہام کے دل کا پتھر نہ پگھلا تھا۔۔۔

وہ پھر بھی اسے اپنے ماضی کے مجرم اور برے ہی لگ رہے تھے۔۔۔۔ اسے لگ رہا تھا کہ یہ سب محض ہمدردی حاصل کرنے کا ڈرامہ ہے۔۔۔

جبکہ دارم جو عبد اللہ صاحب کی اس بے جا نرمی اور الہام کی اس قائم رہتی اکڑ کو دیکھ رہا تھا۔۔ اس کے چہرے پر ایک سرد مسکراہٹ ابھری تھی۔۔۔

"ناراضگی ظاہر کرنے میں۔۔۔اور بڑوں کی توہین کرنے میں بہت فرق ہوتا ہے۔۔۔چچا جان۔۔۔"

دارم نے عبداللہ صاحب کو مخاطب کیا۔۔۔مگر اس کا رخ الہام کی طرف ہی تھا۔۔۔

"آپ کی بیٹی کو دیکھ کر لگتا ہے کہ شاید ان لوگوں کے بیچ رہنے کا سلیقہ اور آداب نہیں سکھائے گئے۔۔جہاں سے یہ آئی ہیں۔۔۔ لیکن آپ بالکل فکر نہ کریں۔۔اب ہم انہیں سب آداب سکھا دیں گے۔۔۔"

دارم کی آواز بظاہر انتہائی نرم اور شائستہ تھی۔۔۔

مگر اس کے ایک ایک لفظ میں چھپا طنز، کاٹ اور زہر الہام کی روح تک کو زخمی کر گیا تھا۔۔۔

وہ سمجھ گئی کہ یہ شخص اس کی تذلیل کر رہا ہے۔۔۔

الہام نے مزید وہاں رکنا اپنی توہین سمجھا اور دارم کے ممکنہ ردِ عمل سے بچنے کے لیے۔۔۔۔

"آئی ایم سوری۔۔۔"

اس نے عبداللہ صاحب کی طرف دیکھے بغیر دھیمے اور رندھے ہوئے لہجے میں بس اتنا کہا تھا۔۔۔

اور اس سے پہلے کہ وہاں کوئی اور کچھ بولتا۔۔۔وہ تیزی سے پلٹی اور تقریباً بھاگتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئی تھی۔۔۔

دارم ہاشمی کی سرد، سفاک نگاہیں دور تک، راہداری میں غائب ہونے تک الہام کا پیچھا کرتی رہی تھیں۔۔۔اس کی مٹھیاں صوفے کے پاس اب بھی بے رحمی سے بھینچی ہوئی تھیں۔۔۔

الہام کے جاتے ہی کمرے میں پھر سے ایک بوجھل خاموشی چھا گئی تھی۔۔۔

عبداللہ صاحب الہام کے اس صاف انکار اور اس کی آنکھوں میں نظر آنے والی شدید نفرت پر حد درجے پریشان ہو گئے تھے۔۔۔

ان کا دل بیٹھنے لگا اور ان کی آنکھوں سے خود بخود آنسو بہہ کر ان کی داڑھی میں جذب ہونے لگے تھ۔۔

دارم جو اپنی جگہ واپس مڑا تھا۔۔۔ اپنے چاچو کو اس طرح نڈھال اور روتا دیکھ کر بے چین ہو گیا تھا۔۔۔

وہ الہام کے رویے پر تپ اٹھا تھا۔۔

لیکن چاچو کے سامنے خود کو سنبھالتے ہوئے ان کے قریب بیڈ پر بیٹھ گیا تھا۔۔۔

"چاچو جان۔۔۔ آپ کیوں اس قدر پریشان ہو رہے ہیں؟" دارم نے ان کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا تھا۔

"دارم۔۔۔میں اپنی باقی ماندہ زندگی صرف اس لیے جینا چاہتا تھا کہ اپنی اس اکلوتی بیٹی کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ سکوں۔۔۔اس کے سر پر ہاتھ رکھ سکوں۔۔۔

اسے اپنے سینے سے لگا سکوں۔۔۔

لیکن... لیکن مجھے نہیں لگتا کہ میں کبھی اپنی بیٹی کے دل سے اپنے لیے وہ نفرت ختم کر پاؤں گا جو عائمہ نے اور میری اپنی غلطیوں نے بوئی ہے۔۔۔

وہ مجھ سے اتنی نفرت کرتی ہے دارم۔۔۔ وہ میری صورت بھی نہیں دیکھنا چاہتی۔۔۔ وہ شادی تو دور، اس گھر میں ایک پل رکنے کو تیار نہیں ہے۔۔۔

مجبوری کی تحت جبراً یہاں رہ رہی ہے۔۔۔"

عبداللہ صاحب نے ایک گہری، دردناک آہ بھری اور روتے ہوئے بولے تھے۔۔۔

عبداللہ صاحب شدید ٹینشن اور ذہنی اذیت کا شکار ہو رہے تھے۔۔

ان کی سانسیں بے ترتیب ہو رہی تھیں۔۔۔

اپنے باپ جیسے چاچو کو ایک معمولی، بد تمیز اور مغرور لڑکی کی وجہ سے اس طرح اذیت میں تڑپتا دیکھ کر دارم ہاشمی کے اندر الہام کے لیے نفرت اور غصے کی ایک نئی لہر اٹھی تھی۔۔۔

اس کا دل چاہا کہ وہ ابھی جا کر اس لڑکی کی اکڑ توڑ دے۔۔۔۔

"آپ بالکل بھی فکر نہ کریں چاچو۔۔۔ میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ آپ کی بیٹی کہیں نہیں جائے گی۔۔۔ وہ آپ کی آنکھوں کے سامنے ہی رہے گی۔۔۔ اسی گھر میں، آپ کے پاس۔۔۔"

دارم نے عبداللہ صاحب کے ہاتھوں کو تھاما اور انتہائی یقین دہانی والے لہجے میں بولا تھا۔۔۔

عبداللہ صاحب نے چونک کر اپنے آنسو پونچھے اور دارم کو دیکھا

تھا۔۔

دارم نے اپنے چہرے پر ایک تسلی بخش تاثر لاتے ہوئے مزید کہا

تھا۔۔۔

"وہ شاید میرے ہاسپٹل والے پچھلے سخت رویے کی وجہ سے مجھ

سے خفا ہے اور غصے میں ایسا کہہ رہی ہے۔۔ آپ بالکل ٹینشن مت

لیں۔۔۔

میں خود اس سے بات کروں گا۔۔۔ اور اسے اچھے سے منا لوں

گا۔۔۔

وہ اس رشتے کے لیے بھی مان جائے گی اور آپ کے پاس بھی رہے گی۔۔۔"

دارم کی بات سن کر عبداللہ صاحب کے مرجھائے ہوئے چہرے پر ایک دم امید کی کرن جاگ اٹھی تھی۔۔۔۔

ان کی آنکھوں میں ایک حسرت بھری چمک آئی تھی۔۔۔

انہوں نے بے یقینی اور امید کے ملے جلے تاثرات سے اپنے بھتیجے کو دیکھا تھا۔۔۔ جو ان کے لیے ہمیشہ بیٹوں سے بڑھ کر رہا تھا۔۔

"کیا۔۔ کیا واقعی ایسا ہو سکتا ہے دارم؟ کیا تم اسے منا لو گے؟"

دارم نے ان کی طرف دیکھا۔۔ اس کے لبوں پر ایک دھیمی۔۔۔

اطمینان بخش مسکراہٹ ابھری۔۔۔

"چاچو جان۔۔ آپ کے دارم کے لیے آج تک دنیا کا کوئی کام ناممکن

رہا ہے جو یہ ہو گا؟"

دارم کے اس پر اعتماد جملے نے عبداللہ صاحب کے دل سے سارا

بوجھ اتار دیا تھا۔۔

ان کا چہرہ کھل اٹھا اور وہ خوشی سے مسکرا دیے تھے۔۔۔

کیونکہ وہ جانتے تھے کہ دارم جو کہتا ہے۔۔ وہ کر کے دکھاتا

ہے۔۔۔

دارم نے عبداللہ صاحب کو آرام سے لیٹنے کی ہدایت کی۔۔۔ان کے اوپر کمبل درست کیا اور پھر کمرے سے باہر جانے کے لیے مڑا تھا۔۔

وہ ابھی دروازے کا ہینڈل پکڑ کر اسے کھولنے ہی لگا تھا کہ عبداللہ صاحب نے کسی اچانک ابھرنے والے احساس کے تحت اسے پیچھے سے پکارا تھا۔

"دارم۔۔۔"

دارم نے رک کر پلٹ کر دیکھا تھا۔۔۔

"جی چاچو؟"

عبداللہ صاحب نے بوجھل اور لرزتی ہوئی آواز میں ایک التجا بھرے انداز میں کہا تھا۔۔

"میری بیٹی الہام دل سے بہت معصوم اور پیاری ہے... اس نے بہت دکھ دیکھے ہیں۔۔۔

اس سے۔۔۔ اس سے ہمیشہ نرمی سے پیش آنا دارم۔۔۔ اس کی معصوم آنکھوں سے گرتے ہوئے آنسو مجھے بہت زیادہ اذیت دیتے ہیں۔۔۔ میں اسے اب مزید روتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا۔۔۔"

عبداللہ صاحب نے باپ کی تڑپ کے ساتھ اپنی بات مکمل کی تھی۔۔

دارم نے اپنے چاچو کو دیکھا۔۔۔ اس کے چہرے پر ایک دھیمی، دلکش اور تسلی بخش مسکان قائم رہی تھی۔۔۔

مگر اس مسکان کے پیچھے اس کی سیاہ آنکھوں میں ایک عجیب سی، خوفناک اور وحشت ناک چمک ابھر آئی تھی۔۔

"آپ بالکل بھی فکر مت کریں چاچا جان۔۔۔ آپ کی بیٹی۔۔ میرے ساتھ سب سے زیادہ خوش رہے گی۔۔۔"

اس نے اپنے چاچو کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر۔۔ انتہائی پختگی مگر ایک گہری کاٹ کے ساتھ کہا تھا۔۔ جسے وہ نہیں سمجھ پائے تھے۔۔۔

اس نے جملہ مکمل کیا اور کمرے سے باہر نکل کر دروازہ بند کر دیا تھا۔۔۔

راہداری کے بند دروازے کے باہر کھڑے ہو کر۔۔۔ دارم ہاشمی کے چہرے سے وہ تمام شائستگی اور مسکراہٹ ایک سیکنڈ میں غائب ہو گئی تھی۔۔۔

اس کا چہرہ اب مکمل طور پر سرد، سفاک اور غضبناک ہو چکا تھا۔۔۔

اس نے اپنی آستین کے کف درست کیے اور اس سمت دیکھا جہاں الہام کا کمرہ تھا۔۔۔۔

اس کی آنکھوں کی وحشت بتارہی تھی کہ عبداللہ صاحب کی بیٹی کو مٹانے اور اس کی اکڑ توڑنے کا وقت اب شروع ہو چکا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

رات کا سناٹا ہاشمی ولاز کے در و دیوار پر چھایا ہوا تھا۔۔

مگر الہام کے کمرے میں بے چینی کی ایک تلخ جنگ جاری تھی۔۔۔

وہ بستر پر لیٹی کروٹیں بدل رہی تھی۔۔۔ لیکن نیند اس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔۔۔ اس کے دماغ میں بار بار شام کا وہ ہولناک منظر گھوم رہا تھا۔۔

صوفے پر بیٹھا وہ شخص۔۔۔دارم ہاشمی۔۔۔

اس کا سمیٹا ہوا غصہ اور انتہائی مہذب لہجے میں چبا چبا کر دی گئی وہ ہولناک وارننگ۔۔۔

الہام کا وجود اب بھی ڈر سے لرز رہا تھا۔۔۔وہ جانتی تھی کہ عبداللہ صاحب سے کی گئی بدتمیزی دارم ہاشمی نے اپنی آنکھوں سے دیکھی اور اپنے کانوں سے سنی تھی۔۔۔

اور یہی چیز اسے سب سے زیادہ خوفزدہ کر رہی تھی کہ اب وہ شخص اس کا کیا حال کرے گا۔۔۔۔

وہ سوچ سوچ کر ہلکان ہو رہی تھی کہ وہ نہ جانے کس طرح کا انتقام لے گا۔۔۔

کیونکہ اس کی آنکھوں کی وحشت کسی طوفان سے کم نہ تھی۔۔۔۔

ابھی وہ انہی پریشان کن سوچوں میں گھری ہوئی۔۔بستر کی چادر کو مٹھی میں دبوچے لیٹی تھی کہ اچانک اس کے سرہانے رکھا فون زور سے بج اٹھا تھا۔۔۔

سناٹے میں فون کی آواز اس کو پل بھر کے لیے خوفزدہ کر گئی تھی۔۔

الہام دھڑکتے دل کے ساتھ اٹھی اور فون کی سکرین پر دیکھا تھا۔۔۔وہ ایک نامعلوم اور نیا نمبر تھا۔۔۔

اس کے دل میں ایک عجیب سی تشویش ابھری تھی۔۔۔۔

اس نے کچھ لمحے ہچکچاتے ہوئے سکرین کو گھورا۔۔پھر کانپتی انگلیوں سے کال ریسیو کر کے فون کان سے لگالیا تھا۔۔

"ہیلو؟؟؟"

اس کی آواز میں دبا ہوا ڈر واضح تھا۔۔۔

"میرے کمرے میں آؤ۔۔۔ابھی۔۔۔"

دوسری جانب سے شعلے برستی، برف کی طرح ٹھنڈی اور بلا کی

رعب دار آواز آئی تھی۔۔۔

وہ اور کوئی نہیں۔۔۔۔۔دارم ہاشمی تھا۔۔۔

الہام کا پورا وجود اس آواز کی دہشت سے ایک دم لرز اٹھا تھا۔۔۔

اس کا خون جیسے جم گیا تھا۔۔۔

خوف کی ایک سرد لہر اس کی ریڑھ کی ہڈی میں دوڑ گئی تھی۔۔۔۔

اس کا سانس حلق میں اٹک گیا تھا۔۔

"تم سن رہی ہو یا نہیں؟"

اس کی خاموشی پر دارم کی آواز مزید تیکھی اور خطرناک ہو گئی تھی۔۔۔

"میرے کمرے میں آؤ۔۔۔ابھی اور اسی وقت۔۔۔"

الہام نے اپنے خوف پر قابو پانے کی سخت کوشش کی تھی۔۔۔۔

"م۔۔۔میں کیوں آؤں؟م۔۔۔۔میں نہیں آؤں گی۔۔۔۔"

اس کے لب بری طرح لرز رہے تھے۔۔۔۔

دوسری طرف ایک طنز سے بھری سانس کی آواز آئی تھی۔۔۔۔

"تم سوچ لو الہام۔۔۔اگر تم اگلے چند منٹوں میں میرے کمرے میں نہ ہوئی، تو اس کے جو بھی نتائج ہوں گے۔۔۔اس کی ذمہ دار تم خود ہو گی۔۔۔"

مخصوص ٹھٹھرا دینے والی سنگین دھمکی بھرا انداز تھا۔۔

"آ۔۔۔آپ مجھے ہر وقت اس طرح دھمکی نہیں دے سکتے۔۔۔۔"

الہام کی آواز میں خوف کے ساتھ ساتھ ایک بے بس غصہ بھی شامل ہو گیا تھا۔۔۔

"میں آپ کے گھر والوں کو بتادوں گی کہ آپ میرے ساتھ کیا کر رہے ہیں۔۔۔"

اس نے بے خوفی سے کہا تھا۔۔۔ مگر اس کی آواز کی لرزش واضح ہو رہی تھی۔۔۔

دارم کی سرد ہنسی فون کے سپیکر سے ابھری تھی۔۔۔

جو اس لمحے اس کی سانسیں چھین گئی تھی۔۔۔

"میں تمہیں کوئی دھمکی نہیں دے رہا۔۔۔ میں صرف سچ بتا رہا ہوں۔۔۔ اگر تم ابھی اسی وقت، بغیر کوئی نیا ڈرامہ رچائے، میرے کمرے میں نہیں آئی تو جو میں کروں گا۔۔۔

اس کا اندازہ تمہارا یہ چھوٹا سا دماغ کبھی نہیں لگا سکتا۔۔۔"

وہ بہت ہی ہموار لہجے میں بول رہا تھا۔۔۔

"آپ۔۔۔ آپ کو جو بھی بات کرنی ہے۔۔۔ ادھر ہی کر لیں۔۔"

الہام کے آنسو آنکھوں کے کنارے جمع ہونے لگے تھے۔۔۔

"م۔۔۔ مجھے آپ کے کمرے میں نہیں آنا۔۔۔"

وہ اس سے بے انتہا ڈری ہوئی تھی۔۔۔ اسے اس شخص کے سائے سے بھی وحشت ہو رہی تھی۔۔۔

دارم نے اس کی کسی التجا کی پروا نہیں کی تھی۔۔۔

"تمہارے پاس صرف پانچ منٹ ہیں۔۔۔"

اس نے انتہائی سپاٹ اور حتمی لہجے میں کہا تھا۔۔۔

اور اس کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا تھا۔۔۔کال کٹ گئی تھی۔۔۔

الہام فون کو ہاتھ میں لیے کچھ لمحے کے لیے سن سی بیٹھی رہی تھی۔۔۔اس شخص کی آواز کی دہشت اتنی شدید تھی کہ وہ سانس لینا بھی بھول گئی تھی۔۔۔

"میں یہ کہاں پھنس گئی ہوں خدایا۔۔۔"

اس نے فون بستر پر پٹخا اور اپنے چہرے کو دونوں ہاتھوں میں چھپالیا تھا۔۔

"یا اللہ۔۔ نجانے کب اس ظالم اور بے حس انسان سے جان چھوٹے گی میری۔۔۔"

اس کی نظریں دیوار پر لٹکی گھڑی کی طرف گئی تھیں۔۔۔ایک منٹ گزر چکا تھا۔۔۔

وہ بستر سے اٹھی اور کمرے میں بے چینی سے چکر کاٹنے لگی تھی۔۔

اس کا دل دھک دھک کر رہا تھا اور دماغ کام کرنا بند کر چکا تھا۔۔۔

"مجھے جانا چاہیے یا نہیں؟"

اس نے خود سے سوال کیا تھا۔۔۔

"اگر میں نہ گئی تو؟"

پھر ڈر کی ایک اور لہر اس کے اندر اٹھی تھی۔۔۔

"آج میں نے اس ہٹلر کے سامنے اس کے چاچو کو جو باتیں سنائی

ہیں۔۔

وہ تو ویسے ہی غصے سے پاگل ہو رہا ہو گا۔۔۔ اگر میں نہ گئی تو وہ غصے میں پتہ نہیں کیا کر دے گا۔۔۔ ایسا نہ ہو کہ وہ مجھے جان سے مار کر رات کے اس اندھیرے میں ہی کہیں دفن کر دے۔۔۔"

اس الٹی سیدھی اور خوفناک سوچ کے آتے ہی اسے ایک شدید جھرجھری آئی تھی۔۔۔ وہ اپنے بازوؤں کو سہلانے لگی تھی۔۔۔

اس کا پورا وجود خوف کی لپیٹ میں تھا۔۔۔

"چلی جاتی ہوں۔۔۔"

اس نے کانپتے ہوئے ایک لمبا سانس لیا تھا۔۔۔

"ایسا نہ ہو کہ وہاں نہ جانے پر مجھے موت سے بھی زیادہ دردناک سزا ملے۔۔۔"

اس کے دل نے صائم کو خوب گالیاں دی تھیں۔۔۔

"اللہ تمہیں پوچھے صائم۔۔۔ کس ظالم کے آگے پھنسا گئے مجھے۔۔۔ اس انسان کے منہ سے الفاظ نہیں۔۔۔ آگ برستی ہے۔۔۔

مجھے کیوں لگ رہا ہے۔۔۔ میری جان لے کر ہی سکون ملے گا اسے۔۔۔"

وہ روہانسے لہجے میں بولی تھی۔۔اس بات سے بے خبر کے کبھی کبھی انجانے میں نکلے الفاظ تقدیر بن جاتے تھے۔۔۔۔

اس نے پھر گھڑی پر نظر ڈالی تھی۔۔۔۔ تین منٹ گزر چکے تھے اور صرف دو منٹ باقی تھے۔۔۔

الہام جلدی میں بستر سے اٹھی اور دروازے کی طرف بڑھی۔۔۔۔

خوف اور افراتفری کے عالم میں وہ اپنے شانوں پر دوپٹہ لینا بالکل بھول گئی تھی۔۔۔۔

اسے شروع سے دوپٹہ اوڑھنے کی خاص عادت نہیں تھی۔۔۔

مگر اس گھر میں آکر باقی عورتوں کو دیکھ کر وہ کوشش کر رہی تھی کہ عادت ڈالے۔۔۔

لیکن اکثر غصے، پریشانی یا جلدی میں وہ بھول جاتی تھی۔۔۔اس وقت بھی اس نے صرف ہلکے نیلے رنگ کا ایک برانڈڈ، تھوڑا سٹائلش سا کرتہ اور ٹراؤزر پہنا ہوا تھا جس کے گلے کی کڑھائی اور ڈیزائن ابھرا ہوا تھا۔ مگر دوپٹہ بستر پر ہی چھوٹ گیا تھا۔۔۔

وہ ڈرتے ڈرتے اپنے کمرے سے باہر نکلی تھی۔۔۔

راہداری میں مکمل خاموشی اور تاریکی کا راج تھا۔۔ صرف ہال کی مدہم لائٹس جل رہی تھیں۔۔

دارم کا کمرہ اوپر والے پورشن کے آخری کونے میں تھا۔۔۔

ایک الگ، خاموش اور پر وقار حصے میں۔۔۔۔

الہام جیسے جیسے سیڑھیاں چڑھ رہی تھی۔۔۔۔

اس کے قدموں کا بوجھ بڑھتا جا رہا تھا۔۔۔اس کی ٹانگیں لرز رہی تھیں۔۔۔چہرہ خوف کے مارے زرد پڑ چکا تھا اور دل یوں دھڑک رہا تھا جیسے ابھی سینہ چیر کر باہر آ جائے گا۔۔۔۔

وہ اس کے کمرے کے دروازے کے سامنے جا کھڑی ہوئی تھی؟۔

اس نے چند سیکنڈ کے لیے آنکھیں بند کیں۔۔۔اپنے گھبرائے ہوئے وجود کو سنبھالا اور پھر انتہائی ڈرتے ڈرتے ہلکی سی دستک دی تھی۔۔۔

"کم ان۔۔۔۔"

اندر سے بلا کی بارعب اور سرد آواز آئی تھی۔۔۔

الہام نے ایک طویل اور لرزتا ہوا سانس لیا تھا۔۔۔

کانپتے ہاتھوں سے دروازے کا ہینڈل نیچے دبایا اور دروازہ کھول کر ہلکا سا اندر جھانکا تھا۔۔۔

وہ پہلی بار دارم ہاشمی کے کمرے کے اندر کا منظر دیکھ رہی تھی۔۔۔

کمرہ کریم، آف وائٹ اور ڈارک وڈ کے شاندار امتزاج کا ایک بے مثال نمونہ تھا۔۔۔

وہ کوئی عام کمرہ نہیں تھا بلکہ ایک نہایت کلاسی، ڈیسنٹ اور جدید سہولیات سے آراستہ شاہانہ معلوم ہوتا تھا۔۔۔

ہلکی کریم رنگ کی دیواریں، نفاست سے لٹکے ہوئے بھاری پردے، جلی ہوئی مدہم لائٹنگ، اور ایک طرف رکھی شیشے کی بڑی سی سٹڈی ٹیبل جس پر لیپ ٹاپ اور فائلوں کا ڈھیر سلیقے سے لگا ہوا تھا۔۔۔

کمرے کی ہر شے سے ایک منفرد پن اور نفاست جھلکتی تھی۔۔۔

اس پورے ہاشمی ولاز کے تمام کمروں میں سے یہ سب سے زیادہ ڈیسنٹ، پر وقار اور خوبصورت کمرہ تھا۔۔۔

الہام نے کانپتے قدموں سے اندر قدم رکھا تھا۔۔

دارم کمرے کے وسط میں رکھے ایک نہایت قیمتی صوفے پر بیٹھا ہوا تھا۔۔۔

اس کا انداز انتہائی شاہانہ، مغرور اور رعب دار تھا۔۔ اس نے ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر چڑھائی ہوئی تھی اور اس کی سیاہ، گہری آنکھیں سیدھی دروازے پر کھڑی الہام پر جم گئی تھیں۔۔۔

اس نے الہام کو اوپر سے نیچے تک دیکھا تھا۔۔۔

جب اس کی نظر الہام کے حلیے، اس کے سٹائلش کپڑوں اور خاص طور پر دوپٹے کی عدم موجودگی پر پڑی۔۔۔

تو اس کے چہرے کے تاثرات میں انتہائی ناگواری اور حقارت گھل گئی تھی۔۔۔

"وہاں کیوں کھڑی ہو؟ یہاں آکر بیٹھو۔۔۔"

دارم نے اپنے سامنے رکھے صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بالکل سرد لہجے میں کہا تھا۔۔۔

الہام سہم کر آہستہ آہستہ چلتی ہوئی صوفے کے قریب آئی اور اس پر بیٹھ گئی تھی۔۔۔

اس کے بال ہونی میں قید تھے۔۔۔جو آدھے سے زیادہ باہر جھانک رہے تھے۔۔اس کے چہرے کے گرد لانبی سیاہ زلفیں بکھری ہوئی تھیں۔۔۔

وہ دیکھنے بے انتہا حسین اور معصوم سی لگتی تھی۔۔۔وہ کسی کی بھی توجہ اپنی جانے کھینچنے کی صلاحیت رکھتی تھی۔۔۔

بنا دوپٹے کے اس کے وجود کی رعنائیاں بھرپور انداز میں واضح ہو رہی تھیں۔۔وہ عجلت اور بدحواسی میں نکلی تھی۔۔۔

اس نے اپنے لباس اور حلیے پر دھیان ہی نہیں دیا تھا۔۔یہ ڈریس وہ رات کو ہی پہن کر سوتی تھی۔۔۔

دارم کی شعلے برستی جانچتی نگاہیں مسلسل اس کے وجود کا احاطہ کر رہی تھیں۔۔۔۔

ان نگاہوں میں اتنا شدید غصہ اور کاٹ تھی کہ الھام بری طرح گھبرا گئی تھی۔۔۔

اسی گھبراہٹ میں، اس کی نظر اپنے لباس پر پڑی اور اسے ایک دم شدید جھٹکا لگا تھا۔۔۔

اس نے دوپٹہ نہیں اوڑھا ہوا تھا۔۔

اس کے چہرے کی رنگت خفت اور ڈر سے سرخ پڑ گئی تھی۔۔۔۔

اس شخص کی نگاہیں آگ اگلتی ہوئی تھیں۔۔

اس نے جلدی سے اپنے دونوں ہاتھ سینے پر بندھ لیے اور اپنے سلیولیس اور گہرے گلے والے سائیڈز کو چھپانے کی ناکام کوشش کرنے لگی تھی۔۔

دارم کے لبوں پر ایک بے رحم اور طنز سے بھری مسکراہٹ ابھری تھی۔۔

"تم نے اس گھر کی عورتوں کو دیکھا ہے؟"

دارم کا سوال زہر میں بجھا ہوا تھا۔۔ الہام مارے شرم و خفت کے نگاہیں نہیں اٹھا پائی تھی۔۔

"تم اتنے دنوں سے ان کے ساتھ ایک ہی چھت کے نیچے رہ رہی ہو۔۔ اس کے باوجود تمہیں ڈھنگ سے پہننے اوڑھنے کا سلیقہ نہیں آیا؟ یہی تہذیب سیکھی ہے تم نے اپنی اس ماں سے؟"

اس کے انداز میں اتنی شدید تذلیل اور حقارت تھی کہ الہام کے دل کو ایک سخت ٹھوکر لگی تھی۔۔

الہام کو اس کی بات پر شدید غصہ آیا تھا۔۔۔

"م۔۔۔میں جو مرضی پہنوں۔۔ آپ کو کیا مسئلہ ہے؟ آپ۔۔۔

آپ کچھ نہیں لگتے میرے۔۔۔"

خوف کے باوجود، اپنے اندر کی خودداری کو بچانے کے لیے اپنے

لہجے کو مضبوط کرنے کی ناکام کوشش کرتے بولی تھی۔۔۔

اگرچہ وہ بہادر بننے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

مگر بولتے ہوئے اس کی آواز بری طرح لرز گئی اور اس کی پلکیں

کانپنے لگی تھیں۔۔۔۔

وہ دارم کی ان سلگتی ہوئی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھنے کی

ہمت نہ کر سکی اور اس کی نظریں خود بخود جھک گئی تھیں۔۔۔

دارم کے اندر کی آگ اس کے اس جواب پر اور زیادہ بھڑک اٹھی تھی۔۔۔

"تم لوگوں کو استعمال کرنا بہت اچھے سے جانتی ہو الہام۔۔۔"

دارم صوفے پر تھوڑا آگے کو جھکا۔۔۔اس کی آواز میں تذلیل کا زہر گھلا ہوا تھا۔۔۔

"میرے گھر والوں کی سادگی، خلوص اور ان کی بے پناہ محبت کا تم بہت زبردست فائدہ اٹھا رہی ہو۔۔۔ تمہارے یہ ڈرامے، تمہاری یہ بدتمیزیاں اور یہ رویہ صاف بتا رہا ہے کہ تم اپنی اوقات سے زیادہ مل جانے پر عزت اور محبت کو ہضم نہیں کر پا رہی ہو۔۔۔"

وہ انسان بولنے سے پہلے نہیں سوچتا تھا کہ اس نے الفاظ ننگی تلوار سے بھی زیادہ تیز اور نوکیلے ہیں۔۔۔

جو کسی کو کتنی بری طرح سے گھائل کر سکتے ہیں۔۔۔

اس کا ایک ایک لفظ تیر بن کر الہام کے دل میں پیوست ہو رہا تھا۔۔۔۔

یہ لہجہ، یہ الفاظ، اس کی خودداری کی دھجیاں اڑا رہے تھے۔۔۔

الہام نے پوری کوشش کی کہ وہ اس شخص کے سامنے نہ روئے۔۔۔

لیکن اس شدید توہین پر اس کی آنکھوں میں نمی تیر گئی اور آنسو پلکوں کی باڑ توڑ کر گالوں پر بہنے کو بے تاب ہو گئے تھے۔۔۔

"آپ۔۔۔ آپ بہت غلط بات کر رہے ہیں۔۔۔"

اس نے رندھی ہوئی آواز میں کہا تھا۔۔۔

"غلط لوگوں کے ساتھ غلط بات ہی کی جاتی ہے محترمہ۔۔۔۔"

دارم نے بغیر کسی جھجھک کے فوراً اس کی بات کاٹی تھی۔۔۔

"اور رہی تمہاری دوسری بات۔۔۔ کہ میں تمہیں کچھ کہنے والا کون ہوتا ہوں؟ تم نے کہا نا کہ میں تمہارا کچھ نہیں لگتا؟"

دارم کے چہرے پر ایک تلخ اور ہولناک مسکراہٹ ابھری

تھی۔۔۔

"تو اس کا جواب یہ ہے کہ۔۔۔ کہ میں تمہارا ہونے والا شوہر

ہوں۔۔۔"

الہام نے جھٹکے سے سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔۔۔اس کی آنکھیں

حیرت اور صدمے سے پھیل گئی تھیں۔۔۔

بھیگتی پلکیں اس لمحے بہت زیادہ دلکش لگ رہی تھیں۔۔

دارم نے اپنی بات جاری رکھی تی۔۔۔اس کا لہجہ بے حد سخت اور

بے رحم تھا۔۔۔۔

"بے شک یہ فیصلہ۔۔اور یہ رشتہ میری زندگی کا سب سے بدترین، ناگوار اور ناپسندیدہ تعلق ہو گا۔۔۔

مگر میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ اگر میں نے اس رشتے سے انکار کر دیا۔۔تو چاچو اور بابا تمہاری شادی اس گھر کے کسی اور لڑکے سے کر دیں گے۔۔۔"

وہ رکا، اور الہام کو ایک حقارت آمیز نگاہ سے دیکھا تھا۔۔۔

"مطلب یہ کہ تمہارا یہ ناپسندیدہ اور ناگوار وجود مجھے پھر بھی اس گھر میں برداشت کرنا پڑے گا۔۔

اور میں تم جیسی لڑکی کی وجہ سے اس گھر کے کسی اور مرد کی زندگی کے ساتھ کوئی رسک نہیں لے سکتا۔۔۔

نہ ہی میں اپنے گھر والوں کو تمہاری سازشوں کی وجہ سے ذرا سی بھی اذیت کا شکار ہوتے دیکھ سکتا ہوں۔۔۔ کیونکہ مجھے اپنے گھر والوں سے بے انتہا محبت ہے۔۔ میں ان میں سے کسی ایک کی آنکھ میں بھی آنسو کا ایک قطرہ نہیں دیکھ سکتا۔۔۔"

اپنی بات مکمل کرتے ہوئے، دارم نے ٹیبل پر رکھا لائٹر اٹھایا اور ایک سگریٹ سلگا کر اپنے لبوں سے لگا لیا تھا۔۔۔

الہام ساکت سی نگاہوں سے اسے تکے گئی تھیں۔۔

اس کی آنکھوں میں اذیت، ویرانی، بے وقعتی کا احساس اور نجانے کیا کچھ تھا۔۔۔

دارم ہاشمی کی نگاہیں اس کی نگاہوں سے ٹکرائی تھیں۔۔ مگر نہایت ہی بے حسی کے ساتھ وہ ان تمام احساسات کو نظر انداز کر گیا تھا۔۔

سگریٹ کا دھواں فضا میں بکھر رہا تھا۔۔۔ اور اس دھوئیں کے پیچھے بیٹھا وہ وجیہہ، مغرور اور سحر انگیز شخص الہام کے لیے کسی بپھرے ہوئے طوفان جیسا دکھائی دے رہا تھا۔۔۔

الہام کتنے ہی پل بے حس و حرکت بیٹھی اس شخص کو تکتی رہی تھی۔۔۔

اس قدر شدید انسلیٹ، اتنے توہین آمیز اور تذلیل بھرے

الفاظ۔۔۔

ان باتوں نے الہام کا چہرہ بالکل زرد اور بے رنگ کر دیا تھا۔۔۔

اس کی آنکھوں میں آنسو ٹھہر چکے تھے اور لبوں پر ایک انتہائی

دردناک اور زخمی مسکان سج گئی تھی۔۔۔

اپنی اذیت اور بے بسی کو چھپانے کے لیے اس نے جلدی سے اپنا

چہرہ نیچے جھکا لیا تھا۔۔۔

کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اگر اس نے آنسو بہائے۔۔۔ تو سامنے بیٹھا یہ

بے حس انسان اس پر پھر سے الزام لگا دے گا کہ وہ رو کر ڈرامہ

رچانے اور مظلوم بننے کی کوشش کر رہی ہے۔۔۔

اس لمحے، تمام تر تکلیف کے باوجود، الہام کے دل میں اس گھر کے

لوگوں کی خوش قسمتی پر ایک عجیب سا رشک ابھرا تھا۔۔

وہ سب ایک دوسرے سے کتنا پیار کرتے تھے۔۔۔

کیسے ایک دوسرے سے جڑے ہوئے تھے۔۔۔ اور ان سب سے

بڑھ کر، یہ شخص۔۔۔

دارم ہاشمی۔۔۔

جو اپنے خاندان کی طرف آنے والے ہر دکھ، ہر تکلیف اور ہر سائے کو روکنے کے لیے ایک ناقابل تسخیر چٹان بن کر کھڑا ہو جاتا تھا۔۔۔

کاش اس کی زندگی میں بھی کوئی ایسا ہوتا جو اس کی ڈھال بنتا۔۔۔۔

الہام نے ایک گہری، کٹھن سانس لی اور چہرہ اٹھا کر ٹوٹتی ہوئی آواز میں التجا کی تھی۔۔۔

"آپ۔۔۔ آپ فکر مت کریں۔۔۔ میں نہ آپ سے شادی کرنا چاہتی ہوں۔۔۔ اور نہ ہی آپ کے گھر کے کسی اور مرد سے۔۔

مجھے اس گھر میں رہنا ہی نہیں ہے۔۔۔مجھے یہاں سے جانا ہے۔۔۔اس لیے آپ مجھ پر اتنا احسان کر دیں کہ میرے اس ناپسندیدہ وجود کو ہمیشہ کے لیے یہاں سے نکال دیں۔۔۔میں چلی جاؤں گی۔۔۔ کبھی واپس نہیں آؤں گی۔۔۔"

وہ اپنی طرف سے سچے دل سے رحم کی بھیگ مانگ رہی تھی۔۔۔

دارم نے سگریٹ کا ایک لمبا کش لیا اور اسے اپنے مخصوص سرد اور سپاٹ تاثرات سے دیکھتا رہا تھا۔۔۔

"اگر یہ میرے اختیار میں ہوتا نا۔۔۔"

دارم نے دھواں فضا میں چھوڑتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

"تو میں تمہیں اس گھر کی دہلیز تو کیا۔۔۔اس شہر کی حدوں میں بھی قدم نہ رکھنے دیتا۔۔۔میں تمہیں کبھی یہاں لاتا ہی نہیں۔۔۔

مگر اس وقت میرے لیے سب سے بڑا چیلنج ہی یہی ہے کہ میرے پیارے چاچو۔۔۔اور اس گھر کے باقی لوگوں کی خوشیاں اور سکون تمہارے اس وجود سے جڑے ہوئے ہیں۔۔۔"

وہ صوفے کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا تھا۔۔۔

اس کے انداز میں واضح ناپسندیدگی اور حقارت تھی۔۔۔

الہام کے دل سے ایک ہوک سی اٹھی تھی۔۔۔

جتنی تکلیف یہ شخص اسے دے رہا تھا۔۔ اتنی اسے آج تک کبھی کسی سے نہیں ملی تھی۔۔۔

اس کے الفاظ بے انتہا بے رحم تھے۔۔ وہ اسے انسان ہی نہیں سمجھتا تھا۔۔۔

اتنا احساس تو حیوانوں کا بھی کیا جاتا تھا۔۔

"اگر میں تمہیں یہاں سے نکال دوں گا۔۔۔ تو وہ کبھی خوش نہیں رہیں گے۔۔۔۔ وہ گلٹ میں مر جائیں گے۔۔۔۔

اس لیے۔۔۔ نہ چاہتے ہوئے بھی، اپنے دل پر پتھر رکھ کر، مجھے تم سے شادی کرنی پڑے گی۔۔۔"

اس شخص کی کہی ہوئی ہر ہر بات الہام کے دل پر نشتر کی طرح لگ رہی تھی۔۔۔

نجانے کیوں مگر اس انسان کے زبان سے نکلنے والی یہ انسلٹ اور تذلیل اسے حد درجے دکھی کر رہی تھی۔۔۔

اس کا دل بری طرح سے زخمی ہو چکا تھا۔۔۔

اس نے اب تک پر خلوص محبت نہیں دیکھی تھی اپنی زندگی میں۔۔۔ مگر اتنی شدید نفرت سے بھی اس کا پہلی بار سامنا ہو رہا تھا۔۔۔

وہ اپنے آنسو پینے کی مسلسل کوشش کر رہی تھی جو بار بار اس کی پلکوں پر آکر ٹھہر جاتے تھے۔۔۔

"مگر۔۔ مگر مجھے آپ سے شادی نہیں کرنی۔۔۔"

الہام نے روہانسی ہو کر کہا تھا۔۔

"تمہارے پاس کوئی آپشن نہیں ہے۔۔۔۔"

دارم نے سگریٹ کو ایش ٹرے میں مسلتے ہوئے حتمی انداز میں کہا تھا۔۔۔

"آپ ہوتے کون ہیں مجھے آپشن دینے والے؟"

الہام کی آواز میں پھر سے ایک کمزور سی بغاوت ابھری تھی۔۔۔

دارم ہنس پڑا تھا۔۔۔اس کے اعنابی ہونٹوں کی تراش میں سفاکیت میں ڈوبی مسکان ابھری تھی۔۔۔

ایک ایسی ہنسی جس میں صرف اور صرف سرد پن تھا۔۔۔۔

"دارم ہاشمی نام ہے میرا۔۔۔جب میرے ساتھ ایک ہی چھت کے نیچے رہو گی۔۔۔تو تمہیں اچھے سے اندازہ ہو جائے گا کہ میں کون ہوں اور کیا کر سکتا ہوں۔۔۔"

الہام اب مزید اس کمرے کی گھٹن اور اس شخص کی تذلیل برداشت نہیں کر سکتی تھی۔۔۔۔

اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا۔۔۔

"آپ کا جو دل چاہتا ہے بولتے رہیں۔۔۔"

الہام صوفے سے اٹھی تھی۔۔۔اس کا پورا وجود غصے اور ذلت کے احساس سے کانپ رہا تھا۔۔۔

"میں آپ سے شادی نہیں کروں گی۔۔۔ آپ کو جو کرنا ہے کر لیں۔۔۔"

وہ پلٹی اور جانے کے لیے قدم بڑھانے ہی لگی تھی کہ۔۔۔

"تمہاری ماں۔۔۔عائمہ بیگم ۔۔۔ابھی بھی حوالات میں قید ہیں۔۔۔"

دارم کی ایک بات نے اس کے قدموں کو وہیں شل کر دیا تھا۔۔۔

"اگر تم نے کل صبح تک اس شادی کے لیے اپنی رضامندی نہ دی۔۔۔تو کل صبح سورج نکلنے سے پہلے تمہیں اس عورت کی موت کی خبر مل جائے گی۔۔۔"

دارم کی آواز اس قدر سفاک اور بے رحم تھی کہ الہام کی روح تک کانپ گئی تھی۔۔

الہام شاک رہ گئی تھی۔۔۔اس کی دنیا جیسے وہیں رک گئی تھی۔۔۔

اس کا سانس سینے میں اٹک گیا تھا۔۔۔

بے شک اس کی ماں نے اس کے ساتھ کتنا ہی بڑا کھیل کیوں نہ کھیلا ہو، اس کے باپ کی نفرت میں اسے زہر کیوں نہ پلایا ہو۔۔۔

مگر وہ اس کی ماں تھی۔۔۔وہ چاہے کچھ بھی کر لے۔۔۔اپنی ماں کو یوں بے دردی سے مرتے یا ان کو کوئی نقصان پہنچتے نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔۔

"آپ۔۔۔آپ ایسا نہیں کریں گے۔۔۔"

الہام نے انتہائی حیرت، بے یقینی اور صدمے سے پلٹ کر دارم کو دیکھا تھا۔۔۔

اس کی آنکھیں پھیلی ہوئی تھیں۔۔۔

دارم صوفے سے اٹھا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس کے بالکل سامنے آکر کھڑا ہو گیا تھا۔۔۔

اس کا قد آور وجود الہام پر سایہ افگن تھا۔۔۔

"میرے صرف ایک فون کال کی دیر ہے۔۔۔"

دارم نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر انتہائی ٹھنڈے لہجے میں کہا تھا۔۔۔

"تمہیں میری بات ماننی پڑے گی۔۔۔اس کے علاوہ تمہارے پاس اور کوئی دوسرا آپشن ہے ہی نہیں۔۔۔"

"آپ۔۔ آپ میری سوچ سے بھی زیادہ برے انسان ہیں۔۔۔"

الہام کی آنکھوں سے آنسوؤں کا بندھ ٹوٹ گیا تھا۔۔۔

"آپ اپنے گھر والوں کی خاطر مجھے ایک انسان ہونے کا مارجن بھی نہیں دے رہے... آپ اتنے بے حس کیسے ہوسکتے ہیں؟"

وہ زاروقطار رو پڑی تھی۔۔۔۔

مگر سامنے کھڑے اس سخت گیر شخص کو اس لڑکی کے آنسوؤں،

اس کی گڑگڑاہٹ اور اس کی اس التجا سے رتی برابر بھی فرق نہیں پڑ

رہا تھا۔۔۔

اس کے چہرے پر رحم کا ایک بھی تاثر نہیں ابھرا تھا۔۔

"جو انسان میرے گھر والوں کی تکلیف اور اذیت کا باعث بنے

گا۔۔۔"

دارم نے اس کے روتے ہوئے چہرے کو بے حسی سے دیکھتے ہوئے

کہا تھا۔۔

"اسے یہ سب تو برداشت کرنا ہی پڑے گا۔۔۔ تم اس کے لیے خود ذمہ دار ہو۔۔۔"

وہ کندھے اچکاتا اس بات کے لیے بھی اسے ہی قصوروار ٹھہرا گیا تھا۔۔

"آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں؟"

الہام نے منت بھرے، ٹوٹے ہوئے لہجے میں اس کے آگے ہاتھ جوڑے تھے۔۔۔

"میں آپ کو پسند نہیں کرتی۔۔۔ آپ مجھے پسند نہیں کرتے۔۔۔ ہمارے بیچ یہ رشتہ کیسے چلے گا؟ ہم کبھی خوش نہیں رہ سکتے ایک ساتھ۔۔۔ ہم دونوں کی زندگی برباد ہو جائے گی۔۔۔"

وہ اپنی آخری کوشش کر رہی تھی۔۔۔ اسے ابھی بھی موہوم سی امید تھی کہ کیا پتا یہ شخص مان جائے۔۔

"تو کون اس رشتے کو خوشگواریت سے چلانا چاہتا ہے؟"

دارم نے ایک بار پھر انتہائی بے حسی سے اس کے امید کے آخری تنکے کو توڑ دیا تھا۔۔۔

"یہ شادی تو صرف اور صرف گھر والوں کی خوشی کے لیے کی جارہی ہے الہام۔۔۔ ورنہ تم جیسی لڑکی۔۔۔ میری بیوی بننے کے لائق کبھی نہیں ہو سکتی۔۔۔ لیکن اپنے گھر والوں کو ہر طرح کی تکلیف اور دکھ سے بچانے کے لیے۔۔۔ میں یہ کڑوا گھونٹ بھی پینے کے لیے تیار ہوں۔۔۔"

وہ اس کو صاف دو ٹوک اور انتہائی سنگین الفاظ میں جواب دے گیا تھا۔۔۔

الہام بالکل بے بس، لاچار اور ٹوٹے ہوئے وجود کے ساتھ اس سفاک انسان کو دیکھتی رہی تھی۔۔۔

اس کے پاس اب بولنے کے لیے کوئی لفظ نہیں بچا تھا۔۔۔اس کی ساری ہمت، اس کا سارا غرور اس شخص کے سامنے خاک میں مل چکا تھا۔۔۔

مگر پھر بھی، اس کے اندر کی بغاوت نے ایک آخری دبی ہوئی کوشش کی تھی۔۔۔۔

"مجھے جیسے ہی موقع ملے گا۔۔۔۔"

الہام نے اپنے آنسو پونچھے اور غصے سے دانت پیس کر کہا تھا۔۔۔

"میں یہاں سے بھاگ جاؤں گی۔۔۔"

اس کی اس بات پر دارم ہاشمی کے وجیہہ اور ڈارک چہرے پر ایک ایسی مسکراہٹ ابھری جیسے کسی بچے کی نادانی اور بے وقوفی پر ہنسا جاتا ہے۔۔۔۔

"کوشش کر کے دیکھ لینا۔۔۔"

دارم نے جھک کر اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ اس کا لہجہ انتہائی پرسکون مگر ہولناک تھا۔۔۔

"مگر اب تم جہاں بھی جاؤ گی۔۔ تمہارے تمام راستوں پر تمہیں صرف اور صرف دارم ہاشمی ہی کھڑا نظر آئے گا۔۔۔ تم مجھ سے اور میری نظروں سے کبھی نہیں بھاگ سکتی۔۔۔"

وہ اسے کسی بھی قسم کی رعایت دینے کے موڈ میں نہیں تھا۔۔۔

اس نے فیصلہ کر لیا تھا اور اب الہام کے پاس تسلیم کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا۔۔۔

الہام بالکل خاموش ہو گئی تھی۔۔۔وہ بس بے بسی سے اسے دیکھتی رہی تھی۔۔۔

"تمہارے پاس پوری زندگی پڑی ہے مجھے اس طرح دیکھنے کے لیے۔۔۔"

دارم نے اس کے یوں تکنے پر ایک تلخ طنز کیا تھا۔۔۔

"ابھی اپنے کمرے میں جاؤ... اور صبح تک مجھے تمہاری طرف سے اقرار کی خبر مل جانی چاہیے... ورنہ پھر میری طرف سے دی گئی خبر شاید تمہیں ہرگز پسند نہ آئے۔۔۔"

الہام کا چہرہ غصے، خفت اور شدید تذلیل کے احساس سے سرخ پڑ گیا تھا۔۔۔

سامنے کھڑے شخص وجیہہ اور دلفریب چہرا اسے اس وقت دنیا کا سب سے بدترین انسان کا چہرا لگا تھا۔۔

وہ اب ایک سیکنڈ بھی اس کمرے میں نہیں رک سکتی تھی۔۔۔

وہ جھٹکے سے مڑی اور روتے ہوئے وہاں سے باہر نکل گئی تھی۔۔۔

"گھٹیا۔۔۔بد تمیز۔۔۔جاہل انسان۔۔۔"

وہ راہداری میں تیزی سے بھاگتے ہوئے دل ہی دل میں اسے کوس رہی تھی۔۔

اس کا دم گھٹ رہا تھا۔۔۔

"خود کو پتہ نہیں کیا سمجھتا ہے۔۔۔اگر میں نے تمہارا جینا حرام نہ کر دیا نا۔۔تو میرا نام بھی الہام نہیں۔۔"

وہ اپنے کمرے میں پہنچی۔۔۔اندر داخل ہو کر اس نے روتے ہوئے

زور سے دروازہ بند کیا اور بستر پر جا گری تھی۔۔۔۔

وہ دل ہی دل میں اسے کوس رہی تھی۔۔۔

مگر اندر سے وہ حد سے زیادہ پریشان اور خوفزدہ تھی۔۔۔۔

اس شخص کے سائے میں پوری زندگی گزارنے کے تصور ہی سے

اس کی جان نکل رہی تھی۔۔۔

وہ جس سے نفرت کرتی تھی۔۔وہ شخص اب اس کی زندگی کا مالک

بننے جا رہا تھا۔۔۔۔

پوری رات الہام کے لیے ایک عذاب بن گئی تھی۔۔۔

وہ بستر پر تڑپتی رہی، کروٹیں بدلتی رہی، اور جاگتے ہوئے اس کی رات کٹی تھی۔۔۔

اس کی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہتے رہے جو اس کے تکیے کو بھگو رہے تھے۔۔۔

اس پوری دنیا میں کوئی ایک انسان بھی ایسا نہیں تھا جو اس سے سچے دل سے محبت کرتا یا اس کا اپنا ہوتا۔۔۔

اس کے باپ نے نفرت میں اسے اپنی اولاد ماننے سے انکار کر کے دھتکار دیا تھا۔۔۔ اور اب صرف اپنے اندر کا ضمیر اور گلٹ کا بوجھ ہلکا کرنے کے لیے اسے اس گھر میں لایا تھا۔۔۔

اور اس کی ماں نے باپ کو اذیت دینے کے لیے الہام کو ایک زہریلے پس منظر کی طرح استعمال کیا تھا۔۔۔

اور اب بھی۔۔۔ وہ ان دونوں کی نفرت اور خود غرضی کی چکی میں پس رہی تھی۔۔۔

اور ان سب سے بڑھ کر دارم ہاشمی۔۔۔

اس کی نفرت اور غرور کا تو الگ ہی لیول تھا۔۔۔

وہ تو الہام کو انسان تک نہیں سمجھ رہا تھا۔۔۔

اس کے لیے الہام صرف ایک کھلونے کی طرح تھی جو اس کے گھر والوں کو پسند آ گئی تھی۔۔۔ اور اب وہ اپنے گھر والوں کی خوشی کی خاطر اسے خرید کر اپنے گھر میں ایک شو پیس کی طرح سجانا چاہتا تھا تاکہ سب خوش رہیں۔۔۔

وہ روتے روتے اپنی بے بسی کا ماتم کرتے کرتے۔۔۔ صبح فجر کے قریب جا کر کہیں نڈھال ہو کر سوئی تھی۔۔۔

△△△△△△△△△△△△△△

صبح کے آٹھ بج رہے تھے۔۔۔ہاشمی ولاز میں زندگی کے معمولات شروع ہو چکے تھے۔۔۔

ناشتے کی ٹیبل پر سبھی گھر والے موجود تھے۔۔۔

شہاب صاحب، عبداللہ صاحب، حمیرا بیگم، اور دارم بھی اپنے مخصوص سنجیدہ اور پر وقار انداز میں وہاں بیٹھا چائے کا گھونٹ لے رہا تھا۔۔

مگر الہام ابھی تک نیچے نہیں آئی تھی۔۔۔

جب کافی دیر ہو گئی اور وہ باہر نہ آئی تو ثمن بیگم کو تشویش ہوئی تھی۔۔۔

وہ اسے اٹھانے کے لیے اس کے کمرے کی طرف گئی تھیں۔۔۔

ثمن بیگم نے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا۔۔۔ مگر اندر سے کوئی جواب نہ آیا تھا۔۔

نہوں نے ہینڈل گھمایا تو دروازہ ان لاک تھا۔۔ وہ اندر داخل ہوئی تھیں۔۔۔

الہام بستر پر کمبل میں لپٹی پڑی تھی اور اس کا پورا وجود شدید کپکپا رہا تھا۔۔۔

"الہام بیٹا؟"

ثمن بیگم اس کے پاس گئیں اور جیسے ہی انہوں نے اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھا۔۔عہ گھبرا گئی تھیں۔۔

الہام کا جسم آگ کی طرح تپ رہا تھا۔۔۔

اسے انتہائی شدید بخار تھا اور وہ بے ہوشی کی سی حالت میں سسک رہی تھی۔۔۔۔

اس کے گالوں پر آنسوؤں کے سوکھے ہوئے نشان اب بھی واضح تھے۔۔۔۔

"یا اللہ یہ تو شدید بخار میں تپ رہی ہے۔۔۔"

ثمن بیگم پریشانی سے بولیں اور جلدی سے نیچے کی طرف بھاگی

تھیں۔۔۔

تھوڑی دیر میں پورے گھر میں الہام کے شدید بیمار ہونے اور تیز

بخار میں تپنے کی خبر پھیل گئی تھی۔۔۔

ناشتے کے ٹیبل پر موجود سبھی افراد شدید تشویش کا شکار ہو گئے

تھے۔۔۔

عبداللہ صاحب نے پریشانی کے عالم میں فوراً ڈاکٹر کو بلانے کا کہا

تھا۔۔۔

ناشتے کے ٹیبل پر بیٹھا ارم ہاشمی۔۔

جو خاموشی سے چائے کا کپ ہاتھ میں لیے یہ سب سن رہا تھا۔۔

اس کا ہاتھ ایک پل کے لیے تھم گیا تھا۔۔

"کیا یہ اس کی رات والی باتوں اور دھمکیوں کی وجہ سے ہوا ہے؟"

اس کے اندر ایک خود ساختہ سوال ابھرا تھا۔۔۔

"کیا میں نے رات کچھ زیادہ بول دیا؟"

اس کو ایک لمحے کے لیے محسوس ہوا تھا۔۔وہ رات جیسے بری طرح سے رو رہی تھی۔۔

اس کے آگے ٹوٹ کر بکھرتی ہاتھ جوڑ رہی تھی۔۔۔ وہ سارے منظر دارم کی آنکھوں کے سامنے گھوم گئے تھے۔۔۔

مگر اگلے ہی سیکنڈ دارم ہاشمی کے سرد چہرے پر ایک بے حسی چھا گئی تھی۔۔۔

اس نے اپنے کندھے اچکائے اور چائے کا ایک اور گھونٹ لیا تھا۔۔۔

"اگر وجہ یہی ہے بھین۔۔ تو میں نے کچھ غلط نہیں بولا۔۔۔"

اس نے دل میں ابھرتے معمولی سے گلٹ کو وہیں ختم کر دیا تھا۔۔۔

"تم جیسے ڈرامے باز اور دوسروں کے احساسات سے کھیلنے والے لوگ یہی ڈیزرو کرتے ہیں۔۔۔"

وہ اس قدر بے حس اور پتھر دل انسان بن چکا تھا کہ اسے اپنے گھر والوں کے علاوہ اس دنیا میں کسی اور کی تکلیف، آنسوؤں یا بیماری کا رتی برابر بھی احساس نہیں ہوتا تھا۔۔۔

اس کے لیے الہام کا یہ شدید بخار بھی محض ایک توجہ کھینچنے کا ڈرامہ لگا تھا۔۔

کہیں نہ کہیں وہ جانتا تھا کہ اس نے رات کو اس لڑکی کی بہت تذلیل کر دی تھی۔۔۔اس کی اپنی بات کا اثر تھا۔۔

مگر وہ اس لڑکی کے معاملے میں اتنا بے حس تھا کہ اس کے چہرے پر ذرا برابر بھی افسوس نہیں تھا۔۔۔

وہ اپنا کوٹ اٹھاتے عبداللہ صاحب، حمیرا بیگم اور شہاب صاحب سے ملتا۔۔

بنا اس کی خیریت کا پوچھے یا اسے ایک نظر دیکھے وہاں سے نکل آیا تھا۔۔

شام کے قریب وہ اپنے آفس میں بیٹھا تھا۔۔۔جب اسے شہاب صاحب کا میسج وصول ہوا تھا۔۔۔

جس میں وہ بہت خوشی سے بتا رہے تھے کہ الہام نے شادی کے لیے رضامندی دے دی ہے۔۔

عبداللہ صاحب نے بھی اسے فون کیا تھا۔۔ وہ بھی بہت خوش لگ رہے تھے۔۔

ان سب کی خوشی سے لبریز آواز سنتے وہ ہولے سے مسکرا دیا تھا۔۔ وہ یہی تو چاہتا تھا۔۔

فون بند کرتے اس کے لبوں لبوں پر فاتحانہ مسکان ابھری ہوئی تھی۔۔ اس لڑکی کی اکڑ توڑ کر وہ اس مرحلے میں جیت گیا تھا۔۔

سیگریٹ سلگھاتے اس نے کرسی کی پشت سے سر ٹکاتے آنکھیں موندلی تھیں۔۔۔جب آنکھیں بند کرتے ہی وہ روتا سسکتا ہوا معصومیت سے لبریز چہرا اس کے تصور میں آن ٹھہرا تھا۔۔۔

اس نے جھٹکے سے آنکھیں کھول دی تھیں۔۔۔اس کے لبوں سے مسکان غائب ہو گئی تھی۔۔

اس کے چہرے پر انتہائی غصے بھرے تاثرات آن ٹھہرے تھے۔۔۔اس نے دوسرا سیگریٹ سلگھایا تھا۔۔۔

اس بار انجانے خوف کے تحت اس نے آنکھیں بند نہیں کی تھیں۔۔ مگر اس کو اپنے دل کے کسی ایک کونے میں بے چینی سی محسوس ہو رہی تھی۔۔

اپنی اس کیفیت سے زچ ہوتے وہ سیگریٹ پر سیگریٹ پھونکنے لگا تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

الہام کی جانب سے رضامندی ملنے کے بعد عبداللہ صاحب نے دیر نہیں ہونے دی تھی۔۔۔ دو ہفتوں کے اندر اندر ان کی شادی کی ڈیٹ فکس ہوئی تھی۔۔۔

الہام اتنی جلدی اس کے لیے تیار نہیں تھی۔۔۔ مگر اس کی آواز کو یہاں بھی اپنے گھر والوں کی خوشی کی خاطر وہ دبا گیا تھا۔۔۔

ان کے سب گھر والے اس کے لیے اتنے ایکسائیٹڈ تھے۔۔ عبداللہ صاحب اور ثمن بیگم کی خوشی دیکھنے لائق تھی۔۔۔

اتنے عرصے بعد ان کو ایسے خوش دیکھ دارم ہاشمی بھی بہت خوش تھا۔۔۔

اس لیے اس نے الہام کے احتجاج کو اٹھنے ہی نہیں دیا تھا۔۔۔

ہاشمی ولاز کو کسی نویلی دلہن کی طرح سجایا گیا تھا۔۔۔رنگ برنگی روشنیوں کی چمک، موتیے اور گلاب کی بھینی بھینی مہک، اور شاہانہ آراستگی ہر طرف نمایاں تھی۔۔۔

شہر کے سب سے بڑے اور قیمتی بینکوئٹ ہال میں ایک بہت بڑے پیمانے پر فنکشن کا اہتمام کیا گیا تھا۔۔۔

تقریب میں ملک کے نامور بزنس مین، سیاستدان اور میڈیا کی شخصیات موجود تھیں۔۔۔۔

یہ کوئی عام تقریب نہیں تھی۔۔۔بلکہ ہاشمی فیملی کی دوہری خوشی کا دن تھا۔۔۔

دارم اور الہام کے ساتھ ساتھ۔۔۔ولید اور ہانیہ کی شادی بھی تھی آج۔۔۔

پورے ہال میں خوشیوں کا شور تھا۔۔۔

قہقہے اور مسکراہٹیں بکھری ہوئی تھیں۔۔۔۔

لیکن ان سب میں سب سے زیادہ خوش عبداللہ صاحب دکھائی دے رہے تھے۔۔۔

ان کے چہرے پر عرصے بعد ایک ایسی مطمئن اور زندگی سے بھرپور مسکراہٹ تھی جس نے ان کے چہرے کا زردپن اور اداسی کو دھوڈالا تھا۔۔۔

ان کی آنکھوں میں مسرت کے آنسو چمک رہے تھے۔۔۔

عبداللہ صاحب کو یوں سالوں بعد دل سے مسکراتے اور خوش ہوتے دیکھ کر ہاشمی خاندان کا ہر فرد نہال ہو رہا تھا۔۔۔

حتیٰ کہ دارم ہاشمی، جو ہمیشہ ایک مغرور اور سنگلاخ چٹان کی طرح نظر آتا تھا۔۔۔ آج اس کے وجیہہ چہرے پر بھی اپنے چاچو کی اس خوشی کو دیکھ کر ایک دھیمی اور مسحور کن مسکراہٹ سج چکی تھی۔۔۔

وہ ہر آنے والے مہمان کا خود استقبال کر رہا تھا اور اپنے بابا اور چاچو کے شانہ بشانہ کھڑا تھا۔۔۔

اندر سے اس رشتے کی اس کے نزدیک کیا اہمیت تھی۔۔اس کا ظاہری رویہ اس کے بالکل برعکس تھا۔۔۔اس نے یہ بندھن صرف اپنوں کی خوشیوں کی خاطر باندھا تھا۔۔

اور اس وقت ان سب اپنوں کو خوش دیکھ وہ بھی بہت خوش تھا۔۔

بس اتنا ہی مقصد تھا اس کے نزدیک اس شادی کا۔۔

اس لڑکی کی اسے قطعاً پرواہ نہیں تھی۔۔۔۔جو آج اس کے نام کر دی گئی تھی۔۔

وہ آج بھی اس کے لیے نفرت کا باعث ہی تھی۔۔۔اس کے گھر کے سبھی لوگ بہت خوش تھے۔۔۔سب کے چہرے خوشیوں سے جگمگا رہے تھے۔۔۔

اسے اس سے زیادہ کچھ نہیں چاہیے تھا۔۔۔

اگر اس پورے پر ہجوم ہال میں کوئی ایک وجود ایسا تھا جو بے پناہ دکھ، گھٹن، پریشانی اور اداس کے دریا میں ڈوبا ہوا تھا۔۔۔تو وہ صرف الہام تھی۔۔۔۔

الہام اس وقت ایک علیحدہ برائیڈل روم میں ڈریسنگ مرر کے سامنے بیٹھی اپنی تقدیر کے اس کھیل پر خون کے آنسو رو رہی تھی۔۔۔

گھر کی سب خواتین اس سے مل کر گئی تھیں۔۔۔ اور اس کی خوب تعریف کی تھی۔۔۔ اسے ہمیشہ خوش رہنے کی دعائیں دی تھیں۔۔۔

مگر الہام کا دل ویران تھا۔۔۔ کیونکہ وہ اس شادی کی حقیقت سے واقف تھی۔۔۔

الہام اس سرخ رنگ کے عروسی جوڑے میں اس قدر حسین اور من موہنی لگ رہی تھی کہ دیکھنے والے کی سانسیں تھم جائیں۔۔۔اس نے گہرے سرخ رنگ کا عروسی لہنگا زیب تن کر رکھا تھا۔۔

جس کا بھاری گھیر اس کے نازک وجود کے گرد پھیلا ہوا تھا۔۔۔

سرخ رنگ اس کی دودھیا اور شفّاف رنگت پر اس قدر کھل رہا تھا جیسے شبنم کے قطرے پر گلاب کا سرخ پتا چمکتا ہے۔۔۔

اس کے گردن میں ہیرے اور یاقوت سے جڑا ایک نفیس اور بھاری ہار سج رہا تھا جو اس کی صراحی دار گردن کی خوبصورتی کو دوآتشہ کر رہا تھا۔۔۔

کانوں میں جھلملاتے جھمکے۔۔ ماتھا پٹی اور ناتھ اس کے حسین اور معصوم چہرے پر بلا کی قیامت ڈھا رہی تھیں۔۔۔

اس کی سرمئی، جھیل جیسی آنکھوں میں اداسی اور آنسوؤں کا جو امتزاج تھا۔۔۔

اس نے اس کے حسن کو ماند کرنے کے بجائے ایک سحر انگیز، اچھوتی اور دلکش کشش عطا کر دی تھی۔۔۔۔

اس کے سرخ لپسٹک سے سجے لب ہلکے سے لرز رہے تھے اور سیاہ زلفیں جوڑے میں بندھی تھیں جن سے موتیے کی کلیاں لٹک رہی تھیں۔۔۔

وہ کسی ریاست کی وہ شہزادی لگ رہی تھی جسے اس کی مرضی کے بغیر کسی سفاک بادشاہ کے حوالے کیا جا رہا ہو۔۔۔

تقریب اپنے اختتام کو پہنچی تھی۔۔۔

نکاح کی کارروائی مکمل ہو چکی تھی اور الہام اب باقاعدہ طور پر اس شخص کی ملکیت بن چکی تھی۔۔۔

جب وہ شخص اس کے برابر میں آکر بیٹھا تو اس نے اس کے حسین روپ پر ایک نظر ڈالنے کی کوشش بھی نہیں کی تھی۔۔۔

وہ سب سے اچھے سے بات کر رہا تھا۔۔ مگر اس سے نکاح ہو جانے کے باوجود وہی سنگدل اور بے مہر انسان بنا رہا تھا۔۔

وہ اس وقت سیاہ کلر کے تھری پیس سوٹ میں ملبوس تھا۔۔ جس میں اس کی سحر انگیزی اور وجاہت اسے پوری محفل میں نمایاں کر رہی تھی۔۔

اپنے پہلو میں اس کی موجودگی کا احساس الہام کی گھبراہٹ کو بڑھا گیا تھا۔۔۔

فنکشن کے اختتام پر رخصت کرو کر دونوں دلہنوں کو ہاشمی ولاز لایا

گیا تھا۔۔۔

گاڑیاں ولاز کے وسیع پورچ میں داخل ہوئی تھیں۔۔۔۔ اگلی سیاہ

رنگ کی چمکتی ہوئی مرسڈیز دارم ہاشمی کی تھی۔۔۔ جس میں

ڈرائیونگ سیٹ پر وہ اپنے شاہانہ مغرور انداز میں براجمان تھا۔۔

اور اس کے ساتھ والی فرنٹ سیٹ پر الہام دلہن بنی بیٹھی تھی۔۔۔

بالکل خاموش، نڈھال اور گردن جھکائے۔۔۔۔

گاڑی کے اندر کا ماحول اس قدر گھٹن زدہ تھا کہ الہام کا دم گھٹ رہا

تھا۔۔۔۔

گاڑی چلاتے ہوئے دارم نے ایک بار بھی اس کی طرف نہیں دیکھا تھا۔۔۔

اور نہ ہی الہام نے اپنی نظریں اٹھا کر اس وجیہہ مگر سنگدل انسان کو دیکھنے کی جرات کی تھی۔۔۔

وہ دونوں ایسے بیٹھے تھے۔۔۔ جیسے دو اجنبیوں لوگوں کو بحالتِ مجبوری ایک ساتھ سفر کرنا پڑ گیا ہو۔۔۔

ان کی گاڑی کے بالکل پیچھے ولید کی گاڑی تھی جس میں وہ اور رہانیہ موجود تھے۔۔۔

جیسے ہی گاڑیاں پورچ میں رکیں۔۔۔۔

پچھلی گاڑی سے ولید انتہائی خوش دلی اور مسکراتے ہوئے باہر نکلا تھا۔۔۔

اس نے جا کر ہانیہ کے لیے گاڑی کا دروازہ کھولا اور اس کا بھاری لہنگا سنبھالتے ہوئے انتہائی احترام سے اس کا ہاتھ تھام کر اسے گاڑی سے اترنے میں مدد کرنے لگا تھا۔۔۔

لیکن اگلی گاڑی کا منظر بالکل مختلف تھا۔۔۔

دارم گاڑی کا دروازہ کھول کر اترا تھا۔۔۔ لیکن وہ الہام کی طرف بڑھنے کے بجائے جیب سے فون نکال کر کسی ضروری کال پر بات کرتے ہوئے گاڑی سے چند قدم دور ہٹ گیا تھا۔۔۔

اس کے تاثرات پر بلا کی بے نیازی اور غرور تھا۔۔۔

وہ الہام کو گاڑی میں اکیلے چھوڑ کر فون سننے میں مگن ہو گیا تھا۔۔

وہ سر عام اس کی توہین کر گیا تھا۔۔۔ اور ایسا کرنے پر الہام کوشش کے باوجود اپنی آنکھوں کو نم ہونے سے نہیں روک پائی تھی۔۔

ولاز کے مرکزی دروازے پر تمام گھر والے ثمن بیگم، حمیرا بیگم، عبداللہ صاحب اور باقی سب دلہنوں کے پر شکوہ استقبال اور رسومات کے لیے پھول لیے کھڑے تھے۔۔۔

الہام نے جب دیکھا کہ دارم اسے اکیلا چھوڑ کر جا چکا ہے اور سب گھر والے باہر منتظر ہیں۔۔۔

تو اس نے خود ہی گاڑی سے نکلنے کی کوشش کی تھی۔۔۔

مگر اس کا عروسی جوڑا اس قدر بھاری، وزنی اور گہرے کام کا تھا کہ وہ اس کے بوجھ تلے دب کر رہ گئی تھی۔۔۔

وہ جتنی کوشش کرتی، لہنگے کی زری اور دوپٹے پر لگی موتیوں کی لڑیاں گاڑی کے کونوں سے الجھ جاتی تھیں۔۔

اس سے اتنا ہیوی ڈریس سنبھالا ہی نہیں جا رہا تھا۔۔۔

اس کا دل چاہا تھا۔۔۔ یہیں بیٹھ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دے۔۔

مرکزی انٹرنس پر کھڑی حمیرا بیگم نے جب اپنے لاڈلے بیٹے کی یہ بے نیازی دیکھی۔۔۔تو ان کا دل کڑھ اٹھا تھا۔۔۔

وہ جلدی سے قدم بڑھاتی ہوئی دارم کے پاس گئیں اور اس کے بازو پر ہاتھ رکھ کر دھیمی مگر سخت آواز میں پکارا تھا۔۔۔

"دارم یہ کیا طریقہ ہے؟ جاؤ جا کر اپنی بیوی کی مدد کرو۔۔۔ دیکھو ولید کو، وہ ہانیہ کو کتنے پیار سے لا رہا ہے۔۔۔اور تم یہاں فون پر لگے ہو۔۔۔

وہ بچاری اکیلے گاڑی میں بیٹھی ہے۔۔۔"

انہوں نے اسے خفگی سے دیکھا تھا۔۔۔

"مما اس میں مدد کی کیا ضرورت ہے؟ گاڑی سے ہی تو اترنا ہے۔۔۔ کون سا پہاڑ چڑھنا ہے۔۔۔ جو وہ بچاری اکیلے نہیں چڑھ سکتی۔۔۔۔"

دارم نے فون کان سے ہٹایا تھا۔۔۔ اس کے چہرے پر ایک عجیب سا مغرور اور اکتایا ہوا تاثر ابھرا تھا۔۔۔

"دارم۔۔۔۔"

حمیرا بیگم اس کے اس روکھے اور مغرور انداز کو دیکھ کر ششدر رہ گئی تھیں۔۔۔

"اس وقت تمہیں اپنی دلہن کے ساتھ ہونا چاہیے۔۔سب لوگ دیکھ رہے ہیں۔۔۔تم کیوں اس کی ایسے انسلٹ کر رہے ہو۔۔۔ جیسے اپنی باقی رشتوں کو عزت اور اہمیت دیتے ہو۔۔۔ویسے ہی اسے بھی دینی پڑے گی۔۔۔جاؤ اور خاموشی سے اس کی مدد کرو۔۔۔۔۔"

حمیرا بیگم نے انتہائی مشکل سے،غصے اور پھر ملتجی انداز میں کہتے اسے الہام کے پاس بھیجا تھا۔۔

دارم نے ایک لمبا اور اکتایا ہوا سانس خارج کیا تھا۔۔۔

وہ لمبے ڈگ بھرتا ہوا گاڑی کی دوسری طرف آیا تھا۔۔۔

ایک جھٹکے سے اس کی سائیڈ کا دروازہ پورا کھولا تھا۔۔۔

اس اچانک کی گئی جارحانہ کاروائی پر الہام دہل گئی تھی۔۔۔

"باہر آؤ۔۔۔"

الہام کی طرف دیکھے بغیر سرد آواز میں بولا تھا۔۔۔

الہام جو پچھلے پانچ منٹ سے تنہا گاڑی میں پھنسے ہونے کی وجہ سے حد درجے شرمندگی اور بے بسی کا شکار تھی۔۔۔۔

دارم کے اتنے روڈ اور تلخ انداز پر اس کا ضبط جواب دے گیا تھا۔۔۔

اس کی خوبصورت سرمئی آنکھوں میں پانی بھر آیا اور آنسو گال پر آن بکھرے تھے۔۔۔

اس کا بھاری، کامدار دوپٹہ پیچھے سیٹ کے کور اور بیلٹ میں بری طرح پھنسا ہوا تھا۔۔۔ جس کی وجہ سے وہ ذرا سا بھی آگے نہیں ہو پا رہی تھی۔۔۔۔

"اب کیا مسئلہ ہے تمہارا؟ نکلو بھی باہر۔۔۔"

دارم نے جب دیکھا کہ وہ اب بھی نہیں ہل رہی۔۔۔ تو اس نے غصے سے دانت پیس کر کہا تھا۔۔۔

اور نیچے کو جھکا تھا۔۔۔جب پہلی بار اس کی نگاہیں بغور اس پری پیکر کے حسین روپ پر پڑی تھیں۔۔

سرخ رنگ کے لباس میں وہ دلہناپے کے روپ میں پور پور سجی قیامت ڈھا رہی تھی۔۔۔

گداز لبوں پر سجی سرخ لپسٹک۔۔۔ان کی نزاکت اور دلکشی میں مزید اضافہ کر رہی تھیں۔۔

پھولے ملائم گالوں پر سجا گلال اور اس شخص کے ایک دم سے قریب آجانے پر ان کی سرخی بڑھ کر اس معصوم چہرے کی دلفریبی کو بڑھا گئی تھی۔۔۔

چھوٹی سی ناک نتھ کے بوجھ سے سرخ ہو رہی تھی۔۔

وہ لڑکی ایمان متزلزل کر دینے والا حسن رکھتی تھی۔۔۔

"م۔۔۔۔میرا دوپٹہ۔۔۔"

الہام کی آواز آنسوؤں اور سسکیوں سے بالکل بھیگی ہوئی تھی۔۔۔

اس نے انتہائی بے بسی سے پیچھے پھنسے دوپٹے کی طرف اشارہ کیا تھا۔۔۔

اس کی کانپتی مترنم آواز نے اس لمحے دارم ہاشمی کا سکتا توڑا تھا۔۔۔

وہ لمحے کے ہزارویں حصے میں اپنی نگاہوں کازاویہ بدل گیا تھا۔۔
اس کی کنپٹی کی رگ غصے سے ابھر آئی تھی۔۔۔

اس کے اس طرح سے دیکھنے پر الہام کا چہرا تپنے لگا تھا۔۔۔باہر
سب لوگ کھڑے تھے۔۔

اس کا چہرا حیا آلودہوا تھا۔۔۔

دارم نے اکتا کر اپنی پیشانی پر بل ڈالے تھے۔۔۔وہ اس کا دوپٹہ
نکالنے کے لیے گاڑی کے اندر۔۔۔الہام کے بالکل اوپر جھکا
تھا۔۔۔

وہ اس منظر سے جلدی سے نکلنا چاہتا تھا۔۔۔۔

جھکنے کی وجہ سے دارم کا چہرا الہام کے چہرے کے بہت قریب آگیا

تھا۔۔۔

اور ٹھیک اسی لمحے۔۔۔ الہام نے گھبراہٹ کے عالم میں اچانک اپنا

چہرہ دوسری طرف موڑا تھا۔۔۔

دونوں کے درمیان تصادم ہوا تھا۔۔۔ اور الہام کا دل اس کے حلق

میں آن ٹھہرا تھا۔۔

یہ حادثہ اچانک پلک جھپکنے میں ہوا کہ دونوں میں سے کسی کو سنبھلنے کا

موقع نہ ملا تھا۔۔۔

الہام کے لرزتے، نرم ونازک لپسٹک سے سجے ہونٹ۔۔ انتہائی غیر متوقع طور پر دارم کے گال کو چھو گئے تھے۔۔۔

ایک شدید، سحر انگیز اور تلاطم خیز خاموشی فضا میں چھا گئی تھی۔۔

دونوں ہی ایک لمحے کے لیے بالکل ساکت اور جامد رہ گئے تھے۔۔۔

وقت جیسے وہیں ٹھہر گیا تھا۔۔۔

دارم اس کے بالکل اوپر جھکا ہوا تھا۔۔۔

الہام کی دھڑکنیں بے ترتیب ہو کر اس کی پسلیوں سے ٹکرا رہی تھیں۔۔۔

دارم کے وجود سے اٹھنے والی پرفیوم اور سگریٹ کی ملی جلی دلکش مہک الہام کے حواس پر چھانے لگی تھی۔۔۔

دارم کی گرم اور تیز سانسیں الہام کے چہرے، اس کے گالوں اور اس کی گردن پر کسی شعلے کی طرح محسوس ہو رہی تھیں۔۔۔

الہام کا دل اتنی زور سے دھڑک رہا تھا کہ اسے لگا اس کے سینے میں شور مچاتی دھڑکنوں کی آواز خود دارم بھی سن رہا ہے۔۔۔۔

دونوں کی آنکھیں ایک دوسرے کے بالکل قریب تھیں۔۔۔

دارم کی سیاہ، گہری اور پراسرار آنکھوں میں ایک لمحے کے لیے ایک عجیب سا احساس مگر شدید چمک ابھری تھی۔۔۔

جبکہ الہام کی آنکھیں خوف، شرم اور اضطراب سے پھیلی ہوئی تھیں۔۔۔اس کی پلکیں لرز رہی تھیں۔۔

اور ہونٹ گستاخی کرنے کے بعد اب سہمے ہوئے تھے۔۔۔

یہ منظر دنیا کا حسین ترین منظر تھا۔۔۔

اس وقت اگر دارم ہاشمی کی جگہ کوئی اور انسان ہوتا تو اپنا دل اس پری پیکر کے آگے ہار چکا ہوتا۔۔

دارم نے اپنی سرخ ہوتی نگاہوں کے زاویے کو ایک دم سے بدلا تھا۔۔۔

اور اپنے اندر کے اس اچانک ابھرنے والے طوفان کو دباتے

ہوئے۔۔۔اس دوپٹہ نکالنے کے لیے مزید آگے ہوا تھا۔۔۔

ایسا کرنے پر اس کی گرم سانسیں سیدھی الہام کی گردن پر پڑ رہی

تھیں۔۔۔جہاں سے اس کا بھاری دوپٹہ نیچے ڈھلک چکا تھا۔۔۔

اس کا گلا پیچھے سے کافی کھلا تھا۔۔۔جسے دوپٹے سے کور کیا گیا

تھا۔۔۔اور اب دوپٹہ بھی ہٹ جانے کی وجہ سے اس کی گردن کا

پچھلا حصہ دارم ہاشمی کی آنکھوں کے سامنے تھا۔۔۔

الہام نے اپنی آنکھیں شدت سے بند کر لی تھیں۔۔

دارم ہاشمی نے اس دودھیا دلکش منظر سے اپنی نگاہیں پھیر لی تھیں۔۔۔

دارم نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا تا کہ دوپٹہ آزاد کراتے۔۔۔ دوپٹے کو کھینچتے ہوئے۔۔ اس کی مضبوط اور بے رحم انگلیاں الہام کی مرمریں گردن کے پچھلے حصے کو چھو گئ تھیں۔۔۔

وہ اس کی واضح ہوتی گردن کو دوپٹے سے کور کر رہا تھا۔۔۔

اس لمس کے چھوتے ہی۔۔۔

الہام کے پورے وجود میں کرنٹ کی ایک شدید لہر دوڑ گئ تھی۔۔۔

اس کا روآں روآں کانپ اٹھا تھا۔۔

وہ مارے شرم اور سنسنی کے اپنے اندر ہی سمٹ کر رہ گئی تھی۔۔۔

اس کے دودھیا چہرے کی رنگت لمحوں میں سرخ انار کی طرح دہکنے لگی تھی۔۔۔اور کان کی لویں تک لال ہو گئی تھیں۔۔۔

دارم نے جھٹکے سے دوپٹے کا پھنسا ہوا کونا باہر نکالا اور پیچھے ہٹ گیا تھا۔۔۔

اس کا چہرا اب بھی بالکل سرد، سپاٹ اور تاثرات سے عاری تھے۔۔

جیسے اس چند سیکنڈز کی تلاطم خیز قربت اور ہونٹوں کے لمس سے

اسے کوئی فرق ہی نہ پڑا ہو۔۔۔

لیکن آنکھوں کی سرخی اور برہمی کچھ اور ہی کہہ رہی تھی۔۔۔

"ہاتھ دو۔۔۔"

اس نے اپنی مضبوط چوڑی ہتھیلی الہام کے سامنے پھیلاتے سرد لہجے

میں کہا تھا۔۔۔

الہام شدید گھبراہٹ، شرم اور لرزتے حواس کے ساتھ۔۔۔ اس

کی ان سفاک نگاہوں کے تیروں سے بچنے کی کوشش کرتی

ہوئی۔۔۔

اپنا کانپتا، نازک مہندی اور انگوٹھیوں سے سجا حنائی ہاتھ اس کی کشادہ ہتھیلی پر رکھ گئی تھی۔۔

دارم نے اس کے ہاتھ کو اپنی گرفت میں لیا اور اسے گاڑی سے باہر نکالا تھا۔۔۔

جیسے ہی الہام باہر آئی نکلی۔۔۔وہ لہنگے کے بوجھ سے ڈگمگائی تھی۔۔۔

لیکن دارم نے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے اپنا دوسرا ہاتھ الہام کی نازک کمر کے گرد حمائل کرکے اسے سہارا دیا تھا۔۔۔

اس کی کمر پر دارم کے ہاتھ کا بھاری دباؤ محسوس ہوتے ہی الہام کے

پورے وجود میں سنسنی کی ایک لہر دوڑ گئی تھی۔۔۔

یہ لمحات اس کے لیے بہت زیادہ کٹھن تھے۔۔۔اور شاید دارم ہاشمی

کے لیے بھی۔۔۔

وہ بالکل اس کے سینے کے ساتھ لگی ہوئی تھی۔۔۔

وہ دونوں ایک ساتھ نظر لگ جانے کی حد تک پیارے لگ رہے

تھے۔۔۔

وجیہہ ،دراز قد،رعب دار اور ڈیشنگ دارم ہاشمی کے پہلو میں کھڑی

انتہائی نازک، حسین اور گڑیا جیسی الہام۔۔۔

وہ جتنا کانفیڈنس اور مغرور نظر آرہا تھا۔۔۔ الہام اتنی ہی نروس اور گھبرائی ہوئی لگ رہی تھی۔۔۔

جب وہ دونوں پورچ سے گزر کر ولاز کے مرکزی ڈرائنگ روم کی طرف بڑھے۔۔۔ تو وہاں موجود ہر شخص کی نظریں ان پر جم کر رہ گئی تھیں۔۔۔

وہ دونوں ایک ساتھ بے حد خوبصورت، شاہانہ اور دلکش کپل لگ رہے تھے۔۔۔

دارم کی سحر انگیز اور مغرور شخصیت اور الہام کا معصوم، نازک اور رعنائیاں بکھیرتا روپ دونوں کا امتزاج ایک افسانوی منظر پیش کر رہا تھا۔۔۔

ڈرائنگ روم میں شادی کے بعد کی رسومات کے لیے تمام انتظامات پہلے سے کیے گئے تھے۔۔۔

گھر کی خواتین کافی ایکسائیٹڈ تھیں۔۔۔ دارم ہاشمی پہلی بار ان کے قابو میں آنے والا تھا۔۔۔ جو ہمیشہ شادی بیاہ کے موقع پر ان سب معاملات سے دور رہتا تھا۔۔

وہ انتہائی سنجیدہ اور سرد مزاج انسان تھا۔۔ جس سے بات کرتے وقت اکثر سوچنا پڑتا تھا۔۔۔

دارم الہام کو صوفے پر بٹھا کر وہاں سے ہٹنے لگا تھا۔۔۔ اتنے کر دینے کی وجہ سے کی اس کے چہرے پر اکتاہٹ بھرے تاثرات چھائے ہوئے تھے۔۔۔

ثمن بیگم نے فوراً مسکرا کر اس کا بازو پکڑ لیا تھا۔۔۔

"کہاں جا رہے ہو دارم؟ خاموشی سے اپنی دلہن کے پاس بیٹھو۔۔۔ ابھی رسومات باقی ہیں۔۔۔۔"

انہوں نے خوشی سے جگمگاتے چہرے کے ساتھ اسے ایسے روکا تھا۔۔وہ انکار نہیں کر پایا تھا انہیں۔۔۔

دارم نے ناچاہتے ہوئے بھی ایک گہری سانس لی اور الہام کے ساتھ صوفے پر بیٹھ گیا تھا۔۔۔

سامنے والے صوفے پر ولید اور ہانیہ ہنستے مسکراتے بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔

کچھ ہی دیر میں ملازمین نے ان دونوں جوڑوں کے سامنے چاندی کے بڑے اور کھلے تھال لا کر رکھ دیے تھے۔۔۔

تھال دودھ اور گلاب کی تازہ سرخ پتیاں سے لبریز تھے۔۔۔ جن میں سے ان کو انگوٹھی ڈھونڈنی تھی۔۔

حمیرا بیگم نے آگے بڑھ کر مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔

"بھائی آپ کو پتا ہے۔۔۔ جس کو رنگ پہلے مل گئی۔۔ اس کا مطلب یہی ہو گا کہ ساری زندگی اپنے پارٹنر پر اسی کی حکمرانی چلے گی۔۔۔"

حفصہ نے پرجوش انداز میں بتایا تھا۔۔۔

دارم نے جب یہ بات سنی۔۔۔ تو اس کی پیشانی پر شدید ناگواری کی شکنیں ابھری تھیں۔۔۔۔

"واٹ نان سینس۔۔۔یہ کیا بے وقوفانہ بات ہے؟"

اس نے بیزاری سے کہا تھا۔۔۔جو صرف الہام ہی سن پائی تھی۔۔۔

ولید اور ہانیہ جو اس وقت ان دونوں کی نسبت بہت کچھ خوشگوار کپل لگ رہے تھے۔۔انہوں نے رسم شروع بھی کر دی تھی۔۔

دارم نے بگڑے تاثرات دیکھ کر سب نے اس سے فاصلے پر رہنا ہی ٹھیک سمجھا تھا۔۔

حمیرا بیگم کے کہنے پر نہ چاہتے ہوئے۔۔اسے بھی اس رسم کے لیے ہاتھ بڑھانا پڑا تھا۔۔

الہام کا چہرہ گھبراہٹ اور شرم سے جھکا ہوا تھا۔۔۔

جبکہ دارم کے تاثرات اب بھی سخت اور سرد تھے۔۔۔

دودھ کے اندر الہام کا کانپتا ہوا ہاتھ بار بار دارم کی سخت انگلیوں اور ہتھیلی سے ٹکرا رہا تھا۔۔

جس سے الہام کی دھڑکنیں مسلسل تیز ہو رہی تھیں۔۔۔

اچانک سامنے والے صوفے سے شور ابھرا تھا۔۔۔

ہانیہ نے ہنستے ہوئے دودھ میں سے انگوٹھی باہر نکال لی تھی۔۔۔

"واہ ہانیہ جیت گئی۔۔۔"

تمام کزنز اور خواتین نے تالیاں بجا کر شور مچایا تھا۔۔۔

"اب تو ساری زندگی ولید کو ہانیہ کی ہر بات ماننی پڑے گی۔۔۔ہانیہ کا راج ہو گا۔۔۔"

ولید نے بھی ہنس کر ہار تسلیم کر لی تھی۔۔۔

سلیمان اور اشعر بھی وہاں آ چکے تھے۔۔۔اور اب سب کی نظریں دلچسپی بھرے انداز میں دارم اور الہام پر جمی ہوئی تھیں۔۔

دارم انتہائی بے دلی اور اکتاہٹ کے ساتھ ہاتھ دودھ میں گھما رہا تھا کہ اچانک اس کی انگلیوں سے انگوٹھی ٹکرا گئی تھی۔۔

اس نے بغیر کسی محنت کے انگوٹھی کو پکڑا اور ہاتھ سے باہر نکال لیا

تھا۔۔۔

انگوٹھی دارم کے ہاتھ میں تھی۔۔۔

پورا ہال ایک بار پھر ہوٹنگ اور قہقہوں سے گونج اٹھا تھا۔۔۔

"اوہو۔ دارم بھائی یہاں بھی جیت گئے۔۔۔ یہ تو بالکل بھی نہیں ہونا

چاہیے تھا۔۔

اب تو ہماری معصوم بھابھی پر دارم بھائی کا ہی راج ہو گا۔۔۔"

وہ سب ان کو چھیڑ رہے تھے۔۔۔ وہ سب یہی چاہتے تھے۔۔ الہام جیتتی۔۔ کوئی تو ہو جو دارم ہاشمی کو قابو کرے۔۔۔۔

مگر وہ اکڑو انسان یہاں بھی بازی لے گیا تھا۔۔۔

اس کے بگڑے تاثرات سب ہی نوٹ کر رہے تھے۔۔ مگر کوئی کچھ نہیں بول سکتا تھا اس معاملے میں۔۔

الہام نے ڈرتے ڈرتے اپنی سرمئی آنکھیں اٹھا کر دارم کی طرف دیکھا تھا۔۔۔

دارم ہاشمی بھی اسی کو دیکھ رہا تھا۔۔ اس کی سیاہ آنکھوں میں ایک ہولناک، گہرا اور فاتحانہ تاثر تھا۔۔۔

"اس فضول رسم سے ہٹ کر بھی۔۔۔ تم ساری زندگی میری ہی تابع رہنے والی ہو۔۔۔ تمہیں میرا ہر حکم، ہر اشارہ فالو کرنا پڑے گا۔۔۔ یاد رکھنا۔۔۔"

اس نے نامحسوس طریقے سے الہام کے بالکل قریب جھک کر۔۔۔ انتہائی دھیمی اور زہر آلود آواز میں کہا تھا۔۔۔

الہام کا خون جیسے منجمد ہو گیا تھا۔۔۔

اس کی فتح کی وہ غرور بھری چمک الہام کے دل کو مزید خوفزدہ کر گئی تھی۔۔۔

رسومات کا سلسلہ ختم ہوا۔۔۔تو حمیرا بیگم نے مسکرا کر ولید اور

دارم کو کہا تھا کہ وہ اپنی دلہنوں کو کمرے میں لے جائیں۔۔۔۔

ولید نے کوئی لمحہ ضائع نہیں کیا تھا۔۔۔اس نے مسکرا کر ہانیہ کا

ہیوی برائیڈل لہنگا دیکھا اور ایک ہی جھٹکے میں ہانیہ کو اپنی بانہوں

میں اٹھا لیا تھا۔۔۔

وہاں سب نے بھرپور ہوٹنگ کی تھی۔۔۔ولید اور ہانیہ کی محبت سے

تو سب ہی واقف تھے۔۔۔

دارم نے بھی مسکرا کر ان دونوں کو دیکھا تھا۔۔

ہانیہ کی شرمیلی ہنسی گونجی تھی۔۔ اور ولید اسے لیے اوپر سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔

ادھر دارم نے الہام کی طرف دیکھے بغیر، تنہا ہی صوفے سے اٹھ کر کمرے کی طرف جانے کے لیے قدم بڑھا دیے تھے۔۔۔

سب نے یہ منظر دیکھا تھا۔۔۔ دارم نے یہ شادی عبداللہ صاحب کی خوشی کی خاطر کی تھی۔۔ یہ بات سب جانتے تھے۔۔

مگر وہ پہلے دن ہی اس کے ساتھ ایسا سلوک کرے گا۔۔ انہیں اس بات کا اندازہ نہیں تھا۔۔

وہ ویسے ہی بہت غصے والا تھا۔۔ اور اوپر سے الہام کے ساتھ اس کا

رویہ مزید خراب تھا۔۔

سب کو الہام کے لیے برا لگ رہا تھا۔۔۔ مگر کوئی بھی اسے کچھ کہنے

کی ہمت نہیں کر پایا تھا۔۔

"دارم۔۔۔"

حمیرا بیگم نے اسے پیچھے سے پکارا تھا۔۔۔

"یہ کیا طریقہ ہے؟ میری بہو سے اتنے بھاری جوڑے میں چلا نہیں

جا رہا۔۔۔ دیکھ نہیں رہے اس کی مدد کرو۔۔۔"

الہام نے جب حمیرا بیگم کی یہ بات سنی۔۔ تو اس کی گھبراہٹ کی انتہا نہ رہی تھی۔۔۔

اس شخص کی بانہوں میں جانا اس کے لیے کسی عذاب سے کم نہ تھا۔۔۔

"ن۔۔۔ نہیں۔۔ میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔ میں خود سے چل کر جا سکتی ہوں۔۔۔"

اس نے روہانسے لہجے میں جلدی سے کہا تھا۔۔

ہال میں موجود تمام گھر والے اور کزنز دلچسپی کے ساتھ ان دونوں کو دیکھ رہے تھے۔۔۔۔

الہام کا وہ انتہائی گھبرایا اور شرمیلا انداز، اور دوسری طرف دارم کا وہی مخصوص، غرور سے بھرا۔۔ سرد رویہ۔۔۔

الہام کا یوں سب کے سامنے انکار کرنا اور اسے منع کرنا۔۔۔۔

دارم ہاشمی کو اس کی اکڑ اور بغاوت محسوس ہوئی تھی۔۔۔اس کی تکبر مزاجی کو یہ بات ناگوار گزری تھی۔۔۔۔

دارم کے قدم تھم گئے تھے۔۔

اس کے چہرے پر ایک سخت تاثر ابھرا تھا۔۔

وہ واپس پلٹا اور تیز قدم اٹھاتا ہوا الہام کے بالکل قریب آگیا

تھا۔۔

اس سے پہلے کہ الہام کچھ سمجھ پاتی یا پیچھے ہٹتی۔۔

دارم نے ایک لمحے کی تاخیر کیے بغیر جھک کر اپنے دونوں مضبوط

بازو الہام کے نازک وجود کے گرد پھیلائے اور اسے ایک ہی جھٹکے

میں اپنی بانہوں میں اٹھا لیا تھا۔۔

"آہ۔۔۔"

الہام کے لبوں سے ایک دبی ہوئی چیخ نکلی تھی۔۔۔جو ہال کے شور

میں دارم کے علاوہ کوئی اور نہیں سن پایا تھا۔۔۔

وہ مارے شرم اور خفت کے بالکل سرخ پڑ گئی تھی۔۔

اس کا چہرہ خود بخود دارم کے کشادہ سینے سے مس ہو رہا تھا۔۔

دارم کی مضبوط، کسرتی اور چوڑی بانہوں میں الہام کا وہ نازک،

دھان پان اور عروسی جوڑے میں سجا وجود۔۔۔

دیکھنے والوں کے لیے انتہائی خوبصورت اور پرکشش منظر پیش کر رہا

تھا۔۔

سب کے چہروں پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔۔

دارم بنا اس کی جانب دیکھے۔۔۔ مضبوط قدموں کے ساتھ

سیڑھیاں چڑھ گیا تھا۔۔۔

اس کے چہرے کے تاثرات بالکل سپاٹ تھے۔۔۔ جیسے وہ کوئی بے

جان چیز اٹھائے جا رہا ہو۔۔۔

وہ سیڑھیاں چڑھ کر اوپر کے پورشن میں آیا اور اپنے بیڈ روم کے

سامنے آ کر رک گیا تھا۔۔۔

اس نے پاؤں سے ہلکا سا دباؤ دے کر دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوا

تھا۔۔۔

کمرے میں قدم رکھتے ہی الہام کا سانس اٹک گیا تھا۔۔۔

پورا کمرہ پھولوں کی خوشبو سے مہک رہا تھا۔۔۔

بیڈ، سائیڈ ٹیبلز، اور ڈریسنگ ایریا کو سرخ گلاب کے تازہ پھولوں، سفید موتیے کی لڑیوں اور جگہ جگہ جلتی ہوئی مدھم موم بتی کی روشنیوں سے نہایت نفاست اور خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔۔۔

کمرے کی لائٹس آف تھیں۔۔ صرف موم بتیوں کی زرد، رومانوی اور نرم روشنی پورے کمرے پر ایک سحر انگیز فضا قائم کر رہی تھی۔۔

اس دلکش اور رومانوی ماحول کو دیکھ کر دونوں کے قدم ایک سیکنڈ کے لیے تھم گئے تھے۔۔

الہام کے دل کی گھبراہٹ اپنی تمام حدیں پار کر گئی تھی۔۔۔

اس سفاک، سنگدل اور غضبناک شخص کے ساتھ اس بند، سجے ہوئے اور رومانوی کمرے میں بالکل اکیلے ہونے کے تصور ہی سے اس کی حالت خراب ہونے لگی تھی۔۔۔

اس کی سانسیں پھولنے لگی تھیں۔۔۔

دارم کے چہرے کے تاثرات مزید تن گئے تھے۔۔۔

دارم نے اسے کوئی خاص اہمیت نہ دیتے ہوئے۔۔۔ آگے بڑھ کر اسے نرمی سے بیڈ کے پاس نیچے اتار دیا تھا۔۔۔

بالکل ایسے جیسے کوئی بوجھ اتارا جاتا ہے۔۔۔

اس نے بغیر کسی تاخیر کے ہاتھ بڑھایا اور دیوار پر لگے مین سوئچ کو دبا کر کمرے کی تمام لائٹس آن کر دی تھیں۔۔۔

ایک ہی پل میں کمرے کی وہ مدھم رومانوی روشنی ختم ہو گئی تھیں۔۔۔ اور تیز سفید روشنی نے پورے کمرے کو روشن کر دیا تھا۔۔

دارم نے اپنے کوٹ کو اتار کر صوفے پر پھینکا تھا۔۔۔

شرٹ کے بٹن کھولے۔۔۔ اپنی گھڑی اتاری اور اسے سائیڈ ٹیبل پر پٹختے ہوئے الہام کی طرف مڑا تھا۔۔۔

الہام اس سرخ عروسی جوڑے، جیولری اور میک اپ میں پریوں کی طرح سجی کھڑی تھی۔۔۔

اس کا روپ اتنا حسین اور سحر انگیز تھا کہ کوئی بھی مرد اس پر سے اپنی نظریں نہ ہٹا پاتا۔۔۔

مگر دارم ہاشمی نے اس کی طرف ایک نظر بھی ٹھیک سے نہ دیکھا تھا۔۔۔

اس کے چہرے پر وہی مخصوص بے حسی، سرد مہری اور طنز طاری رہا تھا۔۔۔

"تم یہ سب تبدیل کر کے سو جاؤ۔۔۔ مجھے تمہارے اس حلیے میں۔۔۔ اور تم میں۔۔۔ رتی برابر بھی کوئی انٹرسٹ نہیں ہے۔۔۔"

اس کا ایک ایک لفظ الہام کے منہ پر تھپڑ کی طرح لگا تھا۔۔۔

اس کا چہرا مارے تذلیل کے سرخ ہوا تھا۔۔۔ وہ بھی کوئی مری نہیں جا رہی تھی اس شخص کی توجہ حاصل کرنے کے لیے۔۔

مگر وہ جس طرح سے اسے حقارت آمیز الفاظ بولتا تھا۔۔ وہ سہنا بہت مشکل تھا۔۔

دارم اس کے مقابل آن کھڑا ہوا تھا۔۔۔

اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر حتمی انداز میں مزید کہا تھا۔۔۔

"ہم ہزبینڈ اور وائف۔۔۔ صرف اس کمرے سے باہر کے لیے

ہیں۔۔۔ دنیا اور گھر والوں کو دکھانے کے لیے۔۔

اندر۔۔۔ ہم دونوں بالکل اجنبی ہیں۔۔۔ جن کا ایک دوسرے سے

کوئی لینا دینا نہیں ہے۔۔۔۔

اس لیے مجھ سے کسی بھی قسم کی توقع رکھنے کی غلطی مت

کرنا۔۔۔"

وہ انتہائی بے حسی اور سرد مہری سے اپنے الفاظ مکمل کرتا ہو اواش

روم کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔

وہ اتنی پیاری، اتنی حسین اور دلکش لگ رہی تھی۔۔۔ مگر اس بے حس انسان نے اس کے روپ کو سرے سے نظر انداز کر دیا تھا۔۔۔

اس کی طرف ایک بار بھی دیکھنا گوارا نہ کیا تھا۔۔

الہام وہاں بیڈ کے پاس کھڑی کی کھڑی رہ گئی تھی۔۔

اس شخص کی اس قدر بے نیازی اور تحقیر پر الہام کو نجانے کیوں اندر ہی اندر ایک شدید غصہ اور خفت محسوس ہوئی تھی۔۔۔

اس کا دل چاہا کہ وہ چیزیں اٹھا کر دیوار پر مارے۔۔۔

مگر پھر۔۔۔

"میں غصہ کیوں ہو رہی ہوں؟"

اس نے اپنے آنسو پونچھے اور ایک لمبی ٹھنڈی سانس لی تھی۔۔۔۔

"یہ تو اچھی بات ہے۔۔۔ بہت اچھی بات ہے کہ اس بے حس اور ظالم انسان کو مجھ میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔۔۔

اس ہٹلر کے ساتھ اجنبی بن کر رہنا ہی میری زندگی کے لیے سب سے بہترین اور سکون دہ ہے۔۔۔"

اس نے اپنے دل کو تسلی دی تھی۔۔

مگر اس سجے ہوئے کمرے میں کھڑے ہو کر، اس کی آنکھوں سے خود بخود آنسو بہہ کر اس کے گالوں پر بہنے لگے تھے۔۔۔

جس لڑکی کو اس کے اپنے ماں باپ نے دل سے قبول نہیں کیا تھا۔۔۔ اسے دھتکار دیا تھا۔۔۔

اسے بھلا دنیا میں کوئی اور انسان کیسے ہی قبول کرتا۔۔ اس کے دل میں اذیت کا احساس بڑھ گیا تھا۔۔۔

وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے جا کر کھڑے ہوتے اپنی جیولری اتارنے لگی تھی۔۔۔۔

اس نے سب سے پہلے اپنا دوپٹہ اتارا تھا۔۔۔

جسے نجانے کتنی پنز لگا کر سیٹ کیا گیا تھا۔۔۔کافی دیر ان پنز سے الجھنے کے بعد اس نے خود کو اس بھاری دوپٹے کی قید سے آزاد کروایا تھا۔۔

جس کے آزاد ہوتے ہی اس کے لہنگے کا بلاؤز۔۔ جس کا ڈیپ گلا دوپٹے نے ہی کور کر رکھا تھا۔۔

وہ اب پوری طرح سے واضح ہونے لگے تھے۔۔۔اس کے وجود کی حشر ساماںیاں جو دوپٹے نے چھپا رکھی تھیں۔۔۔

دوپٹے کے ہٹتے ہی اس کے گداز وجود کے نشیب و فراز مکمل طور پر اجاگر ہونے لگے تھے۔۔

اسی لمحے دارم فریش ہو کر واش روم سے نکلا تھا۔۔ وہ اپنے دھیان

میں آگے بڑھ رہا تھا۔۔۔ جب اچانک اس کی نظر سامنے کے منظر

پر اٹھی تھی۔۔۔

اور پھر پلٹنا جیسے بھول ہی گئی تھی۔۔۔ اس کا پچھلا گلا بہت زیادہ

ڈیپ تھا۔۔۔

دارم کے ماتھے پر شکنوں کا جال بن گیا تھا۔۔۔ لبوں کو سختی سے

بھینچتے وہ اس کے قریب گیا تھا۔۔۔

وہ اپنے دھیان میں اپنی کلائیوں سے چوڑیاں اتار رہی تھی۔۔

اس کے مرر میں ابھرتے عکس کو دیکھ کر جہاں اندر سے اس کو گھبراہٹ ہوئی تھی۔۔ مگر وہیں اس نے بظاہر یہی دکھانے کی کوشش کی تھی کہ جیسے اس شخص کو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔۔

ویسے ہی اس شخص کی موجودگی سے اسے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔

دارم اس کے حلیے کو دیکھ کر شدید تپ اٹھا تھا۔۔۔

"یہ کیسا حلیہ ہے۔۔۔؟؟ جاؤ جا کر کپڑے بدلو۔۔۔"

اس نے بالوں میں برش کرتے انتہائی سرد لہجے میں کہا تھا۔۔۔

جبکہ الہام نے نوٹ کیا تھا وہ اس کی جانب دیکھنے سے گریز برت رہا تھا۔۔

"یہ کمرہ اب میرا بھی ہے۔۔میں جیسے چاہوں یہاں رہ سکتی ہوں۔۔۔ویسے بھی آپ کو مجھ سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔ تو میں جیسے بھی رہوں۔۔۔ آپ کو اعتراض کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔"

اس کی سرخ ہوتی آنکھوں میں جھانکتے وہ اس کی جانب مڑتے جواب دے گئی تھی۔۔۔

ایسا کرنے سے وہ دارم کے بالکل مقابل آن کھڑی ہوئی تھی۔۔

جس کے باعث اس کے آگے کا گہرا گلا اور اس کی دلکشی مکمل طور پر
دارم کی آنکھوں کے سامنے آگئی تھی۔۔۔

وہ مٹھیاں بھینچتا۔۔۔اپنے ہی الفاظ اپنی جانب لٹائے جانے پر اسے
غصے سے گھورتا۔۔۔وہاں سے ہٹ گیا تھا۔۔

"کتنا ایٹی ٹیوڈ ہے آپ میں مسٹر دارم ہاشمی۔۔۔مان لیں آپ بھی
ایک عام مرد ہیں۔۔جو خود کو جتنا بھی مضبوط ظاہر کرلے۔۔
ایک حسین عورت۔۔۔وہ بھی جو اس کی بیوی ہو۔۔۔اس کے
سامنے اپنے نفسی جذبات پر قابو رکھنا بہت مشکل کام ہے۔۔۔
خیر آپ کو خود پر جبر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔

میں آپ کی طرح ظالم نہیں ہوں۔۔۔ آپ کی ضرورت کو سمجھ کر

تھوڑا تو کاپریٹ کرنے کا سوچ ہی سکتی ہوں۔۔۔"

الہام کی انا کو اس شخص نے بہت ٹھیس پہنچائی تھی۔۔۔وہ بھی اپنا

بدلہ پورا کرنا چاہتی تھی۔۔۔

مگر اسے اندازہ نہیں تھا کہ وہ کچھ زیادہ ہی بول گئی تھی۔۔۔

دارم ہاشمی کو بیڈ کی جانب بڑھ رہا تھا۔۔

اس کے بات پر رکا تھا۔۔۔اور پھر پلٹ کر انتہائی حقارت آمیز

نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

"اوہ۔۔۔میں یہ کیسے بھول گیا کہ تم کوئی شرم وحیا والی۔۔شریف اور مشرقی لڑکی نہیں ہو۔۔

جس سے میں تھوڑی سی حیا اور شرم کی توقع کر سکوں۔۔۔تمہاری تو عادت ہے۔۔۔مردوں کو لبھانے کی۔۔بہت بار تو میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے تمہیں۔۔۔

اس دن صائم کے ساتھ گاڑی میں، پھر پارٹی میں غیر مردوں سے ہاتھ ملانا۔۔کبھی میری بانہوں کا ہار بن جانا۔۔۔چند روپیوں کے کانٹریکٹ کے پیچھے۔۔۔

تم تو کئی سب کے چکی ہو۔۔۔ تمہارے لیے کسی بھی مرد کے قریب

جانا کوئی نئی بات تھوڑی نا ہے۔۔۔

میرا توجہ نہ دینا۔۔۔ یا باقی مردوں کی طرح تمہارے روپ کو نہ

سراہنا لگتا ہے تم سے برداشت نہیں ہوا۔۔"

دارم ہاشمی نے اپنے اوپر ہوئے طنز کا ایسا جواب دیا تھا کہ وہاں کھڑی

الہام کی روح چھلنی ہوئی تھی۔۔

وہ اس کے کردار کو کس قدر ہلکا کر گیا تھا۔۔

الہام کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔۔۔ اس کا ضبط جواب

دے گیا تھا۔۔

دارم جو بیڈ کی جانب بڑھ رہا تھا۔۔

وہ ایک دم سے اس کی جانب بڑھی تھی۔۔۔اور اس کے مقابل جا کر اس کا رستہ روکتے۔۔۔وہ اس کا گریبان میں میں بھینچ گئی تھی۔۔

اس کا چہرا مارے اہانت اور غصے سے لال ہو چکا تھا۔۔

آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے۔۔

"کیا بکواس کر رہے ہیں آپ میرے بارے میں۔۔۔؟ کیا آپ اس بات کی گواہی دے سکتے ہیں کہ میں ایک بد کردار اور برتی ہوئی لڑکی ہوں۔۔ آپ ایسے کیسے مجھے اتنا گھٹیا بول سکتے ہیں۔۔

صائم سے میرا کبھی کوئی ایسا تعلق نہیں رہا۔۔۔اس نے کبھی مجھے نہیں چھوا۔۔۔اس پارٹی میں اس دن پہلی بار گئی تھی میں۔۔۔

میری ایک نادانی اور ناسمجھی کو آپ کتنا گھٹیا رنگ دے گئے ہیں۔۔۔

میرے پاس آپ کی طرح اتنے سارے رشتے نہیں تھے۔۔۔

صرف ایک ماں تھی میرے پاس۔۔۔میں نہیں جانتی تھی کہ وہ مجھے اس طرح سے استعمال کر رہی ہے۔۔صرف اس ماں کے آنسو اور تکلیف کو دیکھ کر۔۔۔اس وقت مجبوراً صائم کی بات مان کر آپ کے قریب گئی تھی میں۔۔

اگر مجھے اب تک کسی مرد نے اتنے قریب سے چھوا ہے۔۔ یا میں کسی کے قریب خود سے گئی ہوں تو وہ صرف آپ ہیں دارم ہاشمی۔۔

مجھے میری سگی ماں نے جھوٹی کہانی گھڑ کر آپ کے پاس بھیجا تھا۔۔۔ میں خدا کی قسم کھانے کو تیار ہوں۔۔

مجھے ایک فیصد بھی خبر نہیں تھی کہ مجھے وہاں رات گزارنے کے گھناؤنے کھیل کے لیے وہاں بھیجا جا رہا ہے۔۔۔ میں بدکردار لڑکی نہیں ہوں۔۔۔ میری غلطی بس اتنی ہے۔۔ کہ میں نے اپنی زندگی میں موجود واحد رشتے۔۔۔ اپنی ماں پر بھروسہ کر کے۔۔۔ ان کی

بات مانی اور آپ کی پاس گئی۔۔۔ آپ مجھ پر ایسے اتنی بڑی تہمت نہیں لگا سکتے۔۔

سمجھے آپ۔۔"

وہ جو اتنے وقت سے مسلسل اس کی حقارت آمیز نگاہوں کا سامنا کر رہی تھی۔۔۔

آج اس کے واضح توہین آمیز الفاظ نے اس کو زخمی شیرنی بنا دیا تھا۔۔۔ جو اپنے کردار کی صفائی دینے کی خاطر ایک ہی سانس میں چیختے ہوئے بولنے لگی تھیں۔۔۔

آخر میں اس کا سانس پھول گیا تھا۔۔۔وہ گہرے گہرے سانس لیتی اس کا گریبان اپنی مٹھیوں میں جکڑے ہوئے تھی۔۔

دارم ہاشمی نے اس کی ساری بات خاموشی سے سنی تھی۔۔۔اور آخر میں اس کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔۔

اس نے الہام کی بلاؤز میں ڈھکی نازک کمر میں اپنا بازو سختی سے حمائل کیا تھا۔۔۔اور ایک جھٹکے سے اسے اپنے قریب کر لیا تھا۔۔

اس کی گرم سانسیں الہام کے چہرے کو جھلسانے لگی تھیں۔۔

الہام اس کی اس حرکت پر بری طرح سے گھبرا گئی تھی۔۔۔

اس کا ہاتھ انتہائی بے باکی سے اس کی کمر کے نچلے حصے کو تھامے ہوئے تھا۔۔۔اس کی انگلیاں اسے اپنے وجود سے ٹچ ہوتی محسوس ہو رہی تھیں۔۔

مارے شرم وحیا کے اس کے چہرے کی رنگت خطرناک حد تک سرخ ہوئی تھی۔۔۔

"تمہیں کیا لگتا ہے۔۔تم ایسے رو دھو کر۔۔آنسو بہا کر مجھے یہ سب جھوٹی باتیں کرو گی۔۔۔اور میں یقین کر لوں گا۔۔۔"

وہ شخص جب بولا تو اس کا لہجہ پہلے سے بھی زیادہ سفاک تھا۔۔۔

الہام اسے آنسوؤں سے دھندلائی آنکھوں سے دیکھ کر رہ گئی
تھی۔۔

اس نے اس کا ہاتھ ہٹانا چاہا تھا۔۔۔ مگر اس نے مزید مضبوطی سے
جکڑتے سے اپنے مزید قریب کھینچ لیا تھا۔۔

اس شخص کی آنکھوں میں بھی اس وقت بے پناہ غصہ تھا۔۔۔ جس
سے وہ اس کے نازک وجود کو بھسم کرنے کو تیار تھا۔۔۔

وہ اسے بہت آرام سے چھوڑ رہا تھا۔۔ لیکن اس لڑکی کو شاید اس کی
نرمی پسند ہی نہیں آئی تھی۔۔۔

"تمہیں شاید برا لگا ہے میرا اگنور کرنا۔۔ تمہیں عادت کے مردوں کی توجہ پانے کی۔۔۔ تم فکر مت کرو۔۔ میں تمہیں مایوس نہیں کروں گا۔۔۔"

دارم نے اس کی ٹھوڑی کو اپنی گرفت میں لیتے اس کا چہرا اپنے مقابل کیا تھا۔۔۔

جبکہ اس کے الفاظ پر الہام کا دل زخمی ہوا تھا۔۔

یہ شخص اسے دنیا کی بدترین لڑکی سمجھتا تھا۔۔وہ سمجھ گئی تھی کہ وہ اسے اپنا یقین دلاتے دلاتے شاید مر بھی جائے گی۔۔

یہ تب بھی اس کی بات کو جھوٹ ہی مانے گا۔۔

اس کا چہرا پوری طرح سے آنسوؤں سے تر ہو چکا تھا۔۔۔

"چھوڑو مجھے۔۔۔"

اس کی گرفت سے خود کو آزاد کروانے کی کوشش کرتے وہ چیخی تھی۔۔۔

"چھوڑ رہا تھا۔۔۔ مگر تمہیں برداشت نہیں ہوا۔۔۔"

دارم نے اس کے ہاتھ کو جھٹکتے۔۔۔ اس کے بلاوز کی زپ پر اپنا ہاتھ رکھا تھا۔۔۔

الہام کے پورے وجود میں کرنٹ دوڑ گیا تھا۔۔۔

"کک کیا کر رہے ہیں آپ۔۔۔"

الہام اس کے ہاتھوں کی گستاخیاں دیکھ گڑبڑا گئی تھی۔۔

"وہی جو تم چاہتی تھی۔۔۔"

دارم نے جھک کر اس کی کمر کو اپنے دونوں ہاتھوں سے تھامتے اسے بیڈ پر پھینک دیا تھا۔۔

اس شخص کی آنکھوں سے اس وقت آگ نکل رہی تھی۔۔

الہام نے بے ساختہ سینے پر بازو باندھتے خفت زدہ نگاہوں سے اس شخص کی جانب دیکھا تھا۔۔۔جو اس پر جھک چکا تھا۔۔۔

الہام نے پیچھے سرکنے کی کوشش کی تھی۔۔۔ مگر اس نے الہام کی دونوں کلائیاں کو اپنی گرفت میں لیا تھا اور سر کے اوپر کرتے وہیں جکڑ لیا تھا۔۔۔

اس شخص کا چوڑا مضبوط وجود الہام کے نازک سراپے کو پوری طرح سے ڈھانپ گیا تھا۔۔

"تم مجھے بالکل بھی پسند نہیں ہو۔۔۔ مجھے نفرت ہے تم سے۔۔ تم سے شادی کس وجہ سے کی۔۔ تم اچھے سے جانتی ہو۔۔۔ تمہیں کیا لگا تھا۔۔

ہم ایک ہیپی کپل کی طرح رہیں گے۔۔ تم ہوتی کون ہو مجھ پر بکواس کرنے والی۔۔۔"

دارم کی آگ اگلتی نگاہیں اس کے حسین چہرے کو جھلسا رہی تھیں۔۔

اس کی گرفت کے نیچے الہام کو اپنی کلائی میں پڑی چوڑیاں ٹوٹتی ہوئی محسوس ہوئی تھیں۔۔۔

مگر ان چوڑیوں کی چبھن دل کی چبھن سے بہت کم تھی۔۔

اس کے ہاتھ کو اپنی گردن کی جانب بڑھتے دیکھ الہام کی جان نکل گئی تھی۔۔۔

اس نے الہام کی گردن سے نیکلس اتارنے کی کوشش کی تھی۔۔۔

جس کوشش میں اس کی انگلیاں گداز گردن سے مس ہوئی تھیں۔۔

الہام نے اس کے ہاتھ کو جھٹکنے کی کوشش کی تھی۔۔ مگر وہ اپنا بچاؤ نہیں کر پارہی تھی۔۔۔

دارم نے اس کی گردن سے نیکلس اتار کر پھینک دیا تھا۔۔۔وہ شخص انتہائی بے رحمی اور غصے بھرے انداز میں اس کی گردن پر جھکنے لگا تھا۔۔

جب مارے گھبراہٹ کے وہ جلدی سے کروٹ بدلتی اپنے گہرے گلے کو چھپانے کی کوشش کرتی۔۔

اس کے دہکتے لمس سے بچنے کی کوشش بھی کر رہی تھی۔۔

اس کے یوں کروٹ بدلنے پر اس کی دودھیا کمر دارم کی آنکھوں کے سامنے تھی۔۔۔

وہ جو غصے سے پاگل ہو رہا تھا۔۔۔اس وقت اس لڑکی کو اذیت پہنچانے کے لیے وہ کچھ بھی کر سکتا تھا۔۔

اس لڑکی کی بغاوت اسے سخت ناگوار گزری تھی۔۔

اس کی زپ وہ پہلے ہی کھول چکا تھا۔۔۔

رہی سہی کسر اب پوری کر دی تھی۔۔۔ الہام کو جب اپنی غلطی کا

احساس ہوا تو اس نے واپس سیدھا ہونا چاہا تھا۔۔۔

مگر دارم نے اب کی بار ایسا کرنے ہی نہیں دیا تھا۔۔

وہ اس کے جھکتے۔۔۔ اپنے بے رحم ہونٹوں اور بیرڈ کی سفاکیت کے

ساتھ۔۔۔ اس کی نازک کمر اور گردن پر اپنے دہکتے لمس سے نشاں

چھوڑتا وہ شخص اس وقت محبت نہیں نفرت کی انتہا کر گیا تھا۔۔

الہام اس کی گرفت میں تڑپ کر رہ گئی تھی۔۔۔ اور وہ اسے دیکھتا مزید تڑپا رہا تھا۔۔ اس نے الہام کے جوڑے میں کسے بالوں کو کھولنے کی زحمت نہیں کی تھی۔۔۔

اس کی گردن ہونٹوں کے پے درپے وار سے وہ بالکل سرخ ہو چکی تھی۔۔۔

اس کی گردن سے نیچے کمر کے عین وسط میں ایک سیاہ تل چمک رہا تھا۔۔۔

دارم نے بہت بے دردی سے اس تل کو اپنی ہونٹوں سے چھوا تھا۔۔۔الہام کے لبوں سے مارے شرم اور درد کے کراہ نکل گئی تھی۔۔

وہ جیسے الفاظ سے اس پر رحم نہیں کرتا تھا۔۔۔ویسے ہی اس وقت بھی نہیں کر رہا تھا۔۔۔

"چھوڑیں مجھے۔۔ آپ ایسا نہیں کر سکتے میرے ساتھ۔۔۔اگر آپ کو اپنے جذبات پر کنٹرول نہیں ہے۔۔تو اپنی کسی من پسند عورت کے پاس جائیں۔۔۔مجھے نفرت ہے آپ سے۔۔۔"

وہ بھرپور جدوجہد کر رہی تھی۔۔۔

دارم نے اپنی سرخ شعلہ بار نگاہیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔جو اس کی گرفت میں بے بس۔۔۔

آنکھیں میچے ہوئے تھی۔۔۔

"آئندہ میرے آگے ایسی بکواس مت کرنا۔۔۔ورنہ میں اگلی بار نہیں بخشوں گا۔۔۔"

وہ انتہائی غصے سے کہتا اسے آزاد کر گیا تھا۔۔۔وہ بری طرح سے کانپ رہی تھی۔۔

اسے اپنا وجود اس کے لمس سے سلگتا ہوا محسوس ہوا تھا۔۔۔ اس شخص نے اس کے اوپر سے اٹھتے ایک انتہائی بے باک اور گستاخی بھری نگاہ اس کے بکھرے حلیے پر ڈالی تھی۔۔۔

اگلے ہی پل جھک کر اس کا بازو پکڑتے اپنی جانب کھینچا تھا۔۔۔

الہام کو اس شخص سے اتنی بے شرمی کی توقع نہیں تھی۔۔۔ وہ اسے اپنے قریب کرتا ہاتھ اس کی کمر کے پیچھے لے جاتا۔۔۔

اس کی زپ کو بند کرنے لگا تھا۔۔۔ وہ اس پر بالکل اپنی ملکیت جمائے ہوئے تھا۔۔۔ چھونے کا انداز بالکل ویسا ہی حاکمانہ تھا۔۔۔

الہام کے جسم کا سارا خون اس کے چہرے پر سمٹ آیا تھا۔۔۔اس شخص کی گستاخ انگلیاں اسے اپنی کمر پر محسوس ہو رہی تھیں۔۔۔

جبکہ دوسرے ہاتھ سے اس نے کندھے سے سرکتا اس کا بلاؤز درست کیا تھا۔۔۔

اس کی گرم سانسیں الہام کی گردن کو چھو رہی تھیں۔

"کل سے میں تمہیں اس گھر میں بالکل ویسے ہی رہتے دیکھوں۔۔۔جیسے اس گھر کی باقی عورتیں رہتی ہیں۔۔

پہننے اوڑھنے سے لے کر۔۔۔کچن میں کھانا بنانے تک۔۔۔

اگر تم مجھے اپنے بے ہودہ حلیے میں نظر آئی تو میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا۔۔"

اس نے ایک جھٹکے سے زپ بند کی تھی۔۔۔

الہام آنکھیں میچ گئی تھی۔۔۔وہ اس کے آگے اب بالکل بھی مزاحمت نہیں کر رہا تھا۔۔۔

کیونکہ وہ جتنی مزاحمت کر رہی تھی۔۔۔وہ اتنی زیادہ برہمی دکھا رہا تھا۔۔

وہ مزید اس شخص کی آگ اگلتی قربت برداشت نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

"میں سب کچھ کروں گی۔۔۔ مگر آپ دوبارہ میرے قریب نہیں آئیں گے۔۔۔ اور نہ مجھے ایسے چھوئیں گے۔۔"

وہ اپنی آواز کی نمی کو چھپانے کی کوشش کرتے بمشکل بولی تھی۔۔۔

اس کی بات کے جواب میں دارم نے اسے خود سے دور دھکیل دیا تھا۔۔۔ اس کی خمار آلود نگاہیں اس لرزتے کانپتے نازک وجود پر تھیں۔۔

وہ اس وقت بکھرے حلیے میں۔۔ اس کی بے باکیوں سے شرم سے دوہری ہوتی۔۔ مزید حسین لگ رہی تھی۔۔

اوپر سے اس کی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے۔۔

"تم میری بات ماننا۔۔۔میں تمہاری مانوں گا۔۔۔"

وہ سیگریٹ سلگھاتا اسے لبوں سے لگا گیا تھا۔۔

اس کی نگاہیں الہام کے لپسٹک سے سجے بے انتہا حسین گداز لبوں پر تھیں۔۔۔

"میں مانوں گی۔۔۔سب باتیں مانوں گی۔۔۔لیکن میری بات بھی یاد رکھیئے گا۔۔۔اگر آپ دوبارہ ایسے توہین آمیز انداز میں میرے قریب آئے۔۔

مجھے کسی شے کی طرح استعمال کرنے کی کوشش کی۔۔۔تو میں خود کو ختم کردوں گی۔۔۔ویسے بھی میری ضرورت یہاں کسی کو نہیں ہے۔۔۔"

وہ اس کی جانب دیکھ کر سسکتے ہوئے لہجے میں بولتی واش روم کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔

دروازہ بہت زور سے بند ہوا تھا۔۔۔دروازے کے ساتھ لگتی۔۔وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔

"اللہ جی۔۔جب میری یہاں کسی کو ضرورت ہی نہیں ہے تو آپ مجھے اپنے پاس بلا لیں نا۔۔

میں بہت تکلیف میں ہوں۔۔۔پلیز میری تکلیف کم کر دیں۔۔۔

میں نے تو کبھی کسی کے ساتھ برا نہیں کیا۔۔تو میرے ساتھ اتنا برا

کیوں ہو رہا ہے۔۔۔"

وہ مسلسل رو رہی تھی۔۔۔اس کی ہچکیاں بندھ گئی تھیں۔۔

باہر کھڑکی کے پاس کھڑے درام ہاشمی کے چہرے کے اس وقت

انتہائی ناقابلِ فہم تاثرات تھے۔۔۔

اس کی آنکھوں کے سامنے بار بار وہ منظر گھوم رہے تھے۔۔ابھی

تھوڑی دیر پہلے جو وہ لڑکی اس کے اتنے قریب تھی۔۔

اس کے چہرے کی رنگت متغیر ہوئی تھی۔۔

خون شریانوں میں ابلنے لگا تھا۔۔اس کی کنپٹی کی رگیں خطرناک حد تک باہر کو ابھر آئی تھیں۔۔

وہ مٹھیاں بھینچے خود پر ضبط کیے کھڑا تھا۔۔۔اس کا دماغ غصے سے پھٹ رہا تھا۔۔

وہ اپنی کیفیت سمجھنے سے قاصر تھا۔۔۔وہ نہیں جانتا تھا کہ اسے اتنا غصہ اور بے چینی کیوں کو رہی تھی۔۔

وہ اس پر اپنا غصہ نکال تو چکا تھا۔۔۔

پھر یہ اضطراب کیوں پاگل کر رہا تھا اسے۔۔۔

اسی لمحے واش روم کا دروازہ کھلا تھا۔۔ وہ کافی دیر کے بعد باہر آئی تھی۔۔۔

بلیک کلر کے سادہ سے شیفون کے لباس کا ہم رنگ دوپٹہ اس کے کندھے پر پڑا تھا۔۔

بالوں کو لپیٹ کر جوڑے کی شکل دے رکھی تھی۔۔ سوجی سرخ آنکھیں اور آنسو سے دھلا حسین چہرا۔۔ وہ اس لمحے اداس چاند کے جیسے معلوم ہو رہی تھی۔۔

وہ بنا کچھ بولے خاموشی سے بیڈ سے تکیہ اٹھاتے صوفے کی جانب گئی تھی۔۔۔

اس نے دارم کی طرف دیکھنے کی زحمت بھی نہیں کی تھی۔۔

صوفے پر نیم دراز ہوتے۔۔۔اس کی دوپٹے سے خود کو پوری طرح سے کور کر لیا تھا۔۔

دارم ہاشمی نجانے کتنی دیر وہاں کھڑا سیگریٹ پھونکتا رہا تھا۔۔کافی دیر بعد جاکر وہ بیڈ کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔

لائٹس آف کرتے بیڈ پر نیم دراز ہوتے۔۔۔وہ سائیڈ لیمپ بھی آف کر گیا تھا۔۔

کمرے میں تاریکی محسوس کرتے۔۔۔

الہام نے آنکھیں کھولی تھیں۔۔۔ کئی آنسو ٹوٹ کر اس کے چہرے پر بکھر گئے تھے۔۔

"میں اس دنیا کے ہر انسان کو معاف کر دوں گی۔۔ اپنے ماں باپ کی بھی ہر زیادتی معاف کر دوں گی۔۔ مگر آپ کو مرتے دم تک معاف نہیں کروں گی۔۔"

وہ دل ہی دل میں اس سے مخاطب تھی۔۔ جواب بیڈ پر شاہانہ انداز میں بہت ہی سکون کے ساتھ سو رہا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

اس نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ اس کی شادی کی پہلی رات بھی اس کے لیے اذیت اور تکلیف سے بھری ہو گی۔۔

جو رات محبتوں اور خوشیوں سے بھرپور ہوتی تھی۔۔وہ بھی اس کے لیے آزمائش بن جائے گی۔۔۔

رات بھر وہ صوفے پر سمٹی، اپنے ہی آنسوؤں کے بحر میں ڈوبی، سسکیاں دباتی رہی تھی۔۔۔

وہ دہکتے لمس، وہ بے رحم گرفت، اور کردار پر لگائی گئی وہ سفاکانہ تہمتیں۔۔۔

ہر لفظ اور ہر لمس اس کے نازک وجود کو اندر سے آہستہ آہستہ جلا رہا تھا۔۔۔

صبح کے نو بج چکے تھے۔۔۔۔

سورج کی تیز کرنیں پردوں کے درزوں سے چھن کر روم میں آ رہی تھیں۔۔۔

مگر الہام کی دنیا میں صرف تاریکی تھی۔۔۔

وہ صبح سویرے ہی بستر سے اٹھی تھی اور ایک سرسری سی نگاہ بیڈ پر ڈالی تھی۔۔

وہ کمرے میں کہیں نہیں تھا۔۔۔

اس نے اپنی رکی ہوئی سانسیں بحال کی تھیں۔۔۔

وہ واش روم کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔۔اور اپنے وجود کو اس شخص کے لمس سے پاک کرنے کی ناکام کوشش میں دیر تک شاور کے نیچے کھڑی رہی تھی۔۔۔

مگر اس کی وہ دہکتی بے رحم سانسیں اور اس کا بے باک لمس اسے پورے وقت اپنے وجود پر محسوس ہوتا رہا تھا۔۔۔

شاور لینے کے بعد دارم کی ہدایت کے مطابق اس نے ایک مکمل مشرقی لباس پہنا تھا۔۔۔

جو گھر کی خواتین پہنتی تھیں۔۔۔وہ تھک گئی تھی اس سفاک انسان کی انا سے اپنا سر پھوڑ پھوڑ کر۔۔۔

وہ اب تھک چکی تھی۔۔۔اس نے ہار ماننے کا سوچ لیا تھا۔۔۔

اس کا چہرہ سوجا ہوا تھا۔۔۔

آنکھیں لال اور جسم نڈھال تھا۔۔۔ مگر اس نے اپنے چہرے پر خاموشی اور بے حسی کا خول چڑھا لیا تھا۔۔۔

اسے اس گھر کے لوگوں سے ہمدردیاں نہیں چاہیے تھیں۔۔۔

یہ سب ہی اس کے مجرم تھے۔۔۔سب کو اپنے سکون اور اپنے ضمیر کے بوجھ کی پرواہ تھی۔۔۔

اس کے احساسات اور جذبات کی فکر کسی کو نہیں تھی۔۔

جب وہ کمرے سے نیچے آئی تو اسے پتہ چلا کہ دارم ہاشمی گھر میں موجود نہیں تھا۔۔۔

ملازمہ نے بتایا کہ وہ صبح فجر کے وقت ہی کسی انتہائی ضروری آفیشل ڈیوٹی اور ایمرجنسی کا کہہ کر جا چکا تھا۔۔

یہ خبر سنتے ہی الہام نے سکھ کا ایک لمبا اور گہرا سانس لیا تھا۔۔۔

کچھ وقت کے لیے تو وہ اس کی زہریلی نگاہوں کا سامنا کرنے سے بچ گئی تھی۔۔

اس کے سینے پر سے جیسے منوں وزنی پتھر ہٹ گیا ہو۔۔۔

اس کے اندر سے ایک شکر گزاری کی لہر اٹھی تھی۔۔

کہ چند دن اس ظالم، سفاک اور سنگدل انسان کی زہر آلود نگاہوں اور وحشیانہ قربت سے نجات ملی۔۔۔

اس سوچ کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں رات کے وہ مناظر گھوم گئے تھے۔۔

اس شخص کی بے باکی اور بے رحمی الہام کا چہرا لال کر گئی تھی۔۔۔

اس کا بلاؤز، وہ کھلی زپ، اس کی گردن پر دارم کے بے رحم ہونٹوں کی جلا دینے والی تپش اور سیاہ تل پر دیا گیا وہ دردناک لمس۔۔۔

وہ سوچ کر ہی اس کے پورے وجود میں سنسنی سی دوڑ گئی تھی۔۔۔

الہام کی رنگت لمحوں میں بے انتہا سرخ ہو گئی تھی۔۔۔

شرم، خفت، غصے اور تذلیل کے جذبات نے ایک ساتھ اس کے گالوں کو دہکا دیا تھا۔۔۔

اس نے اپنے نچلے لب کو دانتوں تلے سختی سے کچل ڈالا تھا۔۔۔اور نظریں جھکا کر ڈائننگ ہال کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔۔

ڈائننگ ٹیبل پر ہاشمی ولاز کے تمام افراد موجود تھے۔۔۔۔جہاں کا ماحول معمول کی نسبت تھوڑا کشیدگی بھرا تھا۔۔

شہاب صاحب کا چہرہ شدید غصے سے لال ہو رہا تھا۔۔۔

ان کے سامنے چائے کا کپ رکھا تھا جسے انہوں نے ہاتھ تک نہیں لگایا تھا۔۔۔

حمیرا بیگم خاموشی سے سر جھکائے بیٹھی تھیں جبکہ عبداللہ صاحب اپنے بھائی کے غصے کو ٹھنڈا کرنے کی ناکام کوشش کر رہے تھے۔۔۔

"حد ہوتی ہے لاپرواہی اور بے حسی کی۔۔"

شہاب صاحب نے غصے سے کہا تھا۔۔۔

ان کی بھاری آواز ڈائننگ ہال میں گونجی تھی۔۔۔ان کا غصہ بھی دارم ہاشمی جیسا ہی تھا۔۔۔

وہ دارم کے اس طرح سے چلے جانے پر شدید خفگی کا شکار تھے۔۔

انہیں الہام کے لیے بہت برا لگ رہا تھا۔۔۔

"شادی کے اگلے ہی دن۔۔۔ پہلی صبح۔۔۔

کون سا ایسا ملک کا اہم ترین بحران آپڑا تھا کہ وہ صاحبزادے اپنی نئی نویلی بیوی کو یوں اکیلا چھوڑ کر۔۔ بغیر کسی سے پوچھے۔۔ بغیر کسی کو بتائے چلے گئے؟"

الہام خاموشی سے اپنی کرسی پر بیٹھی، نظریں پلیٹ پر جمائے ناشتہ کرنے میں مصروف ظاہر کر رہی تھی خود کو۔۔۔

اسے ان لوگوں کی ہمدردی بھری نگاہیں نہیں چاہیے تھیں۔۔۔

وہ ایسے بیٹھی تھی جیسے اس بات سے اس کا کوئی تعلق ہی نہ ہو۔۔۔

"وہ۔۔۔وہ کہہ رہا تھا کہ ہیڈ کوارٹرز سے اچانک ایمر جنسی کال آگئی تھی۔۔۔جانا بہت ضروری تھا۔۔۔"

حمیرا بیگم نے دھیمی اور شرمندہ سی آواز میں کہا تھا۔۔۔انہوں نے صبح صبح سے کال ملائی تھی۔۔

جس کا یہی جواب ملا تھا انہیں۔۔۔

"کچھ ضروری نہیں تھا۔۔۔"

شہاب صاحب نے فوراً ان کی بات کاٹی تھی۔۔۔

ان کا لہجہ سخت سے سخت تر ہوتا جا رہا تھا۔۔۔

"ہم بھی بزنس اور ذمہ داریاں سنبھالتے آئے ہیں حمیرا۔۔ ڈیوٹی اپنی جگہ، مگر زندگی کے نئے رشتے کا احترام بھی کوئی چیز ہوتا ہے۔۔۔

ہم اپنی ہی بچی کے ساتھ یہ زیادتی برداشت نہیں کر سکتے۔۔ ویسے پر معاملے میں اتنا زمہ دار ہے۔۔۔ لیکن یہاں جو غیر زمہ داری کو مظاہرہ کیا ہے اس نے۔۔۔ وہ انتہائی غلط ہے۔۔۔"

شہاب صاحب کو الہام کے لیے برا لگ رہا تھا۔۔ جو اس پورے وقت میں بالکل اجنبی بنی رہی تھی۔۔۔

"بھائی صاحب جب آپ بھی جانتے ہیں کہ ہمارا دارم اتنا سمجھدار اور زمہ دار ہے۔۔ تو ہو سکتا ہے بہت زیادہ ایمر جنسی ہو۔۔ اور وہ انکار نہ کر سکتا ہو۔۔"

عبد اللہ صاحب کی مداخلت کرنے اور سمجھانے پر وہ شہاب صاحب خاموش ہوئے تھے۔۔

اسی لمحے ثمن بیگم نے ماحول کا تناؤ کم کرنے کی کوشش کی اور سامنے بیٹھے ولید اور ہانیہ کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے پوچھا تھا۔۔

"ولید بیٹا۔۔ تم بتاؤ۔۔ تم دونوں ہنی مون کے لیے کہاں جا رہے ہو اور کب کی تیاری ہے؟"

الہام نے بھی نگاہیں اٹھا کر اس خوشیوں سے جگمگاتے کپل کو دیکھا تھا۔۔۔ ان دونوں کی مسکراہٹ دیکھ وہ بھی مسکرادی تھی۔۔۔

وہ دوسروں کی خوشیوں میں خوش ہونے والی ایک بہت پیارے دل کی لڑکی تھی۔۔۔ جسے اس ناقدرے شخص نے نجانے کیا مان لیا تھا۔۔

اس کی آنکھوں کے گوشے نم ہوئے تھے۔۔ مگر پلکیں جھپکتے وہ بہت سہولت سے انہیں چھپاگئی تھی۔۔

"ہماری کل صبح کی فلائٹ ہے۔ ہم تین ہفتوں کے لیے ملائیشیا جا رہے ہیں۔۔۔ ساری پیکنگ اور تیاریاں مکمل ہو چکی ہیں۔۔۔"

ولید کی بات سن کر شہاب صاحب کے چہرے پر ان دنوں کی خوشی دیکھ کر تو اطمینان آیا۔۔ مگر دارم کی لاپرواہی پر ان کا غصہ اور بھڑک اٹھا تھا۔۔۔

انہوں نے حمیرا بیگم کو گھورتے ہوئے انتہائی حتمی انداز میں کہا:

"آپ بھی اپنے صاحبزادے کو فون کریں۔۔۔

اس سے کہیں وہ اپنی ڈیوٹی ختم کرے اور شام تک واپس آئے۔۔۔ڈیوٹی ضروری ہے۔۔ مگر اس نے شادی کی ہے۔۔۔

وہ کم از کم دو تین ہفتوں کی چھٹی لے سکتا تھا اور اسے لینی چاہیے تھی۔۔ اور اگر اسے وہاں رہنا اتنا ہی پسند ہے۔۔۔ تو وہ الہام بیٹی کو بھی اپنے ساتھ لے کر جائے۔۔۔

وہ یہاں اکیلی کیوں رہے؟"

شہاب صاحب کی یہ بات سن کر الہام کا چہرہ لمحوں میں بالکل زرد اور پھیکا پڑ گیا تھا۔۔۔

اس کے ہاتھ سے کانٹا چھوٹتے چھوٹتے بچا تھا۔۔۔

دارم کے ساتھ جانا؟ اس شخص کے ساتھ دوسرے شہر میں، ایک ہی چھت تلے، جہاں بچانے والا بھی کوئی نہ ہو؟

اس تصور ہی سے الہام کی جان نکلنے لگی تھی۔۔۔

اس کا پورا وجود اندر سے کانپ اٹھا تھا۔۔۔

وہ دل ہی دل میں التجا کرنے لگی کہ کاش شہاب صاحب کی یہ بات سچ نہ ہو۔۔۔۔

وہ ہٹ دھرم انسان ماننے سے انکار کر دے۔۔

"بھائی صاحب آپ بلاوجہ دارم پر اتنا غصہ کر رہے ہیں۔۔۔۔

آپ جانتے ہیں نا کہ دارم اس پورے گھر کا سب سے زیادہ ذمہ دار اور سنجیدہ لڑکا ہے۔۔۔۔

اس نے کبھی اپنی ذاتی زندگی کے لیے اپنے فرائض سے لاپرواہی نہیں کی۔۔۔ اس نے جان بوجھ کر ایسا نہیں کیا ہو گا۔۔ واقعی کوئی بہت سنگین اور ضروری کام ہو گا تبھی وہ گیا ہے۔۔۔ ز"

عبداللہ صاحب نے ہمیشہ کی طرح اپنے لاڈلے اور چہیتے بھتیجے کی سائیڈلی تھی۔۔۔

مگر ٹیبل پر موجود باقی تمام لوگ شہاب صاحب، حمیرا بیگم اور ثمن بیگم خاموش رہے تھے۔۔۔

ان سب نے کل رات اور پورچ میں دارم کا الہام کے ساتھ جو سرد، مغرور اور روکھا رویہ دیکھا تھا۔۔۔

وہ اچھے سے جانتے تھے کہ دارم کسی مجبوری میں نہیں گیا تھا۔۔

بلکہ وہ جان بوجھ کر الہام کی طرف سے یہ لاپرواٸی برت کر گیا

ہے۔۔۔

الہام نے اس بحث میں ایک لفظ بھی نہیں بولا تھا۔۔

وہ بس خاموشی سے۔۔ نظریں جھکاۓ ایک ایک نوالہ نگلنے کی

کوشش کر رہی تھی۔۔ جو اس کے حلق میں اٹک رہا تھا۔۔۔

اسی اثنا میں اس نے اپنی نظریں اٹھا کر سامنے دیکھا تھا۔۔

ولید ہانیہ کے بالکل قریب جھک کر اس کے کان میں کوئی پیار بھری سرگوشی کر رہا تھا۔۔۔ اور ہانیہ کے خوبصورت چہرے پر شرم اور خوشی سے بھری ایک دلکش مسکراہٹ کھل رہی تھی۔۔۔

ان دونوں کے چہروں سے سچی محبت، عزت اور تحفظ کا احساس چھلک رہا تھا۔۔۔

ان دونوں کی اس بے ساختہ اور حسین محبت کو دیکھ کر الہام کے زرد چہرے پر ایک نرم، مگر انتہائی اداس مسکان ابھر آئی تھی۔۔۔

الہام کے دل میں ایک لمحے کے لیے ہانیہ پر رشک ابھرا تھا۔۔۔

کتنی خوش قسمت تھی وہ۔۔۔۔

اسے ایک ایسا شوہر ملا جو اس کی عزت کرتا تھا۔۔۔اس سے محبت کرتا تھا۔۔۔

اور ایک وہ تھی۔۔۔۔جسے صرف نفرت، تذلیل اور تحقیر کا تحفہ ملا تھا۔۔۔

الہام نے چپ چاپ اپنا ناشتہ ختم کیا۔۔۔کسی سے بات کیے بغیر کرسی پیچھے سرکائی اور خاموشی سے اوپر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔۔۔

سب نے فکر مند نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔مگر اس وقت کوئی بھی اس کے لیے کچھ نہیں بول پایا تھا۔۔

جو بھی تھا۔۔ دارم ہاشمی کی اہمیت اس گھر میں الہام سے کہیں زیادہ تھی۔۔۔

کوئی بھی اس سے الہام کی خاطر نہیں الجھنا چاہتا تھا۔۔ الہام کو اس گھر میں لایا تو بہت محبت سے گیا تھا۔۔۔ مگر اس کے ساتھ جانے ان جانے میں یہاں بھی نے انتہا زیادتیاں ہو رہی تھیں۔۔۔

لیکن وہ بالکل خاموش ہو گئی تھی۔۔

اس نے اب شکوہ شکایت کرنا چھوڑ دی تھی۔۔۔

شاید اس شخص کے خوف کی وجہ سے۔۔۔ وہ بہت زیادہ ڈرتی تھی اس سے۔۔

یا پھر شاید اس وجہ سے کہ وہ اپنی قسمت کی ستم ظریفی سمجھ گئی تھی۔۔۔ وہ ایسی قسمت لے کر پیدا ہی نہیں ہوئی تھی۔۔۔

کہ جس میں وہ خوشیوں اور محبتوں کی حقدار ٹھہرتی۔۔۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی الہام نے دروازہ اندر سے لاک کیا تھا۔۔۔

الہام کا ضبط آخر کار جواب دے گیا تھا۔۔۔

وہ بستر کے کنارے پر بیٹھی اور اپنے چہرے کو دونوں ہاتھوں میں چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔۔

اس کی ہچکیاں بندھ گئی تھیں۔۔۔

اس کے اندر جتنا درد، جتنی اذیت اور تذلیل کا زہر جمع تھا، وہ سب آنسو بن کر بہنے لگا تھا۔۔۔

کچھ دیر بعد کمرے کے دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی تھی۔۔۔

الہام نے جلدی سے اپنے آنسو پونچھے۔۔۔ چہرہ صاف کیا اور جا کر دروازہ کھولا تھا۔۔۔

سامنے حمیرا بیگم کھڑی تھیں۔۔۔ ان کے چہرے پر شدید تشویش تھی۔۔۔

"الہام بیٹا۔۔۔؟"

حمیرا بیگم اندر آئیں اور الہام کی سوجی ہوئی لال آنکھیں اور روتا ہوا چہرہ دیکھ کر ان کا دل تڑپ اٹھا تھا۔۔۔

انہوں نے آگے بڑھ کر الہام کو اپنے ساتھ لگایا اور اسے بیڈ پر بٹھاتے ہوئے اس کے سر پر پیار دیا تھا۔۔

"تم رو رہی ہو الہام؟ کیا ہوا ہے میرے بچے؟ مجھے بتاؤ۔۔۔"

ان کی آواز میں بے پناہ تشویش اور ہمدردی تھی۔۔۔۔

"ن۔۔ نہیں تائی جان۔۔۔ کوئی خاص وجہ نہیں ہے۔۔۔۔ بس ایسے ہی ماما کی یاد آگئی تھی اور دل بھر آیا تھا۔۔۔"

الہام نے نظریں جھکالیں اور رندھی ہوئی آواز میں بمشکل بولی تھی۔۔۔

حمیرا بیگم نے اس کے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں تھاما تھا۔۔۔ ان کی آنکھوں میں بھی نمی کا تاثر تھا۔۔۔

"مجھ سے جھوٹ مت بولو الہام۔۔۔"

حمیرا بیگم کی آواز بھیگ گئی تھی۔۔۔۔

"میں ماں ہوں دارم کی۔۔۔ اور میں اسے اور اس کے غصے کو اچھے سے جانتی ہوں۔۔۔۔ میں جانتی ہوں کہ اس کا رویہ تمہارے ساتھ بالکل اچھا نہیں ہے۔۔۔۔

وہ رات سے ہی تمہارے ساتھ ناانصافی کر رہا تھا۔۔۔ اور آج صبح یوں بنا بتائے چلے جانا۔۔۔

یہ سب اس کی طرف سے بہت غلط کیا گیا ہے۔۔۔۔ لیکن تم فکر مت کرو۔۔۔ میں اسے فون کروں گی۔۔۔ اسے سخت ڈانٹوں گی۔۔۔۔ وہ اپنی غلطی سمجھ جائے گا۔۔۔"

وہ اسے محبت سے پچکارتے ہوئے بولی تھیں۔۔۔

"نہیییں۔۔۔"

الہام نے گھبراکر فوراً حمیرا بیگم کا ہاتھ تھام لیا تھا۔۔۔

اس کی آواز میں التجا اور گہرا درد تھا۔۔۔۔

"پلیز آپ ان سے کچھ مت کہیے گا۔۔۔۔"

وہ اچھے سے جانتی تھی وہ اس بات کا الزام پھر اسے ہی دے گا۔۔۔۔

"لیکن کیوں الہام؟ وہ غلط کر رہا ہے۔۔"

حمیرا بیگم نے حیرت سے اسے دیکھا تھا۔۔۔

الہام نے ایک تلخ اور زخمی مسکراہٹ اپنے لبوں پر سجائی تھی۔۔۔

اس کے گال پر ایک اور آنسو ڈھلک گیا تھا۔۔۔

"مجھے۔۔۔مجھے کسی کے رویے سے اب کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔"

الہام کا لہجہ اس قدر بے حس اور درد سے بوجھل تھا کہ حمیرا بیگم کا سکتہ طاری ہو گیا تھا۔۔۔

"میرے لیے یہ سب نیا نہیں ہے۔۔۔ نفرت، تذلیل، اور نظر اندازی۔۔۔میں بچپن سے یہی سب برداشت کرتی آئی ہوں۔۔۔ میری سگی ماں نے مجھے صرف ایک موہرے کی طرح استعمال کیا، میرے باپ نے مجھے کبھی اپنی بیٹی نہیں سمجھا۔۔۔

اور اب۔۔۔اگر آپ کے بیٹے کو بھی مجھ سے نفرت ہے اور وہ مجھے تذلیل کا نشانہ بناتے ہیں۔۔۔تو مجھے اس کی عادت ہے۔۔۔میں اسے بھی برداشت کر لوں گی۔۔۔"

اس کا ایک ایک لفظ حمیرا بیگم کے دل میں نشتر بن کر چبھا تھا۔۔

اس کی آواز میں چھپی بے پناہ اذیت، تنہائی اور محرومیوں کا اندازہ لگا کر حمیرا بیگم کی آنکھوں سے خود بخود آنسو بہنے لگے تھے۔۔۔

انہیں پہلی بار شدت سے احساس ہوا کہ یہ معصوم، نازک سی لڑکی کس قدر اندر سے ٹوٹی ہوئی اور زخموں سے چور تھی۔۔

اسے اس گھر میں محبت اور مرہم کی ضرورت تھی، مگر ان کا اپنا بیٹا۔۔۔ اسے مزید زخم دے رہا تھا۔۔

حمیرا بیگم کو بہت افسوس ہوا تھا۔۔ ان سے بہت غلط فیصلہ ہو گیا تھا۔۔ وہ پہلے دن سے اس رشتے کے حق میں نہیں تھیں۔۔۔

وہ اپنے بیٹے کی نگاہوں میں الہام کے لیے ناپسندیدگی پہلے دن سے نوٹ کر چکی تھیں۔۔۔ اس وقت اس لڑکی کے آنسو اور تکلیف دیکھ وہ بری طرح سے خوف زدہ ہوئی تھیں۔۔

کہیں اس لڑکی کے ساتھ ہوئی زیادتی پر۔۔۔

ان سب کو اس دکھے دل کا بھگتان نہ بھرنا پڑتا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

دو ہفتے طویل، خاموش اور سکون سے بھرپور دن گزر گئے تھے۔۔۔

دارم ہاشمی دو ہفتے گزر جانے کے بعد بھی واپس نہیں آیا تھا۔۔۔

شہاب صاحب کا غصہ اس پر بڑھتا ہی جا رہا تھا۔۔۔

لیکن اس شخص کو بھلا کیا پرواہ تھی۔۔۔

ولید اور رہانیہ اپنے ہنی مون پر ملائیشیا کی حسین وادیوں میں بے فکر وقت گزار رہے تھے۔۔۔

جبکہ ہاشمی ولاز کی فضا آہستہ آہستہ الہام کی معصوم اور دلکش موجودگی سے معطر ہونے لگی تھی۔۔۔

ان گزرے دنوں میں گھر کے تمام افراد نے الہام کو اپنی بے پناہ محبت، عزت اور شفقت کے دائرے میں سمیٹ لیا تھا۔۔۔گھر والوں کو خوف تھا کہ اپنے شوہر کے روکھے اور سنگدلانہ رویے سے یہ نازک سی لڑکی ٹوٹ جائے گی۔۔۔

اس لیے ہر کوئی اس کا خاص خیال رکھ رہا تھا۔۔۔

اور الہام۔۔۔وہ تو قدرت کی طرف سے ایک صاف، شفاف اور پیارے دل کے ساتھ بھیجی گئی تھی۔۔۔

وہ چاہتے ہوئے بھی دل میں دیر تک نفرت یا کینہ نہیں رکھ سکتی تھی۔۔۔

آہستہ آہستہ وہ اس خوشیوں اور محبتوں سے بھرے بڑے سے ولاز میں سب سے گھل مل گئی تھی۔۔۔۔

ثمن بیگم جو اس کے شروع کے سخت رویے کی وجہ سے دور دور رہنے لگی تھیں۔۔

اب اس کی نرم گفتاری اور معصومیت کی قائل ہو چکی تھیں۔۔۔

حمیرا بیگم تو پہلے ہی اس پر اپنی ممتا نچھاور کرنے کے لیے تیار رہتی تھیں۔۔۔۔

وہ الہام کا سایہ بن کر اس کے ساتھ وقت گزارتی تھیں۔۔ اور اسے دارم کی غیر موجودگی کا احساس نہ ہونے دینے کی کوشش کرتی تھیں۔۔۔

الہام جو کبھی کچن میں نہیں گئی تھی۔۔

وہ اب ان سب کے ساتھ کچن میں کام کرنے لگی تھی۔۔

اس گھر میں ہر کام کے لیے ملازمین تھے۔۔ مگر کھانا گھر کی خواتین ہی بناتی تھیں۔۔

الہام بھی کھانا بنانا سیکھنے لگی تھی۔۔۔وہ ایسے ہی ان سب کے ساتھ مصروف رہ کر۔۔۔خود کو اذیت بھری سوچوں سے دور رکھنے کی کوشش کرتی تھی۔۔۔

عبداللہ صاحب جن کی وجہ سے الہام کی زندگی میں یہ تمام ہنگامے برپا ہوئے تھے۔۔۔

الہام نے اپنے ظرف کے بل بوتے پر انہیں بھی بہت حد تک معاف کر دیا تھا۔۔۔

عبداللہ صاحب جب بھی اسے شفقت سے "بیٹی" کہہ کر پکارتے یا اس کے سر پر ہاتھ رکھتے تھے۔۔۔

الہام کے دل کا سارا غبار چھٹ جاتا تھا۔۔۔

سلیمان اور حفصہ کے ساتھ وہ خوب انجوائے کرتی تھی۔۔ وہ ترسی ہوئی تھی ان سب رشتوں کی۔۔۔ اسے اب بہت اچھا لگنے لگا تھا یہ سب۔۔۔

سلیمان اسے اپنی حقیقی چھوٹی بہن کی طرح ٹریٹ کرتا، اس کی چھوٹی چھوٹی خواہشات کا خیال رکھتا۔۔ اور حفصہ کے ساتھ مل کر الہام کو ہنسانے کی کوششوں میں لگا رہتا تھا۔۔

الہام اب تھوڑا خوش رہنے لگی تھی۔۔۔

اس کے زرد چہرے پر رونق لوٹ آئی تھی۔۔۔

ہاشمی ولاز کے سکون، ان کے محبت بھرے ماحول اور اپنائیت کو دیکھ کر اسے کبھی کبھی لگتا کہ شاید اس کی آزمائشوں کا دور اب ختم ہو چکا ہے۔۔۔۔

شاید اب اس کی زندگی تھوڑی آسان اور پر سکون ہو جائے گی۔۔۔

مگر۔۔۔۔

یہ سکون صرف تب تک قائم رہتا جب تک اس کے ذہن میں دارم ہاشمی کا خیال نہ آتا۔۔۔

جیسے ہی اس مغرور، سرد اور سفاک انسان کا چہرہ اس کے تصور میں ابھرتا تھا۔۔۔

الہام کا دل شدید اضطراب، خوف اور دہشت سے لرزنے لگتا تھا۔۔

اس شخص کی شعلہ بار، نفرت سے بھری آنکھیں، اس کے الفاظ کی تذلیل اور پہلی رات کا وہ ہولناک، بے رحم لمس الہام کے پورے وجود میں سنسنی اور لرزہ طاری کر دیتا تھا۔۔

اس کی سرمئی آنکھوں میں خود بخود نم آجاتی تھی۔۔

وہ اکثر اپنے کمرے کی کھڑکی کے پاس کھڑی تنہائی میں سوچتی تھی۔۔۔

"میں نے اس شخص کا کیا بگاڑا ہے؟ کوئی انسان کسی سے اتنی شدّید نفرت کیسے کر سکتا ہے؟ کیا واقعی۔۔۔

کیا واقعی میں اتنی بری ہوں؟ کیا سچ میں مجھ میں ہی کوئی خرابی ہے کہ جس کے پاس بھی گئی۔۔۔ مجھے صرف نفرت اور حقارت ہی ملی؟

خود کو قصوروار سمجھنے کا یہ درد اس کے دل کو اندر ہی اندر دیمک کی طرح چاٹ رہا تھا۔۔۔

دوسری طرف اپنے عالیشان، ایئرکنڈیشنڈ آفس میں شیشے کی بڑی سی ٹیبل کے پیچھے بیٹھے دارم کے تاثرات اس وقت شدید تلخ اور بوجھل تھے۔۔۔

اس نے اپنے سامنے پڑی فائلیں ایک طرف دھکیل دی تھی۔۔۔

اسی لمحے اس کے فون پر حمیرا بیگم کا نمبر جگمگایا تھا۔۔۔ دارم نے ایک لمبا اور بےزار سا سانس خارج کیا اور کال ریسیو کر کے فون کان سے لگایا تھا۔۔۔

"جی مما؟"

اس کا لہجہ روایتی طور پر سرد اور مختصر تھا۔۔۔

"دارم! یہ کیا طریقہ ہے تمہارا؟"

حمیرا بیگم کی آواز میں غصہ اور شدید افسوس صاف چھلک رہا تھا۔۔۔

"دو ہفتے ہو چکے ہیں دارم۔۔۔ دو ہفتے۔۔۔

شادی کے اگلے ہی دن تم اپنی نئی نویلی دلہن کو اکیلا چھوڑ کر چلے گئے۔۔۔ اور اب پلٹ کر اس کی طرف دیکھ بھی نہیں رہے؟ تمہیں ذرا بھی احساس ہے کہ تم کیا کر رہے ہو؟"

دارم نے اپنی پیشانی پر ابھرتی رگوں کو دبایا اور خاموش رہا تھا۔۔۔

"عبداللہ بھائی زبان سے کچھ نہیں کہتے۔۔۔ مگر ان کا دل اپنی بیٹی کے ساتھ ہوتی اس کھلی زیادتی پر اندر سے تکلیف کا شکار ہو رہا ہے۔۔۔

گھر کا ہر فرد تمہاری اس حرکت سے ناراض ہے۔۔۔ تم اس معصوم اور پیاری لڑکی کے ساتھ ایسا کیوں کر رہے ہو دارم؟ اگر تمہیں اس کے ساتھ یہی سلوک کرنا تھا۔۔۔ تو تم نے اس سے شادی ہی کیوں کی؟"

حمیرا بیگم کی آواز مزید سخت ہو گئی تھی۔۔۔

دارم کی سیاہ، گہری آنکھوں میں ایک دم سے خفگی اور تپش ابھری تھی۔۔۔

"مما آپ کو وہ لڑکی معصوم اور بے گناہ لگتی ہے؟ مگر وہ بالکل بھی معصوم نہیں ہے۔۔۔ اور رہی بات شادی کی۔۔۔ تو یہ شادی میں نے اپنے لیے، اپنی کسی خوشی یا اپنے کسی شوق کے لیے نہیں کی تھی۔۔۔

میں نے یہ کڑوا گھونٹ صرف اور صرف آپ لوگوں کے لیے، بابا اور چاچو کی خوشی کے لیے پیا تھا۔۔۔ تاکہ وہ لڑکی آپ لوگوں کی

نگاہوں کے سامنے محفوظ رہ سکے۔۔اور آپ سب اس کے دور

جانے پر دوبارہ سے تکلیف کا شکار نہ ہوں۔۔۔

بس۔۔۔اس سے زیادہ کوئی وجہ نہیں تھی۔۔۔"

اس نے سامنے ٹیبل پر رکھے پیپر ویٹ کو مٹھی میں سختی سے

جکڑتے ہوئے انتہائی سنگدلی اور سرد مہری سے کہا تھا۔۔۔

حمیرا بیگم کو اپنے بیٹے کی اس بلا کی بے حسی اور سنگدلی پر گہرا دھچکا لگا

تھا۔۔۔

"دارم تم حد سے گزر رہے ہو۔۔۔بہت برا کر رہے ہو۔۔اس سب

پر ایک دن بہت بری طرح سے پچھتاؤ گے تم۔۔۔۔"

انہوں نے دکھ سے کہا تھا۔۔۔

"تم بہت غلط کر رہے ہو اس کے ساتھ۔۔۔ وہ ایک انسان ہے۔۔۔ تمہاری زیادتیوں کی قربانی کی بکری نہیں۔۔۔ ایک جیتی جاگتی انسان ہے۔۔۔ نہ کہ کوئی کھلونا۔۔۔"

حمیرا بیگم کے دل کو تکلیف ہوئی تھی۔۔۔ انہیں اس پل الہام کے نصیب پر ترس آیا تھا۔۔۔

انہیں لگتا تھا کہ جو لڑکی ان کے دارم کی دلہن بنے گی۔۔ وہ سب سے زیادہ خوش قسمت ہو گی۔۔۔ مگر اس وقت اس کی بے حسی اور سنگدلی دیکھ انہیں بہت زیادہ افسوس ہو رہا تھا۔۔۔

دارم کے چہرے پر ایک طنزیہ اور بے رحم مسکراہٹ ابھری تھی۔۔۔

"مما آپ سب کو خوش اور مطمئن دیکھنے کے لیے۔۔۔ میں کسی کے ساتھ بھی، کچھ بھی غلط کر سکتا ہوں۔۔۔ مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔"

اس کو اب بھی ذرا سا احساس نہیں تھا کہ وہ کتنا غلط کر رہا ہے۔۔۔

"وہ 'کوئی' نہیں ہے دارم۔۔ وہ اب تمہاری بیوی ہے۔۔۔ تمہارا سب سے قریب ترین اور اہم ترین رشتہ۔۔۔ تمہاری زندگی بھر کی ساتھی۔۔۔۔"

حمیرا بیگم کو اب شدید غصہ آنے لگا تھا۔۔۔

"مما۔۔۔ میں اس وقت ایک اہم میٹنگ میں مصروف ہوں۔۔۔

میں آپ سے بعد میں بات کرتا ہوں۔۔۔"

دارم نے حمیرا بیگم کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی جان بوجھ کر

کال ڈسکنیکٹ کر دی اور فون ٹیبل پر پٹخ دیا تھا۔۔۔

"وہ 'کوئی' نہیں ہے دارم۔۔ وہ اب تمہاری بیوی ہے۔۔۔"

یہ جملہ بڑے عجیب سے انداز میں ہٹ ہوا تھا اسے۔۔۔

وہ اپنی ریوالونگ چیئر کی پشت سے سر ٹکا کر آنکھیں بند کر گیا

تھا۔۔۔

اس کے تنے ہوئے، وجیہہ مغرور چہرے پر شدید غضبناک اور سرد

تاثرات لہرا رہے تھے۔۔۔۔

"ڈیم اٹ۔۔۔"

اس نے غصے سے اپنے سامنے پڑی شیشے کی سنگین ٹیبل پر مکا دے

مارا تھا۔۔۔

ایک شدید دھماکے کی آواز ہوئی اور ٹیبل پر رکھی چیزیں لرز اٹھی

تھیں۔۔۔

"یہ لڑکی۔۔۔۔یہ لڑکی میری جان کا عذاب بن گئی ہے۔۔۔"

اس نے دانت پیستے ہوئے مٹھیاں بھینچ لی تھیں۔۔۔

دارم ہاشمی اپنی اندرونی کیفیت سے سخت زچ ہو رہا تھا۔۔۔وہ ایک ایسا مرد تھا جو اپنے اعصاب، اپنے جذبات اور اپنی دنیا پر کامل کنٹرول رکھتا تھا۔۔۔۔

مگر پچھلے چودہ دنوں سے۔۔۔

وہ ایک عجیب، نامعلوم اور بھیانک اضطراب کی آگ میں جل رہا تھا۔۔۔۔

وہ جب بھی آنکھیں بند کرتا۔۔۔رات کے اندھیرے میں یا کام کے دوران۔۔۔

اس کے تصور میں الہام کا وہ آنسوؤں سے بھیگا، اذیت میں ڈوبا، اور خوف سے لرزتا ہوا معصوم چہرہ ابھر آتا تھا۔۔

اس کی سسکیاں، اس کی قیامت خیز گردن پر سے ڈھلکتا دوپٹہ اور اس کے گداز لبوں کا وہ غیر ارادی لمس۔۔۔

دارم کی شریانوں میں خون کے بہاؤ کو تیز کر دیتا تھا۔۔۔

وہ اس منظر کو۔۔اس لڑکی کو اپنے ذہن سے محو کرنا چاہتا تھا۔۔

مگر وہ جتنا دور بھاگتا، اس لڑکی کا سحر اور اس کے وہ اداسی میں لپٹا سیاہ تل کا لمس اس کے حواس پر اور زیادہ سوار ہو جاتا تھا۔۔۔

اس اضطراب، اس عجیب سے غیر متوقع کھچاؤ نے دارم کو پاگل کر دیا تھا۔۔۔

اور وہ اس تمام تر بے چینی کا ذمہ دار صرف اور صرف الہام کو سمجھ رہا تھا۔۔

اس کا غصہ اس لڑکی کے لیے مزید بڑھ گیا تھا۔۔۔

رات کے بارہ بج چکے تھے۔۔۔

باہر آسمان پر بادلوں کا شدید ہجوم تھا اور موسلا دھار، تیز بارش ہو رہی تھی۔۔۔۔

بجلی کے کڑکنے اور بارش کی بوندوں کے شیشوں پر ٹکرانے کی آوازیں اندر تک گونج رہی تھیں۔۔۔

ہاشمی ولاز کے تمام افراد اپنے اپنے کمروں میں سو چکے تھے اور پورے گھر میں گہرا سکون اور تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔۔

کمرے میں نائٹ بلب کی ہلکی، مائل زرد روشنی پھیلی ہوئی تھی۔۔۔

الہام بیڈ پر ریشمی، گرم کمبل میں خود کو اچھی طرح لپیٹے، گہری نیند میں سو رہی تھی۔۔۔

بارش کی وجہ سے موسم میں ہلکی سی خنکی آچکی تھی۔۔اور وہ بالکل بے خبر، معصومیت کے ساتھ بیڈ کے وسط میں نیم دراز تھی۔۔۔

اسی لمحے۔۔۔کمرے کا بھاری دروازہ بغیر کسی آواز کے آہستہ سے کھلا تھا۔۔۔

سیاہ رنگ کے تھری پیس سوٹ میں ملبوس، دراز قد، کسرتی وجود کا مالک، رعب دار اور وجیہہ دارم ہاشمی کمرے میں داخل ہوا تھا۔۔

اس کے شانے بارش کی کچھ بوندوں سے نم تھے اور اس کے چہرے پر دو ہفتوں کی بے چینی اور اضطراب کے ساتھ ساتھ ایک بلا کی پراسراریت اور غصہ طاری تھا۔۔۔

اپنا کوٹ اتار کر سائیڈ پر رکھتے وہ سیدھا بیڈ کی جانب آیا تھا۔۔۔

جیسے ہی اس کی نظر بیڈ پر سوئی ہوئی الہام پر پڑی۔۔۔۔ دارم کے قدم سست پڑ گئے تھے۔۔۔۔

وہ بیڈ کے قریب آ کر خاموشی سے کھڑا ہو گیا تھا۔۔۔۔

نائٹ بلب کی مدہم روشنی میں الہام کا حسین چہرہ اس وقت حد درجے دلکش، سحر انگیز اور معصوم لگ رہا تھا۔۔۔۔ اس کی لمبی، گھنیری پلکیں اس کی گالوں پر سایہ فگن تھیں۔۔۔

گلابی نکھرے ہوئے لب ہلکے سے کھلے تھے۔۔ اور اس کے گداز یت سے بھرے، پھولے ہوئے گال شبنم کی طرح چمک رہے تھے۔۔۔

دارم اپنے قدموں پر ساکت ہو گیا تھا۔۔۔

نہ جانے کتنی ہی دیر تک اسے مسلسل تکتا رہا تھا۔۔

سوتے ہوئے وہ آسمان سے اتری نازک اور معصوم پری جیسی لگ رہی تھی۔۔۔

دارم ہاشمی اپنی نگاہوں پر اور ساتھ ہی دل کی بدلتی کیفیت پر قابو نہیں رکھ پا رہا تھا۔۔۔۔

مگر جیسے ہی دارم نے تھوڑا مزید قریب ہو کر اس کے چہرے کو غور سے دیکھا۔۔۔اس کے دل کی دھڑکن ایک لمحے کے لیے رک گئی۔

الہام کے حسین گالوں پر خشک ہو چکے آنسوؤں کے واضح داغ موجود تھے۔۔۔اور اس کی گھنی، سیاہ پلکیں اب بھی نمی سے بھیگی ہوئی تھیں۔۔۔

وہ روتے سوئی تھی۔۔۔

دارم ہاشمی کی دھڑکنیں ایک لمحے کے لیے بالکل جامد ہو گئی تھیں۔۔۔

وہ روتے ہوئے سوئی تھی؟؟

اس احساس کے ساتھ ہی دارم کے دل کے کسی خفیہ، تالے لگے گوشے میں ایک عجیب سی بے چینی، ایک نامعلوم پشیمانی اور تلاطم خیز گرمی گھلنے لگی تھی۔۔۔

قس کا دماغ کہہ رہا تھا کہ اس لڑکی سے دور رہے۔۔۔ مگر اس کا بغاوت پر آمادہ دل۔۔۔ اس کا ضبط اس کی مٹھی سے نکل چکا تھا۔۔۔

نجانے کس جنون، کس سرکش احساس کے تحت۔۔۔ دارم نیچے جھکا تھا۔۔۔

اور اس نے الہام پھر سے بے رحمی دکھاتے۔۔۔ اس کی نیند کی پرواہ کیے بغیر۔۔۔

اس کے نرم، گلابی اور نم گال پر اپنے انتہائی گرم دہکتے ہوئے لب رکھ دیے تھے۔۔۔

اس کا یہ عمل اتنا شدید، حاکمانہ اور تپش سے بھرا ہوا تھا کہ الہام جو گہری نیند میں تھی، اس کی نیند ایک دم سے ٹوٹ گئی تھی۔۔

"آہ۔۔۔کک کون۔۔۔؟؟"

وہ نیند کے خمار اور اچانک کسی کے حملے کے ڈر سے بری طرح بوکھلا کر اٹھی تھی۔۔۔

اس کی سانسیں رک گئی تھیں۔۔۔دل خوفزدہ سا اتنی شدت سے دھڑکا تھا کہ اس کی آوازیں کانوں میں گونجنے لگی تھی۔۔۔

مگر اپنے اعصاب پر سوار ہوتی وہ مسحور کن، دیوانہ کر دینے والی سحر

انگیز مہک کا احساس ہوا تو اس کی نیند پوری طرح سے اڑن چھو ہوئی

تھی۔۔۔

اس کی دھندلائی، نیند سے بوجھل آنکھوں نے اپنے بالکل اوپر جھکے

اس لمبے، چوڑے اور رعب دار وجود کو پہچانا تھا م

الہام کی روح تک کانپ اٹھی تھی۔۔۔۔

دارم ہاشمی۔ وہ واپس آچکا تھا۔۔۔ اس کی دھڑکنوں کا شور کان کے

پردے پھاڑنے لگا تھا۔۔

خوف کی شدید لہر پورے وجود میں دوڑ گئی تھی۔۔۔

"د۔۔۔دور۔۔۔دور ہٹیں۔۔۔"

الہام نے شدت سے گھبرا کر اپنے دونوں ہاتھ سامنے لا کر اسے پیچھے دھکیلنا چاہا تھا۔۔۔

مگر دارم نے اس کی نازک کلائیاں اپنی ایک ہی مضبوط، چٹان جیسی ہتھیلی میں جکڑ لیں اور ایک ہی جھٹکے میں انہیں اوپر اٹھا کر بیڈ کراؤن کے ساتھ جکڑ لیا تھا۔۔۔

الہام کا نازک وجود بیڈ پر اس کے چوڑے مضبوط وجود کے آگے مکمل طور پر بے بس ہو گیا تھا۔۔۔

دارم نے دوسرے ہاتھ سے اس کا نرم گرم کمبل گردن سے سرکا کر نیچے پھینک دیا اور اس کے بالکل اوپر جھک آیا تھا۔۔

دونوں کے درمیان کا فاصلہ بالکل ختم ہو چکا تھا۔۔۔

"پ۔۔۔پلیز۔۔۔ی۔۔۔یہ کیا کر رہے ہیں آپ؟ دور رہیں مجھ سے۔۔۔"

الہام کی آواز نیند، خوف اور تذلیل کے احساس سے بوجھل، کانپتی ہوئی نکلی تھی۔۔۔

اس کے سینے کی ابھرتی گرتی سانسیں دارم کے سینے سے ٹکرا رہی تھیں۔۔۔ مگر وہ شخص اس وقت اپنے اضطراب سے پوچھا چھڑوانے کی خاطر۔۔۔

دل کی کہی ہر بات پر عمل کر رہا تھا۔ وہ اس کی مہکتی سانسوں کو بھرپور انداز میں محسوس کرتے اسے لال کر گیا تھا۔۔۔

دارم نے اس کی گردن کی حساس رگ پر اپنے آگ اگلتے، سختی سے بھینچے ہوئے لبوں کو رکھا تھا۔۔۔

"آہ۔۔۔ آپ۔۔۔"

الہام کے لبوں سے ایک حیا آلود بھیگی سسکی نکل گئی تھی۔۔۔

"میری بہت یاد آرہی تھی تمھیں۔۔۔؟ ہمم؟"

وہ اس کی گردن اپنی بپھرتی گرم سانسوں سے جھلساتا۔۔اس کی نرماہٹیں محسوس کرتا۔۔مدہوش ہو رہا تھا۔۔

"نن نہیں۔۔۔"

الہام نے لرزتے ہوئے اس کی بات کی نفی کی تھی۔۔اس کا پورا وجود اس شخص کی پناہوں میں سلگنے لگا تھا۔۔

"میں نے سوچا۔۔۔کیوں نہ خود واپس لوٹ کر، تمھیں میری جو شدّت سے کمی محسوس ہو رہی ہے.۔۔وہ ہمیشہ کے لیے دور کر دوں۔۔۔"

دارم نے اپنا چہرہ اس کی گردن سے تھوڑا اوپر اٹھایا اور اس کے کان کی لو کو اپنے سے بے رحمی اور بے باکی سے چھوتے ہوئے غصیلی، گھمبیر آواز میں بولا تھا۔۔۔

الہام کا خون جیسے منجمد ہو گیا تھا۔۔۔اس شخص کی گرم سانسیں اس کے کندھے، اس کی گردن اور چہرے کو جھلسا رہی تھیں۔۔۔۔وہ حد درجے ڈر گئی تھی۔۔

"ن۔۔نہیں۔۔میں نے۔۔۔میں نے ایسا کچھ نہیں کہا۔۔۔"

الہام اس کی سانسوں کی گرمائش اپنے کندھے پر محسوس کرتے ہوئے کانپتی اور بھاری ہوتی آواز میں بولی تھی۔۔

اس شخص کی موجودگی اور اس کی جان لیوا قربت اس کی حالت غیر کر گئی تھی۔۔۔

"میں نے کسی سے آپ کی کوئی بات نہیں کی۔۔ میں سچ کہہ رہی ہوں۔۔"

وہ اسے یقین دلانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

دارم نے اپنا چہرہ مزید نیچے جھکایا تھا۔۔۔ اس کی سیاہ، غضبناک اور شعلے اگلتی آنکھیں الہام کی سرمئی، بھیگی ہوئی آنکھوں میں قید ہوئی تھیں۔۔۔

وہ گھنیری دلفریب پلکیں پھر سے بھیگ گئی تھیں۔۔

"نہیں کہا تم نے؟"

دارم نے طنزیہ اور زہر آلود لہجے میں کہا تھا۔۔۔

"تو پھر مجھے پچھلے دو ہفتوں میں گھر سے پچاس سے زائد کالز کیوں کی گئیں کہ میری بیچاری، نازک سی بیوی میرے بغیر اداس ہے؟ کہ میں واپس آؤں اور اپنی بیوی کا خیال رکھوں؟ تمھارا یہ معصوم ڈرامہ ہر کسی پر چل سکتا ہے الہام۔۔۔ مگر دارم ہاشمی پر نہیں۔۔۔"

اس کے بالوں میں انگلیاں پھنساتا وہ غضبناکی سے بولا تھا۔۔۔

الہام نے فوراً شدت سے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔

اس کا دل سینے کے اندر اتنی زور سے دھڑک رہا تھا کہ اسے لگا وہ ابھی باہر آجائے گا۔۔۔۔

اس شخص کی سحر انگیزی، اس کے پرفیوم کی دلفریب مہک اور جان لیوا، حاکمانہ قربت الہام کے تمام حواس اور اوسان خطا کر رہی تھی۔۔۔۔

وہ اس کی گرفت میں بالکل بن پانی کی مچھلی کی طرح تڑپ رہی تھی۔۔۔

اس کا دل اس کے اختیار سے باہر ہو رہا تھا۔۔۔

اس بے مہر انسان کا خوبرو چہرا اس پل اس کے بے پناہ قریب تھا۔۔۔ وہ اس کے معصوم چہرے کو بے خودی کے عالم میں تکے جا رہا تھا۔۔۔

اور الہام نے بہت مشکل سے اپنی آنکھوں کو اس کی جانب دیکھنے سے روکا تھا۔۔ مگر اسے اپنی نگاہوں پر غصہ آنے لگا تھا۔۔

جو اس کی سن ہی نہیں رہی تھیں۔۔۔ بس یک ٹک اس سحر انگیز مغرور چہرے کو تکے جا رہی تھیں۔۔

جو اس پر ہمیشہ سے بے رحم رہا تھا۔۔۔

"میں نے۔۔۔ میں نے واقعی کسی سے کچھ نہیں کہا۔۔۔۔"

اس کی آنکھوں کے بند ٹوٹ گئے اور مسلسل آنسو بہہ کر اس کے کانوں کی طرف ڈھلکنے لگے تھے۔۔۔

دارم کی نظریں اس کے گالوں پر بہتے ان شفاف قطروں پر جما گئی تھیں۔۔۔اس کے چہرے پر ایک تلخ اور سفاکانہ تاثر ابھرا تھا۔۔۔

"اور یہ آنسو۔۔۔"

دارم نے انتہائی بے باکی سے جھک کر اس کے دونوں گالوں اور بہتے آنسوؤں پر اپنے سلگتے لب رکھ دیے تھے۔۔۔

اس کی بیئرڈ ظ کی تیکھی چبھن الہام کے نازک گالوں کو چھوئی تو وہ شدتِ درد اور شرم سے کسمسا اٹھی تھی۔۔

"کتنے اچھے سے استعمال کرنا آتا ہے تمھیں ان کا۔۔۔"

دارم نے اس کے گال سے لب ہٹاتے ہوئے طنز کیا تھا۔ اور اس کے چہرے پر بکھرتے حیا آلود رنگوں کو دیکھا تھا۔۔۔

وہ لڑکی ہر بار دیکھنے پر پہلے سے زیادہ حسین لگتی تھی۔۔

"پورے گھر کو تم نے ان آنسوؤں کے جال میں پھانس لیا ہے۔۔۔ سب ہی تمہاری خاطر مجھ سے شکوے کر رہے ہیں۔۔ بہت ہوشیار لڑکی ہو۔۔۔ چہرے پر معصومیت کا پردہ چڑھا کر۔۔ اچھے کھیل کھیل لیتی ہو۔۔۔"

وہ اس کے گداز کپکپاتے لبوں کے بے انتہا پاس جھکا تھا۔۔ اس کی گرم سانسوں کی تپش سے الہام کے ہونٹ بری طرح سے سہم گئے تھے۔۔۔۔

"میں نے۔۔۔ میں نے کسی کے سامنے ڈرامہ نہیں کیا۔۔۔"

الہام اس شخص کی بے باک، گستاخانہ حرکتوں اور گرفت سے اپنی جان نکلتی محسوس کر رہی تھی۔۔۔

وہ اسے اپنا یقین دلانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ مگر وہ سن ہی نہیں رہا تھا۔۔۔

"تمھیں لگتا ہے تم یہ سب صفائیاں دو گی۔۔۔اور میں دارم ہاشمی تمھاری ان باتوں پر یقین کر لوں گا؟"

دارم نے اس کی کلائیوں پر اپنی گرفت مزید سخت کی تھی۔۔جس سے اس کی دودھیا کلائیوں پر سرخ نشان بن گئے تھے۔۔۔

وہ نجانے اس پر کو بات کا غصہ نکال رہا تھا۔۔۔اس بار تو اس نے کچھ بھی نہیں کیا تھا۔۔

ایک طرف وہ کہتا تھا اس کے گھر والوں سے اچھے سے پیش آئے۔۔۔اب جب وہ کر رہی تھی۔۔۔تو یہ شخص اسے بھی غلط نظر سے دیکھ رہا تھا۔۔

الہام نے بوجھل سانس خارج کی تھی۔۔

اس شخص کو اس سے اتنی شدید نفرت تھی کہ اس کا ہر عمل برا لگتا تھا۔۔۔

وہ بس کسی طرح سے اس پر اپنی نفرت انڈیلنے کا موقع تلاش کرتا تھا۔۔۔

"تم مجھے وضاحتیں مت دیا کرو۔۔۔ میں اس سڑک پر چلتے کسی بھی عام، غیر انسان کی بات پر یقین کر سکتا ہوں۔۔۔ مگر تمھاری کسی بات پر نہیں۔۔۔"

وہ انتہائی سفاکی اور سرد مہری سے بولا۔۔ اور اس کے لال ہوتے چہرے کو تکنے لگا تھا۔۔۔

ان الفاظ نے الہام کے دل کے بچے کچھے پرخچے بھی اڑا دیے تھے۔۔۔۔

تذلیل کی اس انتہا پر الہام کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب رواں ہو گیا تھا۔۔۔

اس کی ہمت بالکل جواب دے گئی تھی۔۔۔۔

"میرے لیے۔۔۔ میرے لیے یہ زندگی گزارنا مشکل ہو گیا

ہے۔۔" الہام نے اپنے کانپتے لرزتے لبوں سے سسکتے ہوئے کہا

تھا۔۔۔

اس کی بھیگتی زندگی کی خوشیوں سے محروم آنکھیں اب التجا کر رہی

تھیں۔۔۔

"آپ۔۔۔ آپ ایسے آہستہ آہستہ، ہر روز تذلیل کر کے میری

جان کیوں لینا چاہتے ہیں؟ اگر اتنی ہی نفرت ہے مجھ سے۔۔۔ تو

ایک ہی بار میں مجھے ختم کر دیں نا۔۔

مار ڈالیں مجھے۔۔۔"

الہام کی یہ تلخ، سسکیوں سے بھیگی آواز کمرے کی فضا میں گونجی تھی۔۔

دارم اس کے بالکل قریب جھکا ہوا اسے خاموشی سے دیکھتا رہا تھا۔۔۔

الہام کی سرمئی آنکھوں میں موجود کرب، اس کے لال ہوتے نتھنے، اور سب سے بڑھ کر۔۔۔

اس کے لرزتے، گلابی اور گداز لب۔۔۔۔

الہام کے لبوں کی اس لرزش اور بے بسی کو دیکھ کر دارم کے اندر کے جذبات کا طوفان اور خماری اپنی تمام حدیں پار کر گئی تھی۔۔۔

اس کے اعصاب پر چھایا غصہ ایک دم سے ایک جنونیت میں بدل گیا تھا۔۔۔

اس نے الہام کی التجا کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔۔۔

وہ بغیر اسے سمجھنے کا موقع دیئے۔۔۔سیدھا اس کے سرخ، نازک اور گداز لبوں پر جھک گیا تھا۔۔۔

"میں۔۔۔"

الہام کی ادھوری بات اس کے حلق میں ہی دفن ہو گئی تھی۔۔۔

دارم نے انتہائی شدت، جنون اور حاکمانہ انداز میں اس کے نرم لبوں کو اپنی گرفت میں لے لیا تھا۔۔۔

وہ اس کی سانسوں میں اپنی گرم، تپتی ہوئی اور غضبناک سانسیں انڈیلنے لگا تھا۔۔۔

اس کا لمس کسی محبت کا نہیں۔۔۔۔

بلکہ اپنے حق، اپنی ملکیت اور نفرت کی شدت کا اظہار تھا۔۔۔ الہام نے اپنی آنکھیں شدت سے بند کرلی تھیں۔۔۔

اس کے آنسو دارم کے چہرے پر چھو رہے تھے۔۔ مگر وہ شخص اب کسی رحم کے موڈ میں نہیں تھا۔۔۔۔

وہ اس کے وجود اور اس کی سانسوں پر پوری طرح سے حاوی ہو چکا تھا۔۔۔

الہام کا نازک وجود بری طرح سے کانپنے لگا تھا۔۔۔

اس نے اپنی کلائیوں کو آزاد کروانے کی کوشش کی تھی۔۔ جب اس کی یہ مزاحمت مقابل کو بالکل بھی پسند نہیں آئی تھی۔۔۔

اس کے لمس کی شدت اس قدر بڑھ گئی تھی۔۔۔ کہ الہام کو لگا تھا اس کی جان نکل جائے گی آج۔۔

اس کا دل بہت شدت سے دھڑک رہا تھا۔۔۔ اس کی سانسیں اس شخص کے آگے بے بس ہو چکی تھیں۔۔۔

جب کچھ لمحوں بعد شاید اس کے کمزور پڑتے احتجاج کو تکتے۔۔۔

دارم ہاشمی نے اس کے گداز بے حال ہوتے نم آلود لبوں کو آزادی بخشی تھی۔۔۔

وہ آنکھیں سختی سے میچے ہوئی تھی۔۔۔

"میرے آگے موت کی بھیک مانگ کر مظلوم بننے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔مجھے تم پر تو کبھی رحم نہیں آسکتا۔۔"

دارم اس کی غیر ہوتی حالت اور لرزتے نازک وجود پر ایک بھرپور نگاہ ڈالتا۔۔۔اس کے اوپر سے اٹھ گیا تھا۔۔۔

وہ اپنا غصہ اور اضطراب بہت حد تک اس کے اوپر اتار چکا تھا۔۔۔
اب اس کے اعصاب کی تشنگی کم ہو چکی تھی۔۔۔

وہ بیڈ کی دوسری جانب جا کر نیم دراز ہوا تھا۔۔۔ الہام نے آنکھیں کھولتے اس کی چوڑی پشت کو گھورا تھا۔۔۔

اس کی آنکھوں میں آنسو پھر سے امڈنے لگتے تھے۔۔۔۔ اس شخص کے لمس سے زیادہ سفاک اس کے الفاظ ہوتے تھے۔۔۔

اس شخص کی نفرت کی کوئی حد نہیں تھی۔۔ وہ یہ بات تو آج اچھے سے سمجھ گئی تھی۔۔۔

∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆

آج کی صبح باقی دنوں سے بہت مختلف تھی۔۔۔

صبح جب ڈائننگ ہال میں تمام لوگ ناشتے کی میز پر جمع ہوئے تو ماحول ایک دم بدل گیا تھا۔۔

دارم ہاشمی کی اچانک واپسی پر گھر کے تمام افراد کے چہروں پر ایک مسرت آمیز اطمینان پھیل گیا تھا۔۔ حمیرا بیگم، ثمن بیگم اور عبداللہ صاحب سبھی اسے دیکھ کر انتہائی خوش دکھائی دے رہے تھے۔۔۔

صرف ایک الہام تھی جو نظریں نیچے کیے، اپنی پلیٹ میں سپون مارتی اپنی توجہ ناشتے پر ہی رکھنے کی پوری کوشش کر رہی تھی۔۔۔

"دارم اب تم واپس آ گئے ہو تو میرا ایک فیصلہ اچھی طرح سن لو۔۔۔"

شہاب صاحب نے چائے کا کپ نیچے رکھتے ہوئے دارم کی طرف دیکھا تھا۔

"اب تم جہاں بھی جاؤ گے۔۔ میری بیٹی الہام تمہارے ساتھ جائے گی۔۔۔ اس کا پورا حق ہے کہ وہ تمہارے ساتھ رہے اور تم اسے اپنے ساتھ رکھو۔۔۔ شادی کی ہے تم نے۔۔۔ کوئی کھیل تماشا نہیں ہے۔"

شہاب صاحب کا لہجہ سنجیدہ مگر بے حد تحکمانہ تھا۔۔۔

یہ سنتے ہی دارم کے چہرے پر ایک سخت اور تلخ تاثر ابھرا تھا۔۔ وہی الہام اس کے ساتھ جانے کے تصور سے ہی بری طرح سے گھبرا گئی تھی۔۔۔

اس سے پہلے کہ دارم کچھ بولتا۔۔ الہام نے گھبرا کر اور جلدی سے بولنا شروع کر دیا تھا۔۔۔

"ن۔۔۔ نہیں تایا جان۔۔۔ مجھے۔۔ مجھے یہاں آپ سب کے ساتھ رہنا زیادہ اچھا لگتا ہے۔۔۔ آپ سب لوگ میرا اتنا خیال رکھتے ہیں۔۔ میں یہیں ولاز میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔"

الہام کی یہ بات ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے دارم ہاشمی کے تنے ہوئے اعصاب پر سخت گراں گزری تھی۔۔۔اس کی سیاہ، غضبناک نگاہیں فوراً الہام کے زرد چہرے پر جا گڑھ گئی تھیں۔۔۔

یہ لڑکی سب کے سامنے یوں ظاہر کر رہی تھی۔۔جیسے اسے اس کی کوئی ضرورت ہی نہیں؟ وہ اسے نیچا دکھانے کی کوشش کر رہی تھی؟ دارم کی مردانہ انا اور اکڑ ایک دم سے جاگ اٹھی تھی۔۔۔

دارم نے اپنے لبوں پر ایک یکسر مصنوعی اور سرد مسکراہٹ سجائی اور شہاب صاحب کی طرف دیکھ کر بولا:

"جی بابا بالکل۔۔ آپ بالکل درست کہہ رہے ہیں۔۔۔میں اس بار یہی سوچ کر لوٹا ہوں کہ الہام کو اپنے ساتھ ہی لے کر جاؤں گا۔۔۔

پچھلی بار مجھے ایمر جنسی میں نکلنا پڑا تھا۔۔۔اس لیے میں اسے ساتھ نہیں لے جا سکا تھا۔۔۔ لیکن اس بار میں اسے اپنے ساتھ لے جانے کا پورا ارادہ رکھتا ہوں۔۔۔"

دارم کی اس اچانک اور دوٹوک بات پر جہاں ہاشمی ولاز کے تمام افراد خصوصاً حمیرا بیگم کے چہروں پر کھلی مسرت دوڑ گئی تھی۔۔۔

وہی الہام کا رنگ بالکل فق ہو گیا تھا۔۔۔اس کی سانسیں جیسے سینے میں ہی اٹک کر رہ گئی تھیں۔۔۔

یہ جلا۔۔۔یہ ظالم شخص اسے اپنے ساتھ لے جائے گا؟ایک ایسے شہر میں، ایسے گھر میں جہاں اس سے بچانے والا بھی کوئی نہیں ہو گا؟

یہ سوچ کر ہی الہام کی حالت غیر ہونے لگی تھی۔۔۔مگر وہ خاموش رہی تھی۔۔۔

کیونکہ وہ اچھے سے جانتی تھی کہ اگر یہ شخص کہہ چکا ہے تو اب دنیا کی کوئی طاقت اسے اس کے اس فیصلے سے نہیں ہٹا سکتی تھی۔۔۔

اس نے بے بسی اور لرزتی پلکوں کے ساتھ سامنے دیکھا تھا۔۔۔

جہاں دارم اپنی چائے کا گھونٹ بھرتے ہوئے اسے شدید سرد اور قہر آلود نگاہوں سے گھور رہا تھا۔۔

جیسے اسے جتا رہا ہو کہ تمہاری کسی مزاحمت کی کوئی حیثیت نہیں۔۔۔

اسی اثنا میں حمیرا بیگم نے خوشگوار موڈ میں ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے تمام افراد کو متوجہ کیا:

"آپ سب کو یاد ہے نا۔۔۔۔ آج شام کو ہم سب کو اقبال بھائی کے بیٹے علی کی شادی کے ریسیپشن میں جانا ہے۔۔۔"

اقبال صاحب شہاب صاحب کے کزن تھے اور ان کا بیٹا علی دارم کا نہ صرف بہت گہرا دوست تھا بلکہ بچپن کا بھی ساتھی تھا۔۔۔

"علی نے خاص طور پر تاکید کی ہے کہ پورا ہاشمی ولاز فنکشن میں موجود ہونا چاہیے۔۔"

حمیرا بیگم نے مسکراتے ہوئے الہام کی طرف دیکھا تھا۔۔۔

"اس لیے شام کی تیاری وقت پر مکمل ہونی چاہیے۔۔۔"

سب نے اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔۔۔

ناشتے کے اختتام پر تمام مرد حضرات اپنے اپنے کاموں کے لیے
اٹھ گئے تھے۔۔۔

دارم بھی بغیر کسی سے زیادہ بات کیے، پورچ کی طرف بڑھ گیا
تھا۔۔

ناشتے کے فوراً بعد حمیرا بیگم نے الہام کو اپنے کمرے میں بلایا تھا۔۔

الہام جب ان کے کمرے میں داخل ہوئی تو اس نے دیکھا کہ بیڈ پر
ایک بے حد نفیس، نیوی بلو رنگ کی، شاہانہ اور دلفریب ساڑھی
پڑی ہوئی تھی۔۔

اس کے ساتھ ہی ایک جڑاؤ، جگمگاتا ہوا ڈائمنڈ کا انتہائی قیمتی نیکلس رکھا ہوا تھا۔۔۔

"تائی جان یہ؟"

الہام نے حیرت سے پوچھا تھا۔۔

"یہ ساڑھی اور یہ ڈائمنڈ سیٹ میں نے خاص طور پر تمہارے لیے بنوایا ہے بیٹا۔۔ آج شادی کے بعد پہلی بار تم ہاشمی ولاز کی بڑی بہو کی حیثیت سے اتنے بڑے فنکشن میں شرکت کر رہی ہو۔۔۔

میں چاہتی ہوں کہ میری بیٹی آج پوری محفل میں سب سے زیادہ پیاری اور حسین لگے۔۔۔"

حمیرا بیگم نے آگے بڑھ کر الہام کو اپنے ساتھ لگایا اور اس کے چہرے کو چومتے ہوئے شفقت سے بولی تھیں۔۔۔

ان کا رویہ اس گھر میں شہاب صاحب اور عبداللہ صاحب کے بعد سب سے زیادہ اچھا تھا۔۔۔

باقی سب بھی اچھے تھے۔۔۔ مگر اسے ثمن بیگم کا رویہ تھوڑا عجیب سا لگتا تھا اسے۔۔۔

جب بھی عبداللہ صاحب اس سے بات کرتے تھے۔۔ یا اس کو پاس بیٹھنے کا کہتے تھے۔۔ ثمن بیگم کے چہرے کے زاویے اسے بدلتے ہوئے محسوس ہوئے تھے۔۔

اس نے نوٹ کیا تھا کہ جب سے وہ سب کے ساتھ ٹھیک ہونے لگی تھی۔۔

سب میں گھلنے ملنے لگی تھی۔۔۔ تھا سے ان کا رویہ عجیب سا ہو گیا تھا۔۔۔ جیسے انہیں اس کا سب کے بیچ رہنا پسند نہیں آرہا ہو۔۔۔

الہام نے یہ بات کسی سے نہیں کی تھی۔۔نہ وہ کر سکتی تھی۔۔۔

یہاں سب ایک دوسرے سے اتنے جڑے ہوئے تھے۔۔۔

اس کے ایسا بولنے پر شاید اس ہی غلط کہا جاتا۔۔اس لیے وہ سب کچھ چپ چاپ سہہ رہی تھی۔۔

پہلے بھی تو اتنا کچھ سہا تھا اس نے۔۔

حمیرا بیگم اسے بہت پیار دیتی تھیں۔۔۔اس کی ہر چھوٹی چیز کا خیال رکھتی تھیں۔۔

اس وقت بھی انہوں نے خاص طور پر اس کے لیے تیاری کی تھی۔۔

الہام نے نیوی بلو ساڑھی کی ملائمت اور اس پر ہوئے زری کے نفیس کام کو چھوا تھا۔۔۔

"دارم کے رویے میں بہت تبدیلی دیکھی ہے میں نے۔۔ آج تم اتنی پیاری لگنی چاہیے ہو کہ وہ بھی باقی سب کی طرح سر پیاری سی لڑکی کے پیار میں پڑ جائے۔۔"

حمیرا بیگم کی اس بات پر الہام کا چہرہ شرم وخفت اور اندرونی

گھبراہٹ سے لمحوں میں سرخ ہو گیا تھا۔۔۔اس کی نظریں خود بخود

زمین سے جا لگی تھیں۔۔۔

مجھے نہیں چاہیے آپ کے اس جلاد، سنگدل اور ظالم بیٹے کی

توجہ۔۔۔۔

کاش آپ جانتیں کہ ان کی اس 'توجہ' کی قیمت مجھے کتنے آنسوؤں

اور تذلیل سے چکانی پڑتی ہے۔۔۔

الہام نے دل ہی دل میں تلخی سے سوچا۔۔۔ مگر حمیرا بیگم کا دل رکھنے کے لیے ان کے سامنے کچھ نہ کہا اور خاموشی سے ساڑھی اور جیولری لے کر اپنے کمرے میں آگئی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

شام کے چھ بج رہے تھے۔

الہام اپنے کمرے میں اکیلی فنکشن کے لیے تیار ہو رہی تھی۔۔۔

دارم ابھی تک واپس نہیں لوٹا تھا۔۔۔

وہ بہت ہی سکون سے اپنی تیاری میں لگی ہوئی تھی۔۔

حمیرا بیگم کی پسند کی ہوئی وہ نیوی بلو ساڑھی اس پر قیامت خیز حد تک حسین لگ رہی تھی۔۔۔

اور سب سے اچھی بات یہ تھی کہ وہ بالکل کورڈ انداز میں ڈیزائن کی گئی تھی۔۔۔

فل بلاؤز اور لمبی، نفاست سے سلی ہوئی آستینیں۔۔نیوی بلو رنگ الہام کے دودھیا، نکھرے ہوئے رنگ روپ پر کسی سیاہ رات میں چمکتے چاند کی طرح کھل رہا تھا۔۔۔

وہ ڈریسنگ ٹیبل کے بڑے سے مرر کے سامنے کھڑی تھی۔۔

لائٹ سی میک اپ کے ساتھ۔۔۔سیاہ زلفوں کی آبشار کو اس نے کمر پر کھلا چھوڑ رکھا تھا۔۔۔وہ بے پناہ حسین اور دلکش لگ رہی تھی۔۔

وہ حمیرا بیگم کا دیا ہوا ڈائمنڈ نیکلس پہننے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔

مگر اس کا ہک اتنا باریک تھا کہ اس کی کپکپاتی انگلیاں بار بار پھسل رہی تھیں اور نیکلس پیچھے سے بندھ نہیں پا رہا تھا۔۔۔

وہ بیزار ہو کر بار بار ہک کو جوڑنے میں الجھی ہوئی تھی کہ اسی لمحے کمرے کے دروازے پر آہٹ ہوئی تھی۔۔۔اور دارم ہاشمی اندر داخل ہوا تھا۔۔

وہ فون کان سے لگائے کسی سے بات کر رہا تھا۔۔۔ مگر جیسے ہی اس کی قدموں کی چاپ ڈریسنگ ٹیبل کے قریب رکی اور اس کی نظر سامنے شیشے میں کھڑی الہام پر پڑی تھیں۔۔

دارم کے لبوں سے الفاظ جیسے جم گئے تھے۔۔۔اس کے قدم وہیں سست پڑ کر ساکت ہو گئے تھے۔۔۔

سامنے ڈریسنگ ٹیبل کے مرر میں۔۔۔

نیوی بلو ساڑھی میں، کھلے کندھوں پر ڈھلکے پلو کے ساتھ وہ نازک، بے پناہ دلفریب لڑکی اپنے دودھیا گداز ہاتھوں کو گردن کے پیچھے لے جا کر نیکلس بندھنے کی جدوجہد کر رہی تھی۔۔۔

اس کا نازک سراپا، نکھرا ہوا چہرہ، اور ڈائمنڈ کی چمک سے جگمگاتی گردن۔۔

دارم ہاشمی بے خود سا ہو کر چند لمحوں کے لیے اسے صرف تکتا ہی رہ گیا تھا۔۔۔اس کی سیاہ آنکھوں میں ایک دم سے گہرا فسوں اور خمار اتر آیا تھا۔۔۔

الہام نے شیشے میں دارم کی اس خودرفتہ اور گہری نگاہ کو محسوس کیا تو اس کے پورے وجود میں سنسنی دوڑ گئی تھی۔۔۔

اس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا اور گھبراہٹ کے مارے اس کی انگلیوں سے وہ قیمتی نیکلس چھوٹتے چھوٹتے بچا تھا۔۔۔

نیکلس کے شیشے کی سلیب سے ٹکرانے کی ہلکی سی آواز پر دارم کا فسوں ٹوٹا تھا۔۔۔

اپنی اس لمحاتی بے خودی اور بے ساختگی پر دارم کو خود پر شدید غصہ آیا تھا۔۔۔۔

اس نے اپنی خفت کو چھپانے کے لیے اپنے تاثرات کو لمحوں میں انتہائی سخت، سرد اور غضبناک بنایا تھا۔۔۔

اس کے حلیے کو تکتے ماتھے پر شکنوں کا جال بن گیا تھا۔۔۔ وہ فون بند کرتا انتہائی سنگین تاثرات کے ساتھ اس کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔

مرر میں اپنے بالکل پیچھے ابھرتے اس کے سنگین، رعب دار اور چہرے پر وحشت بھرے عکس کو دیکھ کر الہام کی جان نکلنے لگی تھی۔۔

اس نے نیکلس کو نیچے کر لیا تھا۔۔۔

"یہ لباس کیوں پہنا ہے تم نے؟"

دارم نے اس کے بالکل قریب کھڑے ہو کر انتہائی زہر آلود اور سفاک لہجے میں پوچھا تھا۔۔۔

الہام کے چہرے کی رنگت زرد ہوئی تھی۔۔۔وہ اس سے بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔مگر یہ شخص اسے کسی بھی بات پر بخشتا نہیں تھا۔۔۔

"اپنے اس حسین وجود کی نمائش کروانے کا شوق پورا نہیں ہوا تمھارا اب تک؟"

دارم کے ان توہین آمیز، حقارت سے بھرپور الفاظ نے الہام کے اندر بھی ایک دم سے غصے کی چنگاری بھڑکا دی تھی۔۔۔

دو ہفتوں کی مسلسل برداشت اور پچھلی رات کی تذلیل کے بعد اب اس کا ظرف بھی جواب دے رہا تھا۔۔۔

"جائیے اور جا کر اپنی مام سے پوچھیں۔۔ انہوں نے ہی یہ ساڑھی اور یہ نیکلس خاص طور پر میرے لیے بنوائی ہے اور مجھے پہننے کو دی ہے۔۔۔ اور ویسے بھی۔۔۔ ان سے جا کر بات کریں۔۔۔ جو بھی کرنی ہے۔۔ مجھے اس وقت آپ کے منہ بالکل نہیں لگنا۔۔"

اس نے مر رسے ہی رخ موڑ کر دارم کی غضبناک آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں اور انتہائی تڑخ کر بولی تھی۔۔۔

الہام کے یہ غیر متوقع، تیکھے اور بغاوت سے بھرپور تیور دیکھ کر دارم ہاشمی ایک پل کے لیے شدید حیران رہ گیا تھا۔۔۔

اس لڑکی کی یہ جرات؟

وہ دیکھ رہا تھا۔۔ اس کی سائے سے نکلنے پر اس لڑکی کی زبان بہت زیادہ چلنے لگی تھی۔۔۔

دارم کی آنکھوں میں شعلے لپکنے لگے تھے۔۔۔

اس نے ایک ہی جھٹکے سے الہام کا نازک بازو اپنی آہنی گرفت میں جکڑا اور اسے گھما کر بالکل اپنے سامنے کر لیا تھا۔۔۔

"یہ اتنی اکڑ کس بات کے لیے ہے تم میں؟؟؟"

دارم اس کے چہرے پر جھکتے ہوئے غرایا تھا۔۔۔

"اگر میں نے پچھلی رات تمھیں تھوڑی سی توجہ دے دی۔۔۔ تو تم میں اتنا ایٹی ٹیوڈ آ گیا کہ تم مجھ سے اس لہجے میں بات کرو گی؟"

اس کی گرم سانسیں الہام کے چہرے کو جھلسانے لگی تھیں۔۔۔

اس کی گرفت کمر پر انتہائی سفاک اور بے باکی بھری تھی۔۔۔

اس کی انگلیاں الہام کو اپنے پیٹ میں کھبتی محسوس ہوئی تھیں۔۔۔

"نہیں چاہیے مجھے آپ کی کوئی توجہ۔۔۔ مت بات کریں مجھ سے۔۔۔ میں بھی نہیں کر رہی آپ سے کوئی بات۔۔۔"

الہام نے اپنے بازو کو اس کی گرفت سے آزاد کروانے کی کوشش کرتے ہوئے تڑپ کر جواب دیا تھا۔۔۔

اس کی یہ کھلی بغاوت دارم کی مردانہ انا کو گوارہ نہیں ہوئی تھی۔۔

الہام نے اس کی پروا کیے بغیر، اپنا رخ واپس مرر کی طرف کیا۔۔۔ غصے اور اس کی موجودگی کے احساس سے پھولی ہوئی سانسوں کے ساتھ وہ ڈائمنڈ نیکلس اٹھایا تھا۔۔۔

وہ اسے مکمل نظر انداز کر رہی تھی۔۔۔ نیکلس کو دوبارہ اسے اپنی گردن کے گرد لاتے ہوئے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے تا کہ اسے بندھ سکے۔۔۔

دونوں ہاتھ اوپر اٹھانے کے باعث ساڑھی کا پلو ہلکا سا سرک گیا تھا۔۔۔ اور الہام کی نازک، دودھیا اور گداز کمر کی دلفریبی شیشے کی روشنی میں مکمل طور پر واضح ہو گئی تھی۔۔

دارم ہاشمی اس لہراتے، گداز اور سحر انگیز منظر پر جیسے پوری طرح گھائل ہو کر رہ گیا تھا۔۔۔

اس کا ضبط ایک سیکنڈ میں ختم ہوا تھا۔۔۔

وہ ایک دم سے آگے بڑھا اور اپنی کشادہ، گرم ہتھیلی الہام کی اس نازک کمر پر جماتے ہوئے اسے شدید جھٹکے کے ساتھ اپنی طرف کھینچ لیا تھا۔۔۔

"آہ۔۔۔"

الہام کی پیٹھ دارم کے چوڑے، مضبوط سینے سے آلگی تھیں۔۔۔

"یہ لباس پہن کر تو تم بالکل بھی نہیں جاؤ گی باہر۔۔۔"

دارم نے اس کے چہرے کی طرف جھک کر اس کے کان کے پاس انتہائی غضبناک مگر خمار آلود آواز میں کہا تھا۔۔۔

اس کی حد درجے گرم اور تپتی ہوئی سانسیں الہام کی اس کی قربت اور بے باک لمس کے احساس سے سرخ ہوتی گالوں اور گردن کو چھو کر جلا رہی تھیں۔۔۔

"اگر اتنا ہی مسئلہ ہے آپ کو۔۔۔تو جا کر تائی جان کو منع کر دیں۔۔۔۔میں ابھی چینج کر لیتی ہوں۔۔۔"

الہام نے بری طرح سے کسمساتے ہوئے اپنی دونوں نازک ہتھیلیاں دارم کے چوڑے سینے پر رکھیں اور اسے دور دھکیلنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے بولی تھی۔۔۔

مگر دارم نے دور ہونے کے بجائے، اپنے دوسرے ہاتھ سے اس کے گردن کے پاس سے پلو کو اور نیچے سرکا دیا اور اسے اپنے مزید قریب کر لیا تھا۔۔۔

الہام اس شخص کی جارحانہ کاروائی پر لرز اٹھی تھی۔۔۔ اس کے جسم کا سارا خون چہرے پر سمٹ آیا تھا۔۔۔

وہ اس کے وجود پر مکمل ملکیت کا حق جماتا تھا۔۔۔ اسے ایسے چھوتا تھا۔۔۔ جیسے وہ صرف اس کے لیے کی اتاری گئی ہو۔۔۔

الہام کو آج پہلی بار اس شخص کا انداز صرف غصے سے بھرا نہیں۔۔۔

بلکہ حد درجے خمار آلود، بے بس اور جنونی لگا تھا۔۔

جیسے وہ لاکھ کوشش کے باوجود خود کو اس کے نازک وجود کے قریب آنے سے روک ہی نہ پا رہا ہو۔۔

"تمھیں یہ بغاوت اور یہ زبانی کلامی تکرار بہت مہنگی پڑ سکتی ہے۔۔۔"

دارم نے اس کی کمر پر اپنی گرفت اتنی شدید کی کہ الہام کی سانسیں رکنے لگی تھیں۔۔۔ اس کے لبوں سے سسکی نکلی تھی۔۔

اس کے پورے وجود میں کرنٹ سا دوڑ گیا تھا۔۔ اس شخص کی قربت سہنا اس نازک وجود کی جان نکال دیتا تھا۔۔

"میں۔۔۔میں نہیں ڈرتی اب آپ سے۔۔۔"

الہام نے ہمت جمع کر کے اس کی شعلہ بار آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔۔اگرچہ اس کا اپنا وجود اندر سے کانپ رہا تھا۔۔۔

دارم کی آنکھوں میں ایک خطرناک تپش ابھری تھی۔۔۔اس نے الہام کی کمر کو اپنے دونوں ہاتھوں کے شکنجے میں لیا اور اسے ایک ہی جھٹکے سے تھوڑا اوپر اٹھاتے ہوئے اپنے چہرے کے اتنے قریب تر کرلیا کہ ان کی سانسیں آپس میں الجھنے لگی تھیں۔۔۔

اس کے اس انتہائی جارحانہ، بےباک اور ملکیت جماتے انداز پر الہام کا پورا وجود کانپ اٹھا تھا۔۔۔

اس کی ساڑھی کا پلو مزید نیچے ڈھلک گیا تھا۔۔۔

الہام کے چہرے پر شرم و حیا کے رنگ بکھر گئے تھے۔۔۔اس شخص کی آنکھیں آج عجیب سا جنون لیے ہوئے تھیں۔۔

جو اس کے نازک وجود کو جلانے کے لیے تیار تھا۔۔۔

اس کے لمس میں بھی آج عجیب سی گستاخی اور خمار تھا۔۔۔

"نہیں ڈرتی تم مجھ سے؟"

دارم نے دھیمی، گھمبیر اور زہر آلود آواز میں پوچھا تھا۔۔۔

اس نے الہام کی ٹھوڑی کو اپنی انگلیاں کی سخت گرفت میں لیا اور پہلی بار۔۔۔

اپنی تمام تر نفرت اور غصے کو پسِ پشت ڈالتے ہوئے، نہایت نرمی اور شدت کے ساتھ اپنے گرم لب الہام کے لرزتے ہوئے گلابی ہونٹوں پر رکھ دیے تھے۔۔۔۔

اس کی بیئرڈ کی تیکھی چبھن اور اس کے لبوں کے اس غیر متوقع کاروائی پر الہام کا پورا وجود لرز گیا تھا۔۔۔

اس نے بے ساختہ اپنے دونوں ہاتھوں سے دارم کا گریبان مٹھیوں میں سختی سے جکڑ لیا تھا۔۔۔۔

"چھ۔۔۔ چھوڑیں مجھے۔۔۔۔"

الہام اس کی ڈھیلی ہوتی گرفت پر بمشکل بولی تھی۔۔ مگر وہ شخص آج اس کی جان نکالنے کا سوچ کر آیا تھا۔۔۔۔

"نیچے۔۔۔ نیچے سب انتظار کر رہے ہیں۔۔۔ مجھے تیار ہونا ہے۔۔۔"

وہ اس سے دور ہونے کے لیے تڑپ رہی تھی اور اپنی سرمئی آنکھیں بند کیے، اس کی طرف دیکھنے سے مسلسل گریز کر رہی تھی۔۔۔

الہام کا یوں نظریں چرانا اس کی طرف نہ دیکھنا۔۔۔ دارم ہاشمی کے

اندر ایک اور آگ بھڑکا گیا تھا۔۔

وہ چاہتا تھا کہ یہ لڑکی اسے دیکھے۔۔

اس کے سحر اور اس کے اختیار کو تسلیم کرے۔۔۔

دارم نے اپنے ہاتھ کو اس کے بالوں کی گدی پر رکھا اور زبردستی

اس کا چہرہ اوپر اٹھاتے ہوئے اپنے بالکل قریب کیا تھا۔۔

"میری طرف دیکھو۔۔۔"

اس نے حاکمانہ انداز میں حکم دیا تھا۔۔

الہام نے کانپتی، بھیگی ہوئی پلکیں اٹھا کر دارم کی سرخ، جنونی آنکھوں میں دیکھا تھا۔۔۔

دارم نے اس کے گلابی گال کو انتہائی نرمی اور دھیرے سے چھویا تھا۔۔۔ اور اس کے چہرے پر ایک سرد، طنزیہ مسکراہٹ ابھری تھیں۔۔۔

"تمہارا یہ حسین اور دلفریب روپ بھی۔۔۔ میرے دل کو تمہارے لیے کبھی نرم نہیں کر سکتا۔۔۔"

دارم کی یہ بات سن کر الہام کے دل کی دھڑکنیں پاگلوں کی طرح چلنے لگی تھیں۔۔۔

مگر آج۔۔۔ عجیب بات یہ تھی کہ الہام کو اس شخص کے اس جملے میں نفرت کی ملاوٹ محسوس تو ہوئی تھی۔۔

اس کا لمس، اس کے ہاتھوں کی نرمی اور اس کا سانسوں کا دباؤ کچھ اور ہی داستان بیان کر رہا تھا۔۔۔

وہ لمس نفرت کا نہیں، ایک ان کہی طلب اور تشنگی کا تھا۔۔۔

"مجھے۔۔۔ مجھے آپ سے کسی بھی بات کی توقع نہیں ہے دارم ہاشمی۔۔۔"

الہام نے لرزتے لبوں سے کہا تھا۔۔۔

"نفرت اور بے رحمی کے سوا۔۔"

اس نے اس شخص کے آگے ہمت نہیں ہاری تھی۔۔۔

دارم کے چہرے کے تاثرات اور سخت ہو گئے تھے۔۔

"ابھی تم نے میری نفرت اور بے رحمی ٹھیک سے دیکھی کہاں ہے۔۔۔؟"

اس نے الہام کے کان کے پاس جھک کر انتہائی تپتے لہجے میں سرگوشی کی تھی۔۔۔

"آج رات اس فنکشن سے واپس آ کر۔۔۔ تمھیں اپنی اس نفرت کی ایک جھلک پھر سے دکھاؤں گا۔۔"

اس کی گرفت الہام کی کمر پر اور گستاخ ہوئی تھی۔۔۔

اس نے الہام کی گردن کے پاس جھک کر ایک انتہائی بے باک اور گستاخانہ حرکت کرتے اس کی جان نکال دی تھی۔۔۔

اور پھر ایک جھٹکے سے اسے چھوڑتے ہوئے واش روم کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔

دارم کے اچانک الگ ہوتے اور اس کی گستاخی پر وہ کی جان سب لرز گئی تھی۔۔

وہ اپنے قدموں پر کھڑی نہ رہ سکی اور اپنے پاگلوں کی طرح دھڑکتے ہوئے دل پر ہاتھ رکھتی ہوئی پاس پڑے سٹول پر ڈھیر ہو گئی تھی۔۔۔۔

اس کا پورا چہرہ شرم، حیا اور خفت کی شدت سے تپ رہا تھا۔۔۔ اور اس کے کان کی لوئیں سرخ ہو چکی تھیں۔۔۔۔

وہ دیر تک اپنے سینے پر ہاتھ رکھے، اپنی سانسوں کو بحال کرنے کی کوشش کرتی رہی تھی۔۔۔

کافی دیر بعد۔۔۔ جب اس نے بہت مشکل سے اپنے آپ کو سنبھالا اور اپنی تیاری مکمل کرنے لگی۔۔۔

تو دارم واش روم سے نکل کر باہر آیا تھا۔۔۔

وہ کریم کلر کی نفیس پینٹ اور ڈریس شرٹ میں ملبوس تھا۔۔۔

جس میں اس کی مردانہ وجاہت، لمبا قد اور ڈیشنگ پرسنلٹی دلوں پر قیامت ڈھانے کے لیے کافی تھی۔۔۔

الہام فوراً امر کے سامنے سے ہٹ کر سائیڈ پر ہو گئی تھی۔۔۔

نہ چاہتے ہوئے بھی کن اکھیوں سے اس مردانہ وجاہت کے شاہکار کو تکتے ہوئے پیچھے کھڑے ہو کر وہ نیکلس دوبارہ پہننے میں ہلکان ہو رہی تھی۔۔۔

حمیرا بیگم نے اسے یہ سیٹ پہننے کی خاص ہدایت دی تھی۔۔۔ مگر گھبراہٹ کی وجہ سے اس کے ہاتھ چل ہی نہیں رہے تھے۔۔۔

اس کی آنکھوں میں ناکامی پر آنسو آنے لگے تھے۔۔۔ وہ بری طرح سے زچ ہو چکی تھی۔۔۔

دارم مرر میں سے اس کی یہ تمام حرکات دیکھ رہا تھا۔ وہ روہانسے انداز میں نیکلس سے الجھ رہی تھی۔۔۔

آخر کار جب اس کی ساری کوششیں ناکام ہوئیں تو وہ۔ تنگ آکر باہر سے کسی کی مدد لینے کے لیے دروازے کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔۔

"ادھر آؤ۔۔۔"

اسی لمحے دارم کی گہری آواز کمرے میں گونجی تھی۔۔۔

الہام کے قدم فوراً رکے تھے۔۔۔۔

"ک۔۔۔کیوں؟"

اس نے ڈرتے ڈرتے مڑ کر دیکھا تھا۔۔۔

"میں نے کہا۔۔۔یہاں آؤ۔۔۔"

دارم نے اپنے سرخ، سخت تاثرات کے ساتھ اپنے الفاظ دوہرائے تھے۔۔۔۔

الہام اس کی تپتی آنکھوں سے گھبرا کر، نہ چاہتے ہوئے بھی آہستہ آہستہ چلتی ہوئی اس کے پاس آگئی تھی۔۔۔

دارم نے بغیر کچھ کہے۔۔ایک ہی جھٹکے سے اس کی نازک کمر میں اپنا آہنی بازو حمائل کیا اور اسے اپنے بالکل سامنے مرر کے آگے کھڑا کر دیا تھا۔۔

وہ شخص آج اپنے اعصاب پر خود ہی قابو نہیں رکھ پا رہا تھا۔۔وجہ چاہ کر بھی اپنے ہاتھوں کی گستاخیوں کو نہیں رہ سکا تھا۔۔

اب الہام کا چہرہ شیشے کی طرف تھا اور اس کی پیٹھ دارم کے سینے سے لگی ہوئی تھی۔۔۔۔

سامنے شیشے میں ان دونوں کا عکس بالکل واضح دکھائی دے رہا تھا۔۔۔

کریم کلر کے سوٹ میں ملبوس وہ وجیہہ اور سحر انگیز شخص۔۔ اور اس کے ساتھ بیوی بلو ساڑھی میں لپٹی وہ انتہائی نازک، حسین اور اس شخص کی نزدیکی کے احساس سے لرزتی ہوئی دوشیزہ۔۔۔

وہ دونوں دیکھنے میں ایک بے حد پرکشش اور پرفیکٹ کپل لگ رہے تھے۔

دارم تھوڑا سا آگے کو جھکا اور اس نے الہام کے کپکپاتے ہاتھوں سے وہ ڈائمنڈ نیکلس لے لیا تھا۔۔۔

اس کے آگے جھکنے کی وجہ سے دارم کے تپتے ہوئے لب اور گرم سانسیں الہام کے گال کو چھو گئی تھی۔۔۔

جس سے الہام کے پورے وجود میں اک سنسنی دوڑ گئی تھی۔۔۔

دارم نے اپنے دونوں ہاتھوں کو الہام کے شانوں پر سے گزارتے۔۔۔اس کی گردن سے ریشمی بال سائیڈ پر کیے تھے۔۔۔۔

اس کی انگلیاں الہام کے گداز وجود سے مس ہوئی تھیں۔۔۔

الہام نے ساڑھی کے پلو کو اپنی مٹھیوں میں سخت جکڑ لیا اور اس کے جلا دینے والے لمس کی شدت سے اپنی آنکھیں میچ لی تھیں۔۔۔

دارم نے نہایت نرمی سے نیکلس کا ہک اس کی گردن کے پیچھے بندھ

دیا اور پھر شیشے میں اس نازک سی لڑکی پر ایک بھرپور، گہری نگاہ

ڈالی جو اس کی اتنی مانوس قربت کے احساس سے لرز رہی

تھی۔۔۔

نیکلس بندھنے کے بعد بھی دارم کی انگلیاں الہام کی گردن سے نیچے

سرکتی ہوئی محسوس ہوئی تھیں۔۔

الہام گھبرا کر مڑنے لگی، مگر دارم نے اس کی کمر کو اپنی گرفت میں

قائم رکھا تھا۔۔

اس شخص کو شاید اب مزا آنے لگا تھا اس پر اپنی ملکیت جماتے۔۔۔

"ہمیں۔۔۔ہمیں دیر ہو رہی ہے۔۔۔"

الہام نے گھبرا کر اور سہم کر کہا تھا۔۔۔

دارم نے اس کی بات کو مکمل طور پر نظر انداز کیا اور یک ٹک مرر میں الہام کے لپسٹک سے سجے، گداز اور سحر انگیز ہونٹوں کو تکتا رہا تھا۔۔۔

وہ شخص اسے وقت کیا چاہ رہا تھا۔شاید وہ دور بھی نہیں جانتا تھا۔۔۔یا شاید اس حور پری کے آگے آج خود پر اختیار رکھ ہی نہیں پا رہا تھا۔۔۔

اس کی ان بے باک اور جنونی نگاہوں سے الہام بری طرح خوفزدہ ہو گئی تھی۔۔۔

اس کے اگلے کسی بھی وار سے بچنے کے لیے، الہام نے اپنے دل کے تمام غصے کو جمع کیا اور اپنے دونوں نازک ہاتھ دارم کے سینے پر رکھ کر اسے پیچھے دھکیلتے ہوئے اسی کے انداز میں سفاکی سے بولی تھی۔۔۔

"مجھے ایسے دیکھ کر۔۔۔ اپنی توہین کیوں کر رہے ہیں دارم ہاشمی؟

مجھ جیسی گھٹیا، بدکردار اور برتی ہوئی لڑکی۔۔۔ آپ جیسے معتبر اور پاک انسان کی قربت پانے کے لائق نہیں ہے۔۔۔

میرے اس ناپاک وجود کو چھو کر مزید اپنی توہین مت کریں۔۔۔"

الہام نے پچھلی رات کے اس کے الفاظ اتنی تلخی سے اس کے منہ پر مارے تھے کہ دارم ہاشمی کی سرخی مائل آنکھوں میں ایک دم سے طوفان برپا ہوا تھا۔۔

الہام فوراًاس کی گرفت سے نکل کر دو قدم فاصلے پر ہو چکی تھی۔۔۔

اس کے اس کارگر طنز پر دارم کی کنپٹی کی رگیں خطرناک حد تک باہر ابھر آئی تھیں۔۔۔

دارم نے شدید ضبط کے عالم میں اپنی مٹھیاں بھینچ لی تھیں۔۔۔

الہام اس کے اس غضبناک تاثرات کو دیکھ کر ایک لمحہ ضائع کیے بغیر کمرے سے باہر نکل گئی تھی۔۔۔

دارم ہاشمی کی اس کے گستاخ لبوں کو چھونے کی وہ بے تاب تشنگی۔۔۔یوں ہی ادھوری کی ادھوری رہ گئی تھی۔۔۔

وہ اپنی کیفیت پر بری طرح سے الجھ گیا تھا۔۔اس جیسے مضبوط اعصاب کے مالک انسان کو کیا ہو گیا تھا۔۔۔

وہ اسی لڑکی کے ساتھ اس رات ہوٹل کے کمرے میں بھی تھا۔۔۔ تب تو دل نے ایسی گستاخیوں کا نہیں سوچا تھا۔۔۔

کچھ ہی دیر میں ہاشمی ولاز کی تمام گاڑیاں ریسیپشن ہال کے لیے روانہ ہو گئی تھیں۔۔۔

دارم کی بلیک مرسڈیز میں آگے وہ خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا تھا جبکہ الہام اس کے برابر والی فرنٹ سیٹ پر خاموش، کھڑکی کی طرف منہ کیے بیٹھی تھی۔۔۔۔

ماحول میں ایک گہرا اور بوجھل سناٹا تھا۔۔۔

راستے میں ایک ٹریفک سگنل پر گاڑی رکی۔۔۔ بارش کا ہلکا سا چھڑکاؤ ہو رہا تھا۔۔۔۔

اسی لمحے الہام والی سائیڈ کی کھڑکی کے پاس ایک بھیک مانگنے والی بوڑھی عورت آئی تھی۔۔

اس نے گاڑی کے اندر نیوی بلو ساڑھی میں سج دھج کر بیٹھی الہام اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے وجیہہ دارم کو دیکھا اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر بلند آواز میں دعا دینے لگی تھی۔۔۔

"یا اللہ میری اس بچی کو خوش رکھ۔۔۔مالک تم دونوں کی اس پیاری سی جوڑی کو ہمیشہ سلامت رکھے۔۔ تم دونوں کا ساتھ قیامت تک قائم رہے۔۔۔"

بوڑھی عورت کے یہ الفاظ الہام کے زخمی دل پر نشتراوں کی طرح لگے۔۔۔

ہمارا ساتھ۔۔؟؟جوڑی سلامت رہے۔۔؟؟

نجانے کیوں اس دعا کو سن کر الہام کی آنکھوں میں یکلخت نمی تیر گئی تھی۔۔۔اس کے ضبط کا بندھن ٹوٹنے لگا تھا۔۔۔

اس نے غصے اور تذلیل کے احساس سے گاڑی کا شیشہ تھوڑا سا نیچے کیا اور تلخی سے بولی تھی۔۔

"یہ جوڑی ہمیشہ کے لیے تو کبھی نہیں رہے گی۔۔"

یہ کہہ کر اس نے فوراً شیشہ واپس بند کر دیا تھا۔۔۔

ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا دارم ہاشمی چند لمحوں کے لیے شدید حیرت زدہ ہو کر الہام کے اس عمل اور اس کے جملے کو سنتا رہا تھا۔۔۔

س نے الہام کو گھورا پھر آٹو میٹک بٹن پریس کر کے شیشہ نیچے کیا اور اس بوڑھی عورت کو کچھ پیسے دے کر شیشہ بند کر دیا تھا۔۔۔

جب گاڑی سگنل کھلنے پر آگے بڑھی تو الہام نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے ڈرائیونگ کرتے دارم کی طرف دیکھا تھا۔۔۔

دارم نے بھی اپنی سرخ، غضبناک آنکھوں سے الہام کی نم آلود آنکھوں میں جھانکا تھا۔۔۔

اور نجانے کیوں۔۔۔اس پل اس لڑکی کے آنسو دیکھ کر دارم ہاشمی کے دل کا سارا سکون ایک سیکنڈ میں چھن گیا تھا۔۔

ایک عجبی سی بے چینی اس کے اندر سرایت کر گئی تھی۔۔۔۔

"گھر والوں کی خوشی کی خاطر۔۔۔"

دارم نے ڈرائیونگ کرتے ہوئے بے حد سرد اور بوجھل آواز میں کہا تھا۔۔۔

"اس جوڑی کو ہمیشہ سلامت رہنا پڑے گا الہام۔۔۔"

وہ اس بات پر بھی اپنی مرضی اور اختیار چلانا چاہتا تھا۔۔۔۔

"آپ رہیں سلامت۔۔۔مجھے نہیں رہنا سلامت آپ کے

ساتھ۔۔۔"

الہام نے اپنے آنسوؤں کو پونچھتے ہوئے نم آلود آواز میں جواب دیا

تھا۔۔۔

"تمہیں مرنے کا اتنا شوق کیوں چڑھ گیا ہے اچانک؟"

دارم کے چہرے کے تاثرات اور سخت ہو گئے تھے۔۔۔

"کیونکہ آپ ایک بے حس، بے رحم اور انتہائی سنگدل انسان

ہیں۔۔۔۔"

الہام نے بھیگتی آواز میں کہا تھا۔۔۔اس کی آواز میں درد واضح تھا۔۔۔جو شاید اس وقت بھی وہ بے مہر شخص نہیں سمجھ پایا تھا۔۔۔

"آپ نے میرے لیے جینا کتنا مشکل کر دیا ہے۔۔۔کاش آپ کو کبھی اس بات کا احساس ہو جائے۔۔۔"

اس بات پر اسٹیرنگ پر اس کی گرفت سخت ہوئی تھی۔۔اور کنپٹی کی رگیں ابھر آئی تھیں۔۔۔

"تم بات بات پر یوں آنسو بہا کر سب کی ہمدردی پانے کی کوشش کیوں کرتی ہو؟ مجھ سے تو یہ ہمدردی تمہیں کبھی نہیں ملنے والی۔۔۔"

دارم نے اس کے الفاظ پر طنزیہ انداز میں کہا تھا۔۔

"چاہیے بھی نہیں مجھے آپ کی کوئی ہمدردی۔۔"

الہام نے تڑپ کر کہا اور اپنے آنسو چھپانے کے لیے فوراً اپنا رخ کھڑکی کی طرف کر لیا تھا۔۔۔

بارش کے قطرے شیشے پر بہہ رہے تھے اور گاڑی کے اندر الہام کی سرمئی آنکھوں سے مسلسل آنسو جاری تھے۔۔۔

جو اس کی ساڑھی کے پلو کو بھگو رہے تھے۔ دارم نے شیشے کے عکس میں اس کے بہتے آنسوؤں کو دیکھا اور اپنی مٹھی کو سٹیرنگ ویل پر اتنی سختی سے جمایا کہ اس کے پٹھے تن گئے تھے۔۔۔

شادی کا ریسیپشن ہال انتہائی شاندار اور پر شکوہ تھا۔۔لائٹس،

پھولوں اور موسیقی کی مدہم دھنوں نے ماحول کو سحر انگیز بنا رکھا

تھا۔۔۔

جب ہاشمی ولاز کا قافلہ ہال میں داخل ہوا اور خاص طور پر دارم ہاشمی

اپنی نئی نویلی دلہن الہام کے ساتھ اندر آیا۔۔

تو محفل میں موجود تمام لوگوں کی نگاہیں ان پر جا ٹکی تھیں۔۔۔

لوگ ستائشی اور رشک بھری نگاہوں سے ان کے کپل کو سراستے

ہوئے تعریفیں کر رہے تھے۔۔۔نیوی بلو ساڑھی میں الہام کسی

چاند کی طرح چمک رہی تھی اور دارم کی شاہانہ پرسنلٹی اس کے ساتھ ایک مکمل جوڑ لگ رہی تھی۔۔۔

مگر اس تمام تر ستائش کے باوجود۔۔۔ الہام کوشش کے باوجود اپنے لبوں پر ایک سجاوٹی مسکراہٹ بھی نہیں لا پا رہی تھی۔۔۔

ولید اور ہانیہ بھی ہنی مون سے واپس آ چکے تھے اور وہ بھی فنکشن میں موجود تھے۔۔۔

وہ دونوں پورا وقت ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے، لو برڈز کی طرح مسکراتے ہوئے ایک ساتھ گھوم رہے تھے۔۔۔

ہال میں موجود باقی تمام شادی شدہ جوڑے بھی ایک ساتھ کھڑے

گپ شپ کر رہے تھے۔۔۔

مگر دارم اور الہام۔۔۔۔

وہ دونوں ایک ہی ہال میں ہو کر بھی بالکل الگ تھے۔۔۔۔

دارم اپنے دوستوں علی اور باقی بزنس پارٹنرز۔کے ساتھ ایک

کونے میں کھڑا بات چیت کر رہا تھا۔۔۔

جبکہ الہام حفصہ اور خاندان کی باقی لڑکیوں کے ساتھ تھی۔۔

مگر اپنے دوستوں کی باتوں کا جواب دیتے ہوئے بھی۔۔۔ دارم ہاشمی کی سیاہ، بے چین نگاہیں بار بار ہال کے دوسرے کونے میں کھڑی اس نیوی بلو ساڑھی والی نازک لڑکی پر جا ٹکتی تھیں۔۔۔

الہام پورا وقت بالکل گم صم اور خاموش کھڑی تھی۔۔۔ وہ جب بھی حفصہ یا کسی اور کی بات پر زبردستی مسکرانے کی کوشش کرتی۔۔۔ اس کی سرمئی آنکھیں نم آلود ہو جاتیں اور وہ نظریں جھکا لیتی۔۔۔

دارم دور کھڑا اس کے حسین۔۔۔ اداس چہرے۔۔۔ اس کی سوجی ہوئی آنکھوں اور اس کی بے بسی کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

اور اس شخص کا دل ایک عجیب، نامعلوم اور بوجھل تلاطم کی زد میں آ رہا تھا۔۔۔ آج وہ اس لڑکی کو اذیت دے کر خود بھی سکون میں نہیں تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

کچھ دن گھر رہنے کے بعد دارم ہاشمی الہام کو اپنے ساتھ لے آیا تھا۔

یہ ماحول، یہ فضا، اور یہ نیا گھر الہام کے لیے بالکل اجنبی تھا۔۔۔

یہ ایک پر تعیش اور وسیع و عریض بنگلہ تھا۔۔ جسے دیکھنے والا پہلی نظر میں ہی محو ہو کر رہ جائے۔۔۔ بنگلے میں پرفیکٹ سیکورٹی کے ساتھ ساتھ مالی، چوکیدار، ایک تجربے کار خانساماں اور الہام کی دیکھ

بھال کے لیے ایک بڑی عمر کی ملازمہ کو رکھا گیا تھا۔۔۔ ہر سہولت اور ہر آسائش تھی۔۔۔

مگر جس ایک چیز کی اس ویران گھر میں شدید کمی تھی۔۔۔

وہ تھا سکون، محبت اور کسی اپنے کا وجود۔۔۔

الہام کو اس اجنبی جگہ میں آئے ہوئے تین ہفتوں سے زیادہ کا عرصہ بیت چکا تھا۔۔۔

یہ دن الہام کے لیے کسی اذیت ناک حبسِ بے جا سے کم نہیں تھے۔۔۔۔

وہ وہاں اکیلے رہ رہ کر اندر سے زچ اور تنگ آچکی تھی۔۔۔اس کی زندگی ایک ہی بے رنگ معمول کے گرد گھومتی رہ گئی تھی۔۔۔

صبح اٹھے، ملازمین کو کام کرتے دیکھے، اور پھر اپنے عالی شان مگر ویران کمرے میں اکیلی جا کر بیٹھ جائے۔۔

دن کا ہر ایک لمحہ اس کے لیے پہاڑ کی طرح بوجھل ہو کر کٹتا تھا۔۔۔

دارم ہاشمی کا معمول یہ تھا کہ وہ صبح ٹھیک نو بجے انتہائی سرد اور مغرور تاثرات سجا کر نکل جاتا اور رات کو بارہ یا ایک بجے سے پہلے کبھی لوٹ کر نہ آتا تھا۔۔۔

ان گزرے دنوں میں الہام نے تینوں ٹائم کا کھانا بالکل اکیلے ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھ کر کھایا تھا۔۔۔

ناشتہ ہو، دوپہر کا کھانا یا رات کا ڈنر۔۔۔

اس کے سامنے کی کرسی ہمیشہ خالی اور ویران رہتی تھی۔۔۔

دارم ہاشمی کی اس بلا کی بے حسی، روکھے پن اور تحقیر آمیز نظر اندازی پر الہام کا دل شدت سے دکھی ہوتا تھا۔۔۔

وہ اکثر سوچتی کہ اگر اسے یوں اکیلا ہی رکھنا تھا۔۔۔ ایک قیدی کی طرح اس عالی شان بنگلے میں قید ہی کرنا تھا۔۔۔

تو وہ اسے ہاشمی ولاز سے اپنے ساتھ لے کر ہی کیوں آیا؟

مگر اس تمام تر اذیت اور تنہائی کے باوجود۔۔۔

الہام نے کبھی ہاشمی ولاز میں کسی کے سامنے اپنا دُکھ ظاہر نہیں ہونے دیا تھا۔۔۔

حمیرا بیگم، شہاب صاحب یا عبداللہ صاحب کی جب بھی کال آتی تھی۔۔

وہ اپنے چہرے پر زبردستی مسکراہٹ سجاتی، اپنی کپکپاتی آواز کو سنبھالتی اور یہی کہتی کہ وہ یہاں بہت خوش ہے۔۔۔

دارم اس کا بہت خیال رکھتا ہے اور وہ دونوں بہت پر سکون ہیں۔۔۔

الہام اچھے سے جانتی تھی کہ اگر اس نے ذرا سا بھی گلہ یا شکایت کی۔۔۔تو گھر والے دارم سے سوال جواب کریں گے۔۔۔

اور نتیجتاً اسے پھر سے اس شخص کا وہ ہولناک، غضبناک اور جلالی روپ دیکھنا پڑے گا جو وہ اب مزید برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتی تھی۔۔۔

اس لیے وہ خاموشی، صبر اور خاموش آنسوؤں کے ساتھ ہر زیادتی کو پی رہی تھی اور خود کو وقت کے دھارے پر چھوڑ چکی تھی۔۔۔

آج کا دن بھی معمول سے الگ نہیں تھا۔۔۔

باہر ہلکی سی گرد آلود ہوا چل رہی تھی اور کمرے میں نیم اندھیرا

پھیلا ہوا تھا۔۔۔

الہام بیڈ کے کنارے، اپنے گھٹنوں کو سینے سے لگائے گم صم سی بیٹھی

کھڑکی سے باہر ویرانی کو تک رہی تھی۔۔۔

اس کا دل اداسی سے سست ہو رہا تھا۔۔۔۔

اسی اثنا میں، سائیڈ ٹیبل پر رکھا اس کا موبائل فون زور سے بج اٹھا

تھا۔۔۔

الہام نے چونک کر دیکھا تو سکرین پر حمیرا بیگم کا نمبر جگمگا رہا تھا۔۔۔

اس نے اپنے چہرے کو ہاتھوں سے رگڑا، ایک گہرا سانس لے کر خود کو نارمل کیا اور کال ریسیو کر کے فون کان سے لگایا تھا۔۔

"السلام علیکم تائی جان۔۔۔"

اس نے آواز میں نرمی لانے کی کوشش کی تھی۔۔۔

"وعلیکم السلام میری بیٹی۔۔ کیسی ہو تم؟"

حمیرا بیگم کی پیار بھری آواز گونجی۔۔ مگر ان کے لہجے میں تشویش صاف محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

"میں۔۔۔ میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔ آپ لوگ کیسے ہیں؟" الہام نے حسبِ معمول مسکرا کر جواب دیا تھا۔۔۔

"ہم سب ٹھیک ہیں الہام۔۔۔ مگر میں پچھلے ایک گھنٹے سے دارم کو مسلسل کالز کر رہی ہوں اور وہ صاحبزادے فون ہی اٹینڈ نہیں کر رہے۔۔۔"

حمیرا بیگم نے کچھ خفگی سے کہا تھا۔۔۔

"ذراتم میری بات کرواؤ اس سے۔۔۔مجھے اس سے ایک انتہائی ضروری کام کی بات کرنی ہے۔۔۔"

یہ سنتے ہی الہام کا دل دھک سے رہ گیا تھا۔۔۔

اس کی رنگت لمحوں میں زرد پڑ گئی تھی۔۔۔

اس کی نظروں نے فوراً وال کلاک پر وقت دیکھا تھا۔۔۔رات کے ساڑھے بارہ بج رہے تھے۔۔۔

"وہ۔۔۔تائی جان۔۔۔وہ۔۔۔"

الہام گھبرا گئی تھی۔۔۔

اس کے الفاظ حلق میں اٹکنے لگے تھے۔۔۔

"وہ ابھی۔۔۔۔ابھی گھر نہیں آئے۔۔۔۔"

حمیرا بیگم کے کانوں میں اس کی جھجھکتی ہوئی آواز ابھری تھی۔۔۔۔

وہ چند سیکنڈ کے لیے بالکل خاموش ہوگئی تھیں۔۔۔اور پھر ان کی آواز میں شدید حیرت اور غصہ ابھر اتھا۔۔۔

"کیا؟ کیا کہا تم نے الہام؟ اتنی رات ہو گئی ہے۔۔۔ساڑھے بارہ بج رہے ہیں اور وہ اب تک گھر نہیں آیا؟ تم اس وقت اس گھر میں بالکل اکیلی ہو الہام؟ کیا۔۔کیا وہ روز اتنی ہی دیر سے گھر آتا ہے؟"

حمیرا بیگم کا یہ جانچتا اور سخت سوال الہام کو مزید بوکھلا گیا تھا۔۔۔

اس کی دھڑکنیں تیز ہو گئی تھیں۔۔۔ اسے لگا کہ اگر اس نے سچ بتا دیا تو طوفان آجائے گا۔۔۔

"ن۔۔۔ نہیں تائی جان۔۔۔ ایسا بالکل نہیں ہے۔۔۔"

جھوٹ بولتے ہوئے الہام کی زبان بری طرح لڑکھڑا گئی تھی۔۔۔

"وہ۔۔۔ وہ تو روز ٹائم پر ہی آجاتے ہیں۔۔۔۔ بس۔۔۔۔ بس آج ہی ڈیوٹی میں تھوڑا لیٹ ہو گئے ہیں۔۔ وہ آتے ہی ہوں گے۔۔۔"

الہام کی لرزتی ہوئی، لڑکھڑاتی آواز اور گھبراہٹ حمیرا بیگم سے چھپی نہ رہ سکی تھی۔۔۔

وہ اپنے بیٹے کے مزاج اور الہام کی معصومیت کو اچھے سے جانتی تھیں۔۔۔

وہ ایک ہی لمحے میں سارا معاملہ سمجھ گئی تھیں۔۔۔

"الہام تم مجھ سے جھوٹ بولنے کی ناکام کوشش کر رہی ہو۔۔۔"

حمیرا بیگم کی آواز غصے اور افسوس سے بھر گیا تھا۔۔ "تمہیں یہ بات ہمیں پہلے بتانی چاہیے تھی۔۔۔میں ابھی دیکھتی ہوں اس دارم کو۔۔۔"

ان کی آواز میں خفگی نمایاں تھی۔۔۔

"تائی جان میری بات سنیں۔۔۔۔"

اس سے پہلے کے کہ الہام مزید کچھ صفائی دے پاتی۔۔۔ حمیرا بیگم نے غصے سے فون ڈسکنیکٹ کر دیا تھا۔۔۔

الہام کے ہاتھ سے فون چھوٹ کر کمبل پر گر گیا تھا۔۔۔

اس کی سانسیں پھولنے لگی تھیں۔۔

یا اللہ اب کیا ہو گا۔۔۔؟

تائی جان ان سے لڑیں گی اور وہ ظالم انسان سارا الزام مجھ پر ڈال دے گا۔۔۔وہ سمجھے گا کہ میں نے شکایت کی ہے۔۔۔اب وہ مجھے نہیں چھوڑے گا۔۔۔

الہام کا پورا وجود اس تصور ہی سے خوف سے کانپنے لگا تھا۔۔

وہ کمرے میں بے چین ہو کر ٹہلنے لگی تھی۔۔۔ہر گزرتا سیکنڈ اس کے لیے قیامت بن رہا تھا۔۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد۔۔۔

کمرے کا بھاری دروازہ کافی برہمی سے کھولا گیا تھا۔۔

الہام سہم کر فوراً صوفے کے پاس ساکت کھڑی ہو گئی تھی۔۔۔

دارم ہاشمی کمرے میں داخل ہوا تھا۔۔۔

اس نے اپنے بلیک کوٹ کا بٹن کھولا ہوا تھا۔۔۔

ٹائی ہلکی سی ڈھیلی تھی۔۔۔ اور وہ ہاتھ میں پکڑا ہوا فون کان سے لگائے اندر آ رہا تھا۔۔۔۔

دو دن کی تھکن اس کے وجیہہ چہرے سے عیاں تھی۔۔۔ مگر اس کے تاثرات اس وقت حد درجے سنگین، سرخ اور قہر آلود تھے۔۔۔

اس کی سیاہ آنکھوں میں شعلے بھڑک رہے تھے۔۔۔

وہ فون پر حمیرا بیگم سے ہی بات کر رہا تھا۔۔۔۔

"تو مما۔۔۔"

دارم نے کمرے کا دروازہ اپنے پیچھے پاؤں کی زبردست ٹھوکر سے بند کرتے ہوئے انتہائی سرد اور طنزیہ آواز میں کہا تھا۔۔۔

"میں پچھلے کچھ دنوں سے ڈیوٹی پر حد سے زیادہ مصروف تھا۔۔۔ اس لیے میں آپ کی اس نازک اور پیاری لاڈلی کو وقت نہیں دے سکا۔۔۔ اور اس نے فوراً رو دھو کر آپ سے میری شکایت کر دی؟"

دارم کے یہ تیور، اس کی گھمبیر آواز کا زہر اور اس کی خونخوار نگاہیں دیکھ کر الہام کا دل دہل گیا تھا۔۔۔

وہ خوف کے مارے صوفے کی پشت سے مزید چمٹ گئی تھی۔۔۔

دارم کی سرخی مائل، جلا دینے والی نگاہیں الہام کے زرد پڑتے چہرے پر جم گئی تھیں۔۔۔

اس کی انا، اس کا مردانہ غرور اس بات پر بھڑک اٹھا تھا کہ اس لڑکی نے ایک بار پھر اس کی غیر موجودگی میں گھر والوں کو بیچ میں گھسیٹا تھا۔۔۔

دارم نے فون پر حمیرا بیگم کی سخت بات سنتے ہوئے بھی اپنی نظریں الہام پر سے نہیں ہٹائی تھیں۔۔۔

وہ چلتا ہوا اسکے پاس آیا تھا۔۔۔

الہام نے اس کے خطرناک عزائم کو بھانپ کر گھبرا کر اٹھے قدموں سے پیچھے سرکنا چاہا تھا۔۔۔

مگر اس سے پہلے کہ وہ دو قدم بھی پیچھے ہو پاتی۔۔ دارم نے فون ایک ہاتھ سے کان پر لگائے رکھا اور دوسرے ہی پل اپنا مضبوط بازو آگے بڑھا کر الہام کے نازک بازو کو انتہائی بے رحمی اور شدت کے ساتھ اپنی طرف کھینچ لیا تھا۔۔۔

"آہ۔۔"

الہام کا نازک وجود اس اچانک اور سخت جھٹکے کو برداشت نہ کر سکا اور وہ سیدھی جا کر دارم کے کشادہ، فولادی اور مضبوط سینے سے آ ٹکرائی تھی۔۔

الہام کے نتھنوں میں دارم کے مردانہ پرفیوم اور سگریٹ کی ملی جلی مہک گھل گئی تھی۔۔ جس نے اس کے حواس کو لمحوں میں معطل کر دیا تھا۔۔

دارم نے فون کان سے لگائے رکھا تھا۔۔۔

جبکہ دوسرے ہاتھ کو گھما کر الہام کی نازک کمر میں کس کر حمائل کر لیا اور اسے اپنے اتنے قریب کر لیا تھا۔۔۔ کہ دونوں کی سانسیں الجھنے لگی تھیں۔۔

الہام بری طرح سے کانپ گئی تھی۔۔۔

اس شخص کے لمس میں اب جو ایک الگ ہی احساس ہوتا تھا۔۔۔ وہ اس کی جان نکال دیتا تھا۔۔۔

اس کی ساحرانہ نگاہوں سے گھبرا کر وہ خود میں کی سمٹ گئی تھی۔۔

حمیرا بیگم دوسری طرف سے دارم پر خفگی کا اظہار کر رہی تھیں اور الہام کے ساتھ محبت اور عزت سے پیش آنے کی ہدایت دے رہی تھیں۔۔۔

مگر دارم کی خمار آلود، غضبناک اور سرخ نگاہیں اپنے سینے سے لگی لرزتی ہوئی الہام کے شرم وحیا سے لال ہوتے چہرے پر گڑھی ہوئی تھیں۔۔۔

الہام نے شدتِ خوف اور حیا سے اپنی دونوں نازک ہتھیلیاں دارم کے چوڑے سینے پر رکھیں اور اسے دور دھکیلنے کی بھرپور کوشش کی۔۔۔

"چھ۔۔۔ چھوڑیں مجھے۔۔۔۔ دور ہٹیں۔۔۔"

الہام نے کسمسا کر، سسکتی ہوئی آواز میں کہا تھا۔۔۔

مگر دارم نے اس کی مزاحمت کی پرواکیے بغیر اپنی گرفت اور زیادہ سخت کر دی تھی۔۔۔

وہ اس کی دھڑکنوں کو اپنے سینے میں دھڑکتا محسوس کر رہا تھا۔۔ آنکھوں کی خماری مزید بڑھ گئ تھی۔۔۔

وہ اس لڑکی کو اگنور کر رہا تھا۔۔ جس میں دونوں کا ہی فایدہ تھا۔۔ لیکن اسے شاید یہ بھی پسند نہیں آیا تھا۔۔۔۔

الہام کی ابھرتی گرتی، تیز سانسیں دارم کی سانسوں کے ساتھ الجھنے لگی تھیں۔۔۔

دونوں کی گرم تپش ایک دوسرے میں سرایت کر رہی تھیں۔۔۔۔

"مما آپ بالکل بھی پریشان نہ ہوں۔۔۔ آپ کی اس لاڈلی کے جتنے بھی گلے اور شکایتیں ہیں۔۔۔ میں وہ سارے گلے ابھی کے ابھی دور کرتا ہوں۔۔۔"

دارم نے اپنے لبوں پر ایک سفاکانہ اور بے باک مسکراہٹ سجاتے حمیرا بیگم کو جواب دیا تھا۔۔۔

یہ کہتے ہی دارم نے اپنے ہاتھ میں پکڑا ہوا فون الہام کی طرف بڑھایا

تھا۔۔

وہ اسے ایسے ہی لیے صوفے پر بیٹھ چکا تھا۔۔۔ اور الہام کی حالت

غیر ہو رہی تھی۔۔۔

مگر ساتھ ہی اس نے فون کان سے ہٹائے بغیر۔۔۔ جھک کر الہام

کے کان کی نرم لو ح لت دہکتے ہوئے اور تپتے لب رکھ دیے

تھے۔۔۔

"آآآہ۔۔۔۔"

الہام کا پورا وجود ایک شدید کرنٹ کی زد میں آکر بری طرح کانپ اٹھا تھا۔۔۔

اس کا دل اتنی زور سے دھڑکا کہ اسے لگا اس کا سینہ پھٹ جائے گا۔۔۔

دارم کے لبوں کی وہ جنونی اور بے باک تپش الہام کی گردن میں سنسنی پھیلا گئی تھی۔۔۔

"یہ لیں مما۔۔۔ پوچھ لیں اپنی بہو سے۔۔۔"

دارم نے الہام کے کان کے پاس اپنے لبوں کی سختی قائم رکھتے ہوئے غصیلی اور خمار آلود آواز میں سرگوشی کی تھی۔۔۔

"پوچھ لیں اس سے کہ میں اس سے کتنا پیار کرتا ہوں۔۔۔اور اس کی تنہائی کو کیسے دور کرتا ہوں۔۔۔"

دارم نے فون زبردستی الہام کے کان سے لگا دیا تھا۔۔۔

اسی لمحے۔۔۔دارم نے اپنا دوسرا ہاتھ آگے بڑھایا اور الہام کی گردن کے گرد لپٹا ہوا اس کا ریشمی دوپٹہ ایک ہی جھٹکے سے اتار کر پاس پڑے صوفے پر پھینک دیا تھا۔۔۔

دوپٹہ ہٹتے ہی الہام کی گداز، سفید اور حساس گردن دارم کی شعلہ بار نگاہوں کے سامنے مکمل طور پر بے نقاب ہو گیا تھا۔۔۔

الہام اس کی اس کھلی بے باکی، حاکمیت اور شدت پر اندر تک کانپ اٹھی تھی۔۔اس کو اپنے وجود سے جان نکلتی محسوس ہوئی تھی۔۔

فون کی دوسری طرف حمیرا بیگم کی آواز آرہی تھی۔۔"الہام بیٹا؟ الہام۔۔۔تم ٹھیک ہونا؟اب پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔دارم اب پورا خیال رکھے گا۔۔۔"

وہ اسے پیار سے سمجھارہی تھیں۔۔۔

الہام کے ہاتھ بری طرح کپکپارہے تھے۔۔۔

وہ چاہ کر بھی ٹھیک سے بات نہیں کر پا رہی تھی۔۔۔دارم کے لب اب اس کی کان کی لوح سے سرک کر اس کی نازک گردن کی رگ پر پے در پے اپنا بے باک لمس چھوڑ رہے تھے۔۔۔

جس سے الہام کی آواز اور سانسیں بالکل لڑکھڑا گئی تھیں۔۔۔اس شخص کی قربت اس کے حواس ایسے ہی چھین لیتی تھی۔۔۔

اس کے پورے وجود پر لرزاہٹ طاری تھی۔۔

اس شخص کے لمس میں اب ایک الگ ہی شدت ہوتی تھی۔۔۔

"تائی جان۔۔۔میں۔۔۔میں۔۔"

الہام کے لبوں سے لفظ ہی نہ نکل سکے تھے۔۔۔

دارم کی اس کی گردن پر بڑھتی ہوئی بے باکی اور شدت کے باعث الہام کے ہاتھ سے وہ موبائل فون چھوٹ کر سیدھا اس کی گود میں جا گرا تھا۔۔۔

دارم نے ایک پُر تعیش نظر الہام پر ڈالی تھی۔۔۔

نیچے جھک کر فون اٹھایا۔۔ کال فوراً کٹ کی اور موبائل کو سوئچ آف کر کے ٹیبل پر اچھال دیا تھا۔۔۔

کمرے میں اب صرف باہر چلتی ہوا، بارش کی مدھم آہٹ اور ان دونوں کی تیز، بے ترتیب سانسوں کی آوازیں گونج رہی تھیں۔۔۔

دارم نے اپنی سرخ، قہر آلود اور قاتلانہ نگاہوں کو الہام کے آنسوؤں سے بھیگے چہرے پر گاڑھا تھا۔۔۔

"م۔۔۔میں نے۔۔۔میں نے انہیں کچھ نہیں بتایا۔۔"

الہام نے اپنے کانپتے لبوں کے ساتھ صفائی دینے کی کوشش کی تھی۔۔۔

"میں سچ کہہ رہی ہوں۔۔میں نے تائی جان سے آپ کی کوئی شکایت نہیں کی۔۔۔"

"اوہ۔۔۔واقعی؟"

دارم سرخی مائل نگاہوں سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔۔وہ لڑکی سادگی میں بھی اتنی پیاری اور حسین لگتی تھی۔۔

سیدھا دل میں سرایت کر جانے کا ہنر بہت اچھے سے آتا تھا اسے۔۔۔۔

"تو پھر کیا تمہاری ان تائی جان کو غیب سے خواب آیا تھا؟ یا تمہاری مظلومیت کی خبریں ہوا میں اڑتی ہوئی ان تک پہنچی ہیں؟"

یہ کہتے ہی دارم نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا اور الہام کے بالوں میں لگا ہوا کیچر ایک ہی جھٹکے سے نکال کر دور پھینک دیا تھا۔۔

الہام کے لمبے، ریشمی اور سیاہ بال لمحوں میں بکھر کر اس کے شانون اور گردن پر کالی گھٹا کی طرح پھیل گئے تھے۔۔۔

وہ سمجھ گئی تھی کہ وہ کس انسان کے سامنے وضاحتیں دے رہی تھی۔۔۔ جو شاید وہ مر بھی رہی ہو گی۔۔ تب بھی اس پر یقین نہیں کرے گا۔۔

"پلیز... چھوڑیں مجھے۔۔۔"

الہام نے اس کی مضبوط گرفت سے نکلنے کی شدید تڑپ اور جدوجہد کرتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

"انہوں نے۔۔انہوں نے خود آپ کے بارے میں پوچھا تھا۔۔

انہوں نے آپ سے بات کروانے کا کہا۔۔۔تو تب میں نے مجبوراً

بتایا کہ آپ گھر نہیں ائے۔۔۔اس میں میری کیا غلطی ہے؟"

وہ بیچارگی سے بولی تھی۔۔

وہ بول رہی تھی اور بے انتہا قریب ہونے کی وجہ سے اس کے گداز

ہونٹ بار بار دارم کے ہونٹوں سے ٹکرا رہے تھے۔۔۔

دارم ہاشمی کی سیاہ آنکھوں میں ایک جنون ابھرا تھا۔۔اس کے

اعصاب جھنجھنا اٹھے تھے۔۔

گردن کی ہڈی ابھر آئی تھی۔۔۔دل میں عجیب سا شور ابھرنے لگا تھا۔۔۔

اس نے الہام کو پیچھے صوفے پر ٹکا دیا تھا۔۔۔اور خود سے پری پیکر کے نازک لرزتے وجود پر سایہ فگن ہوا تھا۔۔۔

الہام صوفے کے نرم گدوں پر جا گری تھی۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ سیدھی ہو پاتی۔۔۔۔دارم جھک کر اس کے بالکل اوپر آ گیا تھا۔۔

اس نے اپنی دونوں کشادہ ہتھیلیاں الہام کے چہرے کے دونوں اطراف صوفے پر جما دیں اور اس کے نازک سراپے کو اپنے چوڑے وجود کے نیچے مکمل طور پر قید کر لیا تھا۔۔۔

دارم کا تپتا ہوا۔۔۔ مغرور چہرہ الہام کے شرم سے سرخ ہوتے چہرے سے محض چند انچ کے فاصلے پر تھا۔۔

"تم کوئی بھی بہانا بنا سکتی تھی۔۔۔"

دارم نے اس کے چہرے پر جھکتے اپنی گرم خمار آلود سانسیں چھوڑتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

الہام کی سانسیں بوجھل ہونے لگی تھیں۔۔۔اس شخص کی پناہوں میں گزرا ہر لمحہ اس کی جان نکال دیتا تھا۔۔۔

اس کی قربت بہت جان لیوا اور دل کے تار چھیڑ دینے والی تھی۔۔

"تم کہہ سکتی تھیں کہ میں سو رہا ہوں۔۔۔تم کہہ سکتی تھیں کہ میں کسی میٹنگ میں ہوں۔۔ مگر تم نے ایسا نہیں کیا۔۔

کیوں۔۔؟ کیا میری توجہ کی اور قربت کی اتنی طلبگار ہو تم۔۔۔"

وہ مزید نیچے جھک تھا۔۔۔اس کی گرم سانسیں الہام کی نتھنوں سے ٹکرانے لگی تھیں۔۔

اس کے ہونٹ الہام کے گداز گالوں کو چھو رہے تھے۔۔۔الہام بری طرح سے کسمسائی تھی۔۔۔

اس کی دھڑکنیں بوجھل ہونے لگی تھیں۔۔۔

"تم یہ جو دوسروں کے سامنے ہمیشہ مظلوم، بے گناہ اور بے چاری بننے کا ڈرامہ اور ناٹک کرتی ہو نا۔۔۔میں نے تمھیں ہزار بار خبردار کیا ہے کہ یہ ڈرامے میرے سامنے نہیں چلیں گے۔۔"

اس شخص کے الفاظ اور اس کے انداز آج پہلی بار ایک دوسرے کی نفی کر رہے تھے۔۔وہ اس لمحے بہت مشکل سے خود کو کوئی بھی گستاخی کرنے سے روک رہا تھا۔۔۔

دارم نے اپنی لمبی، تیکھی انگلیاں الہام کے بکھرے ہوئے ریشمی بالوں میں بے رحمی سے پھنسائیں اور اس کے سر کو تھوڑا اوپر اٹھاتے ہوئے اس کا چہرہ اپنے لبوں کے مزید قریب تر کر لیا تھا۔۔۔

الہام کی کپکپاتی نازک ہتھیلیاں اس کے سینے پر جمی ہوئی تھیں۔۔

"اور رہی بات اس شکایت کی جو تم نے وہاں لگائی ہے۔۔۔"

دارم نے خمار آلود آواز میں کہا تھا۔۔۔

"اگر تمھیں میری توجہ، میرے لمس کی اتنی ہی شدید طلب تھی۔۔ تو تم سیدھا مجھے بتا دیتی۔۔۔ تم مجھے کہہ دیتی کہ تمھیں میری ضرورت ہے۔۔

تمھیں یہ گھر والوں کے ذریعے مجھ تک پہنچانے کی ضرورت نہیں تھی۔۔"

دارم کے ان سفاکانہ الفاظ نے الہام کے دل کو گہرائی تک زخمی کر دیا تھا۔۔۔

وہ اسے کیا سمجھتا تھا۔۔۔

اس کی سرمئی آنکھوں سے آنسوؤں کی لکیریں بہہ کر اس کے گالوں پر بکھرنے لگے تھے۔۔۔

"نہیں چاہیے مجھے آپ کی کوئی توجہ۔۔۔"

الہام نے اپنے پورے وجود کی طاقت اکٹھی کر کے، اس کی تپتی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے تڑپ کر کہا تھا۔۔۔

"مجھے نفرت ہے آپ کی اس توجہ سے۔۔۔ مجھ پر رحم کریں اور دور ہٹیں مجھ سے۔۔۔۔"

دارم کے چہرے پر ایک تلخ اور بے رحم مسکراہٹ ابھری تھی۔۔۔۔

"نہیں چاہیے۔۔۔۔؟"

دارم نے اس کے بالوں پر اپنی گرفت اور سخت کی تھی۔۔ اور اس کی سانسوں کو مزید مشکل کر دیا تھا۔۔۔

"پھر کیوں باقی سب کے سامنے روتی پھر رہی ہو؟ کیوں ہر ایک کو یہ تاثر دے رہی ہو کہ میں تم پر مظالم ڈھا رہا ہوں؟"

وہ الہام کے پھولے ہوئے گال کے اتنے قریب ہوا کہ اس کی بیئرڈ الہام کی جلد کو چھونے لگی تھی۔۔۔

"میں پچھلے تین دنوں سے ایک انتہائی اہم، کروشل میٹنگ میں مصروف تھا۔۔۔ دن رات ایک کر رہا تھا۔۔۔

مگر وہاں بھی تمھاری وجہ سے مجھے سکون نہیں ملا۔۔ گھر والوں نے کالز کر کر کے۔۔ تمھاری اداسی کا رونا رو رو کر مجھے پاگل کر دیا کہ میں نے ان لاڈلی، نازک بیٹی کو یہاں اکیلے کیوں چھوڑ رکھا ہے۔۔"

دارم بولتے ہوئے الہام کے لرزتے، پھولتے نتھنوں سے نکلتی ہوئی گرم سانسوں کی سحر انگیز مہک کو اپنے اندر اتار رہا تھا۔۔۔

اس لڑکی کی قربت، اس کے بالوں کی قدرتی خوشبو، اور اس کے آنسو۔۔۔

دارم ہاشمی کے تنے ہوئے اعصاب کو پاگل کر رہے تھے۔۔۔

"وہ مجھ سے سوال کر رہے تھے۔۔۔"

دارم نے اس کے گال پر اپنے لب رکھتے ہوئے غصے اور خماری سے کہا تھا۔۔۔

"اور اب ان تمام سوالوں کا جواں۔۔۔۔مجھے تم سے چاہیے۔۔۔"

"آپ۔۔دنیا کے سب سے ظالم اور بے رحم انسان ہیں۔۔مجھے اب آگے زندگی میں کبھی بھی چوائس ملی تو میں آپ کے پاس آنے سے بہتر موت کو چننا پسند کروں گی۔۔۔آپ کی وجہ سے مجھے اپنی زندگی سے شدید نفرت ہو گئی ہے۔۔۔"

الہام نے سسکتے ہوئے اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں جکڑ لیا تھا۔۔۔

اس کے الفاظ پر دارم خاموشی سے اسے تکے گیا تھا۔۔جس کے آنسو اب اس کے چہرے کو بھیگو رہے تھے۔۔

"آپ کو صرف دوسروں کو اذیت دینا آتا ہے۔۔۔میں نے کوئی کال نہیں کی تھی۔۔۔کسی کو کچھ نہیں کہا تھا۔۔۔میں کسی کو کچھ نہیں کہتی آپ کے بارے میں۔۔۔

میں نے اپنے سارے معاملات اپنے اللہ پر چھوڑ دیئے ہیں۔۔۔وہ ہی آپ سے میرا حساب لے گا۔۔۔"

اس نے سسکتے ہوئے کہا تھا۔۔۔اور اس کی ڈھیلی پڑتی گرفت سے نکل گئی تھی۔۔

دارم ہاشمی اس لمحے بالکل خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔اس کی آنکھوں کی رنگت ناقابل یقین حد تک سرخ ہو چکی تھیں۔۔۔

الہام اٹھ کر کمرے سے نکل گئی تھی۔۔۔

دارم ہاشمی کی سماعتوں میں ابھی بھی اس کی آنسوؤں میں ڈوبی آواز گونج رہی تھی۔۔۔

اس کے دل میں ایک ان دیکھی آگ بھڑکنے لگی تھی۔۔۔اس کے اعصاب شل ہوئے تھے۔۔۔

شاید کہیں احساس ہوا تھا کہ وہ اب کچھ زیادہ کر رہا تھا۔۔۔اس نے اپنے بالوں کو مٹھیوں میں جکڑ لیا تھا۔۔۔

اس کا اضطراب شدت اختیار کر گیا تھا۔۔۔آنکھیں بھی جل رہی تھیں۔۔۔

اس نے گاڑی کی چابیاں اٹھائی تھیں۔۔۔اور کمرے سے ہی نہیں گھر سے ہی نکل گیا تھا۔۔

گاڑی کے جانے کی آواز پر الہام جو بالکنی میں آن بیٹھی تھی۔۔اس کی نگاہیں گیٹ کی جانب اٹھی تھیں۔۔۔

"آئی ہیٹ یو دارم ہاشمی۔۔۔ آئی رئیلی ہیٹ یو۔۔۔کاش آپ میری زندگی میں کبھی نہ آتے۔۔۔ کبھی سامنا نہ ہوا ہوتا آپ سے۔۔۔

تو آج میری زندگی اتنی مشکل نہ ہوتی۔۔۔ میں کبھی معاف نہیں کروں گی آپ کو۔۔۔ کبھی بھی نہیں۔۔ بہت برا کیا ہے آپ نے میرے ساتھ۔۔۔"

وہ روتے ہوئے اس سے شکوہ کر رہی تھی۔۔

اس کے دل سے جو آوازیں اٹھ رہی تھیں۔۔۔ وہ اسے مزید خوفزدہ کر گئی تھیں۔۔۔ اس شخص کی اتنی ستمگری اور نارواں سلوک کے بعد بھی وہ دل سے اس سے نفرت نہیں کر پا رہی تھی۔۔

دل میں تو کچھ اور ہی چل رہا تھا۔۔ جس سے وہ زیادہ بے چین ہو چکی تھی۔۔۔

ایسا کیسے ہو سکتا تھا۔۔۔ جو انسان اس سے اتنی نفرت کرتا تھا۔۔۔ اور وہ بھی اب تک اس سے خوب نفرت کا اظہار کرتی آئی تھی۔۔۔

یہ دل اس کے خلاف ہو ہی نہیں پا رہا تھا۔۔۔ وہ آخر کار اپنی اس کیفیت سے زچ ہوتے۔۔۔ چہرا دونوں ہاتھوں میں تھام کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔۔

∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆

کمرے میں شام سے چھایا ملگجا سا اندھیرا اب رات کے پچھلے پہر کی سیاہی میں بدل چکا تھا۔۔۔

کھڑکی کے پار سے آتی چاند کی مدہم روشنی کمرے میں سایوں کا ایک عجیب سا کھیل رچا رہی تھی۔۔۔

بیڈ پر الہام گہری نیند سو رہی تھی۔۔۔۔

اس کا ہر سانس پر سکون تھا اور چہرے پر پھیلا معصومیت کا غلاف رات کے اس سناتے میں اور بھی نمایاں ہو رہا تھا۔۔۔۔

اسی اثنا میں کمرے کا دروازہ ہلکی سی آہٹ کے ساتھ کھلا تھا۔۔۔۔

دارم ہاشمی نے اندر قدم رکھا تھا۔۔۔

اس دن کے بعد سے وہ کچھ وقت پر گھر آنے لگا تھا۔۔۔ مگر ان دونوں کے درمیان کے ناخوشگوار تعلقات میں کوئی خاص تبدیلی نہیں آئی تھی۔۔۔

ان کا رشتہ اب بھی اسی تلخی، خاموشی اور دوری کی ڈور سے بندھا ہوا تھا۔۔۔

بلکہ پہلے جو تھوڑی بہت بات ہو جاتی تھی۔۔۔ اب وہ بھی ختم ہو چکی تھی۔۔

دارم آہستہ قدم اٹھاتا ہوا صوفے کی طرف بڑھا تھا۔۔۔

اس کے چہرے پر تکلیف کے شدید تاثرات واضح تھے۔۔

صوفے پر بیٹھ کر اس نے ایک لمبا اور گہرا سانس خارج کیا تھا۔۔۔

اس نے اپنے دائیں ہاتھ سے شرٹ کے بٹن کھولنے کی کوشش کی تھی۔۔۔

مگر اس کا بائیاں کندھا جیسے مفلوج ہو چکا تھا۔۔۔

اس کی سفید شرٹ کندھے کے مقام سے خون سے پوری طرح لت پت تھی۔۔اور سرخ رنگ کپڑے میں جذب ہو کر پھیلتا جا رہا تھا۔۔۔

اس نے ایک نظر بیڈ پر ڈالی تھی۔۔۔

الہام اب بھی گہری نیند میں تھی۔۔ اس بات سے بے خبر کے وہ شخص اس وقت کتنی تکلیف میں تھا۔۔

شاید وہ جو سلوک اس کے ساتھ کر چکا تھا۔۔۔ اس کے بعد۔۔ اس کی تکلیف جان کر بھی اس لڑکی کا یہی پر سکون ری ایکشن ہونا بنتا تھا۔۔۔

بلکہ دارم کو یہی لگ رہا تھا کہ وہ اسے تکلیف میں دیکھ کر خوش ہی ہوتی۔۔۔ جتنی تکلیف وہ اسے دے چکا تھا۔۔۔ اس کا اتنا خوش ہونا تو بنتا تھا۔۔

اسے آج اپنے ایک مشن کے دوران کندھے پر گولی لگی تھی۔۔۔

زخم کافی گہرا تھا۔۔ خون بھی بہت بہا تھا۔۔

ڈاکٹر نے اسے ایڈمٹ ہونے کو کہا تھا۔۔

مگر وہ کسی کی کبھی سنتا ہی کہا تھا۔۔ وہ صرف بینڈیج کروا کر آگیا تھا۔۔

ایک گھنٹے کی ڈرائیونگ کرنے کے باعث اب اس تازہ زخم سب خون بہنے لگا تھا۔۔۔ اور تکلیف کا احساس بھی کافی بڑھ گیا تھا۔۔۔

دارم نے دوبارہ شرٹ اتارنے کی کوشش کی۔۔۔

مگر کپڑا زخم کے ساتھ چپک چکا تھا اور ذرا سی حرکت پر اس کا زخم

مزید خراب ہو رہا تھا۔۔۔

درد کی ایک شدید لہر نے اس کی پیشانی پر پسینے کے قطرے نمودار کر

دیے اور اس کے لبوں سے ایک دبی دبی آہ نکل گئی تھی۔۔۔

اسی لمحے، شاید کسی انجانے احساس، کسی نادیدہ ڈور کے کھچاؤ کے

تحت الہام کی آنکھ کھل گئی تھی۔۔۔

اس نے نیند میں ہی ادھر ادھر دیکھا تھا۔۔۔

کمرے کی سائیڈ لائٹ آن دیکھ کر وہ فوراً سمجھ گئی کہ وہ آگیا

ہے۔۔۔

اس کے دل کی دھڑکن معمول کے مطابق تھوڑی تیز ہوئی تھی۔۔

مگر جیسے ہی اس کی نظر صوفے کی جانب اٹھی۔۔۔اس کے تمام
حواس جیسے معطل ہو کر رہ گئے تھے۔۔

صوفے پر بیٹھا دارم ہاشمی اپنی شرٹ اتارنے کی جدوجہد میں
مصروف تھا۔۔۔

اور اس کی سفید شرٹ کا ایک بڑا حصہ خون میں ڈوبا ہوا تھا۔۔۔

الہام کی نظر جیسے ہی اس منظر پر پڑی۔۔۔وہ چند سیکنڈز کے لیے
بالکل ساکت رہ گئی تھی۔۔۔۔اس کا سانس حلق میں اٹک گیا
تھا۔۔۔

پھر اگلے ہی پل، خوف اور سراسیمگی کی ایک شدید لہر اس کے وجود میں دوڑ گئی تھی۔۔۔

وہ ایک جھٹکے سے بیڈ سے اٹھی اور ننگے پاؤں تقریباً بھاگتی ہوئی اس کے پاس پہنچی تھی۔۔۔

عجیب سی تڑپ تھی اس کے انداز میں۔۔۔ جو اس نے دور بھی محسوس نہیں کی تھی۔۔

مگر مقابل کر چکا تھا۔۔

"یہ۔۔۔ یہ کیا ہوا ہے آپ کو؟"

اس کی آواز میں خوف، گھبراہٹ اور شاک کا ملا جلا تاثر تھا جو اس کے حلق سے بمشکل نکل پایا تھا۔۔۔

اس وقت الہام مہرون رنگ کے سادہ مگر نفیس لباس میں ملبوس تھی۔۔۔

بغیر دوپٹے کے، اپنے دلکش، نازک اور حسین وجود کی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ وہ اس وقت بے انتہا دلفریب اور ایمان متزلزل کر دینے والے حلیے میں تھی۔۔۔۔

اس کے دراز، سیاہ بال کھلے ہوئے اس کی کمر پر بکھرے ہوئے تھے۔۔۔

جو اس کی دودھیا گلابی رنگت اور مہرون لباس کے امتزاج میں مزید اضافہ کر رہے تھے۔۔۔

کچی نیند سے بیدار ہونے کا خمار اب بھی اس کی دلنشیں جھیل جیسی آنکھوں میں تیر رہا تھا۔۔۔

جو اسے ایک طلسماتی خود سے بے خبر خوبصورتی بخش رہا تھا۔۔۔

دارم ہاشمی جو شدید درد میں مبتلا تھا۔۔۔

ایک لمحے کے لیے اس کے اس ہوشربا اور معصوم روپ کو دیکھ کر اپنی تکلیف بھی بھول گیا تھا۔۔۔

جو بے اختیاری میں اس کے بہت قریب آن کھڑی ہوئی تھی۔۔۔۔

اس کی آنکھیں الہام کے چہرے پر جم کر رہ گئی تھیں۔۔۔۔اس نے بہت مشکل سے، اپنے تمام تر ضبط کو مجتمع کرتے ہوئے اپنے حواس پر قابو پایا اور اپنی نگاہیں اس کے دلکش چہرے سے ہٹائی تھیں۔۔۔

"کچھ نہیں ہوا۔۔۔"

وہ انتہائی سرد مہری سے بولا تھا۔۔۔۔اپنی روایتی سختی کو برقرار رکھنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے۔۔۔

"تم جا کر سو جاؤ۔۔۔مجھے اپنے کام خود کرنے کی عادت ہے۔۔۔"

اس شخص کے مغرور اور گھمنڈی انداز کو دیکھتے وہ افسوس سے سر ہلا کر رہ گئی تھی۔۔۔

مگر وہاں سے نہیں ہلی تھی۔۔۔۔

وہ اس کی اس سرد مہری کو بالکل نظر انداز کر چکی تھی۔۔ کیونکہ اس کی نظریں صرف اس سرخ دھبے پر تھیں جو لمحہ بہ لمحہ بڑھ رہا تھا۔۔۔

"آپ کا اتنا خون بہہ رہا ہے۔۔ کک کیا ہوا ہے آپ کو۔۔۔"

الہام کی آواز کانپ رہی تھی۔۔۔۔ اس نے ایک قدم اور قریب بڑھایا تھا۔۔۔

"مجھ۔۔۔میں مدد کروں آپ کی؟ آپ اکیلے یہ نہیں کر پائیں گے۔۔۔"

دارم کے زخم کی شدت اور اس کی تکلیف کا اندازہ لگاتے ہی الہام کی بڑی بڑی آنکھوں میں شفاف آنسو تیرنے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ اس کے رخساروں پر ڈھلک گئے تھے۔۔۔

دارم نے حیرت اور بے یقینی کے عالم میں اس کی طرف دیکھا تھا۔۔۔

اس کا سخت اور مغرور دل اس منظر کو قبول کرنے سے قاصر تھا۔۔۔وہ حیران تھا کہ یہ لڑکی۔۔۔ جس پر اس نے اب تک صرف اور صرف نفرت نچھاور کی تھی۔۔۔

جسے ہر موڑ پر ذلیل کیا تھا۔۔جسے ہر طرح سے ذہنی اور جذباتی تکلیف دینے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔۔۔

وہ آج اس کی ذرا سی تکلیف پر اس طرح بچوں کی طرح کیوں رو رہی تھی؟

اس کی آنکھوں میں اپنے لیے یہ فکر اور تڑپ دیکھ کر دارم کا ذہن الجھ کر رہ گیا تھا۔۔۔

دارم کے منع کرنے کے باوجود الہام نے اس کی بات پر دھیان نہیں دیا تھا۔ وہ آگے بڑھی اور اپنے کانپتے ہوئے نرم ہاتھوں سے اس کی خون آلود شرٹ کے بٹن کھولنے لگی تھی۔۔۔

اس کی انگلیوں کی کپکپاہٹ اور اس کی گرم سانسیں دارم کے سینے پر محسوس ہو رہی تھیں۔۔۔ وہ اس وقت اس شخص کی تکلیف کے آگے ہر بات فراموش کر گئی تھی۔۔۔

الہام نے انتہائی احتیاط کے ساتھ۔۔۔ تاکہ اس کا ہاتھ زخم کو نہ ہرٹ کرے۔۔۔ اس کی شرٹ کو کندھے سے نیچے سرکایا تھا۔۔۔

شرٹ اترتے ہی جب الہام کی نظر اس کے کندھے پر لگی خون سے تر بینڈ تج اور اس کے نیچے گہرے زخم سے رستے ہوئے تازہ خون پر پڑی۔۔۔

تو اس کا دل دہل گیا تھا۔۔۔

"آپ کو۔۔۔ آپ کو یہ اتنی بڑی چوٹ کیسے لگی؟"

زخم کو دیکھتے اس کے آنسوؤں کی شدت مزید بڑھ گئ تھی۔۔۔ اس کے چہرے پر تکلیف کے تاثرات تھے۔۔

دارم ہاشمی اب بھی اسی بے یقینی کی کیفیت میں گرفتار تھا۔۔۔

اس کی اپنی تکلیف تو جیسے اب وجود ہی نہیں رکھتی تھی۔۔۔

وہ تو صرف اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا جو اپنے بکھرے ہوئے ہوشربا حلیے، اپنے کندھوں پر پھیلی زلفوں اور اپنے وجود سے بے نیاز، اس کے سامنے جھکی ہوئی اس کی تکلیف پر آنسو بہا رہی تھی۔۔۔

جس لڑکی سے اس نے ہمیشہ نفرت کی تھی۔۔۔وہ آج اس کی تکلیف پر رو رہی تھی۔۔۔

دارم ہاشمی کے اعصاب جھنجھنا اٹھے تھے۔۔اس کے زخم سے زیادہ اب دل میں درد ہونے لگا تھا۔۔

وہ اس شخص کی سنگدلی پر خائف ہوتی۔۔ جلدی سے اٹھی اور روم

میں رکھے فرسٹ ایڈ باکس کو اٹھالائی تھی۔۔۔

وہ ٹیبل پر اس کے بالکل سامنے آن بیٹھی تھی۔۔۔اس کے نازک

ہاتھ اب بھی شدت سے کانپ رہے تھے۔۔۔

آنکھوں سے پانی کا تسلسل قائم تھا اور اس کا شاداب چہرہ شدید

پریشانی، خوف اور تشویش کی وجہ سے زرد پڑ چکا تھا۔۔۔

وہ اس وقت بھول چکی تھی کہ وہ بے اختیاری میں اپنے دل کا وہ حصہ

اس ستمگر کے آگے عیاں کر گئی تھی۔۔

جو اس نے خود سے بھی چھپا کر رکھا تھا۔۔۔

دارم ہاشمی اپنی پوری زندگی میں کبھی بھی اتنے شاک میں مبتلا نہیں ہوا تھا۔۔۔ جتنا اس وقت ہو رہا تھا۔۔

وہ اپنے زخم کی تکلیف بھی بھول چکا تھا۔۔

اسے دیکھ کر یوں لگتا تھا جیسے وہ گولی دارم ہاشمی کے جسم پر نہیں۔۔ بلکہ الہام کے اپنے نازک وجود پر لگی ہو۔۔۔۔۔ اس کے دل کا درد اس کے چہرے پر صاف رقم تھا۔

اور یہی وہ لمحہ تھا... جب الہام کی آنکھوں سے نکل کر اس کی شرٹ اور ہاتھ پر گرنے والے ان شفاف آنسوؤں نے دارم ہاشمی کے دل پر جمی نفرت کی برف کو پگھلانا شروع کر دیا تھا۔۔۔

وہ سنگدل، مغرور اور پتھر دل انسان جس نے کبھی کسی کے جذبات کی پروا نہیں کی تھی۔۔۔

اس وقت الہام کے ان آنسوؤں کے سامنے بالکل بے بس نظر آنے لگا تھا۔۔۔

اس کے اپنے سینے میں اک عجیب، بے نام سے درد کی شدید لہر دوڑ گئی تھی۔۔۔ ایک ایسا درد جو گولی کے زخم سے کہیں زیادہ گہرا اور جاں لیوا تھا۔۔۔۔

"پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔"

دارم نے پہلی بار اپنی آواز میں نرمی گھولتے ہوئے کہا تھا۔۔ جیسے وہ اس کے خوف کو کم کرنا چاہتا ہو۔۔۔ "گولی لگی تھی۔۔۔ ہاسپٹل سے ڈاکٹر نے بینڈیج کر دی تھی۔۔۔ مگر خود ڈرائیونگ کی وجہ سے زخم کھل گیا اور خون نکلنے لگا۔۔۔"

اس نے پوری تفصیل بتا دی تھی۔۔ مگر 'گولی' کا لفظ سنتے ہی الہام کا چہرہ مزید سفید پڑ گیا تھا۔۔۔

اس کے اندر کا خوف اور زیادہ بڑھ گیا تھا۔۔۔

"آپ کو۔۔ آپ کو گولی لگی ہے اور آپ اتنے آرام سے بتا رہے ہیں؟ کک کیسے لگی۔۔۔"

اس نے خفگی اور شدید فکر مندی سے اس کے چہرے کی طرف دیکھا تھا۔۔اس کا انداز ایک ساتھ ناراضگی اور بے پناہ اپنے پن کا عکاس تھا۔۔۔

دارم ہاشمی کا دل اس پل جیسے اس وقت اس کے کنٹرول سے باہر ہونے لگا تھا۔۔

اس لڑکی کے ساتھ اس نے جو سلوک کیا تھا۔۔وہ یہی سمجھتا تھا کہ اس دنیا میں وہ آخری انسان ہو سکتی تھی جو اس کے لیے روئے۔۔

مگر اس لیے نے تو اسے بالکل ششدر کر دیا تھا۔۔۔

اس کے دل میں آتش فشاں بھڑکنے لگا تھا۔۔

"میں۔۔۔۔میں ڈاکٹر کو کال کرتی ہوں۔۔۔"

وہ اس کے پاس سے اٹھنے لگی تھی۔۔اور دارم ہاشمی کو اس کے اٹھتے ہی سب کچھ تاریک ہوتا محسوس ہوا تھا۔۔

"نہیں۔۔"

دارم نے اس کا ہاتھ تھام کر روکا تھا۔۔۔اس کا لمس برف کی طرح ٹھنڈا تھا۔۔۔

الہام نے گھبرا کر اس کے چہرے کی سرخی اور آنکھوں کی بے چینی دیکھی تھی۔۔وہ اس کو اس کے تکلیف کی وجہ سمجھی تھیں۔۔

"ڈاکٹر کو بلانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ صرف بینڈ تج ہی چینج کرنی ہے۔۔۔ تم کر دو۔۔۔"

وہ گہری بوجھل نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے بولتا اس کے دل کو بے اختیار دھڑکا گیا تھا۔ وہ صوفے پر ٹیک لگائے پھیل کے بیٹھا تھا۔۔

الہام اس کے بالکل سامنے ٹیبل پر بیٹھی تھی۔۔۔ دارم نے اپنی دونوں ٹانگوں کو اس کے ارد گرد رکھ دیا تھا۔

وہ نازک سی لڑکی اس کے کسرتی وجود کے آگے چھوٹی سی گڑیا لگ رہی تھی۔۔

"میں؟"

الہام نے حیرت اور گھبراہٹ سے اپنی بڑی بڑی آنکھیں پھیلائی تھیں۔۔۔

"میں کیسے کر سکتی ہوں؟ میں نے کبھی۔۔۔ میں نے کبھی ایسا زخم نہیں دیکھا۔ مجھ سے نہیں ہو گا۔۔۔ اگر آپ کا زخم مزید خراب ہو گیا۔۔ یا آپ کو مزید درد ہوا تو؟"

دارم ہاشمی کو اس پل اپنی شدید تکلیف کے باوجود اس چھوٹی سی لڑکی پر بے ساختہ پیار آیا تھا۔۔۔۔

اس کے دل میں ایک بوجھ سا آن پڑا تھا۔۔۔

وہ کیا کرتا آیا تھا اب تک۔۔۔ اس کے اضطراب اور بے چینی کی شدت مزید بڑھ گئی تھی۔۔۔

اس کی ہر ادا، اس کی پریشانی اور اس کی بے چینی یہ چلا چلا کر کہہ رہی تھی کہ وہ اس شخص کو کس قدر اہمیت دیتی ہے۔۔۔

"کافی خون بہہ رہا ہے الہام۔۔۔"

دارم نے پہلی بار اس کا نام لیا تھا۔۔۔ اور الہام کا چہرا تپ اٹھا تھا۔۔۔ اس کا دل اتنے زور سے دھڑکا تھا۔۔ کہ اس کے پورے وجود پر کپکپی طاری ہوئی تھی۔۔

اسے کبھی اپنے نام کی پکار اتنی اچھی نہیں لگی تھی۔۔۔

اس شخص کے انداز میں عجیب سی جنونیت تھی۔۔الہام کی آنکھوں کے کنارے سرخ ہو گئے تھے۔۔۔

دارم کی آواز میں ایک دھیما سا التجا کا عنصر تھا جو الہام نے پہلے کبھی نہیں سنا تھا۔۔

"ڈاکٹر کو آنے میں وقت لگے گا اور تب تک یہ زخم اور خراب ہو جائے گا۔۔۔میں تمہیں بتاتا ہوں۔۔۔تم بس ویسے ہی کرتی جاؤ۔۔۔تم کر لو گی۔"

وہ جان بوجھ کر ایسا کہہ رہا تھا۔۔۔

اس کا پتھر دل اس جان لیوا لمحے کی زد میں آکر موم ہو رہا تھا۔۔۔

اور اس کا وجود اس لمحے اس لڑکی کو اپنے اور قریب دیکھنے، اس کے لمس کو محسوس کرنے کی ضدی خواہش کر رہا تھا۔۔۔

الہام نے اس کی بات مان لی تھی۔۔

اس نے اپنے بہتے آنسوؤں کو صاف کیا اور سب سے پہلے پاس پڑے کیچر کو اٹھایا تھا۔۔۔

اس نے اپنی بکھری ہوئے زلفوں کو سمیٹ کر سر کے پیچھے ایک اونچے جوڑے میں مقید کر لیا تھام۔۔

یسے ہی اس نے بالوں کو سمیٹا، اس کی لمبی، دودھیا گردن اور خوبصورت کندھے جو پہلے بالوں سے ڈھکے ہوئے تھے۔۔۔

مکمل طور پر دارم کی نظروں کے سامنے آ گئے تھے۔۔

دارم نے اس پری پیکر کو دیکھ کر ایک گہرا اور تپتا ہوا سانس بھرا تھا۔۔

اس کا دل سینے میں غیر معمولی رفتار سے دھڑکنے لگا تھا۔۔۔

الہام اس کے بالکل قریب ہوئی تھی۔۔

اتنی قریب کہ دونوں کی سانسیں ایک دوسرے سے ٹکرانے رہی تھیں۔۔۔وہ صوفے پر پوری طرح سے ٹیک لگائے ہوئے بیٹھا تھا۔۔

اور وہ اس کے زخم پر مکمل جھکی ہوئی تھی۔۔

وہ دارم کی ہدایات کے مطابق انتہائی احتیاط سے پرانی بینڈیج کھولنے لگی تھی۔۔۔

جیسے جیسے روئی اور کپڑا زخم سے جدا ہو رہا تھا۔۔ الہام کے کانپتے ہوئے ہاتھ اور آنکھوں سے بہتے آنسوؤں کی رفتار تکلیف کا پتا دے رہی تھیں۔۔۔

وہ اپنے کانپتے ہاتھوں سے اینٹی سیپٹک لوشن میں بھیگی روئی سے اس کا زخم صاف کر رہی تھی، اور ہر بار جب دارم کا جسم درد سے ہلکا سا اکڑتا، الہام کی آنکھیں مزید نم ہو جاتی تھیں۔۔

اسے لگتا تھا اس کے پورے وجود میں درد کی شدید لہر دوڑ گئی ہو۔۔

دارم ایک ٹک، بغیر پلکیں جھپکائے اسے دیکھے جا رہا تھا۔۔۔ اس کا ذہن انہی سوالوں کے گرد گھوم رہا تھا جو اسے اندر سے بے چین کر رہے تھے۔۔۔

"رو کیوں رہی ہو تم میری اس تکلیف پر؟"

دارم نے آخرکار گھمبیر بوجھل آواز میں پوچھا تھا۔۔

"تم تو نفرت کرتی ہو نا مجھ سے؟ پھر یہ آنسو کس لیے؟"

الہام نے ایک لمحے کے لیے اس کی سرمئی آنکھوں میں دیکھا تھا۔۔۔اور پھر جلدی سے واپس اس کے زخم کی طرف متوجہ ہو گئی تھی۔۔۔

مگر اس کا ہاتھ اس قدر شدید کانپا کہ روئی زخم پر تھوڑی زور سے لگ گئی تھی۔۔۔

"اہ۔۔۔"

دارم کے لبوں سے کراہ نکلی تھی۔۔۔

"آئی ایم سوری۔۔۔سوری۔۔۔"

الہام نے گھبرا کر ہاتھ پیچھے کیا تھا۔۔۔

اس کی آنکھوں سے مزید آنسو گرے تھے۔۔۔

"میں۔۔۔میں آپ کی طرح سنگدل اور بے رحم نہیں ہوں دارم ہاشمی۔۔۔میں کسی انسان کو اس طرح تڑپتے ہوئے دیکھ کر خوش نہیں ہو سکتی۔۔۔"

دارم نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا تھا۔۔۔اس کے ہونٹوں پر ایک تلخ مگر سحر انگیز مسکراہٹ ابھری تھی۔۔۔

"تمہیں میری تکلیف دیکھ کر خوشی نہیں ہوئی۔۔۔" اس نے الہام کے جھکے ہوئے چہرے کو غور سے دیکھا تھا۔۔اس کی نگاہیں بہت غور سے الہام کے حسین سراپے پر گردش کر رہی تھیں۔۔

اور وہ اس کی نگاہوں سے پزل ہو رہی تھی۔۔۔اس کے ہاتھوں کی کپکپاہٹ بڑھ رہی تھی۔۔

"اس کا سیدھا سا مطلب یہ ہے کہ تم مجھ سے نفرت نہیں کرتی۔۔۔ کیونکہ جو نفرت کرتے ہیں۔۔وہ اپنے دشمن کو خون میں لت پت دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔۔اس کے زخموں پر مرہم نہیں رکھتے۔۔۔۔"

اس شخص کی بات پر الہام کا ہاتھ کانپ گیا تھا۔۔

مگر اس نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا اور اپنی نگاہیں چرا لی تھیں۔۔

اس نے خاموشی سے نئی بینڈ تج اٹھائی اور انتہائی صفائی اور احتیاط کے ساتھ اس کے کندھے پر پٹی باندھنے لگی تھی۔۔

"آپ کو گولی کیسے لگی؟"

اس نے بات کا رخ موڑنے کے لیے سوال کیا تھا۔۔

"میرا کام جس دنیا سے ہے۔۔ وہاں یہ گولیاں اور خون بہنا بہت معمولی بات ہے۔۔۔"

دارم نے لاپرواہی سے کہا تھا۔۔ جیسے یہ کوئی بڑی بات نہ ہو۔۔

"یہ معمولی بات نہیں ہے۔۔"

الہام نے پٹی کو گرہ لگاتے ہوئے تھوڑے خفگی بھرے لہجے میں کہا تھا۔۔

"زندگی اتنی سستی نہیں ہوتی کہ آپ اسے یوں معمولی کہیں۔۔"

دارم نے اس کے چہرے کے تاثرات کو نوٹ کیا تھا۔۔

"تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔۔ جن سے نفرت کی جاتی ہے۔۔ ان کی تکلیف پر اس طرح بے اختیار آنسو نہیں بہائے جاتے۔۔۔ تم کیوں رو رہی ہو؟"

الہام نے خاموشی سے بینڈیج مکمل کی۔۔ اس نے اپنے کانپتے ہاتھوں سے گلوز اور صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔

اس نے فرسٹ ایڈ کا سامان سمیٹا، اسے ٹیبل پر رکھا اور واش روم جا کر اپنے ہاتھ دھوئے۔۔ وہ خود کو نارمل کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ مگر اس کا دل اندر سے بری طرح لرز رہا تھا۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ واپس آئی اور چند قدم کے فاصلے پر کھڑی ہو کر نظریں جھکا کر بولی تھی۔۔۔

"آپ کے لیے کھانا لے کر آؤں؟ کھانا کھائیں گے آپ ابھی؟ آپ نے میڈیسن بھی لینی ہو گی۔۔۔"

وہ ابھی مڑنے ہی والی تھی کہ دارم ہاشمی نے تکلیف کے باوجود آگے ہو کر اپنا دایاں ہاتھ آگے بڑھایا اور الہام کی نازک کلائی کو مضبوطی سے تھام لیا تھا۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھ پاتی دارم نے اسے ایک جھٹکے سے اپنی جانب کھینچا تھا۔۔۔

"آہ۔۔۔"

الہام کا توازن بگڑا اور وہ سیدھی اس کی گود میں جا گری تھی۔۔۔

اس کا چہرہ دارم کے سینے کے بالکل قریب تھا اور اس کی زلفیں دارم کے چہرے پر بکھر گئی تھیں۔۔۔

مگر الہام کی پہلی فکر اپنی ذات کی نہیں تھی۔۔۔وہ شدید گھبرا گئی اور اس کا پورا جسم خوف سے اکڑ گیا تھا۔۔

اس ڈر سے کہ کہیں اس کا زخم نہ ہرٹ ہو جائے۔۔

"یہ۔۔۔یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ چھوڑیں مجھے۔۔۔"

اس نے حصار توڑ کر نکلنے کی کوشش کی تھی۔۔۔

مگر ساتھ ہی وہ اس بات کا پورا دھیان رکھ رہی تھی کہ وہ دارم کے زخمی کندھے سے نہ ٹکرائے۔۔۔۔

"آپ کا زخم خراب ہو جائے گا۔۔۔ پلیز پیچھے ہٹیں۔۔"

وہ روہانسے لہجے میں بولی تھی۔۔

اس کی گرم سانسوں سے دل کی حالت غیر ہو چکی تھی۔۔۔ اس کی سحر انگیز آنکھیں اس وقت جو سوال کر رہی تھیں۔۔۔ وہ ان کا جواب نہیں دینا چاہتی تھی۔۔۔

دارم نے اس کی کلائی پر اپنی گرفت مزید مضبوط کر لی تھی۔۔

جبکہ اس کا دوسرا ہاتھ الہام کی کمر کے گرد لپٹ گیا تھا۔۔۔

اس نے الہام کو اپنے مزید قریب کر لیا تھا۔۔ اتنا قریب کہ ان دونوں کی سانسیں ایک دوسرے میں شامل ہونے لگی تھیں۔۔۔۔

"رو کیوں رہی ہو تم؟ مجھے ان آنسوؤں کا جواب چاہیے۔۔۔"

دارم نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے پوچھا تھا۔۔۔ اس کی آواز میں ایک عجیب سا سحر، ایک ایسا تحکم تھا جس سے فرار ممکن نہ تھا۔۔۔۔

"کیا ہے تمہارے دل میں میرے لیے؟مجھے آج سچ سننا ہے۔۔۔"

اس کے اس سیدھے سوال اور اتنی قربت پر الہام کی لانبی پلکیں شدید بے چینی سے لرز اٹھی تھیں۔۔

اس کا دل اتنی زور سے دھڑک رہا تھا کہ اسے لگا دارم اس کے دل کی آواز سن لے گا۔۔۔

"میں نے۔۔میں نے کہانا۔۔۔۔"

الہام نے اپنی سانسوں کو بحال کرنے کی کوشش کی تھی۔۔۔وہ اس کی جانب دیکھنے سے گریزاں تھی۔۔۔

"ہر انسان آپ کے جیسا بے رحم نہیں ہوتا دارم ہاشمی۔۔۔ کہ وہ نفرت میں انسانیت کے بنیادی اصول ہی بھول جائے۔۔۔۔ میں اپنے سامنے کسی بھی انسان کو یوں تکلیف میں تڑپتے نہیں دیکھ سکتی۔۔۔ بس یہی بات ہے۔۔۔۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں۔۔۔"

وہ اس کی مضبوط گرفت سے نکلنے کے لیے ہلکی پھلکی کوشش کر رہی تھیم مگر اس کی مزاحمت میں کوئی شدت نہیں تھی۔۔۔

صرف اور صرف اس ڈر سے کہ کہیں اس کی کسی حرکت سے دارم کا گہرا زخم دوبارہ نہ کھل جائے اور اس کا خون نہ بہنے لگے۔۔۔۔

اور اس کی یہی محتاط روی دارم سے چھپی نہیں رہی تھی۔۔۔۔

دارم نے اس کے چہرے کو اور قریب کیا تھا۔۔۔ اس کے تپتے ہوئے لب الہام کے رخسار کے بالکل قریب تھے۔۔۔

"مانتا ہوں یہ بات۔۔۔"

دارم نے دھیمی، سرگوشی نما آواز میں کہا تھا۔۔۔ جو الہام کی روح تک اتر رہی تھی۔۔۔۔

یہ شخص جو سمجھ رہا تھا۔ اور جو سننا چاہتا تھا اس وقت۔۔۔ وہ تو وہ مر کر بھی اس کے سامنے بولنے کو ارادہ نہیں رکھتی تھی۔۔۔

"جس انسان سے نفرت ہو۔۔۔۔ اس کی فکر کی جا سکتی ہے۔۔۔۔

اس پر ترس کھا کر اس کی مدد بھی کی جا سکتی ہے۔۔ مگر اس طرح

بے اختیاری میں آنسو بہانا؟ آنکھوں میں یہ تڑپ، یہ خوف، یہ درد۔۔

الہام یہ صرف انسانیت یا ترس نہیں ہے۔۔۔"

یہ کہتے ہوئے دارم نے اپنا دایاں ہاتھ اٹھایا اور الہام کے گال پر بکھرے ہوئے شفاف آنسوؤں کو اپنی انگلیوں کے پوروں پر چننے لگا تھا۔۔

آج اس کے لمس میں وہ روایتی سختی، وہ نفرت اور غرور نہیں تھا نن بلکہ بے انتہا نرمی، بے خودی اور احتیاط تھی جو الہام نے پہلے کبھی محسوس نہیں کی تھی۔۔

الہام کا پورا وجود اس نرم لمس سے لرز کر رہ گیا تھا۔ن اس نے گھبرا کر اس کی سحر انگیز، گہری آنکھوں سے نگاہیں چرا لی تھیں۔۔۔

"بھولیں مت دارم ہاشمی۔۔۔"

الہام نے ہمت جمع کر کے۔۔۔اپنی کانپتی آواز کو سنبھالتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

"یہ وہی آنسو ہیں۔۔۔جنہیں آپ ہمیشہ فریب، ڈرامہ اور مکاری کا نام دیتے آئے ہیں۔۔۔۔یہ وہی آنسو ہیں جن سے آپ کو ہمیشہ نفرت رہی ہے۔۔۔آج ان پر دعویٰ کیوں جتایا جا رہا ہے؟"

آج اس لڑکی کا انداز بھی مختلف تھا۔۔۔

اس کے الفاظ سچے تھے۔۔۔ ایک تلخ یاددہانی تھے۔۔

مگر دارم پر ان کا کوئی اثر نہ ہوا۔۔۔ وہ اس کی گرم، تیز ہوتی سانسوں کو اپنے چہرے، اپنی گردن اور اپنے کندھے پر محسوس کر رہی تھی۔۔۔

اس لڑکی کی مہک اور وجود کی گدازیت دارم ہاشمی کو ایک عجب سرور دے رہی تھیں۔۔۔۔

اس کے درد کو ختم کر رہی تھی۔۔۔ الہام یہ بات محسوس کرتے کانپ گئی تھی۔۔ مگر اس نے دور ہونے کی کوشش نہیں کی تھی۔۔

اس شخص کو اگر اس وقت اس کی وجہ سے راحت مل رہی تھی۔۔

تو وہ اسے دینے کو تیار تھی۔۔۔

وہ لڑکی اس وقت دل کے ہاتھوں بہت مجبور تھی۔۔۔

"تم بات بدل نہیں سکتی الہام۔۔۔۔"

دارم نے اس کے ٹھوڑی کو اپنی انگلیوں کے درمیان تھام کر اس کا

چہرہ دوبارہ اپنے سامنے کیا تھا۔۔۔

"مجھے میری بات کا جواب چاہئے۔۔۔ تم کیا چھپا رہی ہو مجھ سے؟ تم

اس چہرے، ان آنکھوں کے پیچھے کون سا راز دفن کیے بیٹھی ہو؟"

الہام اس کی جانب دیکھنے سے شدید گریزاں تھی۔اس کی لمبی سیاہ پلکیں بار بار جھک رہی تھیں۔۔۔

یہ ضدی اور ہٹ دھرم شخص اس وقت بھی اس پر حاوی ہو رہا تھا۔۔۔

"میں کچھ نہیں چھپا رہی۔۔۔"

الہام نے دھیمے سے کہا تھا۔۔۔

"آپ خواہ مخواہ غلط مطلب نکال رہے ہیں۔۔۔اگر آپ کی جگہ کوئی دشمن بھی ہوتا تو میں شاید یہی کرتی۔۔۔اور پھر۔۔۔"

اس نے ایک گہرا سانس لیا اور اپنے لہجے کو مضبوط بنایا تھا۔۔۔

"آپ کا پورا خاندان۔۔۔آپ کی ماں، آپ کے بہن بھائی۔۔۔ان سب کے لیے آپ بہت اہم ہیں۔۔۔۔آپ اس پورے ہاشمی ہاؤس کی ستون ہیں۔۔۔۔

اتنے لوگوں کی خوشیاں، ان کی فکر اور ان کی زندگی جب ایک انسان سے جڑی ہو۔۔۔تو وہ انسان ویسے ہی بہت قیمتی ہو جاتا

ہے۔۔۔۔میں نے جو کچھ بھی کیا۔۔۔ صرف اس خاندان کی خاطر فکر مند تھی۔۔یہی وجہ بنی ان آنسوؤں کی۔۔۔"

دارم ہاشمی نے اس کی بات سن کر ایک گہری، زخمی مسکراہٹ کے ساتھ اپنا سر نفی میں ہلایا تھا۔۔۔

وہ اس کے ہر ایک لفظ کو، اس کے ہر ایک بہانے کو اپنے دل میں رد کر رہا تھا۔۔۔۔

"جھوٹ۔۔۔"

دارم نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا تھا۔۔۔"تمہاری زبان کچھ اور کہہ رہی ہے۔۔۔ لیکن تمہاری یہ کانپتی ہوئی انگلیاں،

تمہارا یہ زرد پڑتا چہرہ، تمہاری یہ لرزتی ہوئی پلکیں اور تمہاری یہ بے ترتیب دھڑکنیں کچھ اور ہی کہانی سنا رہی ہیں۔۔۔ تم بہانے بنا کر اپنے جذبات کو چھپانے کی ناکام کوشش کر رہی ہو۔۔۔"

الہام کی خاموشی ہی اس بات کا ثبوت تھی کہ وہ اندر سے ٹوٹ چکی تھی۔۔۔

وہ لڑکی جس طرح سے اس وقت بی ہیو کر رہی تھی۔۔۔ جس طرح اس نے اپنی ذات کی پروا کیے بغیر اس کی خدمت کی تھی۔۔۔

جس طرح وہ اس کی تکلیف پر روئی تھی۔۔۔

اس کا صرف اور صرف ایک ہی مطلب نکلتا تھا۔۔۔اس کے دل کی گہرائیوں میں دارم ہاشمی کے لیے نفرت نہیں، بلکہ محبت، فکر مندی اور بے پناہ جذبات جنم لے چکے تھے۔۔۔

اور یہ بات کہیں نہ کہیں دارم ہاشمی کا غرور بھی سمجھ چکا تھا۔۔۔اور اس احساس نے اس کے اندر تک کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔۔۔

وہ انسان جو محبت کو ایک کمزوری سمجھتا تھا۔۔آج اسی لڑکی کی محبت کے سامنے خود کو ہارتا ہوا محسوس کر رہا تھا جسے اس نے ہمیشہ دکھ دیا تھا۔۔۔

"آپ کی مرضی پال لیں خوش فہمیاں۔۔۔آپ جیسے انسان سے محبت کرنے والی لڑکی دنیا کی سب سے بڑی بے وقوف لڑکی ہو گی۔۔۔جو خود پر ہی ظلم کرنے کی خواہش رکھتی ہو گی۔۔۔"

وہ کہیں نہ کہیں خود سے خائف تھی۔۔اپنی بے اختیاری پر۔۔

مگر یہ شخص جو بھی سمجھتا۔۔۔وہ مرتے دم تک اپنے لبوں سے اس بات کا اقرار تو کبھی نہیں کرنے والی تھی۔۔۔

دارم نے گہری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔اور پھر اس کے گال پر شدت بھرے انداز میں اپنے لب رکھتا سحر انگیزی سے مسکرایا تھا۔۔۔

اس کے انداز میں کچھ ایسا تھا کہ الہام جی جان سے کانپ گئی تھی۔۔۔

وہ ایک لمحے کی بھی دیر کیے بغیر اس کے حصار سے نکل گئی تھی۔۔

"مجھے بیڈ پر لیٹنا ہے۔۔۔"

دارم نے کچھ دیر کی خاموشی کے بعد اپنے لہجے کو بدلتے ہوئے کہا تھا۔۔۔ جیسے وہ اس پر مزید دباؤ نہیں ڈالنا چاہتا تھا۔۔۔ لیکن اس کی آنکھوں کا تجسس اور جھکاؤ اب بھی قائم تھا۔۔۔۔

اس کا خون بہت زیادہ بہا تھا۔۔۔ اسکے چہرے کی رنگت بالکل زرد تھی۔۔۔ آنکھیں بھی درد ضبط کرتیں سرخ ہو چکی تھیں۔۔۔

الہام کو اس کی ل ہت فکر ہو رہی تھی۔۔۔

اسے خود سے اٹھتے دیکھ وہ اس کے قریب ہوئی تھی۔۔۔۔ اٹھنے کی

وجہ سے اس کے کندھے پر دباؤ بڑھا تھا۔۔۔

الہام گھبرا کر اس کے بازو کو سہارا دے گئی تھی۔۔

دارم نے اس کی جانب بغور دیکھا تھا۔۔۔ اس کے دل و دماغ میں

اس وقت بہت شدید جنگ چھڑ گئی تھی۔۔۔

جو اسے سکون نہیں لینے دے رہی تھی۔۔

وہ صوفے سے اٹھتا بیڈ کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔اس کا دائیاں کندھا زخمی تھا۔۔

جس کی وجہ سے وہ اپنا ہاتھ بھی نہیں ہلا پا رہا تھا۔۔۔اس قدر تکلیف تھی اسے۔۔اس کے چہرے کی رنگت ناقابل یقین حد تک سرخ تھی۔۔۔

مگر اس وقت اس کے اس زخم سے زیادہ دل کا بنتا ناسور اسے زیادہ بے چین کر رہا تھا۔۔

"آپ کو کچھ چاہیے۔۔؟؟"

وہ پاس کھڑی پوچھ رہی تھی۔۔۔دارم نے بوجھل ہوتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

دل تو چاہا تھا کہہ دے کہ پورے کی پوری تم چاہیے ہو۔۔۔مگر کہہ نہیں پایا تھا۔۔۔

"پانی پلا سکتی ہو تو پلا دو۔۔۔بہت زیادہ پیاس لگی ہے۔۔۔"

اس نے اسے تکتے کہا تھا۔۔۔اس کی آواز میں تکلیف کا احساس نمایاں تھا۔۔

اس کی بات پر الہام نے جلدی سے گلاس میں پانی انڈیلا تھا۔اور اس کے پاس گئی تھی۔۔۔

اس نے گلاس دارم کی جانب بڑھایا تھا۔۔ مگر اس کے دائیں بازو کو دیکھتے اس کے بنا کہے وہ قریب جھکی تھی اور اس کے اعنابی ہونٹوں سے پانی کو گلاس لگا دیا تھا۔۔۔

ان ہونٹوں کی گستاخیاں اس کے لیے جان لیوا ثابت ہوتی تھیں ہمیشہ۔۔۔ مگر وہ رحم دل لڑکی اس وقت ان پر بھی رحم کھا گئی تھی۔۔۔

دارم کی خمار آلود نگاہیں اس پری پیکر سے ہی الجھ رہی تھیں۔۔۔ اس لڑکی نے اس کے دل پر آج ہو آریاں چلائی تھیں۔۔۔

اس کا دل تڑپ رہا تھا۔۔۔۔

ندامت اور شرمندگی کا احساس اس کو جکڑنے لگا تھا۔۔ آج دارم ہاشمی کی حالت انتہائی تشویشناک تھی۔۔

نہ اس کے دل میں سکون تھا۔۔نہ دماغ میں اور نہ اس کے وجود کو۔۔۔

وہ چاروں جانب سے ان دیکھی آگ میں جھلس رہا تھا۔۔ مگر ایسا ہونے سے اسے برا بھی نہیں لگ رہا تھا۔۔۔

اس کی آنکھوں کے سامنے وہ ایک ایک زیادتی گھوم رہی تھی۔۔

جو اس نازک وجود اور پیارے دل کی مالک لڑکی کے ساتھ اس نے کی تھی۔۔۔

وہ ٹھیک کہتی تھی۔۔۔اس نے الہام کے معاملے میں زرا سی بھی انسانیت نہیں دکھائی تھی۔۔۔

وہ بنا کچھ بولے خاموشی سے نیم دراز ہو گیا تھا۔۔۔اس نے میڈیسن لی تھی۔۔۔اس کے دماغ پر غنودگی چھانے لگی تھی۔۔۔

اس نے دیکھا ہی نہیں تھا کہ وہ لڑکی اپنی سائیڈ پر جا کر سونے کے بجائے وہیں بیڈ کے قریب کرسی رکھ کر پیر اوپر کرتے سکڑ سمٹ کر بیٹھ گئی تھی۔۔

اس کی نگاہیں دارم ہاشمی کے مغرور نقوش پر تھیں۔۔۔

سوئے ہوئے بھی وہ مغرور اور ستمگر ہی لگتا تھا۔۔۔وہ یک ٹک بے خود سی اسے تکے گئی تھی۔۔۔

اس کی آنکھیں بار بار نم ہو رہی تھیں۔۔۔لب کچلتی وہ اسے تکے گئی تھی۔۔۔

وہ نہیں جانتی تھی کہ یہ کب ہوا تھا۔۔۔کیسے ہوا تھا۔۔۔مگر آج اس شخص کی تکلیف دیکھ کر جو اب تک اس کی ساری تکلیفوں کا سبب رہا تھا۔۔۔بے اختیاری میں وہ اپنے دلی جذبات۔۔۔جنہیں اس نے خود سے بھی چھپا کر رکھا تھا۔۔

وہ آشکار کر گئی تھی۔۔۔اس شخص نے کبھی ایک بار بھی اس سے نرمی یا محبت سے بات نہیں کی تھی۔۔۔

بات کرنا تو دور۔۔۔اس پر کبھی ترس نہیں کھایا تھا۔۔۔

پہلے اس کی مجبوری سمجھے بغیر اس سے بدکردار اور انتہائی بری لڑکی سمجھتا رہا تھا۔۔اور اب تک سمجھتا تھا۔۔

اس کی ایک بھی صفائی سنے بغیر اسے اٹھا کر جیل میں ڈلوا دیا تھا۔۔۔

اور جب اس کی حقیقت کھلی تو اسے مجبور کر دیا تھا کہ وہ اس انسان کو معاف کر دے۔۔۔

جس نے اس کے وجود کو اپنا ماننے اور اپنا نام دینے سے بھی انکار کر دیا تھا۔۔۔اسے ناجائز بیٹی کہہ دیا تھا۔۔۔

اس کے باپ سمیت اس کے خاندان کے کسی بھی فرد نے اتنے سالوں میں ایک بار بھی اس کا پتا نہیں لگوایا تھا۔۔ان سب کی اتنی زیادتیوں کے باوجود۔۔۔

صرف سن کی خوشی کی خاطر اس شخص نے اسے اس کے دل کا خون کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔۔۔

ان سب کے بیچ رہنے پر مجبور کر دیا تھا۔۔۔اس پر کبھی رحم نہیں کیا تھا۔۔

اس کے لیے ہمیشہ توہین آمیز الفاظ استعمال کیے تھے۔۔۔اس کی روح کو چھلنی کر کے رکھ دیا تھا۔۔۔وہ بہت زیادہ تکلیف میں تھی۔۔

مگر پھر بھی۔۔۔اس کی تمام تر سفاکیت کے باوجود وہ خود بھی اپنے دل کی اس دغابازی پر حیران تھی۔۔۔

کیسے ہو گئی تھی اسے اس شخص سے محبت۔۔۔جو باقی سب کے لیے ایک بہترین آئیڈیل انسان تھا۔۔۔

بہت ساری لڑکیاں اس کی چاہت رکھتی تھیں۔۔۔مگر اس کے لیے تو وہ کبھی بھی اچھا نہیں رہا تھا۔۔۔

پھر بھی اس کا دل اس شخص کا حامی ہو گیا تھا۔۔۔ وہ اپنے دل پر تو زور نہیں چلا پائی تھی۔۔۔

اور آج غلطی سے اس شخص کے سامنے بھی اپنے جذبات اجاگر ہونے سے نہیں روک پائی تھی۔۔۔

مگر اس کا خود سے عہد تھا۔۔ وہ مرتے مر جائے گی۔۔ کبھی اس شخص کے سامنے اپنے لبوں سے اس بات کا اقرار کبھی نہیں کرے گی۔۔۔

کبھی بھی نہیں۔۔۔ وہ اپنے دل کا راز اس پر واضح نہیں کرے گی۔۔۔ اسے نہ ہی ترس اور ہمدردی بھری محبت چاہیے تھی۔۔۔

نہ اس انسان کا ساتھ چاہیے تھا۔۔۔ جس نے اس کی عزت نفس کو اتنا مجروح کیا تھا۔۔۔

وہ اسے زبردستی اپنے ساتھ جوڑ کر رکھ تو سکتا تھا۔۔ لیکن اس سے زیادہ اب اسے اس رشتے میں مزید کوئی سدھار نہیں چاہیے تھا۔۔

اسے دارم ہاشمی کی نفرت برداشت تھی۔۔ مگر اپنی محبت کے اس طرح سے آشکار ہونے کے بعد اس کی ہمدردی بالکل بھی نہیں چاہیے تھی۔۔

وہ وہیں بیٹھے بیٹھے۔۔۔ انتہائی غیر آرام حالت میں ایسے ہی سو گئی تھی۔۔

اس کی گردن کرسی پر ایک جانب بالکل ڈھلک چکی تھی۔۔

صبح فجر کے قریب دارم کی آنکھ کھلی تھی۔۔جب اپنے پاس بیٹھی

الہام کو دیکھ وہ اپنی جگہ ساکت ہوا تھا۔۔۔

وہ لڑکی کرسی پر بہت مشکل سے سوئی ہوئی تھی۔۔

دارم فوراً سے اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔۔

اس نے اپنی زخم کی پرواہ نہیں کی تھی۔۔۔وہ جھک کر اس نازک

وجود کو اپنی بانہوں میں اٹھا گیا تھا۔۔۔

اس کے لمس میں آج پہلی بار احتیاط اور فکر تھی۔۔الہام کی آنکھ ایک دم سے کھل گئی تھی۔۔

خود کو اس کی بانہوں میں دیکھ اس کے چہرے پر ایک دم سے تشویشناک تاثرات ابھرے تھے۔۔

"آپ۔۔۔آپ کو زخم۔۔۔"

ابھی پوری طرح سے اس کے حواس بیدار بھی نہیں ہوئے تھے اور وہ اس کی فکر کرنے لگی تھی۔۔

"آرام سے سو جاؤ۔۔۔میں ٹھیک ہوں۔۔۔"

دارم نے اس کو بیڈ پر لیٹاتے اس کے اوپر کمبل ڈالا تھا۔۔ اور جھک کر اپنے لب بہت نرمی سے اس کے ماتھے پر رکھ دیے تھے۔۔۔ اور وہاں سے ہٹ گیا تھا۔۔

جبکہ الہام تو اپنی جگہ پتھر کی مورت بن گئی تھی۔۔ اس کے ماتھے پر ابھی بھی وہ لبوں کا لمس دہک رہا تھا۔۔

اس کے دل کی دھڑکنیں اتنی تیز ہوئی تھیں کہ اسے ہر طرف انہیں کا شور گونجتا سنائی دیا تھا۔۔۔

اس کے چہرے کی رنگت خطرناک حد تک سرخ ہوئی تھی۔۔ مگر اگلے ہی پل اس نے دل کے شور کو سختی سے دبا دیا تھا۔۔

"دارم ہاشمی اب ترس آنے لگ گیا ہے آپ کو مجھ پر۔۔۔"

وہ تلخی سے مسکرائی تھی۔۔۔

"یہ شادی جس وجہ سے ہوئی تھی۔۔۔انہیں باتوں پر قائم رہے گی۔۔۔ آپ نے اپنے گھر والوں کے لیے مجھے اپنے ساتھ باندھا ہے نا۔۔

تو میں انہیں کی وجہ سے آپ کے ساتھ رہوں گی۔۔ کبھی ہمارے درمیان کوئی تعلق قائم نہیں ہو گا۔۔"

اس شخص کے ساتھ نے اسے بھی بے رحم بنا دیا تھا۔۔

وہ گداز دل کی مالک لڑکی دنیا کے ہر انسان کو معاف کر سکتی تھی۔۔

مگر دارم ہاشمی کو کبھی نہیں۔۔

اس کی آنکھوں سے آنسو گر کر تکیے میں جذب ہوئے تھے۔۔۔اور
وہ سختی سے اپنی آنکھیں میچ گئی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"کھانا کھا لیں۔۔"

وہ پچھلے دو ہفتے سے گھر پر ہی تھا۔۔۔اور دو ہفتوں سے اس لڑکی نے
اس کا بہت زیادہ خیال رکھا تھا۔۔۔

اس کی کھانے پینے کا، سونے کا، اس کی ہر چھوٹی سے چھوٹی بات کا۔۔۔

دارم ہاشمی کو اپنا آپ اس لڑکی کے آگے بہت چھوٹا لگنے لگا تھا۔۔

اس نے کتنا غلط کیا تھا اور وہ کیا کر رہی تھی۔۔

وہ اسے اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلاتی تھی۔۔۔ اس کے بالوں میں برش کرنا۔۔۔ اسے شرٹ پہنانا۔۔۔

ہر چھوٹے سے چھوٹا کام کیا تھا۔۔۔ اور دارم ہاشمی کو بری طرح سے اپنا عادی بنالیا تھا۔۔

اس کا زخم بھرنے لگا تھا۔۔ وہ اب اپنا بازو ہلا پا رہا تھا۔۔

یہی وجہ تھی کہ وہ آج صبح سے اسے کھانا کھلانے اس کے پاس نہیں آئی تھی۔۔۔

اس وقت بھی اس کے سامنے ٹرے رکھ کر ہٹنے لگی تھی۔۔جب دارم نے اسے پکارا تھا۔۔

"مجھے بازو میں درد ہے۔۔۔تم کھلا دو۔۔"

اس نے بچوں کی طرح ضدی لہجے میں کہا تھا۔۔۔الہام نے پلٹ کر اس شخص کی جانب حیرت سے دیکھا تھا۔۔۔

"آپ بازو آرام سے ہلا پا رہے ہیں۔۔۔خود کھا سکتے ہیں۔۔۔کھا لیں۔۔"

الہام نے اسے خفگی سے گھورتے کہا تھا۔۔۔جو اس وقت براؤن کلر کی ٹی شرٹ کے ساتھ وائٹ ٹراؤزر پہنے ہمیشہ کی طرح ہینڈسم اور اپنی حاکمیت جماتا مغرور ہی لگا تھا اسے۔۔

"میں نے کہا نا مجھے تمہارے ہاتھ سے کھانا ہے۔۔"

وہ اسے سرد نگاہوں سے گھورتے اپنے مخصوص اکڑ و انداز میں بولا تھا۔۔۔

"میں نہیں کھلاؤ گی۔۔۔"

وہ اس کی اس بے جا کی ضد پر جواباً اسی خفگی سے بولی تھی۔۔۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ پھر لے جاؤ۔۔۔ مُجھے نہیں کھانا۔۔"

وہ ہٹ دھرمی سے بولا تھا۔۔

"میں نے بہت محنت سے بنایا ہے۔۔۔ آپ کو کھانا پڑے گا۔۔۔"

حمیرا بیگم سے اس نے کوکنگ سیکھ لی تھی۔۔۔ اور خاص طور پر اس گھمنڈی انسان کے لیے بنا رہی تھی۔۔۔

"تو اسی محنت سے کھلا دو۔۔۔ ضد کیوں کر رہی ہو۔۔"

دارم نے گہری نگاہوں سے اسے دیکھا تھا۔۔

لائٹ گرین کلر کے ڈریس میں وہ آج باقی دنوں سے بھی زیادہ فریش اور حسین لگ رہی تھی۔۔

اس نے دوپٹے کو اپنے کندھے پر باندھ رکھا تھا۔۔ بالوں کو کیچر میں مقید کیے۔۔۔ جن سے کچھ لٹیں چہرے کے گرد بکھری ہوئی تھیں۔۔۔

وہ لڑکی ہمیشہ سے بہت خوبصورت تھی۔۔ مگر اب اسے پہلے سے بھی کہیں زیادہ پیاری لگنے لگی تھی۔۔

"میں نہیں آپ ضد کر رہے ہیں۔۔۔"

وہ اس شخص کے آگے ہار مانتے آگے بڑھی تھی۔۔ اور اس کے برابر صوفے پر بیٹھتے اس کی پر تپش نگاہوں کو نظر انداز کرتے اس نے پہلا نوالہ توڑ کر اس کی جانب بڑھایا تھا۔۔

جسے بہت ہی شرافت کے ساتھ وہ کھانے لگا تھا۔۔ دودھیا گداز انگلیاں بہت ہی اچھے سے اسے کھانا کھلا رہی تھیں۔۔۔ اور وہ کھا رہا تھا۔۔۔

اس کے دل کے جذبات میں اس لڑکی کے لیے کافی تبدیلی آئی تھی۔۔ مگر اب بھی اسے ہرا کر اسے عجیب سا سرور ملتا تھا۔۔۔

اس وقت بھی اس کی آنکھوں میں فتح کا اثر تھا۔۔

"گھر میں حفصہ کی شادی کی تیاریاں چل رہی ہیں۔۔مجھے گھر واپس جانا ہے۔۔"

اس کی تپش زدہ نگاہوں سے گھبراتی وہ اس شخص کی توجہ ہٹانے کی خاطر بولی تھی۔۔۔

"نہیں جاسکتی۔۔۔"

دوٹوک جواب آیا تھا۔۔۔وہ اب بھی ویسی ہی دلچسپی بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔

اس کے انداز کی شدت پر اس کا ہاتھ کئی بار کانپ جاتا تھا۔۔

"کیوں۔۔۔؟؟"

اسے لگا تھا وہ مان جائے گا۔۔۔ کل سے وہ اپنی ڈیوٹی واپس جوائن کرنے والا تھا۔۔

"وہاں کافی لوگ ہیں تیاریوں کے لیے۔۔۔ تم میرے ساتھ شادی پر چلی جانا۔۔۔"

اس شخص میں دنیا جہاں کی اکڑ تھی۔۔۔ وہ اس کو اپنے ساتھ رکھنا چاہتا تھا۔۔ مگر نرمی سے بولنے لگ بجائے۔۔

اس کا اندازا ابھی بھی دھونس بھرا تھا۔۔۔

"میں جاؤں گی۔۔۔ میری مرضی ہے۔۔۔"

وہ اس کے پاس سے اٹھتے برتن اٹھانے لگی تھی۔۔ جب اس کی بات پر دارم نے اس کی کلائی پکڑلی تھی۔۔

"کیا مسئلہ ہے آپ کے ساتھ۔۔۔؟؟"

اس نے پلٹ کر اس کی گرفت سے ہاتھ چھڑانا چاہا تھا۔۔۔

مگر اس نے ہلکا سا جھٹکا دیا تھا۔۔۔ اور اسے اپنی جانب کھینچ لیا تھا۔۔۔ وہ سیدھی اس کی گود میں جا گری تھی۔۔۔

"تم میرے مسئلہ بن چکی ہو۔۔۔جب میں تمہیں اپنے پاس نہیں رکھنا چاہتا تھا۔۔۔تب نا چاہتے ہوئے بھی رکھا۔۔۔اور اب جب رکھنا چاہتا ہوں۔۔۔تو تم جانے کی بات کر رہی ہو۔۔۔ایسا نہیں ہو گا۔۔۔

اس رشتے میں پہلے دن سے وہی ہو رہا ہے۔۔۔جو میں چاہتا ہوں۔۔۔تو آگے بھی وہی ہو گا۔۔۔"

اس کے چہرے سے بالوں کی لٹ کو ہٹا کر کان کے پیچھے اڑستے بولا تھا۔۔۔اس کی گرم سانسیں الہام کے چہرے کو جھلسا رہی تھیں۔۔۔

اس شخص کی صاف گوئی پر وہ اسے دیکھ کر رہ گئی تھی۔۔۔

"کیوں؟؟؟اب کیوں رکھنا چاہتے ہیں آپ مجھے۔۔۔؟"

اس کی گرفت سے نکلنے کی کوشش کرتے اس نے پوچھا تھا۔۔

"کیونکہ اب بری نہیں لگتی تم مجھے۔۔۔اچھی لگنے لگی ہو۔۔۔"

دارم نے اپنی ہتھیلی کی پشت سے اس کے گال کو چھوا تھا۔۔الہام کے چہرے کی رنگت سرخ ہوئی تھی۔۔۔

اس کی قربت پر سانسیں بھاری ہونے لگی تھیں۔۔

اس شخص نے واضح انداز میں اس بات کا اقرار کیا تھا۔۔۔۔جو وہ اس کے لیے اب محسوس کرنے لگا تھا۔۔۔

الہام نے اس کے ہاتھ کو اپنی کمر سے جھٹکا تھا۔ وہ اتنی ہی شدت سے اس کی کمر پر اپنی ہتھیلی رکھتا اسے اپنے مزید نزدیک کر گیا تھا۔۔۔

اس شخص کی ہتھیلی کا سلگتا لمس الہام کی جان نکال گیا تھا۔۔

"آپ کی جگہ کوئی بھی انسان ہوتا تو میں ایسے ہی خیال رکھتی اس کا۔۔ بلکہ شاید اس سے بھی زیادہ۔۔ کیونکہ آپ وہ انسان ہیں جس سے میں اپنی زندگی کی سب سے زیادہ نفرت کرتی ہوں۔۔"

وہ اپنی مزاحمت جاری رکھے ہوئے تھی۔۔۔ اور وہ اسے مسلسل ناکام بنا رہا تھا۔۔۔

اس کی بات پر دارم کی آنکھوں کی رنگت بدلی تھی۔۔۔ مگر لبوں پر دل جلاتی مسکراہٹ آن ٹھہری تھی۔۔

"تم نفرت کرو۔۔یا محبت کرو۔۔۔رہو گی تو میری ہی بیوی۔۔۔ میری ہی ملکیت میں۔۔۔میرے پاس۔۔"

وہی مغرور اور اکڑتا انداز تھا۔۔۔

الہام کا دل چاہا تھا اس کا یہ وجیہہ چہرا نوچ لے۔۔۔

"میں نے کہا تھا مجھے جب بھی موقع ملے گا۔۔میں بھاگ جاؤں گی۔۔۔"

وہ اس سے تھوڑا سا فاصلہ قائم کرنے میں کامیاب ہو چکی تھی۔۔

مگر اگلے ہی پل اس شخص نے جو حرکت کی تھی اس کے چودہ طبق روشن ہو گئے تھے۔۔۔ الہام کو اپنا پہلو اس کی بے باکی پر سلگتا ہوا محسوس ہوا تھا۔۔

وہ اس کی گرفت میں کانپ اٹھی تھی۔۔

"میری بھی سن لو۔۔۔ جب تک خود تمہیں اپنی زندگی سے نہیں نکالوں گا۔۔۔ تم نہیں بھاگ سکتی۔۔۔"

اس کی سرخ آنکھوں میں وارننگ تھی۔۔۔ اس شخص کا غرور بہت بڑا تھا۔۔

اسے یہی لگتا تھا وہ اپنی زندگی میں سب کچھ کنٹرول کر سکتا تھا۔۔۔

جیسے اب تک کرتا آیا تھا۔۔

مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ تقدیر جب اپنا کھیل کھیلنے پر آتی تھی تو کسی کی نہیں چلتی تھی۔۔

"اتنا غرور مت دکھائیں۔۔ آپ کی قید سے بھاگ تو نہیں سکتی۔۔۔ مگر ایسے نہ ہو اس غرور کو توڑنے کے لیے میں خود کو ختم کر لوں۔۔۔"

سرخ آنکھوں سے وہ اسے چیلنج کرتی اس پل دارم ہاشمی کے دل کو اپنے ہاتھوں سے کچل گئی تھی۔۔اس کی بات کا تصور کرتے جو درد کی شدید لہر اس کے دل میں اٹھی تھی۔۔

وہ آج سے پہلے اس نے کبھی محسوس نہیں کی تھی۔۔اس کی آنکھوں کے کنارے جلنے لگے تھے۔۔وہ کتنی ہی دیر کچھ بولنے کے قابل نہیں رہا تھا۔۔

الہام نے اس کی ڈھیلی پڑتی گرفت مضبوط سے خود کو آزاد کرتے اٹھنا چاہا تھا۔۔۔

جب دارم نے لہو رنگ آنکھوں کے ساتھ اس کی کمر کو اپنی مضبوط گرفت میں جکڑا تھا اور اسے اپنے بے انتہا قریب کر گیا تھا۔۔

"کیا بکواس ہے یہ۔۔۔؟؟ آئندہ یہ مت کہنا۔۔۔۔"

اس کو اپنے سینے سے بھینچتے وہ اس کے چہرے پر جھکتے بولا تھا۔۔

اس کی بات پر الہام تلخی سے مسکرائی تھی۔۔

"کیوں۔۔؟ اتنا برا لگ رہا ہے۔۔ کہ مجھ جیسی لڑکی آپ کا غرور توڑنے کی بات کیسے کر سکتی ہے۔۔ میں بہت اچھے سے جانتی ہوں۔۔۔ آپ جیسے انسان کو میرے مرنے سے بھی فرق نہیں پڑے گا۔۔ مگر اپنی انا اور غرور کو قائم رکھنے کے لیے۔۔۔ آپ مجھ

جیسی ناپسندیدہ لڑکی کو بھی ساری زندگی کے لیے اپنے ساتھ باندھ کر رکھ سکتے ہیں۔۔۔"

اس نے اپنا چہرا پیچھے کرنا چاہا تھا۔۔۔جب اس کی بات پر دارم ہاشمی کا خون کھول اٹھا تھا۔۔

اسے ایسی باتوں سے فرق نہیں پڑتا تھا۔۔ مگر اس وقت اس کی بات پر دل میں عجیب سی کیفیت طاری ہو گئی تھی۔۔۔

جیسے واقعی کچھ ہونے والا تھا۔۔۔

دارم نے اسکے بالوں میں انگلیاں پھنسائی تھیں۔۔۔اور اس کا چہرا اپنے قریب کر لیا تھا۔۔

"تم دوبارہ یہ سب نہیں بولو گی۔۔۔"

وہ اسے وارن کر رہا تھا۔۔ اس کی آگ اگلتی سانسیں الہام کی سانسوں کو بوجھل کر گئی تھیں۔۔

"بولوں گی۔۔۔ مجھے ہر طرح سے بے بس کر سکتے ہیں آپ۔۔۔ مگر مجھے میرے ہی بارے میں کچھ بھی بولنے سے نہیں روک سکتے۔۔۔

آپ کے گھر کے کسی فرد کی بات نہیں کر رہی۔۔۔ اپنی بات کر رہی ہوں۔۔۔ اور آپ یہ جو کہتے رہتے ہیں نا کہ آپ کے گھر والوں کی خوشی مجھ میں ہے۔۔

تو ایسا بالکل بھی نہیں ہے۔۔۔ سب کو بس ایک گلٹ ہے۔۔ اور اسی گلٹ کو دور کرنے کی وجہ سے میں ان کو ان کے ساتھ چاہیئے ہوں بس۔۔

اس سب زیادہ ہاشمی خاندان کے کسی بھی فرد کے نزدیک میری کوئی اہمیت نہیں ہے۔۔ میں بہت اچھے سے جانتی ہوں کہ میں آپ لوگوں کے بیچ دوبارہ نہ بھی ہوئی تو آپ سب لوگوں کو ایک فیصد بھی فرق نہیں پڑے گا۔۔۔

آپ کو تو بالکل بھی نہیں۔۔۔اس لیے خدا کے لیے مجھے شو پیس

سمجھنا چھوڑ بند کر دیں۔۔۔میں بھی ایک انسان ہوں۔۔۔میں تو یہ

بھی نہیں جانتی میں نے ایسی کونسی اتنی بڑی غلطی کر دی ہے۔۔۔

جس کے لیے مجھے اتنی کڑی سزا جھیلنی پڑ رہی ہے۔۔۔میں ہار مان

گئی ہوں آپ کی نفرت کے آگے۔۔پلیز اب بس کر دیں۔۔۔

مجھے اپنے انا کی تسکین کے لیے استعمال کرنا چھوڑ دیں۔۔۔ایک

بار۔۔۔صرف ایک بار خود کو میری جگہ رکھ کر سوچیں۔۔۔"

الہام جب بولنے پر آئی تھی تو اپنے دل کی ساری بھڑاس اس پر

نکال دی تھی۔۔۔

اس وقت اس کی آنکھوں سے آنسو نہیں گرے تھے۔۔وہ تھک چکی تھی رو رو کر۔۔۔اب آنسوؤں نے بھی اس کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔۔۔

اپنی بات کہتے وہ اس کی گرفت سے نکلتی وہ وہاں سے ہٹ گئی تھی۔۔۔

دارم کتنی ہی دیر وہاں ساکت بیٹھا رہا تھا۔۔۔اس لڑکی کا ایک ایک لفظ اس کے دل پر جا کر لگا تھا۔۔

دارم ہاشمی کے چہرے پر اس وقت انتہائی غیر معمولی تاثرات تھے۔۔۔

اس نے اپنی مٹھیاں سختی سے بھینچ لی تھیں۔۔۔اس کی آنکھوں کی رنگت بے تحاشا سرخ تھی۔۔۔

وہ اپنی جگہ سے اٹھا تھا اور باہر کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔

کچھ دیر بعد الہام کو گاڑی سٹارٹ ہونے کی آواز آئی تھی۔۔۔وہ بالکل خاموشی سے بیٹھی رہی تھی۔۔

اس کا دل اس زندگی سے اچاٹ ہو چکا تھا۔۔۔وہ تھک گئی تھی بے مائیگی اور نفرتیں سہتے سہتے۔۔

ایسے ہی گم صُم بیٹھے اسے نجانے کتنی دیر گزر چکی تھی۔۔۔جب اس کا موبائل بجا تھا۔۔۔

انجان نمبر تھا۔۔۔اس نے نجانے کس احساس کے تحت کال پک کی تھی۔۔۔

"الہام میری بچی۔۔کیسی ہو تم۔۔؟؟"

دوسری جانب سے جو آواز ابھری تھی۔۔وہ سن کر وہ سختی سے اپنی آنکھیں میچ گئی تھی۔۔

"کیوں کال کی آپ نے مجھے۔۔۔؟؟"

اس نے سرد وسپاٹ لہجے میں پوچھا تھا۔۔۔جو سن کر عائمہ بیگم کچھ دیر کے لیے خاموش ہو گئی تھیں۔۔

"میں جانتی ہوں تم مجھ سے بہت ناراض ہو۔۔۔ مگر مجھے بس ایک بار تم سے ملنا ہے۔۔۔ ساری باتیں بتانی ہیں۔۔۔ تمہیں میرے بارے میں جو بھی بتایا گیا ہے وہ سب غلط ہے۔۔۔

وہ سب لوگ تمہیں استعمال کر رہے ہیں۔۔۔ دارم ہاشمی صرف مجھے پھنسانے کے لیے تمہیں اب تک اپنے ساتھ رکھے ہوئے ہے۔۔۔"

وہ بول رہی تھیں اور الہام خاموشی سے سن رہی تھی۔۔۔

اس کے چہرے پر تلخی بھری مسکان ابھری تھی۔۔۔

"تو غلط کیا ہے اس میں۔۔۔ جو پہلے آپ نے کیا۔۔ وہ اب وہ کر رہے ہیں۔۔ ایک جیسے ہی تو ہیں آپ سب۔۔۔ میرے لیے نئی بات تو کچھ نہیں ہے اس میں۔۔۔"

الہام کی بات سنتے عائمہ بیگم کو یقین نہیں آیا تھا کہ وہ اسی الہام سے بات کر رہی تھیں۔۔۔ جو ان کے پاس ہوتی تھیں۔۔

وہ ایسی تو نہیں تھی۔۔

"میں نے تمہیں بچپن سے اکیلے پال پوس کر بڑا کیا ہے۔۔ جب تمہارا باپ تمہیں اپنی اولاد ہی نہیں مان رہا تھا۔۔۔ اور اب تم ان لوگوں کی وجہ سے مجھ سے ایسے بات کر رہی ہو۔۔۔"

وہ اب روتے ہوئے اسے ایموشنل بلیک میل کرنا چاہتی تھیں۔۔۔

مگر انہیں اس بات کا اندازہ نہیں تھا کہ وہ لڑکی اپنے آنسوؤں پر رحم

نہیں کر رہی تھی۔۔

ان پر کیسے ہی کرتی۔۔۔

"جتنا آپ نے مجھ پر لگایا تھا۔۔۔مجھے غیر مردوں کے آگے بیچ

کر۔۔۔وہ سب وصول کر لیا تھا آپ نے۔۔۔اس لیے اب میری

طرف آپ کا کوئی حساب نہیں نکلتا۔۔

کوئی ضرورت نہیں ہے اب مجھے دوبارہ کال کرنے کی۔۔۔

بہت استعمال کر لیا سب نے مجھے۔۔۔اب مزید نہیں۔۔۔"

اس لڑکی کو اتنی اذیت پہنچائی گئی تھی۔۔ کہ اب اس کا دل ٹھوکریں کھا کھا کر۔۔۔ پتھر کا بن چکا تھا۔۔

اسے اب کسی کے ہونے نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا۔۔

اس نے کال کاٹ دی تھی۔۔ جبکہ عائمہ بیگم حیرت و بے یقینی سے کب کھولے موبائل کو دیکھ رہی تھیں۔۔

"یہ تو بالکل بدل گئی ہے۔۔۔ کیسے رنگ بدل لیے ہیں اس نے۔۔
یہ ہمارے اب کسی کام نہیں آنے والی۔۔۔"

انہوں نے کمرے میں بیٹھے ارشاد صاحب اور صائم کی جانب دیکھتے کہا تھا۔۔

وہ لوگ کل ہی ضمانت پر رہاع ہوئے تھے۔۔

ان سے ان کی ساری پراپرٹی اور پیسہ ضبط کر لیا گیا تھا۔۔۔

وہ ملک سے باہر نہیں جاسکتے تھے۔۔۔ اس وقت انہوں نے ایک چھوٹے سے کرائے کے مکان میں پناہ لی کوئی تھی۔۔

ان کی حالت دو کوڑی کی نہیں رہی تھی۔۔۔ جس نے انہیں اس حال تک پہنچایا تھا۔۔

انہیں بس اب اس سے بدلہ لے کر اپنا پہلے والا مقام حاصل کرنا تھا۔۔

جس کی خاطر انہیں سب سے بہترین مہرہ الہام ہی لگی تھی۔۔۔ مگر اب اس کا دوٹوک اور نفرت بھرا انکار سن کر انہیں اپنے پلان کو بدلنا تھا۔۔۔

ان کے پاس وقت بہت کم تھا۔۔۔ انہیں دوبارہ اریسٹ کیا جا سکتا تھا۔۔ جو بھی کرنا تھا اسی وقت میں کرنا تھا۔۔

"اس لڑکی نے کیسے آنکھیں پھیری ہیں باپ کے گھر جا کر اور دارم ہاشمی سے شادی کر کے۔۔۔ اسے تو میں نہیں چھوڑوں گی۔۔ میری ساری قربانیاں بھول گئی یہ۔۔۔"

عائمہ بیگم اپنے پلان کی اس ناکامی پر بہت زیادہ غصے میں لگ رہی تھیں۔۔۔ ایسا ہی حال ارشاد صاحب اور صائم کا بھی تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

الہام نے اگلے ہی دن شہاب صاحب کو واپس آنے کا کہا تھا۔۔۔

جس پر انہوں نے ولید کو بھیج کر اسے ہاشمی ولا بلوا دیا تھا۔۔۔

اس کی دارم سے دوبارہ کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔۔۔نہ اس نے اسے بتایا تھا۔۔۔

وہ اسے بتائے اور پوچھے بغیر آگئی تھی۔۔۔ دل اندر سے تھوڑا خوفزدہ بھی تھا اور بے چین بھی۔۔۔

کیونکہ وہ اس شخص کے آگے بے بس تھا۔۔۔اسے کہہ تو آئی تھی بہت کچھ۔۔۔مگر اس کا زخم ابھی ٹھیک نہیں ہوا تھا۔۔

اس خیال سے دغا باز دل تھوڑا بے چین ہو جاتا تھا۔۔

وہ دو دن تک منتظر رہی تھی کہ وہ اسے فون کر کے خوب باتیں سنائے گا۔۔اس کی انسلٹ کرے گا۔۔

مگر ایسا کچھ نہیں ہوا تھا۔۔۔دو دن سے اس کا گھر والوں سے بھی کوئی رابطہ نہیں ہوا تھا۔۔۔

اس بات پر بھی اس کا باغی دل سلگنے لگتا تھا۔۔۔وہ ٹھیک تو تھا۔۔ اس نے رابطہ کیوں نہیں کیا تھا۔۔

گھر میں تو وہ اپنی تکلیف کا بتا کر کسی کو پریشان نہیں کرتا تھا۔۔۔

وہ کمرے میں بیٹھی بیٹھی بور ہو رہی تھی۔۔۔اسی لیے کمرے سے نکل آئی تھی۔۔

اس کا رخ ہانیہ کے کمرے کی طرف تھا۔۔جب حمیرا بیگم کے کمرے کے باہر سے گزرتے اس کے کان میں اسی کے نام کی آواز گونجی تھی۔۔

اس کی قدم وہیں رک گئے تھے۔۔۔دروازہ تھوڑا سا کھلا تھا۔۔۔ وہیں سے آوازیں آرہی تھیں۔۔۔

حمیرا بیگم اور ثمن بیگم فون پر کسی سے بات کر رہی تھیں۔۔۔

زرا سا آگے ہو کر جب اس نے باتیں سننے کی کوشش کی۔۔ تو اسپیکر سے ابھرتی آواز پر اس کے دل کی دھڑکنیں تھم گئی تھیں۔۔

وہ گھمبیر بھاری مغرور لہجہ تو وہ لاکھوں میں پہچان سکتی تھی۔۔۔

وہ دونوں اسی سے بات کر رہی تھیں۔۔۔ بات نہیں بلکہ شکایت کر رہی تھیں ثمن بیگم۔۔

وہ اپنی جگہ حیرت و بےیقینی کے عالم میں کھڑی رہ گئی تھی۔۔۔

"دارم تم نے اس لڑکی سے شادی کر کے ہمارے سر پر اس مصیبت کو ڈال دیا ہے۔۔ میں نے تم سے کہا بھی تھا اس سے شادی مت کرو۔۔

تمہارے چاچو تو صدا کے جذباتی انسان ہیں۔۔ انہیں تو بس اپنا گلٹ ختم کرنا تھا۔۔ اسے اس گھر میں لا کر۔۔ مگر یہ لڑکی جب سے اس گھر میں آئی ہے ہمارے گھر کا پر سکون ماحول ختم ہو گیا ہے۔۔

کل رات عبداللہ نے شہاب بھائی سے اس کے لیے کافی لڑائی کی ہے۔۔۔ کہ وہ اپنی ساری پراپرٹی اس کے نام کرنا چاہتے ہیں۔۔

مجھ سے پہلے اس لڑکی کو وجود برداشت نہیں ہو رہا تھا۔۔ اب یہ ایک اور زیادتی۔۔

شہاب بھائی ابھی بٹوارا نہیں چاہتے۔۔ مگر اس لڑکی نے نجانے عبداللہ کو کیا پٹی پڑھائی ہے۔۔ کہ وہ اسی ضد پر اڑے ہیں۔۔۔

یہ لڑکی جان بوجھ کر یہ کروا رہی ہے۔۔۔ تاکہ واپس اپنی ماں کے گھر بھاگ جائے۔۔۔۔ یہ سب لے کر۔۔۔"

ثمن بیگم ایک ہی سانس میں بولے جا رہی تھیں۔۔ ان کے انداز میں اپنے لیے نفرت دیکھ وہ آنکھیں میچ لی تھیں۔

وہ جانتی تھی کہ وہ اسے پسند نہیں کرتیں۔۔۔ مگر اتنی نفرت کرتی ہونگی اس بات کا بالکل بھی اندازہ نہیں تھا۔۔۔

"خالہ جان پلیز ریلیکس۔۔۔ کیوں اتنی ٹینشن لے رہی ہیں آپ۔۔

"

دارم کی آواز پر الہام کے لبوں پر زخمی مسکان بکھر گئی تھی۔۔ یہ شخص اس کی سائیڈ لے گا۔۔ یہ تو ممکن ہی نہیں تھا۔۔

نہ چاہتے ہوئے بھی اس کی آنکھوں کے کنارے سرخ ہونے لگے تھے۔۔

"دارم مجھے الہام سے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔۔۔ لیکن اگر دیکھا جائے تو عبداللہ بھائی زیادتی تو کر رہے ہیں نا۔۔ سب کچھ اپنی بیٹی کے نام پر کر کے۔۔

بیٹی بھی وہ جس پر ہم میں سے کسی کو بھی بھروسہ نہیں ہے۔۔"

حمیرا بیگم کی فون پر بات کرتے اچانک دروازے کی جانب اٹھی تھی۔۔۔۔وہاں سے لہراتا آنچل دیکھ وہ اپنی جگہ تھم گئی تھیں۔۔

الہام وہاں سے ہٹ گئی تھی۔۔وہ اس سے زیادہ تکلیف برداشت نہیں کر سکتی تھی اب۔۔

"اوہ نو۔۔۔۔"

حمیرا بیگم کے چہرے کی رنگت بدل گئی تھی۔۔۔

"کیا ہوا؟؟؟"

ثمن بیگم نے سوالیہ نگاہوں سے انہیں دیکھا تھا۔۔۔

"مجھے لگتا ہے الہام نے ہماری باتیں سن لی ہیں۔۔"

حمیرا بیگم کی بات پر دوسری جانب موجود دارم کی پیشانی شکنوں سے بھر گئی تھی۔۔۔

"تو اس میں کیا ہے۔۔۔ ہم کونسا ڈرتے ہیں اس سے۔۔ یا کوئی غلط بات کر رہے ہیں۔۔"

ثمن بیگم نے نخوت سے کہا تھا۔۔۔ وہ عورت سوتیلی ہی تھی اس کے لیے۔۔ شروع میں بظاہر سب کے سامنے اس کے اچھا بننے کی کوشش کی تھی۔۔

مگر سوتن کی اولاد کے لیے کوئی گنجائش نہیں نکل پائی تھی ان کے دل میں۔۔

"ڈرنے کی بات نہیں ہے۔۔وہ پہلے ہی اتنی چپ چپ اور پریشان سی ہے۔۔۔اب اوپر سے اس نے یہ سب سن لیا ہے تو مزید ہرٹ ہو گی۔۔"

حمیرا بیگم کے دل میں اس کے لیے جگہ تھی۔۔۔ان کی بات سن کر دارم نے بھی لب بھینچ لیے تھے۔۔

الہام لان میں آگئی تھی۔۔۔اس کا اندر دم گھٹ رہا تھا۔۔

اس کا رونے کو بہت دل چاہ رہا تھا۔۔

جب اسی لمحے اس کا موبائل بجا تھا۔۔ دارم کی کال دیکھ اس نے کاٹ دی تھی۔۔

دوبارہ کال کی گئی تھی۔۔ اس نے دوبارہ کاٹ دی تھی۔۔ اس نے لاتعداد بار کالز کی تھیں۔۔۔ اور وہ ہر بار کاٹتے ہوئے اپنا غصہ اس انداز میں نکالتی رہی تھی۔۔

مگر وہ شخص نہیں تھکا تھا۔۔ جس کے بعد تنگ آکر الہام نے فون ہی بند کر دیا تھا۔

وہ اداس اور تنہا لان میں ٹہل رہی تھی۔۔۔ جب چوکیدار ہاتھ میں بہت خوبصورت سا پھول کا بکے اٹھائے اس کے پاس آیا تھا۔۔

ہلکے گلابی رنگ کے بہت ہی پیارے گلاب کے پھولوں کا بکے تھا۔۔

"بی بی جی یہ آپ کے لیے آیا ہے۔۔۔"

چوکیدار نے اس کی طرف بڑھایا تھا اور وہاں سے پلٹ گیا تھا۔۔

الہام حیرت زدہ سی ان کو تکے گئی تھی۔۔۔اسے پھول کس نے بھیجے تھے بھلا۔۔۔۔

وہ حیران ہوتی ان پھولوں کو الٹ پلٹ کر دیکھ رہی تھی۔۔جب ایک چھوٹا سا کارڈ ان میں سے نکل کر نیچے گرا تھا۔۔

الہام نے جھک کے اسے اٹھایا تھا۔۔۔

"میرے خوبصورت سے پھول کے لیے یہ پیارے سے

پھول۔۔۔"

یہ سطر پڑھ کر الہام کے چہرے کی رنگت بدل گئی تھی۔۔۔اس کی

حیرت مزید بڑھ گئی تھی۔۔

ایک بار اس خیال سے دل بہت زور سے دھڑکا تھا کہ کہیں یہ دارم

نے تو نہیں بھیجے۔۔ مگر اگلے ہی پل اس کے اندر سے زور و شور سے

نفی کی گئی تھی۔۔۔

وہ شخص ایسا کر ہی نہیں سکتا تھا۔۔۔

الہام نے پھولوں کو اپنے ہاتھوں سے نوچ کر وہاں سائیڈ پر رکھے ڈسٹ بن میں پھینک دیا تھا۔۔۔

وہ اندر کی جانب بڑھ رہی تھی۔۔جب ہانیہ باہر آتے دکھائی دی تھی۔۔

"میرے ساتھ مال چلیں گی بھابھی؟ کل میری فرینڈ کی پارٹی ہے۔۔۔مجھے ڈریس لینا ہے۔۔۔"

ہانیہ کی بات پر وہ اثبات میں سر ہلا گئی تھی۔۔۔وہ بھی کچھ وقت کے لیے کھلی فضا میں سانس لینا چاہتی تھی۔۔۔

وہ دونوں ڈرائیور کے ساتھ مال آئی تھیں۔۔۔ان کے ساتھ سیکورٹی کے لیے ایک گارڈ کی گاڑی بھی تھی۔۔۔جو باہر ہی رک گئے تھے۔۔

ہانیہ ڈریسز دیکھ رہی تھی۔۔جب اس کے موبائل پر بار بار انجان نمبر سے کالز آنے لگی تھیں۔۔۔

اس نے ہانیہ سے ایکسکیوز کیا تھا اور باہر آگئی تھی۔۔

"تمہیں سیدھے طریقے سے میری بات نہیں سمجھ آئی نا۔۔۔اب میں تمہیں اپنے طریقے سے سمجھاؤں گی۔۔"

عائمہ بیگم کی سفاکیت بھری آواز گونجی تھی۔۔

"کک کیا مطلب۔۔۔؟"

وہ بری طرح سے ڈر گئی تھی۔۔

"اگر تم چاہتی ہو کہ تمہارے ساتھ آئی لڑکی سلامت رہے۔۔تو چپ چاپ باہر آکر گاڑی میں بیٹھ جاؤ۔۔۔"

عائمہ بیگم کی بات پر اس کے چہرے پر خوف پھیل گیا تھا۔۔

"آپ کچھ نہیں کریں گی۔۔۔میں نے آپ سے کہا تھا۔۔مجھے نہیں آنا آپ کے ساتھ۔۔وہ تیزی سے شاپ کی طرف گئی تھی اور وہاں کھڑی ہانیہ کا ہاتھ پکڑ لیا تھا۔۔۔

"کیا ہوا بھابی۔۔۔؟؟"

اس کا بوکھلاہٹ زرہ انداز دیکھ وہ حیران ہوئی تھی۔۔

"چلو جلدی۔۔۔"

الہام کے چہرے پر خوف کے سائے تھے۔۔۔

ہانیہ اس کے ساتھ باہر کی جانب بڑھی تھی۔۔۔جب ایک دم سے دروازے کے پاس سے دو آدمیوں نے ان دونوں کو پکڑ لیا تھا۔۔

"چھوڑو۔۔۔"

وہ چیخی تھی۔۔۔ مگر ان آدمیوں نے ہانیہ کا ہاتھ اس سے چھڑوایا تھا۔ اور اسے دھکا دے کر وہیں پھینکتے ہانیہ کو گھسیٹتے وہاں سے نکل گئے تھے۔۔۔

ہانیہ چیختے ہوئے خود کو بچانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ باہر کھڑے گارڈز بھی بھاگ کر ان کے قریب آئے تھے۔۔

ان لوگوں نے گارڈز پر گولیاں چلادی تھیں۔۔۔

مگر گارڈز نے ہانیہ کی سیفٹی کے لیے گولیاں نہیں چلائی تھیں۔۔۔

جس کا فایدہ اٹھاتے وہ ہانیہ کو لے کر وہاں سے بھاگ گئے تھے۔۔

الہام بھی پیچھے آئی تھی۔۔۔ مگر تب تک وہ لوگ جا چکے تھے۔۔۔

الہام خوف سے لرز رہی تھی۔۔۔

اس نے کانپتے ہاتھوں سے جلدی سے دارم کا نمبر ملایا تھا۔۔

"دارم وہ۔۔۔ وہ ہانیہ کو۔۔۔ ہانیہ کو اٹھا کر لے گئے ہیں وہ۔۔۔"

اس نے کانپتی ہوئی آواز میں دارم کو بتایا تھا۔۔۔

"کیا بول رہی ہو۔۔۔؟؟ کہاں تھے تم لوگ۔۔۔؟ گارڈز کہاں تھے۔۔؟"

وہ غضبناکی سے دھاڑا تھا۔۔۔کال کٹ گئی تھی۔۔۔

الہام کی حالت غیر ہوگئی تھی۔۔۔وہ بہت مشکل سے گاڑی تک آئی تھی۔۔

مارے خوف کے اس کی جان نکل رہی تھی۔۔۔اسے ہانیہ کی بہت فکر ہورہی تھی۔۔اس نے تو اپنے ساتھ ہانیہ کو بھی بچانے کی کوشش کی تھی۔۔

لیکن سب الٹ گیا تھا۔۔

اسی لمحے اس کا فون انجان نمبر سے بجا تھا۔۔۔اس نے فوراً سے کال پک کی تھی۔۔

"خود کو بچا کر۔۔۔اس بچاری کو ہمارے آگے ڈال دیا۔۔۔یہ بات جب تمہارے ان نام نہاد گھر والوں کو پتا چلے گی تو تمہیں دھکے مار کر گھر سے نکال دیں گے۔۔۔"

عائمہ بیگم کی سفاک آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی تھی۔۔

"آپ ایسا کیوں کر رہی ہیں۔۔۔مم میں آنے کے لیے تیار ہوں۔۔ آپ ہانیہ کو چھوڑ دیں۔۔اس کا اس سب میں کوئی قصور نہیں ہے۔۔"

وہ روتے ہوئے اپنی ماں سے ملتجی لہجے میں بولی تھی۔۔۔

مگر اس کی بات کا جواب دیئے بغیر کال کاٹ دی گئی تھی۔۔ اس نے دوبارہ کوشش کی تھی۔۔

مگر اب وہ نمبر بند ہو چکا تھا۔۔۔

ہاشمی ولا میں یہ خبر پہلے سے پہنچ چکی تھی۔۔ وہاں کی حالت دیکھ کر اس کا دل سکڑ گیا تھا۔۔۔

وہاں بھی یہ خبر پہنچادی تھی عائمہ بیگم نے کہ وہ لوگ اسے لینے آئے تھے۔۔ اور اس نے اپنی جان بچا کر ہانیہ کو آگے کر دیا تھا۔۔

ہانیہ کا بھی ساتھ ایک وائس میسج تھا۔۔ جس میں وہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی کہ بھابی نے میرے ساتھ اچھا نہیں کیا۔۔

یہ بہت برے لوگ ہیں۔۔یہ مار دیں گے مجھے۔۔

وہ سب سنتے باقی سب کے ساتھ ساتھ اس کا کلیجہ بھی پھٹنے لگا تھا۔۔۔

ہانیہ اور حمیرا بیگم دونوں ہی اس سے بہت اچھے سے پیش آتی تھیں اس گھر میں۔۔۔اور اس وقت حمیرا بیگم کی آنکھوں میں اس نے اپنے لیے جو نفرت دیکھی تھی۔۔

وہ دوبارہ نگاہیں اٹھانے کے قابل بھی نہیں رہی تھی۔۔

"ہم سے کوئی غلطی ہوگئی تھی بیٹا۔۔۔جو آپ نے ہمارے ساتھ اتنا بڑا ظلم کر دیا۔۔۔"

شہاب صاحب کی بات سن کر اس نے تڑپ کر ان کی جانب دیکھا

تھا۔۔

"تایا جان میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا۔۔۔ مم میں سر گئی

تھی۔۔۔ میں ہم دونوں کو بچانا چاہتی تھی۔۔۔

مجھے نہیں پتا تھا وہ ایسا کریں گے۔۔"

اس نے کانپتے لہجے میں صفائی دینے کی کوشش کی تھی۔۔ مگر اس

وقت وہاں کھڑے سبھی لوگ اسے نفرت بھری نگاہوں سے دیکھ

رہے تھے۔۔

"وہ تمہاری ماں تھی۔۔۔اگر تم چلی جاتی تو تمہیں تو کوئی نقصان نہ پہنچاتی۔۔۔ مگر نجانے ہماری بچی کے ساتھ کیا سلوک کرے گی۔۔۔"

ثمن بیگم نے بھی اس کے مقابل آتے نفرت سے کہا تھا۔۔

وہاں گھر کے سبھی افراد موجود تھے۔۔ سوائے دارم کے۔۔

وہ تو اس سے بھی زیادہ برا حال کرنے والا تھا اس کا۔۔۔

وہ سب کو یقین دلا دلا کر تھک گئی تھی۔۔ مگر کوئی اسکی نہیں سن رہا تھا۔۔

"بابا۔۔۔ بابا میں سچ کہہ رہی ہوں۔۔۔ میں نے جان بوجھ کر کچھ نہیں کیا۔۔"

الہام کے لبوں سے پہلی بار عبداللہ صاحب کے لیے بج لفظ نکلا تھا۔۔۔ جو سننے کے لیے وہ کب سے ترس رہے تھے۔۔

اسے لگا تھا اور کوئی یقین کرے نہ کرے۔۔۔ مگر وہ تو کریں گے ہی۔۔ مگر انہوں نے جب نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔ تو ان کی آنکھوں میں کچھ ایسا تھا کہ اس کا دل وہیں رک گیا تھا۔۔

"میں نے تمہیں اس گھر میں اس لیے نہیں لانے دیا تھا کہ اس گھر کی بیٹیوں کی جان اور عزت خطرے میں آجائے۔۔

میں نے اپنی بیوی سے لڑ کر اپنی پراپرٹی تمہارے نام کر دی۔۔۔

مجھے یہی لگا تھا کہ تم اپنی ماں جیسی نہیں ہو۔۔۔ مگر آج یہ حرکت

کر کے تم نے ثابت کر دیا ہے کہ تم اسی کی پرچھائی ہو۔۔

ایک محبت بھرے خاندان میں رکھ کر اس کی خوشیوں کو گرہن

لگانے والی ہو تم دونوں ماں بیٹیاں۔۔۔"

عبداللہ صاحب اپنے پیارے بھائی بھابھی کی اذیت اور جھکے سر نہیں

دیکھ پائے تھے۔۔۔ یہ سب کچھ ان کی بیٹی کی وجہ سے ہوا تھا۔۔

اس بیٹی کی وجہ سے۔۔ جسے وہ ضد کر کے لائے تھے۔۔ اور اس گھر کے لوگوں نے انہیں وارن بھی کیا تھا۔۔ مگر وہ اپنے گلٹ اور اکلوتی اولاد کی محبت میں اپنی بیوی سے بھی لڑتے رہے تھے۔۔

ان کی بات سن کر الہام کی آنکھوں سے موتیوں کی طرح آنسو ٹوٹ کر گرنے لگے تھے۔۔

ایک ہی جھٹکے میں اسے ان سب کی نگاہوں میں اپنی وقعت بہت اچھے سے پتا چل گئی تھی۔۔۔

ولید اور سلیمان پولیس کے ساتھ لگے ہوئے تھے۔۔ باقی سب گھر میں بیٹھے اپنے اپنے سورسز استعمال کر رہے تھے۔۔

دارم ابھی تک نہیں پہنچا تھا۔۔۔

عائمہ بیگم کی لوکیشن کا کوئی سراغ نہیں ملا تھا ابھی۔۔۔۔ جیسے جیسے وقت گزر رہا تھا۔۔۔

سب کی سانسیں رکنے لگی تھیں۔۔۔ اور الہام کے لیے نفرت بڑھتی جا رہی تھی۔۔

وہاں کوئی بھی اس سے بات کرنا تو دور اسکی طرف دیکھ بھی نہیں رہا تھا۔۔۔ حفصہ اور باقی کزنز نے بھی اس کی جانب سے منہ پھیر لیا تھا۔۔۔

حمیرا بیگم کا رو رو کر برا حال تھا۔۔۔ مہرین بیگم ان کے پاس بیٹھی انہیں سنبھال رہی تھیں۔۔۔

شہاب صاحب کی طبیعت خراب ہو رہی تھی۔۔۔

ثمن بیگم نے مڑ کر نفرت سے الہام کی جانب دیکھا تھا۔۔

"یہ پلاننگ تھی نا تمہاری اور تمہاری ماں کی۔۔۔ اس گھر کو ایسے ہی برباد کرنا چاہتی تھی۔۔۔ یہاں کا سکون اور خوشیاں نہیں برداشت ہو پائی نا تم سے۔۔۔

دفع ہو جاؤ یہاں سے اب۔۔۔ نکلو اس گھر سے۔۔۔"

ثمن بیگم اس کی جانب مشتعل انداز میں بڑھی تھیں۔۔

کسی نے ان کو نہیں روکا تھا۔۔۔سب اپنی اپنی جگہ خاموش بیٹھے دیکھ رہے تھے۔۔۔

کہیں نہ کہیں سب یہی چاہتے تھے۔۔۔ جس نے ان کے گھر کا سکون برباد کر دیا تھا۔۔ اس کا اس گھر میں رہنے کا کوئی حق نہیں تھا۔۔۔

الہام کو اکثر ان سب کے انداز میں ایک شک کی جھلک نظر آتی تھی۔۔۔شاید وہ سب پہلے دن سے اس سے اسی بات کو خوف رکھتے تھے۔۔

اس کے سامنے کھل کر کبھی بھی اس گھر میں کوئی بات نہیں کی گئی تھی۔۔

عائمہ بیگم کے دور ہو جانے کے باوجود ان کی پرورش ہمیشہ اس کے ساتھ رہنے والی تھی۔۔

بس فرق اتنا تھا کہ دارم ہاشمی اس کے منہ پر اظہار کرتا آیا تھا۔۔ اور یہ لوگ اندر دبا کر بیٹھے تھے۔۔

اور وہ ساری بھڑاس آج نکل رہی تھی۔۔۔

الہام کے بہت یقین دلانے پر بھی کسی نے اس پر یقین نہیں کیا تھا۔۔۔سب اسے ہی قصوروار اور اس معاملے میں ملوث سمجھ رہے تھے۔۔

ثمن بیگم نے انتہائی بے دردی سے اس کا بازو پکڑا تھا اور اسے دروازے کی جانب دھکیل دیا تھا۔۔۔

باہر رات ہو چکی تھی۔۔۔الہام خوفزدہ ہوئی تھی کہ وہ اس وقت کہاں جائے گی۔۔۔

"دفع ہو جاؤ یہاں سے۔۔۔اور دوبارہ اپنی شکل مت دکھانا۔۔۔"

انہوں نے اسے بہت بری طرح سے دھکا دیا تھا۔۔۔وہ لڑکھڑا کر منہ کے بل فرش پر گرتی۔۔جب دو مضبوط باہوں نے بروقت اسے تھام کر گرنے سے بچا لیا تھا۔۔۔

ان باہوں کا مضبوط لمس اور اس کے وجود سے اٹھتی سحر انگیز مہک۔۔۔

بنا دیکھے ہی اسے بتا گئی تھی کہ وہ اس وقت کس کی باہوں میں تھی۔۔

اس کی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔۔۔اس نے سر اٹھا کر اوپر دیکھا تھا۔۔

دارم نے اسے تھام کر سیدھا کھڑا کیا تھا۔۔

الہام جانتی تھی کہ اب بچی کچی کسر یہ شخص پوری کرنے والا تھا۔۔۔

مگر اس میں ابھی اتنی ہمت نہیں بچی تھی۔۔۔اسے لگ رہا تھا اب مزید اس شخص کی بھی نفرت اگر اسے سہنی پڑی تو اس کے دل کو کچھ ہو جائے گا۔۔

وہ اس کے ساتھ سے ہو کر جانے لگی تھی۔۔جب دارم نے اس کا بازو پکڑ لیا تھا۔۔۔

باقی سب بھی دارم کو دیکھ چکے تھے۔۔

"تم کہیں نہیں جاؤ گی۔۔۔"

اس نے الہام کے بازو کو بہت نرمی سے پکڑ کر اسے اپنے پاس کھڑا کیا تھا۔۔

اور الہام نے پھٹی پھٹی بے یقین آنکھوں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔

یہ شخص ایسے کیوں پیش آ رہا تھا۔۔ شاید وہ پوری بات ابھی جانتا ہی نہیں تھا۔۔ اس لیے۔۔۔

ورنہ ان لوگوں سے دس گنا زیادہ نفرت سے پیش آتا۔۔

ثمن بیگم اسے بتانے کے لیے آگے بڑھی تھیں۔۔۔اور الہام نے نگاہیں جھکا کر ایک بوجھل سانس خارج کرتے اس کے مضبوط ہاتھ میں قید اپنے ہاتھ کو دیکھا تھا۔۔۔

یہ مہربان چند لمحوں بعد سفاکیت میں بدلنے والا تھا۔۔۔

"دارم اس لڑکی نے اپنی ماں کے ساتھ مل کر ہماری بچی کو اغوا کروایا ہے۔۔ اس کو طلاق دے کر فارغ کرو۔۔۔ یہ ہمارے ساتھ اس گھر میں رہنے کے قابل نہیں ہے۔۔۔"

ثمن بیگم اسے ساری بات بتانے لگی تھیں۔۔۔

الہام کے چہرے پر زردی سی گھل گئی تھی۔۔۔طلاق کا تو اس نے سوچا ہی نہیں تھا۔۔

یہ ستم بھی تو یہ شخص اس پر ڈھا سکتا تھا۔۔

"خالہ جان یہ میری بیوی ہے۔۔میں فیصلہ کروں گا کہ وہ اس گھر میں رہے گی یا نہیں۔۔۔

دوسری بات آپ جو الزام لگا رہی ہیں۔۔ آپ کے پاس اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ الہام نے ہانیہ کو اغوا کروایا ہے۔۔۔"

دارم نے انتہائی سرد و سنگین تیوروں کے ساتھ زندگی میں پہلی بار ثمن بیگم سے اتنے غصے اور سختی سے بات کی تھی۔۔

باقی سب بھی شاکی نگاہوں سے اسے دیکھ رہے تھے۔۔ سب سے زیادہ شاک میں تو الہام تھی۔۔ جو مسلسل اس کی گرفت سے اپنا ہاتھ آزاد کروانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

مگر دارم نے بہت نرمی اور مضبوطی سے اسے تھامے رکھا تھا۔۔۔

"دارم اس عورت نے خود بتایا ہے کہ اس نے اس کی مدد کی ہے۔۔ اور ہانیہ بھی رو رو کر یہی بتا رہی تھی۔۔۔"

ثمن بیگم کو اس کا الہام کی سائیڈ لینا اچھا نہیں لگا تھا۔۔ اس لیے وہ اسے دوبارہ بتانے لگی تھیں۔۔۔

"بس خالہ جان۔۔۔بس کریں۔۔۔الہام نے ایسا کچھ نہیں کیا۔۔۔

نہ وہ ایسا کر سکتی ہے۔۔۔آپ لوگ اس عورت کی باتوں میں آکر

میری بیوی پر اتنا بڑا الزام نہیں لگا سکتے۔۔

اور آپ کوئی نہیں ہوتیں اسے اس گھر سے نکالنے والی۔۔۔"

وہ سب کی جانب غصے بھری نگاہوں سے دیکھتے بول رہا تھا۔۔اور

الہام حیرت و بے یقینی سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

باقی سب بھی کافی حیران تھے۔۔۔کیونکہ کہیں نہ کہیں سب کو یہی

لگتا تھا کہ ان دونوں کے درمیان کچھ بھی ٹھیک نہیں ہے۔۔

الہام کا چہرا آنسوؤں سے بھیگ گیا تھا۔۔وہ اس کی سائیڈ لے رہا تھا۔۔۔سب کے سامنے اس کے حق میں بول رہا تھا۔۔

الہام کو یہ کوئی حسین خواب لگا تھا۔۔۔جو کبھی بھی ٹوٹ سکتا تھا۔۔۔اس لیے وہ اس خواب کے فریب میں نہیں آنا چاہتی تھی۔۔۔

"بہت افسوس کی بات ہے ویسے۔۔۔آپ سب خاموشی سے یہ سب ہوتا دیکھ رہے ہیں۔۔۔"

دارم نے شہاب صاحب اور عبداللہ صاحب کی جانب ملامتی نگاہوں سے دیکھتے کہا تھا۔۔۔

اس شخص کو آج شدت سے احساس ہوا تھا کہ وہ لڑکی اب تک جو بھی کہتی آئی تھی۔۔وہ بالکل سچ تھا۔۔۔

اس نے جن لوگوں کے لیے اسے اتنا مجبور کیا تھا۔۔اس سے زبردستی معاف کروایا تھا۔۔۔

وہ سب گلٹ میں ہی پھنس کر کر رہے تھے۔۔۔اس سے زیادہ کچھ نہیں تھا۔۔۔دارم ہاشمی اس وقت اس چھوٹی سی لڑکی سے نگاہیں ملانے کے قابل نہیں سمجھ پا رہا تھا خود کو۔۔

جس کے ساتھ اس نے کیا کچھ نہیں کیا تھا۔۔

"الہام تم کمرے میں جاؤ۔۔۔"

اس نے بہت ہی نرمی سے الہام کو مخاطب کیا تھا۔۔جو چہرا جھکائے بس روئے جارہی تھی۔۔۔اس نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔۔

بس آنسوؤں سے بھری نگاہوں سے سب کو دیکھا تھا۔۔جن میں سے اب کوئی نہیں چاہتے تھے وہ اس گھر میں رہے۔۔۔

لیکن اس وقت اس کے پاس کوئی اور ٹھکانے نہیں تھا۔۔وہ رات کے اس وقت کہیں نہیں جاسکتی تھی۔۔۔

اسی خاطر خاموشی سے اوپر کی جانب چلی گئی تھی۔۔

اس کے قدموں میں لڑکھڑاہٹ تھی۔۔دارم کی نگاہوں نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا۔۔

"دارم اس کی وجہ سے میری ہانیہ۔۔۔"

حمیرا بیگم اس کے پاس آتے روتے ہوئے بولی تھیں۔۔ ان کے انداز میں بھی الہام کے لیے نفرت دیکھ وہ سمجھ گیا تھا کہ اس لڑکی کو یہاں کیا کچھ جھیلنا پڑا تھا۔۔۔

اس کے ماتھے پر شکنوں کا جال بن گیا تھا۔۔۔

"مام آپ بھی۔۔۔؟؟؟ آپ تو اسے اپنی بیٹی کہتی ہیں۔۔ کیا آپ نہیں جانتی اسے اتنا بھی۔"

اس نے افسوس بھری نگاہوں سے حمیرا بیگم کے ساتھ ساتھ باقی سب کو دیکھا تھا۔۔

حمیرا بیگم نگاہیں جھکا گئی تھیں۔۔۔باقی سب کو بھی کہیں نہ کہیں احساس ہوا تھا۔۔کہ وہ لوگ غصے اور جذبات میں کچھ زیادہ ہی بول گئے تھے۔۔

مگر اس وقت کوئی نہیں بولا تھا۔۔۔

"ہانیہ کو کچھ نہیں ہو گا۔۔۔میں اسے کچھ نہیں ہونے دوں گا۔۔۔

اور جس نے یہ گھٹیا حرکت کی ہے۔۔اس کو ایسے حال کو پہنچاؤں گا کہ وہ قیامت تک اپنی اس غلطی پر پچھتائیں گے۔۔"

سرد ترین لہجے میں کہتا وہ اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔

جہاں اس خیال سے اس کے دل کو تکلیف ہو رہی تھی کہ وہ لڑکی کس قدر اذیت کا شکار ہو گی۔۔ سب کی اتنی نفرت سہہ کر۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

الہام جیسے ہی کمرے میں آئی۔۔۔ اس کا پورا وجود لرز رہا تھا۔۔۔

اس کی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے۔۔۔

سب لوگوں کی نفرت نے اسے پوری طرح سے ختم کر دیا تھا۔۔۔

اس کے دل کی اذیت اب اس کی برداشت سے باہر ہو گئی تھی۔۔۔۔

مگر وہیں اس ستمگر کے کہے الفاظ اس کی سماعتوں میں بار بار گونج رہے تھے۔۔۔اس نے شک بھی نہیں کیا تھا اس پر۔۔

بلکہ سب کے سامنے اس کا یقین کرتے اس کا دفاع کیا تھا۔۔۔الہام کی آنکھوں سے آنسو مزید شدت سے بہنے لگے تھے۔۔۔

"دارم ہاشمی میں آپ سے بہت محبت کرتی ہوں۔۔۔بہت زیادہ۔۔۔مگر میری محبت آپ کی نفرت کے آگے شاید بہت چھوٹی ہے۔۔۔

میں جانتی ہوں آپ نے آج میری سائیڈ کیوں لی۔۔ کیونکہ آپ کو شاید اب مجھ پر ترس آرہا ہے۔۔۔ ان سب لوگوں کے خاطر مجھے اتنا ذلیل اور رسوا کیا۔۔۔ اور میں کبھی ان کی خوشی تھی ہی نہیں۔۔

میں نفرت برداشت کر سکتی ہوں مگر آپ کا ترس اور ہمدردی مجھے مار ڈالے گی۔۔۔

نہیں چاہیے کچھ بھی اب آپ سے۔۔۔۔"

وہ اذیت بھرے انداز میں سوچ رہی تھی۔۔۔ لبوں پر زخمی مسکان چھائی ہوئی تھی۔۔

اس نے اپنے آنسوؤں کو بے دردی سے جھٹکا تھا۔۔

کانپتے ہاتھوں سے اس نے عائمہ بیگم کا نمبر ملایا تھا۔۔۔کال جا رہی تھی۔۔۔اس کو حوصلہ ملا تھا۔۔

"بولو۔۔۔جب کہا تب بات نہیں سنی۔۔۔اب کیوں تنگ کر رہی ہو۔۔۔،"

انتہائی برے لہجے میں اس کی ماں اس سے بات کر رہی تھی۔۔۔

اس نے گہرا سانس بھرتے خود کو نارمل رکھنے کی کوشش کی تھی۔۔۔جس کی اپنی سگی ماں اور باپ اس سے پیار نہیں کرتے تھے۔۔

وہ لڑکی بد قسمت ہی تو تھی ۔۔ وہ پھر دنیا کے کسی اور انسان سے کیا توقع کر سکتی تھی ۔۔۔

"میں آپ کی ہر بات ماننے کو تیار ہوں ۔۔ آپ جو بھی کروانا چاہتی ہیں مجھ سے ۔۔۔ میں سب کروں گی ۔۔ مگر ہانیہ کو زرا سی خراش بھی نہیں آنی چاہیے ۔"

وہ ضبط سے بولی تھی ۔۔۔ اس کی آنکھیں بار بار بھیگ رہی تھیں ۔۔

اس کی بات سن کر عائمہ بیگم کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ ابھری تھی ۔۔

"ٹھیک ہے ہانیہ کو کچھ نہیں ہو گا۔۔ تم جیسے ہی یہاں آؤ گی میں

اسے واپس بھیج دوں گی۔۔۔ وعدہ ہے میرا۔۔"

وہ اب اس سے آرام سے بات کر رہی تھیں۔۔

"میں تھوڑی دیر میں یہاں سے نکل آؤں گی۔۔"

اس نے ہونٹ بھنچ کر اپنی سسکی روکی تھی۔۔۔

"میں گاڑی بھیج رہی ہوں۔۔ مگر زرا سی بھی ہوشیاری نہ کرنا۔۔

ورنہ اس کی جان چلی جائے گی۔۔۔"

وہ اسے وارن کرتے فون بند کر گئی تھیں۔۔۔۔

الہام نے اپنے آنسو صاف کیے تھے۔۔۔اور موبائل وہیں نیچے رکھ دیا تھا۔۔

اس نے ایک نظر اس کمرے کو دیکھا تھا۔۔

اس کمرے میں اس ستمگر کے ساتھ اس کی بہت ساری یادیں تھیں۔۔جن کے تصور سے ہی اس کے گال سرخ ہوئے تھے۔۔

آنسوؤں کی وجہ سے آنکھیں بار بار دھندلا رہی تھیں۔۔

اسی لمحے دروازہ کھلا تھا اور وہ اندر داخل ہوا تھا۔۔

الہام نے بے اختیار اس کی جانب تکا تھا۔۔ وہ سیاہ پینٹ شرٹ میں ملبوس ہمیشہ سے زیادہ سحر انگیز لگ رہا تھا۔۔

الہام نے اس پر سے نگاہیں نہیں ہٹائی تھیں آج۔۔۔ وہ یک ٹک اسے تکے گئی تھی۔۔۔

بہت زیادہ ازیت پہنچائی تھی اس شخص نے اسے۔۔۔ جسے وہ کسی قیمت پر معاف نہیں کرنے والی تھی۔۔

وہ چلتا ہوا اس کے سامنے آن کھڑا ہوا تھا۔۔

ہمیشہ اسکی آنکھوں میں آنسو لانے کا سبب بننے والا اور انہیں فریب کھنے والا دارم ہاشمی۔۔۔ آج ان آنسوؤں کو دیکھ کر تڑپ گیا تھا۔۔۔

اس کا چہرا ضبط سے سرخ ہو رہا تھا۔۔۔ وہ اسے اپنے حصار میں لینے کے لیے آگے ہوا تھا۔۔۔

مگر وہ نفی میں سر ہلاتے الٹے قدموں پیچھے ہوئی تھی۔۔۔ وہ رو رہی تھی۔۔۔ اور دارم ہاشمی کو اپنا دل پھٹتا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔

اس کے ڈھایا ایک ایک ستم یاد آرہا تھا اسے۔۔۔ کتنی تذلیل کی تھی اس لڑکی کی۔۔۔ اس کی آنکھیں لہو رنگ تھیں۔۔۔

دل جل رہا تھا۔۔ مگر اس وقت ندامت اور پچھتاؤں کے سوا اس کے ہاتھ میں کچھ نہیں تھا۔۔۔

"میں تو اس قابل بھی نہیں ہوں کہ تم سے معافی مانگ سکوں۔۔۔"

اس کی بھاری گھمبیر آواز الہام کی سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔۔۔ جس پر اس کے چہرے کے زخمی مسکان ابھری تھی۔۔۔

"اس دنیا کے سب انسانوں کو معاف کر دوں گی۔۔ مگر آپ کو کبھی نہیں کروں گی۔۔۔"

وہ چاہ کر بھی اپنے آنسوؤں کو نہیں روک پائی تھی۔۔۔اور روتے ہوئے اس مغرور شخص کو تکتے بولی تھی۔۔

اس کی ہونٹ کانپ رہے تھے۔۔

آنکھیں رو رو کر سوج چکی تھیں۔۔وہ کانپ رہی تھی۔۔۔اود دارم ہاشمی کے دل کے درد کو بڑھا رہی تھی۔۔

"ایک پہلا اور آخری موقع بھی نہیں مل سکتا۔۔"

وہ اس کی جانب پیش قدمی کرتے بولا تھا۔۔۔اس کا دل چاہ رہا تھا اس کے نازک وجود کو اپنے سینے میں بھینچ کر تمام تکلیفوں سے بچا لے۔۔

مگر وہ اسے اس وقت اپنے پاس آنے کی بھی مہلت نہیں دے رہی تھی۔۔۔

"نہیں۔۔۔ آپ کو کبھی نہیں ملے گا۔۔۔۔ میرے دل اور عزت نفس کو پیروں سے کچلا ہے آپ نے۔۔۔ نہیں کروں گی کبھی بھی معاف۔۔

اور آپ کیوں ایسے شرمندہ ہو رہے ہیں۔۔۔ آپ تو دارم ہاشمی ہیں نا۔۔۔ آپ تو کچھ بھی ممکن کر سکتے ہیں۔۔۔

مجھ سے اپنے لیے بھی زبردستی معافی منگوالیں۔۔ جیسے ان باقی سب کے لیے منگوائی تھی۔۔

اور پھر کچھ دنوں بعد پھر سے دھتکار کر اپنی زندگی سے نکال دیجیے گا۔۔

میں کونسا انسان ہوں۔۔ یا میری بھلا کوئی عزت ہے۔۔ جو مجھے برا لگے گا۔۔ مجھے تو ذلت سہنے کی عادت ہو چکی ہے۔۔ کیا ہوا ایک بار پھر سے ہو جاؤں گی۔۔"

وہ درد سے چور لہجے میں بولی جا رہی تھی۔۔

دارم ہاشمی کو محسوس ہو رہا تھا کہ وہ الفاظ نہیں نوکیلے نشتر تھے جو اس کے سینے میں پیوست ہو رہے تھے۔۔

"میں اپنی ہر غلطی کا ازالہ کر دوں گا۔۔۔"

وہ اسے بہت پیار سے ڈیل کر رہا تھا۔۔۔ اسے اس لڑکی کی تکلیف دیکھ کر ڈر لگ رہا تھا۔۔۔ کہیں اسے کچھ ہو نہ جائے۔۔۔

"نہیں چاہیے آپ کا یہ ترس اور ہمدردی۔۔۔ کچھ نہیں چاہیے آپ سے۔۔۔"

وہ اس پر چیخی تھی۔۔۔

"نہ ترس ہے اور نہ ہمدردی۔۔۔ یہ میرے دل کی خواہش ہے۔۔۔"

وہ پھر سے اس کی جانب بڑھا تھا۔۔ مگر الہام نے اس کی جانب ہاتھ اٹھاتے اسے وہیں روک دیا تھا۔۔۔

"آپ جھوٹ بول رہے ہیں۔۔۔اچھے سے جانتی ہوں ترس کھا رہے ہیں مجھ پر۔۔ آپ یہ سب اسی خاطر کر رہے ہیں ناکہ آپ کو لگتا ہے آپ کی اتنی نفرت کے باوجود میں نے آپ کی کیئر کی۔۔

آپ کو یہ غلط فہمی ہوگئی ہے کہ میں آپ سے محبت کرتی ہو۔۔۔تو ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔۔۔ نہیں کرتی میں آپ سے محبت۔۔۔"

الہام بہت زیادہ رو رہی تھی۔۔۔وہ اس انسان کو کبھی معاف نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔

اس کو ایسے روتے سسکتے دیکھ دارم کو اپنی زندگی میں پہلی بار بے بسی کا شدت سے احساس ہوا تھا۔۔۔

وہ اب تک اسے زبردستی اپنی بات منوا کر اتنی اذیت دے چکا تھا کہ اب اس مقام پر اس سے کوئی زبردستی نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔

اسے ایسے روتے دیکھنا اس کے لیے بہت زیادہ تکلیف دہ ہو گیا تھا۔۔

اس نے اب تک جو باتیں بولی تھیں اس لڑکی کو۔۔۔وہ اس وقت ان کی آگ میں خود ہی جھلس رہا تھا۔۔

نہیں دیکھ سکتا تھا وہ اس لڑکی کو ایسے۔۔وہ وہاں اسے تھوڑا وقت دینا چاہتا تھا۔۔۔

اس لیے ضبط کی انتہا پر پہنچتا وہاں سے ہٹ گیا تھا۔۔۔

اس کے جاتے ہی وہ چہرا دونوں ہاتھوں میں چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔

اس شخص سے اس کی یہ آخری ملاقات ہونے والی تھی شاید۔۔۔

اس کا دل اس سے بغاوت کر رہا تھا۔۔وہ چاہ رہا تھا اس ستمگر کے سینے سے لگ کر ایک آخری بار اس کے بے رحم لمس کو۔۔اس کی جان لیوا قربت کو۔۔اس کے وجود کی دلفریب مہک کو محسوس کرے۔۔

اس کا دل کرلا تا رہا تھا۔۔لیکن اس نے اپنی عزت نفس کو قائم رکھتے اپنے دل پر پتھر رکھ دیا تھا۔۔

کچھ دیر بعد ایک بھرپور نظر کمرے پر ڈالتے۔۔۔ آنسوؤں سے لبریز آنکھوں کے ساتھ وہ وہاں سے نکل گئی تھی۔۔۔

دوبارہ کبھی نہ واپس آنے کے لیے۔۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

ہانیہ کو ایک کمرے میں رسیوں سے باندھا گیا تھا۔۔۔

اس کے پاس اب تک کوئی بھی نہیں آیا تھا۔۔۔ مگر کر آہٹ پر اس کا دل دھڑک اٹھتا تھا۔۔۔

وہ جانتی تھی اس کا بھائی اس تک پہنچ کر اسے بچا لے گا۔۔۔ اسے کچھ نہیں ہونے دے گا۔۔۔

دارم ہاشمی کا ہی خوف تھا کہ اتنے گھنٹے گزر جانے کے بعد بھی اسے بالکل ٹھیک رکھا گیا تھا۔۔۔

وہ بہت اچھے سے جانتے تھے کہ دارم ہاشمی کی بہن کو زرا سا بھی نقصان پہنچانے کا مطلب تھا اپنی پوری زندگی برباد کر دینا۔۔

وہ بس دعا کر رہی تھی کہ اس کا بھائی جلدی اس تک پہنچ جائے۔۔

جب اسی لمحے عائمہ بیگم اندر آئی تھیں۔۔۔ اور اسے رسیوں سے کھولنے لگی تھیں۔۔

ہانیہ حیران ہوئی تھی۔۔ اور ڈر گئی تھی کہ اسے کہاں لے کر جا رہی تھی یہ عورت۔۔

"آؤ میرے ساتھ۔۔"

سرد لہجے میں اسے اپنے پیچھے آنے کو کہتی وہ باہر نکل گئی تھیں۔۔

ہانیہ نے ڈرتے ڈرتے کمرے سے باہر قدم رکھا تھا۔۔

جب اس کی نظر وہاں کھڑی الہام پر پڑی تھی۔۔۔وہاں تین چار مرد بھی تھے۔۔۔

وہ ایک جانب ساکت کھڑی تھی۔۔۔ہانیہ کو دیکھ وہ تیزی سے اس کے قریب آئی تھی۔۔

"ہانیہ تم ٹھیک ہو۔۔؟؟"

اس کے دونوں ہاتھ پکڑتے الہام نے فکرمندی سے پوچھا تھا۔۔۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں بھابھی۔۔۔ آپ یہاں۔۔۔۔؟؟"

ہانیہ اسے دیکھ کر مزید ڈر گئی تھی۔۔۔اس کی آنکھوں میں شک دیکھ کر الہام کے لبوں پر زخمی مسکان ابھری تھی۔۔

"ڈرو نہیں تمہیں کچھ نہیں ہو گا۔۔۔"

الہام نے مسکرا کر اسے تسلی دی تھی۔۔۔اور پلٹ کر عائمہ بیگم کی جانب دیکھا تھا۔۔

عائمہ بیگم کے ساتھ وہاں ارشاد صاحب، صائم اور تینطذ چار آدمی اور بھی تھے۔۔

الہام انہیں نہیں جانتی تھی۔۔

"میں آگئی ہوں اب ہانیہ کو باحفاظت گھر پہنچائیں۔۔۔میں تم لوگوں کی ساری شرطیں ماننے کو تیار ہوں۔۔۔"

الہام ہانیہ کے آگے ڈھال بن کر کھڑی ہوتی ان سے مخاطب ہوئی تھی۔۔

ہانیہ نے حیرت و بے یقینی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

"اتنی بھی کیا جلدی ہے۔۔۔ پہلے ہماری شرطیں تو سن لو۔۔ ویسے اس خاندان میں جا کر تم میں بھی بڑی اکڑ آگئی ہے۔۔۔

اپنی ہی ماں کو فراموش کر دیا تم نے۔۔۔"

وہ اس کی جانب نفرت بھری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے بولی تھیں۔۔۔

ہانیہ جو سمجھ رہی ہے کہ الہام ان کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔۔۔ اس کی بات سن کر ہانیہ نے شاکی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

وہ اسے بچانے کے لیے ان کے بلیک میل کرنے پر یہاں تک آگئی تھی۔۔

"میں نے کہا نا جو بھی شرط ہو گی میں ماننے کو تیار ہوں۔۔۔پہلے ہانیہ کو با حفاظت اس کے گھر پہنچاؤ۔۔اس کے بعد۔۔۔"

الہام دو ٹوک لہجے میں بولی تھی۔۔۔

"اگر تم دارم ہاشمی کے خلاف ایک ویڈیو بیان بنوانے کے لیے تیار ہو۔۔۔جو سوشل میڈیا پر اس کے نام اور خاندان کی دھجیاں اڑا دی گی۔۔۔اور دوسرا اس سے طلاق لینے اور اس کے خاندان کی ساری جائیداد اپنے نام کروانے کو تیار ہو۔۔۔

تو ہم اسے چھوڑ دیں گے۔۔۔مگر یہ سب تمہیں اس لڑکی کے یہاں رہتے ہی کرنا پڑے گا۔۔۔"

عائمہ بیگم اس سے ڈبل ایک کھیلنا چاہ رہی تھیں۔۔ وہ اس سے اپنی شرطیں بھی منوانا چاہتی تھیں اور ہانیہ کو بھی یہاں سے جانے نہیں دینا چاہتی تھیں۔۔۔

ان کی بات سن کر ہانیہ ششدر رہ گئی تھی۔۔۔ کون یقین کر سکتا تھا کہ یہ سامنے کھڑی عورت اس لڑکی کی سگی ماں تھی۔۔

جو اسے اتنی غلط باتیں کہہ رہی تھیں۔۔۔

ان کی بات سن کر الہام کی پلکوں پر نمی آن ٹھہری تھی۔۔۔ وہ یہاں آتے ہوئے اچھے سے جانتی تھی کہ اسے دارم ہاشمی کے خلاف ایسے ہی استعمال کیا جائے گا۔۔

مگر وہ سب کچھ سوچ کر ہی یہاں آئی تھی۔۔

"مجھے ساری شرطیں منظور ہیں۔۔۔ مگر پہلے ہانیہ کو گھر پہنچاؤ۔۔۔"

اس نے مضبوط لہجے میں کہا تھا۔۔

صائم کی نگاہیں اس کے چہرے پر ہی جمی ہوئی تھیں۔۔ وہ پہلے سے بھی کہیں زیادہ خوبصورت ہو گئی تھی۔۔ اسے یہ لڑکی کسی بھی قیمت پر چاہیے تھی۔۔۔

مگر الہام نے ایک بار بھی اس کی جانب نہیں دیکھا تھا۔۔

"اگر تم اس کے جانے کے بعد اپنی بات سے مکر گئی پھر۔۔۔"

عائمہ بیگم کو اپنی بیٹی کی تیور بالکل بھی ٹھیک نہیں لگے تھے۔۔

"اگر اسے گھر میں پہنچایا گیا تو میں نہیں مانوں گی۔۔۔ یہاں تک اکیلے۔۔۔ کسی کو بتائے بغیر چل کر آگئی ہوں۔۔ اتنا تو بھروسہ اب آپ لوگ بھی کر سکتے ہیں۔۔"

الہام کی بات عائمہ بیگم نے ارشاد صاحب کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ جو اثبات میں سر ہلا گئے تھے۔۔۔

"بھابی آپ۔۔۔ آپ کی جان کو بھی خطرہ ہو سکتا ہے۔۔۔"

وہ ہانیہ سے ملنے کے لیے پلٹی تھی۔۔جب اس کے گلے لگتے ہانیہ نے روہانسے لہجے میں کہا تھا۔۔

"تمہاری جان مجھ سے بہت زیادہ قیمتی ہے۔۔۔ہاشمی ولا میں تمہاری فکر میں اس وقت صفحہ ماتم بچھا ہوا ہے۔۔۔بہت خوش قسمت ہو تم۔۔۔

اتنے پیار کرنے والے ہیں تمہارے پاس۔۔ان سب کی دعائیں تمہارے ساتھ ہیں۔۔ تمہیں کچھ ہو ہی نہیں سکتا۔۔اور میرے ہونے نہ ہونے سے اس گھر میں کسی کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔"

یہ بات کہتے الہام کی آنکھوں سے آنسو پھسل گئے تھے۔۔

"اپنے بھائی کو میرا ایک آخری پیغام دو گی۔۔"

وہ پوچھ رہی تھی۔۔۔اور اس کی باتیں سنتے ہانیہ کا دل اذیت سے بھر گیا تھا۔۔۔

"انہیں کہنا میں اتنی بری نہیں تھی جتنا وہ مجھے سمجھتے ہیں۔۔ہاں میں ان کے معیار کی نہیں تھی۔۔انہوں نے ٹھیک کہا تھا۔۔۔مجھ جیسی لڑکی ان کی بیوی بننے کے لائق نہیں ہے۔۔

اب تم اپنے بھائی کے لیے کوئی بہت نیک سیرت اور باکردار سی بہترین لڑکی ڈھونڈنا۔۔۔جس سے وہ نفرت نہیں۔۔۔محبت کریں۔۔قسم سے بہت مشکل تھا ان کی نفرت برداشت کرنا۔۔

انہوں نے میری عزت بچائی تھی۔۔۔ مجھ پر قرض تھا ان کا۔۔۔ آج تمہیں بچا کر ان کا قرض ادا کر دیا ہے میں نے۔۔۔ اب ہمارے بیچ کوئی حساب نہیں بچتا۔۔۔

اور ہاں ان سے کہنا میں ان سے محبت نہیں کرتی۔۔۔ نفرت کرتی ہوں۔"

وہ ہانیہ کے ساتھ لگے بہت آہستہ آواز میں اس ستمگر کو اپنا آخری پیغام دے گئی تھی۔۔

"ایک بار پھر سوچ لو الہام۔۔۔ اگر تم نے ہمیں دھوکا دینے کی کوشش کی تو یاد رکھنا بہت برا حال کریں گے تمہارا۔۔۔

اس لڑکی کو ہاتھ نہیں لگایا تو اس کی وجہ دارم ہاشمی تھا۔ مگر تم۔۔۔

تمہارے ساتھ رحم نہیں کیا جائے گا۔۔۔ بہت اچھے سے جانتی

ہوں کیا اوقات ہے تمہاری اس گھر میں۔۔

پچھلے ایک ہفتے سے یہی جاسوسی کرتی پھر رہی تھی۔۔۔"

عائمہ بیگم نے اسے وارن کیا تھا۔۔ اس عورت کو دیکھ کر کہیں سے

نہیں لگ رہا تھا کہ وہ اس کی ماں تھی۔۔۔

ہانیہ کو وہاں سے لے گئے تھے۔۔

اس کو صحیح سلامت واپس لوٹتے دیکھ وہ پر سکون ہوئی تھی۔۔۔

دارم ہاشمی کا قرض اتار دیا تھا اس نے۔۔۔

اس شخص نے اسے بچایا تھا۔۔ اور آج وہ اس کی بہن کو بچا گئی تھی۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

ہانیہ گھر کے اندر داخل ہوئی تھی۔۔ دارم ہاشمی تیزی سے نکل رہا تھا۔۔

اس کی ٹیم نے لوکیشن کا ہتا لگا لیا تھا۔۔۔

"ہانیہ۔۔۔۔"

سب سے پہلے دارم کی نظر پڑی تھی ہانیہ پر۔۔

اس کے نام کی پکار پر باقی سب بھی متوجہ ہوئے تھے۔۔اور ہانیہ کو

دیکھ ان سب کے چہروں پر جیسے زندگی کی چمک دوڑ گئی تھی۔۔

ہانیہ سیدھی دارم کے گلے لگتی زور زور سے رونے لگی تھی۔۔

اس کو اس طرح سے روتے دیکھ سب گھبرا گئے تھے۔۔

"ہانیہ میری جان تم ٹھیک ہو؟؟"

دارم نے اس کو خود سے الگ کرتے اس کے آنسوؤں سے بھیگتے

چہرے کی جانب دیکھا تھا۔۔

وہ سب ہی اس کو اس بری طرح سے روتے دیکھ بری طرح سے دہل اٹھے تھے۔۔

"میں ٹھیک ہوں بھائی۔۔۔ مگر وہ۔۔۔ وہ بھابی۔۔۔۔"

ہانیہ کی ادھوری بات پر جہاں باقی سب نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

وہیں کسی انجانے خوف سے دارم ہاشمی کا دل لرز گیا تھا۔۔

"وہ شامل ہے نا اس سب میں۔۔ جانتی تھی میں۔۔۔"

ثمن بیگم نے اس کی ادھوری بات سے یہی مطلب اخذ کیا تھا۔۔

"نہیں۔۔الہام بھابھی نے خود کو ان کے حوالے کر کے میری جان بچا کر مجھے یہاں بھیجا ہے۔۔۔"

ہانیہ روتے ہوئے سب بتانے لگی تھی۔۔۔اور وہ سب حیرت و بے یقینی سے سن رہے تھے۔۔۔

وہ ابھی تک یہی سمجھ رہے تھے کہ الہام اپنے کمرے میں ہے۔۔ کب وہ باہر گئی تھی۔۔۔کسی کو پتا ہی نہیں چلا تھا۔۔

ہانیہ نے روتے ہوئے دارم ہاشمی کو اس کا آخری پیغام دیا تھا۔۔۔جو سن کر اس شخص کی کنپٹی کی رگیں اتنی سختی سے تن گئی تھیں۔۔

جیسے ابھی پھٹ جائیں گی۔۔۔وہاں کھڑا کر شخص اس وقت خود کو شرمندگی کی انتہا گہرائیوں میں محسوس کر رہا تھا۔۔۔

انہوں نے کیا کیا تھا اس کے ساتھ اور وہ کیا نکلی تھی۔۔۔

دارم ہاشمی کی حالت سب سے زیادہ غیر تھی۔۔۔

وہ بنا ایک لفظ بھی بولے تیزی سے نکل گیا تھا۔۔اس کی آنکھوں کی رنگت ناقابل یقین حد تک سرخ تھیں۔۔۔۔

ہانیہ کے الفاظ اس کی سماعتوں میں گونج رہے تھے اور وہ پاگل ہو رہا تھا۔۔

وہ بس جلد از جلد اس تک پہنچ جانا چاہتا تھا۔۔۔

∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆

"کیا بکواس کر رہی ہو تم۔۔۔؟؟؟ تم نے وعدہ کیا تھا ابھی

کہ تم ساری شرطیں مانو گی؟؟؟"

عائمہ اس کا ویڈیو بنانے اور باقی شرطوں سے انکار کرنے پر غصے سے

پاگل ہو گئی تھیں۔۔

"مجھ سے بھی بہت سارے وعدے کر کے توڑیں ہیں آپ نے۔۔۔

میں نے کچھ کہا۔۔۔ اب میں بھی توڑ رہی ہوں۔۔

جو سلوک کرنا چاہتی ہیں کریں میرے ساتھ۔۔۔"

الہام ان کے سامنے کھڑے ہوتے بے خوفی سے بولی تھی۔۔۔

جب اس کی بات پر عائمہ بیگم کا غصہ بھڑک اٹھا تھا۔۔

انہوں نے بہت زور سے تھپڑ اس کے منہ پر دے مارا تھا۔۔

"اپنی ماں سے ہوشیاری کرتی ہو۔۔۔ تمہیں کیا لگتا ہے میں تمہیں کبھی نہیں کہوں گی۔۔"

عائمہ بیگم نے اسے بالوں سے پکڑ لیا تھا۔۔۔ اور کھینچ کے دوسرا تھپڑ بھی اس کے منہ کے جا لگا تھا۔۔

"ماں نہیں ہیں آپ میری۔۔۔ مائیں ایسی ہر گز نہیں ہوتیں۔۔۔ مائیں اپنی بیٹیوں کا سودا نہیں کرتیں۔۔۔ چھوڑیں مجھے پرانی باتیں نہیں

کرنی۔۔۔میں آپ لوگوں کی کوئی ایک بھی شرط نہیں مانوں گی۔۔

آپ کو میرے ساتھ جو سلوک کرنا ہے۔۔کر سکتے ہیں آپ۔۔۔"

اس نے اب تک اپنی زندگی میں کوئی ایسی خوشی پائی ہی نہیں

تھی۔۔نہ کبھی زندگی کا کوئی خوشگوار لمحہ اس کے حصے میں آیا تھا۔۔

جو اس کے اندر جینے کی امنگ پیدا ہوتی۔۔وہ یہاں خود سے آئی

تھی۔۔۔

دارم ہاشمی کا قرض ادا کرنے اور خود کو زندگی کے اس بوجھ سے آزاد

کروانے۔۔۔

اس کے منہ پر عائمہ بیگم نے پے در پے میں تھپڑ مارے تھے۔۔۔

اس کے چہرے پر انگلیوں کے نشان ثبت ہوئے تھے۔۔ اور ہونٹوں سے خون بہنے لگا تھا۔۔۔

عائمہ بیگم اسے ابھی بھی وہی کمزور اور ڈرپوک الہام سمجھ رہی تھیں۔۔

اُنہیں لگا تھا کہ وہ ڈر جائے گی۔۔۔ اور ان کی بات مان جائے گی۔۔۔ مگر وہ تو الٹا باتیں ہی ایسی کر رہی تھی کہ انہیں مزید غصہ آنے لگا تھا۔۔

"یہ ایسے نہیں مانے گی۔۔۔اسے غلط فہمی ہے کہ شاید ہم سے جانے دیں گے۔۔۔اسی لیے ہماری بات نہیں مان رہی۔۔۔"

ارشاد صاحب کو اب ڈر لگنے لگا تھا۔۔۔ٹائم گزر رہا تھا اور یہ لڑکی یہاں ان کا ٹائم ضائع کر رہی تھی۔۔

ارشاد صاحب کے ہاتھ کی چھڑی تھے۔۔۔وہ آگے بڑھے تھے اور انہوں نے الہام کے ہاتھ ہر زور سے چھڑی مار دی تھی۔۔

اس کی پوری ہتھیلی خون آلود ہوئی تھی۔۔۔

مارے ادرد اور ذیت کے اس کے لبوں سے چیخیں نکل گئی تھیں۔۔۔

اس سے بھی کہیں زیادہ درد اسے سامنے کھڑی اپنی ماں کو دیکھ کر ہوا تھا۔۔

جو خاموشی سے کھڑی اس کا خون بہتے دیکھ رہی تھیں۔۔

"وہ لوگ تمہیں کبھی قبول نہیں کریں گے۔۔۔ کیوں ان کی وجہ سے اتنی تکلیف برداشت کر رہی ہو۔۔۔۔ میری بات مان لو۔۔۔ فایدے میں رہو گی۔۔۔"

عائمہ بیگم اس کے پاس آکر بیٹھتے اس کی ہتھیلی سے بہتے خون کو دیکھتے بولی تھیں۔۔

"مجھے نہیں چاہیے۔۔۔ فایدہ۔۔۔ آپ مار دیں مجھے۔۔۔"

وہ ان کی آنکھوں میں اپنی نم آلود آنکھیں گاڑھے بولی تھی۔۔۔

اور عائمہ بیگم اس لمحے کچھ نہیں بول پائی تھیں۔۔

ان کی نظریں اس پر ٹھہر گئی تھیں۔۔ یہ ان کی سگی اولاد تھی۔۔

جسے بچپن سے وہ اپنے مطلب کے لیے استعمال کرتی آئی تھیں۔۔۔

اور اس وقت وہ اس مقام کو پہنچ گئی تھی کہ صرف مرنے کی خواہش کر رہی تھی۔۔

"عائمہ تمہاری یہ بیٹی پھر سے ہماری تباہی کا سبب بنے گی۔۔۔

میرے خیال میں اسے جان سے مارے دیتے ہیں اور یہاں سے

بھاگ جاتے ہیں۔۔۔"

ارشاد صاحب کی بات پر عائمہ بیگم کے چہرے کی رنگت بالکل زرد

ہوئی تھی۔۔

"نن نہیں۔۔۔ جان سے مارنے کی بات نہیں ہوئی تھی۔۔ بیتی ہے

میری۔۔۔ میں جان سے نہیں مارنے دوں گی۔۔"

وہ خفگی سے بولی تھیں۔۔

اور آگے ہو کر اس کی ہتھیلی پر اپنا دوپٹہ باندھنے لگی تھیں۔۔۔

مگر تکلیف سے بے حال ہونے کے باوجود الہام نے ان کا ہاتھ جھٹک دیا تھا۔۔

"تم پاگل ہوگئی ہو۔۔۔ یہ اگر تمہاری بیٹی ہوتی تو تمہاری بات مانتی۔۔۔ تمہارے دشمنوں کا ساتھ نہیں دیتی۔۔۔ ہمیں اب یہاں سے نکلنا ہوگا۔۔ اگر وہ لوگ یہاں پہنچ گئے تو ہم سب مارے جائیں گے۔۔"

ارشاد صاحب نے عائمہ بیگم کو غصے سے دیکھتے کہا تھا۔۔۔

"ڈیڈ مارنا کیوں ہے۔۔۔ اسے اپنے ساتھ لیے جاتے ہیں۔۔ دونوں باپ بیٹا انجوائے کریں گے۔۔"

صائم نے غلاظت بکی تھی۔۔ الہام کی نگاہیں اپنی ماں کر تھیں۔۔

"بکواس بند کرو۔۔۔ خبر دار جو اسے کسی نے ہاتھ بھی لگایا تھا۔۔۔"

عائمہ بیگم کو اچانک نجانے کیا ہوا تھا کہ وہ رستے میں آ گئی تھیں۔۔۔۔ الہام ان کے پیچھے چھپ گئی تھی۔۔

"بکواس تم کر کے وقت ضائع کر رہی ہو۔۔۔ تمہاری بیٹی نے ہمارا سارا پلان چوپٹ کر دیا ہے۔۔۔ اس کو ساتھ لے جانا بھی مصیبت بن جائے گا۔۔

اس کا علاج یہی ہے کہ اسے یہی مار کر پھینک دیا جائے۔۔"

ارشاد صاحب کی بات پر عائمہ بیگم نے گھبرا کر الہام کی جانب دیکھا تھا۔۔جو سامنے کھڑی مسکرا رہی تھی۔۔۔

اس کی ہاتھ میں ہوتے درد سے جان نکل رہی تھی۔۔

جب اسی لمحے ایک آدمی بھاگتا ہوا اندر آیا تھا۔۔

"باہر گاڑیاں دیکھی گئی ہیں۔۔جلدی سے یہاں سے نکلنا ہو گا۔۔ ورنہ پکڑے جائیں گے۔۔"

اس آدمی کی بات پر ارشاد صاحب کی نظر سیدھی الہام کی جانب اٹھی تھی۔۔۔

اس سے پہلے کی عائمہ بیگم انہیں روکنے کے لیے آگے بڑھتیں۔۔۔

انہوں نے ایک ساتھ تین فائر الہام کے اوپر کر دیئے تھے۔۔

عائمہ بیگم کی چیخیں چاروں جانب گونج اٹھی تھیں۔۔

"یہ لڑکی ہمارے لیے کبھی فایدہ مند نہیں رہی۔۔اس کا مرنا ہی بنتا تھا۔۔"

الہام اوندھے منہ زمین پر گری تھی۔۔وہ لوگ عائمہ بیگم کا ہاتھ پکڑتے انہیں کھینچتے ہوئے پچھلے دروازے کی جانب بڑھنے لگے تھے۔۔

جب دھماکے کے ساتھ دروازہ کھلا تھا اور اندر داخل ہونے والے شخص کو دیکھ ارشاد صاحب اور صائم الٹے قدموں بھاگے تھے۔۔

جبکہ عائمہ بیگم صدمے کی حالت میں زمین پر پڑی الہام کی جانب گئی تھیں۔۔ اس کا پورا وجود خون سے لت پت تھا۔۔

دارم کی جیسے ہی اس پر نظر پڑی۔۔۔ اس کو زمین اپنے پیروں تلے سرکتی محسوس ہوئی تھی۔۔

اس کے آدمیوں نے ارشاد صاحب اور صائم کے ساتھ ساتھ باقی لوگوں کو بھی پکڑ لیا تھا۔۔۔

عائمہ بیگم زمین پر بیٹھی الہام کا سر گود میں رکھے اپنا چہرا پیٹ رہی تھیں۔۔

انہیں یہی لگا تھا کہ وہ اسے زبانی کلامی ڈرا دھمکا کر کام کروالیں گی۔۔

بات اس حد تک آن پہنچے گی۔۔

انہوں نے نہیں سوچا تھا۔۔

دارم تیزی سے آگے بڑھا تھا۔۔۔ عائمہ بیگم سے ایک جھٹکے کے ساتھ الہام کے خون میں لت پت نازک وجود لیتے اپنی بانہوں میں بھر لیا تھا۔۔۔

"چھوڑوں گا نہیں میں تم سب کو۔۔۔"

عائمہ بیگم کی طرف دیکھتے وہ جنونی انداز میں غرایا تھا۔۔اس کی آنکھوں سے آگ نکل رہی تھی۔۔

اس لڑکی کی حالت دیکھ دارم ہاشمی کا دل پھٹنے لگا تھا۔۔۔

جب سے اس نے ہوش سنبھالا تھا۔۔ آج پہلی بار اس کی آنکھوں میں آنسو آن ٹھہرے تھے۔۔۔

الہام کے چہرے پر انگلیوں کے نشان تھے۔۔۔ نچلا ہونٹ پھٹ چکا تھا۔۔۔اس کو تین گولیاں لگی تھیں۔۔

اس کا نازک وجود خون سے لت پت تھا۔۔۔ دارم ہاشمی کو پہلی بار کسی کو کھو دینے کا اتنے شدت سے خوف محسوس ہوا تھا۔۔۔

وہ ایک سیکنڈ کی بھی دیر کیے بغیر تیزی سے اسے اٹھا کر باہر کی طرف بھاگا تھا۔۔۔

"اس سب کی اکیلی قصوروار میں نہیں ہوں۔۔۔ تم نے اور تمہارے گھر والوں نے اسے اس حالت کو پہنچایا ہے۔۔۔"

عائمہ بیگم نے روتے ہوئے اسے کہا تھا۔۔ وہ اس کے پیچھے جانا چاہتی تھیں۔۔ مگر انہیں بھی اریسٹ کر لیا گیا تھا۔۔

"میری بیٹی۔۔ مم مجھے میری بیٹی کے پاس جانا ہے۔۔۔"

عائمہ بیگم چیخ رہی تھیں۔۔ مگر کوئی ان کی نہیں سن رہا تھا۔۔۔ وہ عورت اپنی ہی اکلوتی بیٹی کو اپنی لالچ میں اس حال تک پہنچا گئی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

اس وقت آئی سی یو کے باہر گہرا سناٹا چھایا ہوا تھا۔۔۔ وہاں کھڑا کر شخص اپنے ساتھ ہی ایک جنگ لڑ رہا تھا۔۔ ہر ایک کو اس لڑکی سے کی گئی اپنی زیادتی یاد آرہی تھی۔۔۔

کچھ لمحوں کے غصے اور جذبات میں انہوں نے کیا کر دیا تھا۔۔۔ غلط فہمی کی بنیاد پر ایک معصوم دل توڑ دیا تھا۔۔۔

عبداللہ صاحب ایک جانب نڈھال سے بیٹھے تھے۔۔۔ان کی آنکھوں سے بے آواز آنسو بہہ رہے تھے۔۔عائمہ بیگم نے اگر الہام کے ساتھ برا کیا تھا تو انہوں نے بھی کچھ کمی نہیں رکھی تھی۔۔

اپنی بیٹی کا اعتبار کر کے اس کے ساتھ کھڑے ہونے کے بجائے وہ اس کے خلاف ہو گئے تھے۔۔اور ہر بات کا الزام اس پر ڈال دیا تھا۔۔

پہلے خود ہی اسے اپنے ساتھ رہنے پر مجبور کر دیا تھا۔اور پھر جب وہ وہاں رہنے پر راضی ہوئی تھی تو اسے اس کے حصے کا مقام نہیں دیا تھا۔۔۔

اس وقت وہاں کھڑے سبھی لوگوں کی آنکھیں اشکبار تھیں۔۔۔

ھانیہ نے سب کچھ بتا دیا تھا۔۔۔

حمیرا بیگم اور شہاب صاحب جنہوں نے اسے اپنی بیٹی ہی مانا تھا۔۔۔

آخری لمحوں میں تو انہوں نے بھی اس کا دل بہت بری طرح سے

توڑ دیا تھا۔۔

مگر اس پیاری اور اعلیٰ ظرف لڑکی نے کیا کیا تھا۔۔ ان کی بیٹی کو

بچانے کے لیے اپنی زندگی داؤ پر لگا دی تھی۔۔

ثمن بیگم ایک جانب خاموش کھڑی تھیں۔۔ بہت سارا زہر تو انہوں نے ہی سب کے دلوں میں بھرا تھا۔ اس لڑکی کے خلاف۔۔۔ جو بچاری خود ہی بہت بے ضرر اور مظلوم تھی۔۔

جب اب تک زیادتیاں ہی برداشت کرتی آئی تھی۔۔۔ وہ بھلا ان سے کیسے کچھ چھین سکتی تھی۔۔۔ وہ کیوں اس کے حق میں اتنی بری بن گئی تھیں۔۔۔

اس وقت ان کے دل سے بس ایک ہی دعا نکل رہی تھی کہ اس بچی کو کچھ نہ ہو۔۔۔

ورنہ وہ خود کو کبھی معاف نہیں کر پائیں گی۔۔۔ کبھی بھی نہیں۔۔۔ ان کا دل اس وقت رو رہا تھا۔۔ الہام کو آخری بار جب دیکھا تھا تو وہ کتنی تکلیف کا شکار تھی۔۔

وہاں اس وقت سبھی لوگ تکلیف میں تھے۔۔ ندامت اور شرمندگی کے عالم میں کوئی کسی سے نظر نہیں ملا پا رہا تھا۔۔ سب ہی قصور وار تھے اس کے۔۔۔

سب نے کہیں نہ کہیں کسی موڑ پر اس کے ساتھ زیادتی کی تھی۔۔

مگر اس وقت جو حالت دارم ہاشمی کے دل کی تھی۔۔ وہ کسی کی بھی نہیں تھی۔۔

اس کی آنکھیں اتنی سرخ تھیں۔۔ جیسے ابھی خون کے آنسو گرنے لگیں گے۔۔۔ اس لڑکی کے ساتھ سب سے زیادہ برا اس نے کیا تھا۔۔

وہ بالکل ٹھیک کہتی تھی۔۔۔ وہ بہت برا تھا۔۔۔ بہت زیادہ برا۔۔۔

اسے کبھی انسان ہونے کا بھی مارجن نہیں دیا تھا۔۔ اسے زبردستی ہر شے میں جبر کرنے پر مجبور کیا۔۔ اس کی اتنی توہین اور تذلیل کی۔۔۔

وہ سب کچھ یاد کرتے وہ اس سے اذیت کی آخری انتہا کو پہنچ چکا تھا۔۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ لڑکی اس کے سامنے ہو اور

وہ اس کے پیروں میں گر کر اس سے ہر غلطی کی معافی مانگ لے۔۔۔

اسے منا کر ہمیشہ کے لیے اپنے دل کے نہاں خانوں میں چھپا کر رکھ لے۔۔۔

وہ اس وقت تڑپ رہا تھا۔۔۔ اسے بس ایک موقع چاہیے تھا۔۔۔وہ اپنی ہر غلطی کا ازالہ کرنے کو تیار تھا۔۔

ڈاکٹرز اس کی حالت کو دیکھ کر بہت زیادہ تشویش کا شکار تھے۔۔۔

سب یہی کہہ رہے تھے کہ اس کا بہت زیادہ خون بہہ چکا ہے۔۔۔

اس کا سروائیو کرنا بہت مشکل ہے۔۔

اور یہ بات سن کر دارم ہاشمی کو اپنے وجود سے روح جدا ہوتی محسوس ہوئی تھی۔۔

"ڈاکٹر صاحب اسے کچھ نہیں ہونا چاہیے۔۔۔ پلیز اسے کچھ نہیں ہونا چاہیے۔۔۔"

وہ ڈاکٹر کے آگے ہاتھ جوڑ گیا تھا۔۔ سب نے تڑپ کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

دنیا جہاں کا متکبر اور مغرور دارم ہاشمی کبھی کسی کے آگے ایسے ہاتھ جوڑ کر منتیں کرے گا۔۔۔ یہ منظر ان کی زندگی کا ناقابل یقین منظر تھا۔۔

"ہم اپنی پوری کوشش کر رہے ہیں دارم صاحب۔۔۔ مگر وہ کی پیشنٹ کی جانب سے رسپانس زیرو ہے۔۔ ان کی ول پاور بہت کم ہے۔۔۔ جیسے وہ خود ہی سروائیو نہیں کرنا چاہتیں۔۔"

ڈاکٹر کے کے یہ الفاظ ان سب کے دلوں کو چیر گئے تھے۔۔۔

"دارم۔۔۔۔"

اس کی حالت دیکھ کر ولید اس کے پاس آیا تھا۔۔۔ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے اسے دلاسا دینے کی کوشش کی تھی۔۔

دارم کی یہ حالت وہ پہلی بار دیکھ رہا تھا۔۔ سب کو ہی اندازہ ہو چکا تھا کہ الہام اس کے لیے کیا تھی۔۔

ولید کی پکار پر وہ پلٹا تھا۔۔ اور اس کا ہاتھ اپنے کندھے سے جھٹک دیا تھا۔۔

اور مڑ کر انتہائی غصے اور نفرت بھری نگاہوں سے عبداللہ صاحب اور شہاب صاحب سمیت گھر کے سبھی افراد پر ڈالی تھی۔۔

"اگر اس کے ساتھ یہی سلوک کرنا تھا تو کیوں مجھے اسے یہاں لانے کو کہا تھا۔ وہ بالکل ٹھیک کہتی تھی۔۔ آپ میں سے کسی کو اس سے کوئی پیار نہیں ہے۔۔۔

سب اپنا گلٹ کم کرنا چاہتے ہیں۔۔۔ مگر مجھے لگا آپ سب کی خوشی اس کے ساتھ ہے۔۔

میں نے کیا کچھ نہیں کیا اس کے ساتھ۔۔۔اس کو زبردستی بلیک میل کر کے یہاں رہنے پر مجبور کیا۔۔۔شادی کرنے پر مجبور کیا۔۔۔

آپ۔۔۔۔چاچو آپ کی اتنی زیادتیوں کے باوجود میں نے اسے مجبور کیا کہ وہ آپ کو معاف کر دے۔۔۔آپ سب سے اچھے سے بات کرے۔۔۔

جبکہ قصوروار آپ لوگ تھے اور مظلوم وہ تھی۔۔۔اس کے باوجود اس کو آپ سب کے آگے جھکنے پر مجبور کیا۔۔

میں نے تو اس کو اذیت اور درد دینے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔۔۔ لیکن بدلے میں آپ لوگوں نے کیا کیا اس کے ساتھ۔۔۔

جب وہ اتنی غیر اہم تھی تو کیوں تڑپ رہے تھے اسے یہاں لانے کے لیے۔۔ کیوں مجبور کیا مجھے۔۔۔

وہ کہتی تھی اسے جب موقع ملے گا۔۔ وہ مجھے چھوڑ کر چلی جائے گی۔۔

اس نے تو وہی کیا۔۔۔ وہ تو اپنے الفاظ کی سچی نکلی۔۔ مگر آپ سب نے۔۔۔۔"

دارم ہاشمی اپنا ضبط کھوتا ان سب پر دھاڑ رہا تھا۔۔۔ اور اپنی کی گئی تمام زیادتیاں ان کے سامنے کہہ گیا تھا۔۔

عائمہ بیگم نے بہت زیادہ منتیں کر کے دارم سے فون پر بات کی تھی۔۔۔ اور اسے سب بتا دیا تھا۔۔

کہ کیسے انہوں نے اپنی بیٹی کو استعمال کیا تھا۔۔۔ وہ پہلے دن سے معصوم اور بہت ساری باتوں سے باخبر تھی۔۔۔

انہوں نے اس کی معصومیت کا فایدہ اٹھایا۔۔۔

یہ آخری وار تھا جو دارم ہاشمی کے دل پر کیا گیا تھا۔۔

عائمہ بیگم جیل کی سلاخوں کے پیچھے قید سسک رہی تھیں۔۔

ان کے اندر کی ممتا بھی اس وقت جاگی تھی۔۔۔جب انہیں لگا تھا کہ انہوں نے اپنی بیٹی کو ہمیشہ کے لیے کھو دیا ہے۔۔

ان لوگوں کا الہام کو مارنے کا پلان نہیں تھا۔۔ارشاد صاحب نے اسکی باتوں پر زچ ہو کر ایسا کیا تھا۔۔

الہام یہی چاہتی تھی۔۔

جیسے وہ زندگی کے بوجھ سے تنگ آچکی ہو۔۔۔

دارم ہاسپٹل سے نکل گیا تھا۔۔اس کے دل سے بس ایک ہی دعا نکل رہی تھی کہ اسے اس کی غلطیوں کی ایسی دردناک سزا نہ ملے کہ اس لڑکی کو اس سے ہمیشہ کے لیے چھین لیا جائے۔۔

جب وہ دور ہوئی تھی تو دل کو احساس ہوا تھا کہ وہ کتنی ضروری ہو گئی تھی۔۔۔

اس وقت وہ اس کے بغیر اپنی زندگی کا تصور بھی نہیں کر پا رہا تھا۔۔اسے کسی بھی قیمت پر وہ چاہیے تھی۔۔۔

وہ اسے واپس پانے کے لیے کچھ بھی کرنے کو تیار تھا۔۔وہ پاگل ہو رہا تھا۔۔اس کے دماغ کی شریانے پھٹنے کو تھیں۔۔

وہ مسجد میں داخل ہوا تھا۔۔ اور اللہ کی حضور سجدہ ریز ہوتا وہ اس رب کے آگے ٹوٹ بکھر گیا تھا۔۔ اس نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ وہ کبھی کسی کو اپنی زندگی میں اتنی شدت سے چاہے گا کہ اس کا سارا غرور اور انا ختم ہو جائے گی۔۔۔

دارم ہاشمی کو اگر اس وقت الہام دیکھ لیتی تو شاید اس کو اپنی آنکھوں پر یقین نہ رہتا۔۔

وہ مغرور شخص اس کو اپنے رب سے دوبارہ واپس مانگتا رو رہا تھا۔۔ وہ سجدے میں گر کر بری طرح سے روتے اسے واپس مانگ رہا تھا۔۔۔

اسے وہ لڑکی واپس چاہیے تھی اپنی زندگی میں۔۔۔ایک بار واپس مل جاتی۔۔۔وہ اسے اپنے سینے میں ایسے سینچ کر رکھتا کہ کبھی دوبارہ خود سے دور نہ جانے دیتا۔۔۔۔

اس کی نفرت، اس کا غصہ۔۔۔اس کی ناراضگی۔۔۔

سب سہنے کو تیار تھا وہ۔۔۔ مگر اسے بس وہ پیاری سی لڑکی اپنی زندگی میں واپس چاہیے تھی۔۔۔۔

اسے وہاں بیٹھے نجانے کتنے گھنٹے گزر گئے تھے۔۔جب اس کا موبائل فون بجا تھا۔۔

ولید کی کال دیکھ اس کے ہاتھ کانپ گئے تھے۔۔۔وہ کوئی بری خبر نہیں سننا چاہتا تھا۔۔۔

دارم ہاشمی کے ہاتھ کانپ رہے تھے آج کسی انہونی کے تصور سے۔۔۔۔

اس نے فون کان سے لگاتے آنکھیں سختی سے میچ لی تھیں۔۔

"دارم۔۔۔مبارک ہو دارم۔۔۔بھابھی کو آپریشن کامیاب رہا ہے۔۔۔ڈاکٹرز بہت پر امید ہیں۔۔وہ کہہ رہے ہیں بھابھی سروائیو کر جائیں گے۔۔"

ولید کے یہ الفاظ اس کے مردہ دل کو جیسے جینے کی دوسری وجہ دے گئے تھے۔۔۔

∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆

ایک ہفتے کے دردناک انتظار کے بعد آج الہام کو ہوش آیا تھا۔۔۔

اس ایک ہفتے میں سب آتے جاتے رہے تھے۔۔۔ مگر دارم ہاشمی اس کے دروازے کے باہر سے ہلا بھی نہیں تھا۔۔۔

اسے لگتا تھا کہ اگر وہ یہاں سے ہٹا تو وہ اسے چھوڑ کر چلی جائے گی۔۔۔

دارم ہاشمی کی اس لڑکی کے لیے شدت دیکھ کر وہاں سب بس یہی دعا کر رہے تھے کہ اس شخص کو وہ پیاری سی لڑکی واپس ملنی چاہیے تھی۔۔۔

اور آج سب کی دعائیں قبول ہوئی تھیں۔۔۔وہ ہوش میں آگئی تھی۔۔۔

ڈاکٹرز ابھی اس کا چیک اپ کر رہے تھے۔۔۔گھر کے سبھی افراد وہاں کھڑے بے تابی سے اس سے ملنے کے منتظر تھے۔۔

مگر دارم ہاشمی ایک جانب خاموش کھڑا تھا۔۔وہ بہت اچھے سے جانتا تھا کہ وہ لڑکی اس سے کا قدر خفا تھی۔۔

"ڈاکٹر صاحب کیا ہم ابھی اپنی بیٹی سے مل سکتے ہیں۔۔۔؟"

عبداللہ صاحب نے بے تابی سے پوچھا تھا۔۔۔ یہ گزرا ایک ہفتہ ان سب کو جھنجھوڑ کر رکھ گیا تھا۔۔۔

سب کو اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں کا شدت سے احساس ہو چکا تھا۔۔۔ ان میں سے کوئی بھی اللہ کی طرف سے دیئے اس دوسرے موقع کو گنوانا نہیں چاہتے تھے۔۔

"جی آپ سب مل سکتے ہیں سوائے ایک انسان کے۔۔۔"

ڈاکٹر کی بات پر سب نے حیرت سے ان کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ جو خود بھی تھوڑی الجھن کا شکار لگے تھے۔۔

ان گزرے دنوں میں انہوں نے جس انسان کو سب سے زیادہ تڑپتے دیکھا تھا۔۔

ان کی پیشنٹ اسی سے ملنے سے انکاری تھی۔۔۔

"کس سے ڈاکٹر صاحب۔۔۔؟"

ثمن بیگم نے اپنے آنسو صاف کرتے کمزور سی آواز میں پوچھا تھا۔۔۔انہیں لگا تھا شاید وہی ہو نگی۔۔۔

مگر جو نام ڈاکٹر نے کیا تھا۔۔۔وہ سب اپنی جگہ ساکت رہ گئے تھے۔۔

"دارم ہاشمی۔۔۔پیشنٹ کا کہنا ہے وہ سب سے ملنا چاہتی ہیں۔۔۔

مگر دارم ہاشمی کو اپنے سامنے نہیں دیکھنا چاہتیں۔۔ان کا کہنا ہے وہ

اپنی مدر سے بھی ملنا چاہتی ہیں۔۔"

ڈاکٹر نے اس کے ادا کیے گئے الفاظ بتا دیئے تھے۔۔جو سن کر سب

نے ہی پریشان نگاہوں سے دارم کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

جو کے اعنابی ہونٹوں پر ہلکی سی مسکان ابھری تھی۔۔۔وہ بتا نہیں

سکتا تھا کہ اس لڑکی کو دیکھنے اس سے ملنے کو وہ کتنا تڑپ رہا تھا۔۔

لیکن وہ اگر ایسے سزا دینا چاہتی تھی تو اس لڑکی کی ہر بات اب سر

آنکھوں پر تھی۔۔۔

"آپ سب لوگ جائیں اس سے ملنے۔۔ اور میرے حوالے سے کوئی اس سے کوئی بات نہیں کرے گا۔۔ یہ ہم دونوں کا پرسنل معاملہ ہے۔۔ ہم خود نبٹا لیں گے۔۔ اسے کسی بھی معاملے میں فورس نہیں کیا جائے گا۔۔۔

وہ اگر اپنی ماں سے ملنا چاہتی ہے تو عائمہ بیگم کو بھی یہاں لایا جائے گا۔۔۔

اور میری ایک بات آپ سب سن لیں۔۔۔ اگر کسی کی بھی وجہ سے اس کو زرا سی بھی تکلیف ہوئی تو پھر میں اس انسان کو نہیں چھوڑوں گا۔۔"

دارم ہاشمی اپنی بات کہہ کر وہاں سے نکل گیا تھا۔۔۔سب نے اسے جاتے خاموشی سے دیکھا تھا۔۔۔

اس نے اس لڑکی کو ایک بار کھو کر واپس پایا تھا۔۔اب وہ زرا سی غلطی ہو کوتاہی نہیں کرنے والا تھا اس کے معاملے میں۔۔

"سب کو معاف کر دیا ہے بھابھی نے۔۔۔"

وہ ہاسپٹل کے لان میں بینچ پر بیٹھا۔۔۔ سیگریٹ پر سیگریٹ پھونک رہا تھا۔۔جب ولید اس کے پاس آن بیٹھا تھا۔۔۔

اس کی بات پر دارم نے خاموشی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

"بہت بڑے ظرف کی مالک ہیں یار۔۔۔ اتنی زیادتیوں کے بعد بھی سب کو معاف کر دیا۔۔۔ یہاں تک کے اپنی ماں کو بھی۔۔۔"

ولید اسے ساری بات بتا رہا تھا۔۔۔ دارم ہاشمی سیگریٹ پر سیگریٹ پھونک رہا تھا۔۔

"تم نے تو اس معاملے میں ان پر یقین کیا تھا۔ اور ان کا ساتھ دیا تھا۔۔ پھر تم سے ناراضگی۔۔۔ مجھے لگتا ہے۔۔ وہ تم سے بہت زیادہ محبت کرتی ہیں۔۔

ہم سب ان کی زندگی میں وہ معنی نہیں رکھتے جو اہمیت تمہاری ہے۔۔۔ شاید یہی وجہ ہے کہ تمہیں معافی بھی نہیں مل رہی۔۔۔"

ولید کی بات پر دارم ہاشمی کے مغرور چہرے پر ایک پل کو مسکراہٹ ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔۔۔

"ہانیہ کی بات نہیں سنی تھی تم نے۔۔۔ آخری پیغام کیا بھجوایا تھا اس نے۔۔۔ شدید نفرت کرتی ہے مجھ سے۔۔"

دارم ہاشمی کا دل اسے ملنے کے لیے پاگل ہو رہا تھا۔۔

مگر وہ لڑکی اسے شاید سارے بدلے لینے کا ارادہ رکھتی تھی۔۔۔

"تمہیں لگتا ہے کہ وہ تم سے نفرت کرتی ہیں؟؟؟"

ولید نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

"نہیں میں جانتا ہوں وہ مجھ سے محبت کرتی ہے۔۔۔ مگر اب شاید وہ میری وجہ سے اس محبت سے بھی نفرت کرنے لگی ہے۔۔

بہت دکھ پہنچایا ہے میں نے اسے۔۔۔ بہت برا ہوں یار میں۔۔۔ کیسے مناؤں گا اسے۔۔۔"

دارم ہاشمی کی یہ بے بسی دیکھ کر ولید ہولے سے مسکرا دیا تھا۔۔۔ جو شخص زور زبردستی اور دھونس جما کر ہر انسان سے ہر بات منوا لیتا تھا۔۔

اس چھوٹی سی لڑکی نے اس کی وہ اکڑ اور غرور بالکل توڑ دیا تھا۔

اس وقت وہ پوری طرح سے اپنی بیوی کی محبت میں پاگل دیوانہ لگ رہا تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

وہ گہری نیند میں تھی۔۔۔جب اس کو عجیب سا محسوس ہوا تھا۔۔۔ اسے اپنے چہرے پر تپش سی محسوس ہوئی تھی۔۔۔

جو چہرے سے ہوتے ہوئے اس کی گردن تک آن پہنچی تھی۔۔۔

الہام کی نیند ٹوٹ چکی تھی۔۔۔اس کی سانسوں میں جو سحر انگیز مہک اتر رہی تھی۔۔۔جو شدت بھرا لمس اسے اپنے وجود پر محسوس ہو رہا تھا۔۔

وہ اسے پہچاننے میں غلطی کر ہی نہیں سکتی تھی۔۔۔اس بپھرے ظالم شیر کی آگ اگلتی قربت سہنا آسان کام نہیں تھا۔۔

اس کا دل بہت زور سے دھڑکنے لگا تھا۔۔۔اس نے آنکھیں نہیں کھولی تھیں۔۔مگر اس کے چہرے کی سرخی صاف بتا رہی تھی کہ وہ جاگ چکی تھی۔۔

وہ آنکھیں کھولنے کا ارادہ نہیں رکھتی تھی۔۔جب دارم ہاشمی نے ایسی گستاخی کی تھی کہ وہ کانپ گئی تھی۔۔

اس نے آنکھیں کھولی تھیں۔۔وہ اس کے اوپر جھکا گہری مبہوت نگاھوں سے تکے جا رہا تھا۔۔

الہام کا دل بہت زور سے دھڑ کا تھا۔۔۔وہ مغرور اور بے رحم شخص

اس وقت اس کے بے پناہ قریب تھا۔۔۔

اس کی زندگی سے بھرپور گرم سانسیں الہام کی سانسوں سے الجھ

رہی تھیں۔۔۔

"کک کیوں آئے ہیں یہاں؟؟"

الہام نے اسے اپنے اتنے قریب دیکھ کانپتی آواز میں پوچھا تھا۔۔۔
وہ کچی نیند سے جاگی تھی۔۔۔

اس وجہ سے ابھی اس کی اعصاب نارمل نہیں ہوئے تھے۔۔۔

"میں تو روز آتا ہوں۔۔۔ تمہیں آج شاید کم ڈوز دی گئی ہے۔۔۔ اسی وجہ سے تمہیں میں محسوس ہو گیا۔۔"

اس کی محبت سے لبریز، دیوانگی بھری نگاہیں الہام کے حسین چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔۔

اس کی بات سن کر الہام کے چہرے کی رنگت سرخ ہوئی تھی۔۔۔ اس نے بے یقینی سے اس کی طرف دیکھا تھا۔۔

"کیوں۔۔؟؟ جب میں آپ سے کوئی تعلق نہیں رکھنا چاہتی۔۔۔ تو کیوں آرہے ہیں آپ میرے نزدیک۔۔۔ مجھے نہیں رہنا اب آپ کے ساتھ۔۔

جائیں یہاں سے۔۔۔مجھے آپ کی صورت بھی نہیں دیکھنی۔۔۔"

الہام اس کی جانب سے نگاہیں بھی موڑ گئی تھی۔۔۔

دارم دیوانہ وار نگاہوں سے اسے تکے گیا تھا۔۔

"سب کو معاف کر دیا ہے تم نے۔۔؟مجھے معافی کیوں نہیں مل سکتی۔۔۔"

دارم نے اس کا ہاتھ تھام کر بہت نرمی سے لبوں سے لگاتے پوچھا تھا۔۔۔

اس کی بات پر الہام کی آنکھوں کے کناروں پر نمی آن ٹھہری تھی۔۔

اس نے سب کو معاف کر دیا تھا۔۔ یہاں تک کہ عائمہ بیگم کو بھی۔۔۔ کیونکہ وہ سب لوگ اس کی زندگی میں اتنی اہمیت نہیں رکھتے تھے۔۔

جتنا یہ شخص اہم تھا۔۔ وہ اسے کبھی معاف نہیں کر سکتی تھی۔۔

اس نے سب کو صاف کہہ دیا تھا کہ وہ اب ان کے ساتھ ان کے گھر میں نہیں آئے گی۔۔۔ وہ نہ اپنے باپ کے گھر رہنا چاہتی تھی۔۔۔ نہ اپنی ماں کے پاس۔۔

دارم کو تو وہ ویسے بھی معاف کرنے کو تیار نہیں تھی۔۔اس نے سوچ لیا تھا کہ اسے چاہے یتیم خانے میں رہنا پڑے وہ وہاں رہے گی۔۔

مگر ان سب لوگوں کے ساتھ نہیں۔۔۔جن کے نزدیک اس کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔۔۔

اس کی جانب سے ملی اس معاف نے تو ان کے دلوں کے بوجھ کر مزید بڑھا دیا تھا۔۔انہوں نے اس لڑکی کو وہ محبت دی ہی نہیں تھی جس کی وہ حقدار تھی۔۔

یہی وجہ تھی کہ وہ اب کسی کو بھی اپنے پاس نہیں رکھنا چاہتی تھی۔۔۔

"اگر آپ چاہتے ہیں کہ میں دوبارہ خود کو موت کے منہ میں نہ دھکیلوں تو پلیز چلے جائیں یہاں سے۔۔مجھے نہیں رہنا آپ کے ساتھ۔۔۔

نہ آپ سے کوئی تعلق رکھنا ہے۔۔۔میں شدید نفرت کرتی ہوں آپ سے۔۔"

الہام نے نفرت بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے کہا تھا۔۔

دارم خاموشی سے اسے تکے گیا تھا۔۔اس کی آنکھیں سرخی مائل تھیں۔۔۔وہ یک ٹک بے بسی کے عالم میں اسے دیکھ رہا تھا۔۔

جس طرح سے اس نے اس لڑکی کو اذیت دی تھی۔۔وہ اب وہ اسے دے کر اپنا بدلہ پورا کرنا چاہتی تھی۔۔۔

وہ گہرا ابو جھل سانس بھر کر رہ گیا تھا۔۔۔اس کی اصل آزمائش تو اب شروع ہوئی تھی۔۔۔

وہ کچھ دیر اس کے پاس اسے والہانہ نگاہوں سے تکے گیا تھا۔۔پھر اس کے پاس سے اٹھا تھا۔۔۔۔

"تم ہم سب کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی۔۔۔ میں تم پر کوئی زور زبردستی نہیں کروں گا۔۔۔ مگر تم یتیم خانے میں تو کسی قیمت پر نہیں رہو گی۔۔

ڈاکٹرز نے کہا ہے تم ایک ہفتے تک ڈسچارج کر دی جاؤ گی۔۔۔ اس کے بعد تم جہاں جانا چاہتی ہو مجھے بتاؤ۔۔۔ تمہارے وہاں رہنے کا انتظام میں کروں گا۔۔

تمہاری ہر بات مانوں گا۔۔۔ مگر تمہیں میری یہ بات ماننی پڑے گی۔۔"

وہ اس کے غصے اور بدتمیزی سے بولنے کے باوجود بہت نرمی سے بات کرتے بولا تھا۔۔

"نہیں مانی تو کیا کریں گے۔۔۔ جیسے پہلے زبرستی کرتے تھے وہی کریں گے۔۔"

الہام اس پر شدید غصے میں تھی۔۔۔ اور وہ بہت پیار سے اس سے ڈیل کر رہا تھا۔۔

"نہیں۔۔۔ اب کبھی زبردستی نہیں کروں گا۔۔۔ پیار سے مناؤں گا ہمیشہ۔۔۔"

دارم نے اس کے قریب جھک کر اس کی پیشانی چومی تھی۔۔۔ اور الہام کی دھڑکنیں پاگل ہو گئی تھیں۔۔۔

"دور تو جانا ہی ہے تمہیں مجھ سے۔۔۔ جتنا وقت یہاں ہو۔۔۔ یہاں پاس بیٹھنے کی اجازت تو دے ہی سکتی ہو تم۔۔۔"

دارم کی بات پر الہام نے گھور کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ یہ دارم ہاشمی ہی تھا۔۔۔

جو ماتھے پر بل چڑھائے بغیر اس سے بات تک نہیں کرتا تھا۔۔۔

اس نے یہاں سب ڈاکٹرز، نرسز اور سب گھر والوں سے اس کی تڑپ اور اذیت کے بارے میں سب سنا تھا۔

وہ یقین ہی نہیں کر پا رہی تھی اس بات پر کہ یہ سب کو بول رہے تھے وہ ممکن بھی تھا۔۔۔

دارم ہاشمی کو بھلا اس جیسی لڑکی سے کیسے محبت ہو سکتی تھی۔۔۔ مگر اس وقت اس شخص کے انداز دیکھ الہام کے دل کی دھڑکنیں اس کے کنٹرول میں نہیں آ رہی تھیں۔۔

وہ مغرور انسان بالکل ہی الگ طرح سے بن چکا تھا۔۔ تکبر، انا اور گھمنڈ تو کہیں بچا ہی نہیں تھا۔۔

الہام کی خاموشی پر وہ وہیں پاس کرسی رکھ ک بیٹھ گیا تھا۔۔اس کے پاس بیٹھنے پر الہام نے آنکھیں میچ لی تھیں۔۔

مگر پورا وقت اس شخص کی گرم پر تپش نگاہیں اپنے چہرے پر محسوس کرتی رہی تھی۔۔

اس کی سانسیں منتشر ہونے لگی تھیں۔۔وہ چاہے جتنا بھی انکاری ہوتی۔۔مگر یہ شخص اس کے دل میں بستا تھا۔۔

اس کو اگنور کرنا اس کے لیے بہت مشکل تھا۔۔وہ جانتی تھی اگر وہ پاس رہا تو اس کا دل اسے معاف کر دے گا۔۔اسی خاطر وہ دور جانا چاہتی تھی۔۔

وہ اس ستمگر کو معاف کرنے کو بالکل بھی تیار نہیں تھی۔۔چاہے اس میں بھی اس کے دل کو ہی اذیت ملتی۔۔۔

اس نے آنکھیں نہیں کھولی تھیں۔۔۔ وہ ایسے ہی لیٹی رہی تھی۔۔۔ جب کچھ دیر بعد ڈاکٹر اندر داخل ہوئی تھی۔۔۔

دارم ہاشمی کو دیکھتے ڈاکٹر انعم کے چہرے کے زاویے بدل گئے تھے۔۔۔ وہ پچھلے اتنے ہفتوں سے اس شخص کو یہاں دیکھ رہی تھی۔۔۔

الہام کو خبر نہیں تھی کہ اس کا شوہر اس ہسپتال کی سبھی ڈاکٹرز اور نرسز کا کرش بن چکا تھا۔۔۔

سب ہی اس کے آگے پیچھے گھومتی نظر آ رہی تھیں۔۔۔ کئی تو الہام کے سامنے بھی اس کی چارمنگ پرسنالٹی کی تعریف کر چکی تھیں۔۔

"دارم سر کیسے ہیں آپ ؟؟ بہت دنوں سے آپ سے بات کرنا چاہ رہی تھی۔۔ مگر موقع ہی نہیں مل پا رہا تھا۔۔"

انعم نے الہام کو سوئے دیکھا تھا۔۔۔ تو وہ اس کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔

دارم نے ایک بھرپور نظر الہام کے سرخ ہوتے چہرے پر ڈالی تھی۔۔۔ اس کے اعنابی لبوں کی تراش میں بڑی دلفریب مسکان ابھری تھی۔۔۔

"کیا بات کرنی تھی آپ کو۔۔۔؟؟"

اس نے ڈاکٹر کی جانب دیکھتے پوچھا تھا۔۔۔الہام کو جب محسوس ہوا کہ وہ دارم کے پاس جارہی ہے اس نے اپنی مٹھیاں سختی سے بھینچ لی تھیں۔۔

اس کی آنکھیں ابھی بھی بند تھیں۔۔

"آپ مجھے بہت اچھے لگتے ہیں۔۔کیا آپ میرے ساتھ باہر آکر بات سن سکتے ہیں۔۔مجھے کچھ کہنا ہے آپ سے۔۔۔"

ڈاکٹر انعم نے اس کی جانب دیکھتے کہا تھا۔جب اس کی بات پر الہام نے اپنی آنکھیں کھول دی تھیں۔۔

اس کا چہرا غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔۔ ڈاکٹر انعم اچھی خاصی پیاری

اور سمجھدار لڑکی تھی۔۔۔ مگر اسے دارم اتنا اچھا لگنے لگا تھا کہ اس

نے اس بات کی بھی پرواہ نہیں کی تھی کہ دارم کی بیوی وہیں پر

ہے۔۔۔

دارم نے جتنی بار بھی الہام سے ملنے کی بات کی تھی۔۔ اس نے جتنا

شور ڈال کر دارم کا نام سننے سے بھی انکار کیا تھا۔۔

ان دونوں کے تعلقات کی خبر سب کو تھی اب۔۔ اور اسی بات کا

فائدہ بھی اٹھایا جا رہا تھا۔۔

الہام کا دل جل اٹھا تھا۔۔ ایسے کیسے اس کے ہوتے ہوئے اس کے شوہر سے فلرٹ کرنے کی کوشش کر رہی تھی وہ۔۔

"ڈاکٹر صاحبہ۔۔ آپ جانتی ہیں آپ ایک شادی شدہ مرد سے کہہ رہی ہیں یہ سب۔۔۔؟"

دارم نے سرد تاثرات کے ساتھ اس کی جانب دیکھتے کہا تھا۔۔

"جی مگر۔۔۔ آپ دونوں تو۔۔۔ مطلب آپ کی مسز تو آپ سے طلاق لینے والی ہیں تو اس لیے میں نے۔۔۔"

اس کے سنگین تیور دیکھ کر وہ گڑبڑا سی گئی تھی۔۔

جبکہ اس کی بات پر الہام کی آنکھوں میں نمی آن ٹھہری تھی۔۔۔

"ایسا کچھ نہیں ہونے والا۔۔۔۔ میری زندگی میں صرف ایک ہی لڑکی کی جگہ ہے اور ہمیشہ اسی کی رہے گی۔۔۔ میری بیوی۔۔۔"

دارم کی بات پر ڈاکٹر انعم شرمندہ سی وہاں سے نکل گئی تھی۔۔۔

دارم نے الہام کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

وہ اس کی جانب سے نگاہیں پھیر گئی تھی۔۔

"غصہ آرہا ہے۔۔۔"

وہ اس کے پاس آتے بولا تھا۔۔اس کے سرخی مائل حسین چہرے کو تکتے وہ محبت پاش لہجے میں بولا تھا۔۔

"مجھے کیوں غصہ آئے گا۔۔۔اور آپ اتنے اچھے اور شریف بالکل بھی نہیں ہیں۔۔۔میرے سامنے اس نے یہ سب بات کہہ دی تو آپ کو انکار کرنا پڑا۔۔"

الہام اس کی جانب دیکھنے سے بھی گریزاں تھی۔

"شک کر رہی ہو مجھ پر۔۔؟"

دارم کو اس لڑکی کا یہ روپ دیکھ کر بہت مزا آرہا تھا۔۔وہ اچھی خاصی جیلس ہوئی تھی۔۔

اس کے پھولے نتھنوں کو تکتے دارم ہاشمی کا دل چاہا تھا اس چہرے کی سرخی کو اپنے لبوں سے چھو لے۔۔

لیکن اس وقت وہ ایسی کوئی گستاخی نہیں کر سکتا تھا۔۔

معاملات پہلے ہی بہت خراب تھے۔۔

"میں آپ کے جیسی نہیں ہوں۔۔۔ کہ بے قصور ہوتے ہوئے بھی کردار پر وار کروں۔۔۔"

الہام کی آنکھوں سے آنسو نکلے تھے وہ سب باتیں یاد کر کے جو یہ شخص اس کو کہہ چکا تھا۔۔ اور دارم تو جیسے تڑپ اٹھا تھا۔۔

"میں اپنے ہر لفظ اور ہر عمل کے لیے معافی کا طلبگار ہوں۔۔ تم جو بھی سزا دینا چاہو۔۔۔سب قبل ہے۔۔۔"

دارم نے اس کی ہتھیلی کو اپنی گرفت میں لیتے اس پر لب رکھے تھے۔۔

اس کی ہتھیلی پر کٹ لگا تھا۔۔۔ مگر زخم اب بہت حد تک مندمل ہو چکا تھا۔۔۔

"نہیں چاہئے آپ کی معافی۔۔نہ ہی آپ۔۔۔ویسے بھی میں ہوتی کون ہوں دارم ہاشمی کو سزا دینے والی۔۔۔"

وہ اس کی کوئی بھی بات سننے کو تیار نہیں تھی۔۔۔

دارم ہاشمی کا دل کسی طور سکون میں نہیں تھا۔۔ وہ اس روٹھی لڑکی کو منا لینا چاہتا تھا۔۔۔ اور وہ اس کی بات سننے کو بھی تیار نہیں تھی۔۔

"مگر مجھے تو چاہیے ہے یہ لڑکی۔۔۔ جس پر میں اپنے دل کا ہر احساس آشکار کر سکوں۔۔۔ جب دل چاہے محبت کروں، جب دل چاہے غصہ کروں اور جب دل چاہے اپنی شدتیں نچھاور کروں۔۔۔"

دارم ہاشمی کے تپش زدہ لہجے میں جو شوخی اور گھمبیر پن تھا۔۔ الہام کا دل بہت زور سے دھڑک اٹھا تھا۔۔۔

اس شخص کی شدتیں سہنا سب سے مشکل تھا۔۔ ان سب لمحوں کو یاد کرتے الہام کا چہرا تپنے لگا تھا۔۔۔

"پپ پلیز جائیں یہاں سے۔۔۔"

وہ کانپتی ہوئی آواز میں بولی تھی۔۔۔ اس شخص کے تیور بتا رہے تھے کہ وہ اسے زیادہ وقت ناراض نہیں رہنے دے گا۔۔۔

مگر وہ اسے معاف نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔ اس لیے اس نے سوچا تھا وہ بہت دور چلی جائے گی۔۔

اس شخص نے اسے بہت ہرٹ کیا تھا۔۔ اس کا غصہ کم نہیں ہو رہا تھا۔۔

دوسرا وہ یہ سمجھ رہی تھی کہ وہ بھی باقی سب کی طرف صرف اپنے گلٹ کو کم کرنے کے لیے اسے قریب کر رہا تھا۔۔

جب اس کا گلٹ کم ہو گا تو وہ پھر باقی سب جیسا سلوک کرے گا اسکے ساتھ۔۔۔اور اب وہ ایسا کرنے کا موقع کسی کو نہیں دینا چاہتی تھی۔۔

بھلا ایک انسان جو اس سے اتنی نفرت کرتا تھا۔۔اچانک سے محبت کیسے بیچ میں آسکتی تھی۔۔۔

وہ اس بات کو تو ماننے کو بھی تیار نہیں تھی۔۔

∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆

موسم صبح سے بہت خراب تھا۔۔۔

دوپہر سے برف باری ہو رہی تھی۔۔۔ اور اب رات ہونے تک باہر ہر شے برف سے ڈھکی جا چکی تھی۔۔۔

وہ سب کچھ چھوڑ کر مری آگئی تھی۔۔۔ دارم ہاشمی نے اس کی ہر بات مانی تھی۔۔۔ دور آنے دیا تھا۔۔

لیکن وہ اس کے کسی غیر جگہ پر رہنے کے حق میں نہیں تھا۔۔

اس نے مری میں ایک بہت ہی خوبصورت کاٹیج خریدہ تھا اور وہ اب اسی میں رہ رہی تھی۔۔

باہر دو گارڈ اور چوکیدار فل وقت رہتے تھے۔۔

اندر آنے کی اجازت کسی کو نہیں تھی۔۔۔ وہ اکیلی وہاں رہ رہی تھی۔۔

ایک ہفتہ دارم ہاشمی اس کے ساتھ رہا تھا۔۔۔ اور اس شخص کا جو روپ اس نے دیکھا تھا۔۔۔ دل اس روپ کا بھی دیوانہ ہونے لگا تھا۔۔

اس ستمگر کو چاہنے سے تو وہ اپنے دل کو تب بھی نہیں روک پائی تھی۔۔۔ جب وہ صرف اس پر نفرت نچھاور کرتا تھا۔۔۔

ابھی بھی دل تڑپ رہا تھا۔۔۔ اس کے ساتھ رہنے کو۔۔ مگر بہت سارے خوف تھے۔۔۔ جو اسے یہ تصور بھی نہیں کرنے دیتے تھے کہ دارم ہاشمی کے ساتھ وہ ایک مکمل محبت بھری زندگی گزار سکتی تھی۔۔

اس نے باقی سب لوگوں کو معاف کر دیا تھا۔۔۔ ثمن بیگم نے اس سے معافی مانگی تھی۔۔ وہ بہت زیادہ شرمندہ تھیں اس سے۔۔۔

الہام نے ان سب کو فراخ دلی سے معاف کر دیا تھا۔۔۔ اس نے عبداللہ صاحب کی دی ہوئی پراپرٹی بھی انہیں واپس کر دی تھی۔۔

اسے ان سے کچھ نہیں چاہیے تھا۔۔۔ وہ لوگ جب بھی اسے فون کرتے تھے۔۔۔ وہ سب سے بہت اچھے سے بات کرتی تھی۔۔۔

اس نے کسی سے پچھلی کسی بات کا کوئی گلہ نہیں کیا تھا۔۔۔ وہ سب خود ہی اپنی نظروں میں شرمندہ تھے۔۔۔ وہ شرمندگی اس وقت مزید بڑھ جاتی تھی جب الہام ان سے اچھے سے بات کرتی تھی۔۔

وہ سب جانتے تھے کہ الہام کی زندگی میں وہ اپنی جگہ خود ہی ختم کر چکے تھے۔۔ اس لڑکی کے لیے انھوں نے کچھ ایسا کیا ہی نہیں تھا کہ وہ اس کے لیے کوئی اہمیت رکھتے۔۔۔

عبداللہ صاحب سے بھی وہ بہت اچھے سے بات کرتی تھی۔۔۔ مگر اس نے خود کو ان سے بہت دور کر لیا تھا۔۔

وہ ان میں سے کسی کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی تھی۔۔۔

اس نے عائمہ بیگم کی سزا معاف کروادی تھی۔۔۔ جس بات پر دارم ہاشمی غصہ ہونے کے باوجود اسے کچھ نہیں بولا تھا۔۔

مگر اس کے ماتھے کی شکنیں اور خفگی بھرا انداز الہام نے نوٹ کیا تھا۔۔۔ اس شخص نے جس طرح سے اسے تڑپایا تھا۔۔۔

وہ ہر بات کا بدلہ لے رہی تھی۔۔۔

اس کی زندگی میں اب ایک ہی انسان تھا جس سے اسے بہت فرق پڑتا تھا۔۔ اور اس انسان کو ہی وہ سب سے زیادہ تڑپا رہی تھی۔۔۔

وہ اس کی آواز سننے کو ترس گیا تھا۔۔ الہام اس کی کال ہی پک نہیں کرتی تھی۔۔۔

اسے روز ہی ایک بہت ہی خوبصورت بکے ریسیو ہوتا تھا۔۔ جسے پہلی بار کی طرح وہ پھینک دیتی تھی۔۔

اس شخص کو وہ اچھی طرح سے ہرٹ کر رہی تھی۔۔ اور اس سے اپنی ہر اذیت کا بدلہ لے رہی تھی۔۔

اس کے گھر کے ساتھ دو اور گھر بھی تھے۔۔ پارک میں جانے پر ان سے بات ہو جاتی تھی اس کی۔۔

تو تھوڑی بوریت بھی کم ہونے لگتی تھی۔۔۔

مگر دل اب بہت زیادہ اداس رہنے لگا تھا۔۔۔ وہ چلتی ہوئی کھڑکی میں آن کھڑی ہوئی تھی۔۔۔

وہ اس وقت بلیک کلر کے بہت ہی خوبصورت لباس میں ملبوس تھی۔۔۔ جس کے اوپر سفید دھاگوں سے بہت خوبصورت کام کیا گیا تھا۔۔۔

کریم کلر کی شال کو اپنے گرد لپیٹے وہ ٹھنڈ سے بچنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔اس کے بال جوڑے میں مقید تھے۔۔

دودھیا چہرا ٹھنڈ کی وجہ سے بالکل سرخ ہو چکا تھا۔۔

اس کے گھر کے بالکل سامنے بہت ہی خوبصورت سا گھر تھا۔۔۔جو پوری طرح سے برف سے ڈھکا ہوا تھا۔۔۔

اس کی فرنٹ ونڈو الہام کی ونڈو کے سامنے تھی۔۔۔وہ جب سے آئی تھی یہ گھر بالکل بند پڑا تھا۔۔

وہ اپنے ہی دھیان میں کھڑی تھی۔۔جب سامنے والے گھر کی لائٹس آن ہوئی تھیں۔۔

الہام ایک دم سے گھبرا گئی تھی۔۔۔اسے کھڑکی کے پیچھے کسی کا عکس نظر آیا تھا۔۔

الہام کو لگا تھا شاید وہاں کوئی کھڑا اسے دیکھ رہا ہے۔۔۔وہ گھبرا گئی تھی۔۔۔اس کے چہرے پر خوف ابھرا تھا۔۔۔اور وہ وہاں سے ہٹ گئی تھی۔۔۔

"یہ کون تھا۔۔۔؟اچانک سے کون آیا ہے اس گھر میں۔۔"

وہ خود سے ہم کلامی کرتی بیڈ پر آن بیٹھی تھی۔۔۔

جب اس کا فون بجنے لگا تھا۔۔

انجان نمبر تھا۔۔۔ الہام نے کال کاٹ دی تھی۔۔

جب میسج کی بپ بجی تھی۔۔

"بہت غلط کر رہی ہو تم اب۔۔۔ ایک بار میرے ہاتھ آؤ۔۔۔ ہر

بات کا بدلہ لوں گا۔۔۔"

غصے سے میسیج کیا گیا تھا۔۔۔ الہام کا دل بہت زور سے دھڑکا تھا۔۔۔

پھر سے کال آنے لگی تھی۔۔۔ الہام نے کال کاٹ دی تھی۔۔

"کھڑکی پر تو آؤ۔۔۔ تھوڑی دیر دیکھنے کی اجازت تو دے دو۔۔۔"

اس کی بات پر الہام نے حیرت زدہ ہو کر کھڑکی کی جانب دیکھا تھا۔۔۔تو اس کا مطلب وہ تھا وہاں۔۔۔

وہ بے اختیاری کے عالم میں اٹھ کر کھڑکی جانب بڑھی تھی۔۔۔

مگر پھر قدم وہیں روک لیے تھے۔۔۔اس نے کھڑکی نہیں کھولی تھی۔۔۔نہ ہی کوئی جواب دیا تھا۔۔

"ظالم لڑکی۔۔۔تم لڑکی اتنی بے حسی اور بے رحمی کہاں سے سیکھ لی۔۔۔"

اس شخص کے ہر میسیج سے اس کی تڑپ واضح ہو رہی تھی۔۔

"دارم ہاشمی سے۔۔۔۔"

پہلی بار الہام نے جواب دیا تھا۔۔

"معاف کر دو یار اپنے دارم ہاشمی کو۔۔"

اس میسیج میں اس کی بے بسی واضح ہو رہی تھی۔۔

"کبھی نہیں کروں گی۔۔۔"

وہ خفگی سے بولی تھی۔۔

"میں قسم سے مر رہا ہوں تمہارے بغیر۔۔۔۔ تین مہینے ہو چکے ہیں۔۔۔اب تو بس کر دو۔۔۔"

وہ منتیں کر رہا تھا۔۔ اور الہام کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ یہ وہی دارم ہاشمی تھا۔۔

جو ایک ہی بار میں اپنی بات منوا لینے کی طاقت رکھتا تھا۔۔ مگر وہ اب وہ طاقت اس پر نہیں آزمانا چاہتا تھا۔۔۔

"میں ساری زندگی معاف نہیں کروں گی آپ کو۔۔ اپنے لیے کوئی اچھی سی لڑکی ڈھونڈ لیں۔۔۔ آپ سے تو کسی کو بھی محبت ہو جائے گی۔۔۔"

الہام نے کانپتی انگلیوں سے یہ میسیج لگا تھا۔۔ اس تصور سے ہی آنکھیں نم ہونے لگی تھیں۔۔۔

"تمہارا آخری فیصلہ ہے یہ۔۔۔؟"

وہ پوچھ رہا تھا۔۔۔

"ہاں۔۔۔"

دل پر پتھر رکھ کر جواب دیا تھا۔۔

"تم مجھے اجازت دے رہی ہو کسی بھی اچھی اور پیاری لڑکی کو ڈھونڈ کر میں اسے اپنا سکتا ہوں۔۔۔"

اس نے پھر سے پوچھتے اسی کے الفاظ دوہرائے تھے۔۔

"ہاں۔۔۔"

الہام کو اندازہ نہیں تھا کہ وہ اتنے آرام سے اس کی بات مان جائے گا۔۔۔

اس کے بعد کوئی جواب نہیں آیا تھا۔۔

اور الہام کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہنے لگے تھے۔۔

اس نے موبائل رکھا تھا اور کمرے کی لائٹ آف کر دی تھی۔۔

چہرا تکیوں میں چھپاتے وہ بیڈ پر نیم دراز رو دی تھی۔۔۔

"بس اتنی ہی برداشت تھی تمہارے اندر دارم ہاشمی۔۔میں جانتی تھی تم مجھ سے محبت نہیں کرتے۔۔۔"

وہ اس سے بہت زیادہ خفا تھی۔۔

اچانک کسی خیال کے تحت وہ اپنی جگہ سے اٹھی تھی اور بنا لائٹ آن کیے کھڑکی کھول کر بالکنی میں آئی تھی۔۔

سامنے والے گھر کی ساری لائٹس آف تھیں۔۔۔ الہام کے آنسو مزید تیزی سے بہنے لگے تھے۔۔۔

کیا وہ چلا گیا تھا۔۔۔؟؟

اس نے اذیت بھرے انداز میں سوچا تھا۔۔۔

"آئی ہیٹ یو دارم ہاشمی۔۔۔ آئی رئیلی ہیٹ یو۔۔۔ جائیں جس کے پاس مرضی جانا ہے۔۔۔ میں جانتی تھی کوئی محبت نہیں ہے آپ کو مجھ سے۔۔۔"

وہ روتے ہوئے کہتے پلٹی تھی۔۔۔۔ جب اپنے بالکل پیچھے کھڑے شخص سے بری طرح سے ٹکرا گئی تھی۔۔

اس کا دل خوف سے کانپ گیا تھا۔۔۔

"آپ۔۔۔"

اس کو دیکھتے وہ ہکلا گئی تھی۔۔ وہ یہاں کب اور کیسے آیا تھا۔۔۔

وہ سینے پر بازو باندھے گہری تپش زدہ نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

جبکہ الہام کو ابھی تک یقین نہیں آیا تھا۔۔ وہ اس کی جانب بڑھا تھا۔۔۔

"کک کیوں آئے ہیں یہاں۔۔۔؟؟ جائیں یہاں سے۔۔۔"

وہ اپنے لہجے کو سرد بناتے بولی تھی۔۔ مگر اس کی آواز لرز گئی تھی۔۔۔

اس شخص کو اتنے وقت بعد اپنے سامنے دیکھ دل چاہا تھا کہ وہ سب کچھ بھلا کر اس کے چوڑے مضبوط سینے میں سما جائے۔۔۔

کبھی دور نہ جانے دے اسے۔۔

"رو کیوں رہی ہو۔۔۔؟؟"

اس کی بھاری گھمبیر آواز الہام کی سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔۔

"آپ کو کیا ہے؟ جائیں جس کے پاس جانا چاہتے تھے۔۔"

وہ خفگی سے بولتی وہاں سے جانے لگی تھی۔۔۔جب دارم نے اس کی کلائی پکڑ کر اسے اپنی جانب کھینچ لیا تھا۔۔۔

دارم ہاشمی نے اس کی کلائی اتنی مضبوطی سے تھام رکھی تھی کہ الہام کو اپنی نبض کی دھڑکنیں اس کی انگلیوں کے لمس کے نیچے مچلتیں محسوس ہو رہی تھیں۔۔۔

وہ ایک دم سے لرز کر رہ گئی تھی۔۔۔

اس شخص کی موجودگی۔۔۔اس کے وجود کی جانی پہچانی تپش اور اس کی متلاشی نگاہیں الہام کے دل کے اندر سوئے ہوئے سارے طوفانوں میں تغیانی برپا کر گئی تھی۔۔۔

"آ۔۔آپ۔۔۔؟"

اس کی آواز لرز گئی تھی۔۔۔

وہ چاہ کر بھی اپنے لہجے میں وہ سختی اور سردی نہ لا سکی جو وہ اتنے مہینوں سے اپنے اندر جمع کر رہی تھی۔۔۔"آپ یہاں کب آئے۔۔؟اور۔۔۔اور کیسے اندر آ گئے؟"

دارم نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔۔۔

وہ اپنے مضبوط اور چوڑے سینے پر بازو باندھے، ہلکی سی جھکائی ہوئی گردن کے ساتھ اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

اس کی سیاہ آنکھوں میں اتنی گہری تپش اور طلب تھی کہ الہام کو لگا اگر وہ مزید دو پل اس کی آنکھوں میں دیکھتی رہی تو موم کی طرح پگھل کر اسی کے قدموں میں جا گرے گی۔۔۔

"آپ کو اجازت کس نے دی اندر آنے کی؟"

الہام نے اپنی پوری قوت مجتمع کی۔۔اپنے چہرے پر مصنوعی بے نیازی لائی اور اپنی کلائی اس کی گرفت سے چھڑانے کے لیے بھرپور جان لگائی تھی۔۔۔

"جائیں یہاں سے۔۔۔جس کے پاس جانا چاہتے تھے۔۔۔اسی کے پاس چلے جائیں۔۔۔مجھے نہیں چاہیے آپ۔۔۔جائیں۔۔۔"

دارم کی گرفت ڈھیلی ہونے کے بجائے اور مضبوط ہوگئی تھی۔۔۔

اس نے ایک جھٹکے سے الہام کو اپنے اور قریب کرلیا تھا۔۔۔

اتنے قریب کہ ان کے درمیان کا فاصلہ اب صرف چند انچ کا رہ گیا

تھا تھا۔۔۔

الہام کی نتھنوں سے دارم کے کلون کی دلفریب اور سحر انگیز مہک

ٹکرائی تھی۔۔۔

جس نے الہام کے تمام حواس پر اس ستمگر کا سحر طاری کرنا شروع کر

دیا تھا۔۔۔

"روکیوں رہی ہو۔۔۔؟"

دارم کی بھاری، گھمبیر اور جذبات سے بوجھل آواز بالکنی کے سناٹے

میں گونجی تھی۔۔۔۔

وہ آواز کتنی بے بس تھی۔۔۔اس میں کتنا تڑپتا ہوا احساس تھا۔۔۔

الہام کا دل لمحے بھر کے لیے دھڑکنا بھول گیا تھا۔۔

لیکن پھر ماضی کا درد، وہ راتیں جب وہ اکیلی تڑپتی رہی تھی، وہ وقت جب اس شخص کی نفرت اس کی روح پر تازیانے برساتی تھی۔۔۔

سب کچھ ایک دم سے یاد آگیا تھا۔۔۔

"آپ کو اس سے کیا؟؟؟"

الہام نے نظریں چرا کر خفگی سے کہا تھا۔۔

اس کے لال ہوتے چہرے اور نم آنکھوں نے اس کا سارا جھوٹ فاش کر دیا تھا۔۔

"میں روؤں یا مروں۔۔۔ آپ کو کیا فرق پڑتا ہے؟ جائیں یہاں سے۔۔۔ میں نے آپ سے کہا تھا کہ کسی بھی اچھی اور اپنے معیار کی عزت دار لڑکی کو ڈھونڈ کر اسے اپنا لیں۔۔۔

آپ تو آرام سے مان گئے تھے۔۔۔ پھر یہاں کیا کرنے آئے ہیں؟"

وہ اپنے چہرے کو دوسری طرف موڑ کر وہاں سے نکلنے ہی والی تھی۔۔۔ لیکن دارم ہاشمی اس بار اسے جانے دینے کے موڈ میں بالکل نہیں تھا۔۔۔۔

اس سے پہلے کہ الہام ایک قدم بھی آگے بڑھاتی۔۔۔ دارم کے

دونوں مضبوط ہاتھوں نے اس کی نازک کمر کو اپنی گرفت میں لیا اور

اگلے ہی سیکنڈ میں اسے زمین سے اوپر اٹھالیا تھا۔۔۔

وہ اس کے مضبوط بازوؤں میں قید ہو چکی تھی۔۔۔

"آہ۔۔۔ دارم۔۔۔ یہ کیا کر رہے ہیں؟ چھوڑیں مجھے۔۔"

الہام کے منہ سے مارے گھبراہٹ کے چیخ نکلی تھی۔۔۔

اس نے بے اختیاری میں گرنے کے ڈر سے اپنے دونوں ہاتھ دارم

کے چوڑے شانوں پر رکھ دیے اور پھر جیسے اسے اپنے لمس کا

احساس ہوا۔۔۔

اس نے فوراً اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں بھینچ کر اسے پرے دھکیلنے کی کوشش کی تھی۔۔۔

"چھوڑیں مجھے۔۔۔ آپ کو ذرا برابر بھی اندازہ ہے آپ کیا کر رہے ہیں؟ میں نے اجازت نہیں دی آپ کو میرے پاس آنے کی۔۔۔"

دارم نے اس کی کسی بات کا جواب نہیں دیا تھا۔۔

اس کے چہرے پر ایک عجیب سی، سحر انگیز بے نیازی تھی۔۔۔

مگر آنکھوں میں جنون کی حد تک چاہت کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔۔۔ وہ خاموشی سے بالکنی کا دروازہ پار کرتا ہوا اندر کمرے میں آ گیا تھا۔۔۔

اس کے قدم اتنے متوازن اور مضبوط تھے جیسے وہ اپنی سب سے قیمتی اور نایاب ملکیت کو اپنی آغوش میں لیے جا رہا ہو۔۔۔

"دارم ہاشمی۔۔۔ میں بول رہی ہوں نا۔۔۔نیچے اتاریں مجھے۔۔۔"

الہام کی سانسیں پھول رہی تھیں۔۔۔

اس کا سرخ و سفید چہرہ ٹھنڈ کے باوجود پسینے کی باریک بوندوں سے بھیگنے لگا تھا۔۔۔

اس شخص کا یوں اچانک سامنے آجانا، اس کی سرکش آغوش، اور اس کا انداز۔۔۔ الہام کو اپنی خود ساختہ نفرت کے قلعے گرتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔۔۔

"مجھے کہیں جانے کے قابل چھوڑا ہے جو میں جا پاؤں گا؟"

دارم کی گھمبیر آواز اس کے کان کے بالکل قریب ابھری تھی۔۔۔

اس کی گرم سانسیں الہام کی حساس گردن سے ٹکرائیں تو الہام کے پورے وجود میں اک سنسنی سی دوڑ گئی تھی۔۔۔

دارم نے اسے نیچے زمین پر نہیں اتارا، بلکہ خود بالکنی کے پاس رکھے سنگل صوفے پر بیٹھ گیا اور الہام کو اپنی گود میں اپنے سینے سے لگا کر بٹھا لیا تھا۔۔

اس کی آغوش اتنی سخت اور شدت بھری تھی کہ الہام کے لیے ہلنا بھی محال ہو گیا تھا۔۔۔

الہام نے تڑپ کر اس کے سینے پر ہاتھ رکھے اور اسے پیچھے دھکیلنا چاہا تھا۔۔۔

"آپ زبردستی کر رہے ہیں۔۔میں نے نہ تو آپ کو معاف کیا ہے اور نہ ہی میں آپ کے ساتھ کوئی تعلق رکھنا چاہتی ہوں۔۔۔دور رہیں مجھ سے۔۔۔"

دارم نے اس کے دونوں نازک ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں قید کر لیا اور اس کی کلائیوں کو صوفے کی پشت کے ساتھ لگا دیا تھا۔۔۔اس کا دوسرا ہاتھ الہام کی کمر کے گرد لپٹا ہوا تھا۔۔۔

جو اسے مزید اپنے قریب کھینچ رہا تھا۔۔۔

دارم نے اپنا چہرہ اس کے چہرے کے اتنے قریب کیا کہ الہام کو اس کی سانسوں کی گرمائش اپنے چہرے پر محسوس ہونے لگی تھی۔۔۔

اس نے اپنے دوسرے ہاتھ سے الہام کی گردن کے پاس کھسکتی شال کو تھوڑا پیچھے کیا اور الہام کی ٹھوڑی کو اپنی انگلیوں کی گرفت میں لے کر اس کا رخ اپنی طرف کیا تھا۔۔

"معافی مانگنے کا موقع دو گی تو ہی تو کچھ کر پاؤں گا نا؟؟؟"

دارم کے لہجے میں ایسی التجا اور بے بسی تھی جو الہام نے اپنی پوری زندگی میں اس مغرور شخص کی آواز میں نہیں سنی تھی۔۔۔

اس کی آنکھیں الہام کے سرخ ہوتے چہرے، اس کے لرزتے ہوئے رخساروں اور اس کی نم آنکھوں پر بھٹک رہی تھیں۔۔۔

"مجھ سے اتنے دور کر لیا ہے تم نے خود کو۔۔۔ معلوم بھی ہے کس کرب سے گزرا ہوں میں ان تین مہینوں میں؟"

دارم نے اپنا چہرہ اس کے گال کے پاس جھکایا۔۔۔ اس کے ہونٹ الہام کی سرخ ہوتی رنگت کو چھو رہے تھے۔۔۔

"بہت تڑپا رہی ہو الہام۔۔۔ بہت زیادہ۔۔۔ مگر یاد رکھنا، یہ کھیل تم جتنا لمبا کرو گی۔۔۔ بعد میں مشکل تمہارے لیے ہی ہونی ہے۔۔۔"

اس شخص کی بھاری بوجھل سرگوشی الہام کے پورے وجود میں ہلچل پیدا کر گئی تھی۔۔۔

"کک۔۔۔ کس بات کی مشکل؟"

الہام نے ہکلا کر پوچھا تھا۔۔ اس کے دل کی دھڑکنیں اتنی تیز تھیں کہ وہ خود اپنے کانوں میں ان کی آواز سن سکتی تھی۔۔۔

"میری شدتوں کو نہیں سہہ پاؤ گی۔۔۔"

دارم کے ہونٹ الہام کی شہہ رگ کو چھوتے ایک گہرا اور شدت بھرا لمس وہاں چھوڑ گئے تھے۔۔۔

الہام کے اندر ایک لہر اٹھی تھی۔۔۔اس کا چہرا شرم وحیا سے سرخ ہوا تھا۔۔۔

اس نے اپنی آنکھیں بھینچ لیں اور اس کے سینے پر گرفت سخت کر دی تھی۔۔۔۔

"اس لیے بہتری اسی میں ہے کہ ابھی راضی ہو جاؤ۔۔۔اپنی اس ضدی، ظالم بیوی کو منانے کے لیے میرے پاس اب مزید صبر نہیں بچا۔۔۔"

دارم کی نظریں اب الہام کے گلابی، تھرتھراتے ہوئے لبوں پر جم گئی تھیں۔۔۔۔

ان لبوں کی دلکشی اور معصومیت اسے ہر لمحے بہکا رہی تھی۔۔۔

اتنے مہینوں کی دوری، وہ روزانہ بھیجا جانے والا گلاب کا بکے جسے وہ بے دردی سے پھینک دیتی تھی۔۔۔ وہ روز کی تڑپ۔۔۔ سب کچھ مل کر دارم کے اندر ایک جنون برپا کر رہا تھا۔۔۔

وہ ہلکا سا اور جھکا، اس کی سانسیں الہام کی سانسوں میں الجھنے لگی تھیں۔۔۔

الہام کو اندازہ ہو گیا کہ وہ کیا کرنے والا ہے۔۔۔ اس کا دل شدت سے دھڑکا تھا۔۔۔

اس کے اندر دل کے ایک حصے میں وہی تڑپ اور محبت کا سمندر تھا جو اسے دارم کے سپرد ہو جانے پر اکسا رہا تھا۔۔۔ لیکن دوسری طرف اس کی انا، اس کا ماضی کا زخم اور وہ درد تھا جو دارم کے ہاتھوں اسے ملا تھا۔۔۔

"نہیں۔۔"

عین اس وقت جب دارم اپنے لب اس کے دلکش لبوں کی گرفت میں لینے چاہے تھے۔۔۔

الہام نے اپنی پوری طاقت سمیٹی۔۔۔اس نے ایک جھٹکے سے اپنے ہاتھ چھڑائے اور دارم کے سینے پر پورا زور لگا کر اسے پیچھے دھکیلا تھا۔۔۔

دارم جو اس وقت مکمل طور پر جذبات کے رو میں بہہ رہا تھا۔۔

اس گستاخ مزاحمت پر تھوڑا پیچھے ہوا اور الہام اسی لمحے کو فائدہ اٹھاتے اس کے حصار کو توڑتی ہوئی صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔۔۔

وہ بری طرح سے کانپ رہی تھی۔۔۔دل کی دھڑکنیں پاگل ہو چکی تھیں۔۔۔۔

وہ صوفے سے چند قدم دور جا کر کھڑی ہو گئی تھی۔۔۔اس کا چہرہ غصے، گھبراہٹ اور بے پناہ جذبات کی وجہ سے خطرناک حد تک سرخ ہو چکا تھا۔۔۔

اس کے بال جوڑے سے نکل کر اس کے شانے پر بکھر گئے تھے اور کریم کلر کی شال اس کے کندھوں سے ڈھلک کر زمین پر گر چکی تھی۔۔۔

جس سے اس کا سیاہ لباس، جس پر سفید دھاگے کا نفیس کام تھا۔۔۔اس کے نازک سراپے کو اور بھی نمایاں کر رہا تھا۔۔۔۔

وہ خوف اور خفگی کی ملی جلی کیفیت میں کانپ رہی تھی۔۔۔اس کا پورا وجود لرز رہا تھا۔۔۔

دارم صوفے پر بیٹھا، اپنی سرخ ہوتی آنکھوں سے اسے دیکھتا رہا تھا۔۔۔

اس کا دل جذبات کے شدید طوفان سے بوجھل تھا۔۔۔

یہ لڑکی۔۔۔یہ چھوٹی سی، نازک سی لڑکی اس کے ساتھ بار بار یہی کرتی تھی۔۔۔۔

وہ اسے اپنی چاہت کے منتہا پر لے جا کر یکا یک دور پھینک دیتی تھی۔۔۔ دارم نے ایک گہرا سانس لیا۔۔۔ اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا اور اپنی تپتی ہوئی آنکھوں سے اسے گھورا تھا۔۔۔

وہ اپنے ساتھ ہوئے ایک ایک ستم کا بہت اچھے سے بدلہ پورا کر رہی تھی۔۔۔

وہ تڑپ کر رہ جاتا تھا۔۔۔ مگر اسے کچھ کہنے لائق نہیں تھا۔۔ اس نے اس لڑکی کو کم اذیت سے دوچار نہیں کیا تھا۔۔

اس کا حق بنتا تھا ہی سب کرنے کا۔۔۔ اور وہ بہت آرام سے سب سہہ رہا تھا۔۔۔

"جائیں۔۔جائیں آپ یہاں سے۔۔۔"

الہام کی آواز میں آنسوؤں کی آمیزش شامل تھی۔۔۔

"آپ کا یہاں کوئی کام نہیں ہے۔۔۔۔میں نے کہہ دیا نا کہ مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی۔۔۔"

دارم نے اس لرزتی کانپتی دلکشی کی شاہکار پری پیکر کو گہری محبت پاش نگاہوں سے تکا تھا۔۔۔

وہ بہت اچھے سے جانتا تھا وہ بھی محبت کرتی تھی اس سے۔۔۔ مگر اس وقت غصہ اور ماضی میں برداشت کیے جانے والی اذیت ہر احساس پر حاوی تھے۔۔۔

وہ اس لڑکی کو اس طرح اذیت میں نہیں دیکھنا چاھتا تھا۔۔۔

وہ آہستہ سے صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔

"یار۔۔۔ بیس گھنٹوں کا سفر طے کر کے آیا ہوں۔۔۔"

دارم کا لہجہ یکا یک بدل گیا تھا۔۔۔ اس میں اب وہ پرانی حاکمیت نہیں تھی۔۔۔

بلکہ ایک عجیب سی معصومانہ تھکن اور شکوہ تھا۔۔۔

اس نے محبت پاش نگاہوں سے الھام کے سرخ چہرے کی طرف دیکھا تھا۔۔۔

"سخت بھوک بھی لگی ہے۔۔۔ صرف یہ سوچ کر آیا تھا کہ یہاں میری بیوی رہتی ہے۔۔۔ مجھے دیکھ کر خوش ہو گی۔۔۔ کچھ اچھا سا کھلا پلا دے گی۔۔۔۔

مگر یہاں تو میری ظالم بیوی مجھے اپنے گھر کے اندر قدم بھی نہیں رکھنے دے رہی اور سیدھا گھر سے نکال رہی ہے۔۔۔"

وہ بیچارگی اور بے بسی سے بدل رہا تھا۔ جیسے واقعی اس سے زیادہ مظلوم انسان دنیا میں کوئی نہ ہو۔۔۔

الہام نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا تھا۔۔۔

یہ وہی دارم ہاشمی تھا؟ وہ شخص جو کبھی صرف حکم دینا جانتا تھا؟

وہ مغرور اور انا پرست انسان جو اپنی بات منوانے کے لیے کسی بھی حد تک جا سکتا تھا؟

الہام نے غصے سے اس کی طرف دیکھا تھا۔۔۔

لیکن جب اس کی نظریں دارم کے چہرے پر جمیں۔۔۔ تو اس کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔

دارم کا چہرہ واقعی بہت تھکا ہوا لگ رہا تھا۔۔۔

اس کی سیاہ آنکھوں کے گرد ہلکے سے سائے تھے۔۔۔

اس کے چہرے کی تہہ میں پوشیدہ ناپید نیند اور بے آرامی صاف جھلک رہی تھی۔۔۔۔

اس کی شرٹ کا اوپر والا بٹن کھلا ہوا تھا اور اس کے چال ڈھال میں وہ پہلے والی غرور کی تمکنت کے بجائے ایک بے بسی تھی۔۔۔۔

ایک پچھتاؤا تھا۔۔۔

الہام کا دل جو اس سے جتنی بھی نفرت کا دعویٰ کرتا۔۔اس کی یہ حالت دیکھ کر موم کی طرح پگھلنے لگا تھا۔۔۔

اس نے اپنے لب کاٹے، نظریں نیچے کیں اور سخت لہجہ بنانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے بولی تھی۔۔۔

"رک جائیں۔۔۔"

الہام نے رک رک کر کہا تھا۔۔

اس کا دل اب بھی زور سے دھڑک رہا تھا۔

"میں۔۔۔ میں آپ کے لیے کھانا بناتی ہوں۔۔۔ کھانا کھا کر چلے جائیے گا۔۔۔ اس کے بعد یہاں مت رکئے گا۔۔۔"

یہ سنتے ہی دارم ہاشمی کے اعنابی، دلکش لبوں پر ایک جاندار اور دلنشین مسکراہٹ ابھری تھی۔۔۔

اس کی بے چینی بھری آنکھوں میں ایک دم سے چمک آگئی

تھی۔۔۔

سامنے کھڑی اس پیاری، نادان اور ضدی لڑکی پر اسے اتنا پیار آیا کہ

اس کا دل چاہا کہ وہ ہر لحاظ اور پابندی کو پسِ پشت ڈال کر اسے اپنی

پناہوں میں بھر لے۔۔۔

اس کے سرخ گالوں کو چومے اور اسے بتائے کہ وہ اس کے بغیر کتنا

ادھورا ہے۔۔۔

مگر وہ جانتا تھا کہ الہام ابھی تک شدید ناراض ہے۔۔۔

اس کا غصہ، اس کی انا اور اس کا زخم ابھی تازہ تھے۔۔۔ اور ان کو

بھرنے کا پہلا مرحلہ صرف اور صرف اسے پیار سے منانا تھا۔۔۔

نہ کہ اپنی حاکمیت جتانا۔۔۔۔

الہام اس کی مسکراہٹ اور نگاہوں کا تیر سہے بغیر تیزی سے مڑی

اور کچن کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔۔

کچن بہت ہی خوبصورت طرز کا بنا ہوا تھا۔۔۔

جس کی کھڑکی سے باہر مری کی برف باری کا منظر صاف نظر آتا

تھا۔

الہام نے جلدی جلدی برتن نکالنے شروع کیے اور اوون آن کیا۔

وہ چاہتی تھی کہ جلد از جلد کھانا تیار کرے تاکہ یہ شخص یہاں سے چلا جائے اور وہ اس کے سحر سے آزاد ہو سکے۔۔۔اس کے ہاتھ مسلسل کانپ رہے تھے اور وہ بار بار چیزیں ادھر ادھر رکھ رہی تھی۔۔۔

وہ پوری توجہ سے اپنے کام میں مصروف تھی کہ اسے اپنے پیچھے قدموں کی چاپ سنائی دی تھی۔۔۔

دارم کچن کے دروازے پر آکر کھڑا ہو گیا تھا۔۔۔

اس نے اپنے مضبوط بازو سینے پر باندھ رکھے تھے۔۔۔اور بڑے سکون سے کچن کے ایک کونے میں رکھی ہوئی لکڑی کی کرسی پر جا کر بیٹھ گیا تھا۔۔۔

اپنی گہری، بے باک اور سحر انگیز نگاہیں الہام کے نازک سراپے پر جمادی تھی۔۔۔

الہام کی پشت دارم کی طرف تھی۔۔۔

لیکن وہ اس کی نگاہوں کی تپش اپنے وجود پر صاف محسوس کر سکتی تھی۔۔۔

جیسے کوئی گرم شعاع اس کی پشت کو جھلسا رہی ہو۔۔۔

اس کی انگلیاں سپون پر جم گئیں اور اس کا سانس سینے میں اٹکنے لگا تھا۔۔۔

"آپ۔۔۔ آپ وہاں کیوں بیٹھے ہیں؟ جائیے نا باہر لونگ روم میں بیٹھیں۔۔۔"

الہام نے مڑے بغیر کہا۔۔۔ اس کی آواز میں ہچکچاہٹ تھی۔۔۔

"مجھے یہاں سے تمہارا کام کرنا اچھا لگ رہا ہے۔۔۔۔"

دارم نے سکون سے جواب دیا تھا۔۔۔

اس کے لہجے میں بے انتہا چاہت تھی۔۔۔

"اور ویسے بھی۔۔۔میں اپنی بیوی کو اپنے لیے اتنی محنت کرتے ہوئے دیکھنا چاہتا ہوں۔۔۔"

"میں آپ کی کوئی۔۔۔"

الہام غصے سے مڑی۔۔۔لیکن لفظ اس کے حلق میں ہی اٹک گئے تھے۔۔۔

دارم پہلے ہی کرسی سے اٹھ چکا تھا اور اب بالکل اس کے پیچھے آکر کھڑا ہو گیا تھا۔۔۔

الہام کا وجود تھرتھرا گیا تھا۔۔۔۔

اس نے وہاں سے ہٹنے کی کوشش کی تھی۔۔۔

لیکن دارم نے اپنے دونوں ہاتھ الہام کے اردگرد سلیب پر رکھ دیے تھے۔۔۔

جس سے الہام مکمل طور پر اس کے اور کچن سلیب کے درمیان قید ہو کر رہ گئی تھی۔۔۔۔

الہام کی پشت دارم کے سینے سے ہلکی سی مس ہو رہی تھی۔ دارم کے وجود کا احساس اور اس کی گرم سانسیں الہام کی گردن پر دہکتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔۔۔۔

کیونکہ اس کے بال پہلے ہی صوفے کی کشمکش میں بکھر چکے تھے۔۔۔

دارم نے اپنی ٹھوڑی الہام کے شانے پر رکھی۔ اس کا لمس اتنا گہرا اور ساحرانہ تھا کہ الہام نے بے اختیاری میں اپنی آنکھیں بند کر لی تھیں۔۔۔

"میرا سارا غرور، میری ساری اکڑ خاک میں ملا دی ہے تم نے الہام۔۔۔"

دارم کا بھاری، گھمبیر اور جذبات میں ڈوبا لہجہ الہام کے کان کی لو سے ٹکرایا تھا۔۔۔۔

اس کی سانسیں الہام کو جھلسا رہی تھیں۔۔۔۔

"پہلے والا دارم ہاشمی تو اب رہا ہی نہیں۔۔۔وہ شخص جو کسی کے سامنے نہیں جھکتا تھا۔۔ آج تمہاری ایک مسکراہٹ، تمہاری ایک معافی کے لیے تم سے التجا کر رہا ہے۔۔۔"

دارم نے اپنی انگلیاں الہام کی گردن پر بکھری زلفوں میں الجھائیں اور انہیں آہستہ سے ایک طرف کر دیا تھا۔۔۔

اس نے اپنے اعنابی پر تپش ہونٹ الہام کی گردن کی شہہ رگ پر رکھ دیے تھے۔۔۔

الہام کے منہ سے ایک دھیمی سی سسکی نکلی تھی

۔۔اس کے قدم ڈگمگا گئے تھے۔۔۔۔

"اس وقت قسم سے دل چاہ رہا ہے۔۔۔"

دارم نے اس کی گردن کی نرماہٹوں کو چھوتے مدہم آواز میں کہا تھا۔۔

"سب کچھ بھول کر پرانے والا دارم بن جاؤں۔۔۔ وہی دارم جو تمہاری سنے بغیر۔۔۔ صرف اپنا حق جتانا جانتا تھا۔۔۔"

الہام، جو اس وقت اس کے لمس اور اس کی قربت کے سحر میں اتنی کھو چکی تھی کہ اس کی بات کی سنگینی کا اندازہ ہی نہ لگا سکی تھی۔۔۔

"بن جائیں۔۔۔۔ مجھے اب فرق نہیں پڑتا۔۔۔۔ میں نہیں ڈرتی اب آپ سے۔۔۔"

اس نے کانپتی ہوئی آواز میں اپنی بے رخی ظاہر کرنے کی کوشش کی تھی۔۔۔وہ اس کی بات کا مفہوم سمجھ ہی نہیں پائی تھی۔۔۔

یہ سننا تھا کہ دارم کے وجود میں جیسے ایک بجلی سی دوڑ گئی تھی۔۔۔

اس کی آنکھوں میں چھپا ہوا طوفان یکایک جاگ اٹھا تھا۔۔۔

دارم نے ایک سیکنڈ کا بھی ضیاع کیے بغیر۔۔۔الہام کی کمر کو اپنے مضبوط ہاتھ کا جھٹکا دیا اور اس کا رخ گھما کر اپنی طرف کر لیا تھا۔۔۔

اس سے پہلے کہ الہام کچھ سمجھ پاتی یا پیچھے ہٹتی۔۔۔دارم نے اپنے دوسرے ہاتھ سے اس کی گردن کے پیچھے سے اسے تھاما اور اسے تھوڑا اوپر اٹھایا تھا۔۔۔

اس کی سیاہ آنکھیں اس وقت بے انتہا جذبات، جنون اور چاہت کے طوفان سے بوجھل اور سرخ ہو رہی تھیں۔۔۔

"سچ میں بن جاؤں؟؟؟"

دارم نے اپنی مزید بھاری اور گھمبیر ہوتی آواز کے ساتھ پوچھا تھا۔۔۔اس کی آنکھوں میں ایک ایسا جنون تھا کہ الہام کا دل دہل گیا تھا۔۔۔

الہام نے اپنے گھبرائے ہوئے حواس کو سنبھالنے کی کوشش کی تھی۔۔۔

وہ اس کے اپنے دل کی کمزوری ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔

اپنی ٹھوڑی اوپر کی اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی تھی۔۔۔

"میں نے کہانا۔۔۔۔مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔ آپ چاہے کچھ بھی کرلیں۔۔۔"

وہ بات مکمل کر کے مڑنے ہی والی تھی۔۔جب دارم کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوگیا تھا۔۔۔

اس نے اپنے ایک ہاتھ سے الہام کی کمر کو شدت سے دبوچا کر الہام کے نازک وجود کو اوپر اٹھایا۔۔اور دارم نے اسے کچن کے اونچے سلیب پر بٹھایا تھا۔۔۔

الہام ابھی اس اچانک پیش رفت پر سنبھل بھی نہ پائی تھی کہ دارم اسے دونوں ہاتھوں سے اپنے اور قریب کھینچ لیا تھا۔۔۔

"دارم۔۔۔"

اس کی پکار ابھی اس کے منہ میں ہی تھی کہ دارم نے جھک کر اس کے گلابی، تھرتھراتے ہوئے لبوں کو اپنی وحشیانہ، جارحانہ اور بے باک گرفت میں لے لیا تھا۔۔۔

یہ کوئی دھیما یا نرم لمس نہیں تھا۔۔۔۔

یہ ان تین مہینوں کی دوری کا بدلہ تھا۔۔۔یہ اس کی راتوں کی بے خوابی، اس کی تڑپ اور اس کی بے پناہ محبت کا وہ طوفان تھا جو اتنے عرصے سے بندھا ہوا تھا۔۔۔

دارم نے اپنے لبوں کا دباؤ اتنی شدت سے بڑھایا کہ الہام کے حواس سن ہو گئے تھے۔۔۔

وہ اس کی جارحانہ کاروائی پر بری طرح لرز اٹھی تھی۔۔۔

اسے ایک دم سے سمجھ آئی تھی کہ وہ کیوں پوچھ رہا تھا۔۔۔

پرانے والا دارم ہاشمی بننے کا مطلب کیا تھا۔۔۔

وہ ایسے ہی تو جنونی انداز میں اس پر اپنا حق جماتا تھا۔۔۔

وہ ایسے ہی تو اپنی حاکمیت کی چھاپ اس کے وجود پر لگاتا تھا۔۔۔

جہاں الہام کی کوئی منطق، کوئی انکار کام نہیں کرتا تھا۔۔۔

الہام نے اس کے شانوں کو پکڑ کر اسے پیچھے دھکیلنا چاہا۔۔۔ لیکن دارم کی گرفت فولادی تھی۔۔۔۔

وہ اس کے لبوں کو اپنی آغوش میں لیے، اس کی سانسوں میں اپنی سانسیں انڈیل رہا تھا۔۔۔۔۔

اس کی دیوانگی اور بے باکی سے بھرپور لمس نے الہام کے اندر کے تمام دفاع کو ایک ہی لمحے میں زمین بوس کر دیا تھا۔۔۔۔

الہام کے ہاتھ جو اس کے شانوں پر اسے پرے دھکیلنے کے لیے جمے تھے، آہستہ آہستہ ڈھیلے پڑنے لگے تھے۔۔۔۔

وہ اس کے لمس کی شدت اور دیوانگی سے پگھل رہی تھی۔۔۔ مری کی وہ یخ بستہ رات اب ان دونوں کے جذبات کی تپش سے دہک رہی تھی۔۔۔۔

دارم نے اس کی سانسوں کو مکمل طور پر اپنی قید میں لے لیا تھا۔۔۔

یہاں تک کہ الہام کو اپنا آپ ہوش و خرد سے بیگانہ ہوتا ہوا محسوس ہونے لگا تھا۔۔۔

کافی دیر بعد۔۔۔جب الہام کی سانسیں مکمل طور پر اکھڑنے لگیں۔۔۔تو دارم نے آہستہ سے اپنے لبوں کو اس کے لبوں سے الگ کیا تھا۔۔۔

اس کی غیر ہوتی حالت دیکھ دارم ہاشمی ہوش میں واپس آیا تھا۔۔۔ اور اسے اپنی مضبوط پناہوں میں قید کر گیا تھا۔۔۔

اس کی زندگی میں الہام سے پہلے نہ کبھی کوئی لڑکی تھی نہ کبھی کسی کی کوئی گنجائش باقی رہی تھی۔۔۔

اس کے قریب بہت ساری لڑکیاں آنا چاہتی تھیں۔۔ مگر اس کی نفرت اور محبت دونوں جذبے صرف اس ایک لڑکی کے لیے ہی تھے۔۔۔

جس کو اس نے ماضی میں اتنا ہرٹ کیا تھا کہ وہ اب اس کی محبت اور دیوانگی کا بھی یقین نہیں کر پا رہی تھی۔۔۔

الہام نے اپنا چہرہ دارم کے سینے میں چھپا لیا تھا۔۔۔

وہ بری طرح کانپ رہی تھی۔۔

اس کا سانس پھول رہا تھا۔۔۔ اس کے گالوں پر آگ سی دہک رہی تھی۔۔۔

دارم نے اپنے دونوں بازو اس کے گرد اتنی سختی سے بھینچ رکھے تھے

جیسے اگر وہ ذرا سا بھی ڈھیلا ہوا تو الہام اس کے ہاتھوں سے ریت کی

طرح نکل جائے گی۔۔۔۔

"آئی۔۔۔۔ آئی ہیٹ یو دارم ہاشمی۔۔۔۔"

الہام نے اس کے سینے میں اپنا چہرہ چھپائے، روتے ہوئے لرزتی

آواز میں کہا تھا۔۔۔

"آئی ہیٹ یو۔۔۔۔"

کانپتے لبوں سے یہی نکل پایا تھا۔۔۔۔

دارم نے ایک گہرا اور بوجھل سانس لیا تھا۔۔۔

اپنے لب الہام کی بکھری زلفوں اور اس کی نرم گردن پر رکھتے ہوئے نہایت جذباتی اور گھمبیر لہجے میں بولا تھا۔۔۔

"آئی لو یو الہام۔۔۔۔ آئی لو یو سو مچ۔۔۔"

دارم کی آواز میں وہ سچائی اور تڑپ تھی کہ الہام کی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔۔۔

اس نے اپنی زندگی میں اب تک جتنے دھوکے اور فریب دیکھے تھے۔۔۔ کہ دل سے اس شخص کی محبت کو محسوس کر لینے کے بعد بھی وہ یقین نہیں کر پا رہی تھی۔۔۔

"نہیں رہ پا رہا یار تمہارے بغیر۔۔۔ بالکل ختم ہو گیا ہوں میں۔۔۔

معاف کر دوں جانم۔۔۔۔

تم جو کہو گی۔۔۔ میں ویسا کروں گا۔۔۔ اپنی ہر غلطی، اپنے ہر ظلم کا

ازالہ کر دوں گا۔۔۔ لیکن یوں دور مت بھاگو مجھ سے۔۔۔ کیوں

خود کو اور مجھے اتنی اذیت دے رہی ہو۔۔۔؟"

دارم نے اسے مزید اپنے اندر بھینچ لیا تھا۔۔۔

اس ستمگر کی پناہوں میں جو سکون، جو تحفظ اور جو گرمائش الہام کو

اس وقت محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

سچ تو یہی تھا کہ وہ اتنے مہینوں سے صرف اسی آغوش کی پیاسی تھی۔۔۔

اس کا دل چاہتا تھا کہ وہ اپنی ساری ضدی انا، اپنے سارے دکھ بھول کر اسی کے سینے سے لگی رہے اور کبھی دور نہ جائے۔۔۔

مگر ماضی کی تلخ یادیں، اس کی دی ہوئی اذیتیں اور وہ تذلیل ابھی بھی الہام کے دل پر ایک سایہ بن کر منڈلا رہی تھی۔۔۔

اس کے اندر ابھی بھی وہ خوف باقی تھا کہ پھر سے اسے وہ سب کچھ نہ برداشت کرنا پڑے۔۔۔

"آپ۔۔۔ آپ صرف اپنا گلٹ ختم کرنا چاہتے ہیں۔۔۔"

الہام نے اس کے سینے پر اپنے ہاتھ رکھ کر خود کو تھوڑا پیچھے کرنے کی کوشش کی، اس کی آواز میں آنسوؤں کی آمیزش تھی۔۔۔

جو دارم ہاشمی کو تڑپا گیا تھا۔۔۔

"باقی سب گھر والوں کی طرح آپ بھی بس اپنی نظروں میں شرمندہ ہیں۔۔۔ آپ کو مجھ سے محبت نہیں ہے۔۔۔ آپ صرف اپنے پچھتاوے کو دور کرنے کے لیے میرے پیچھے آئے ہیں۔۔"

اس نے اپنے اندر کا خوف واضح کر دیا تھا۔۔۔

"ایک بار آزما کر دیکھ لو الہام۔۔۔۔"

دارم نے اس کے چہرے کو اپنے دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھر لیا تھا۔۔۔

اس کے انگوٹھے الہام کے گالوں پر بہتے ہوئے گرم آنسوؤں کو صاف کر رہے تھے۔۔۔

"صرف ایک بار مجھے آزما کر دیکھ لو۔۔۔ اگر میں اپنی محبت کو ثابت نہ کر سکا۔۔۔ تو تم جو کہو گی میں وہی کروں گا۔۔۔"

اس کی آنکھوں میں اتنی التجا تھی کہ الہام کا دل لرز گیا تھا۔۔۔

"نہیں آزمانا مجھے۔۔۔"

الہام نے تڑپ کر اپنا چہرہ اس کے ہاتھوں سے چھڑایا تھا۔۔۔"مجھے کسی کو نہیں آزمانا۔۔۔"

دارم کی قربت، اس کے ہاتھوں کی گرمائش اور اس کی گستاخیوں کا سحر الہام کو اپنے اندر پگھلا رہا تھا۔۔۔

لیکن وہ اس سحر کے آگے ہتھیار نہیں ڈالنا چاہتی تھی۔۔۔

اسے لگتا کہ اگر اس نے آج معاف کر دیا۔۔۔تو اس کی تمام خودداری ختم ہو جائے گی۔۔۔۔

"معاف نہیں کرو گی۔۔۔؟؟"

دارم نے ایک بار پھر اس کی نازک کمر کے گرد ہاتھ لپیٹ کر اسے اپنے قریب کیا تھا۔۔۔

اس کے ہونٹ الہام کے کان کی لو کو چھو رہے تھے۔۔۔اس کی بڑھتی ہوئی جسارتیں الہام کے وجود میں کپکپی پیدا کر رہی تھیں۔۔۔

"کبھی بھی نہیں۔۔۔"

الہام نے روتے ہوئے۔ہمت مجتمع کر کے کہا تھا۔۔۔

ان دونوں کی سانسیں ایک بار پھر الجھ رہی تھیں۔۔۔

مری کی یخ بستہ ہوا کھڑکی کے شیشوں پر برساؤ کر رہی تھی۔۔۔

مگر کمرے کے اندر کا درجہ حرارت ان کے جذبات کی آنچ سے سلگ رہا تھا۔۔۔۔

"معاف نہ کرو۔۔۔"

دارم نے اس کی پیشانی پر اپنے دہکتے لب رکھے تھے۔۔۔

"معاف نہ کرو الہام۔۔۔۔ لیکن پاس تو رہنے دو۔۔۔ اتنی دور مت رہو۔۔۔ مت تڑپاؤ اتنا۔۔۔"

وہ بہت پیار سے اسے مناتا ہوا کوئی اور ہی دارم ہاشمی لگا تھا۔۔۔ اس کا انا، اکڑ اور غرور سامنے کھڑی لڑکی کی قدموں میں ڈھیر ہو چکا تھا۔۔۔

"نہیں۔۔۔"

الہام نے اپنی گردن موڑی تھی۔۔

"آپ کو یہاں رہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔۔۔ جائیں یہاں سے۔۔۔"

اس کی آواز نم ہو چکی تھی۔۔۔۔ اس کے چہرے پر آنسوؤں کی لکیریں چمک رہی تھیں۔۔۔

"میں نہیں جاؤں گا اب یہاں سے۔۔۔"

دارم نے حتمی اور جذبات سے لبریز لہجے میں کہا تھا۔۔

"پھر۔۔۔ پھر میں چلی جاؤں گی۔۔۔"

الہام نے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر دھمکی دی تھی۔۔۔ جو وہ کرتا آیا تھا اس کے ساتھ۔۔۔

وہی اب وہ کرنے لگی تھی۔۔۔

"میں یہ کاٹیج چھوڑ کر کسی اور شہر، کسی اور ملک چلی جاؤں گی جہاں آپ کا سایہ بھی مجھ تک نہ پہنچ سکے۔۔۔"

وہ ضدی اور خفگی بھرے لہجے میں بولی تھی۔۔۔

دارم کے چہرے پر ایک زخمی مسکراہٹ ابھری تھی۔۔۔

"مجھ سے زیادہ تڑپا رہی ہو تم مجھے.۔۔۔"

اس نے الہام کو دیکھا اور اذیت بھرے لہجے میں بولا تھا۔۔۔

"اتنی بے حسی کہاں سے سیکھ لی تم نے الہام؟"

اس نے الہام کی کلائیوں پر اپنی گرفت تھوڑی ڈھیلی کی تھی۔۔۔

الہام نے اس کی گرفت ڈھیلی ہوتے ہی اپنا آپ اس کی پناہوں سے

آزاد کرایا تھا۔۔۔

وہ دو قدم پیچھے ہٹی، اپنے شانے پر پھیلے بالوں کو سمیٹا اور غصے سے اس کی طرف دیکھا تھا۔۔۔

"آپ کوئی اچھی سی لڑکی دیکھ کر شادی کر لیں۔۔"

الہام نے کانپتی انگلیوں سے اس کی طرف اشارہ کیا تھا۔۔

اس کے الفاظ وہی تھے جو اس نے میسج میں لکھے تھے۔۔۔ لیکن اس بار اس کی آواز میں تڑپ اور دکھ واضح تھا۔۔۔

"میں اب ساری زندگی آپ کے پاس نہیں لوٹنے والی۔۔۔ سن لیا آپ نے؟ ساری زندگی نہیں۔۔۔"

دارم نے اس کے اس جملے پر کوئی غصہ نہیں دکھایا تھا۔۔

وہ خاموشی سے کھڑا رہا، اس کی آنکھوں میں ایک عزم اور ایک کبھی نہ ختم ہونے والی دیوانگی تھی۔۔۔

"ساری زندگی انتظار کرلوں گا۔۔۔"

دارم نے نہایت ٹھنڈے، لیکن پر عزم لہجے میں کہا تھا۔۔

"اگر تم پوری زندگی بھی نہیں لوٹو گی، تو میں پوری زندگی تمہارا انتظار کروں گا۔۔۔ لیکن لڑکی۔۔۔ لڑکی یہی چاہیے مجھے۔۔۔ الہام دارم ہاشمی۔۔۔ اس کے علاوہ کسی اور کا تصور بھی اب اس دارم ہاشمی کے لیے حرام ہے۔۔۔"

الہام اس کے اس غیر متوقع اور جنونی جواب پر ششدر رہ گئی تھی۔۔۔

اس کا دل شدت سے دھڑکا تھا۔۔۔

وہ مزید وہاں رک کر اس شخص کا سحر اور اس کی باتیں نہیں برداشت کر سکتی تھی۔۔۔

کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اگر وہ دو منٹ اور وہاں کھڑی رہی تو وہ خود ہی اس کے آگے اپنا دل ہار جائے گی۔۔۔

"کھانا بن گیا ہے۔۔۔"

الہام نے رخ موڑ کر کچن سلیب کی طرف اشارہ کیا، اس کا چہرہ اب بھی تمتمار ہا تھا....

وہ چند قدم آگے بڑھی۔۔۔ پھر مڑ کر اس کی گہری، پر تپش اور متلاشی نگاہوں سے لرزتی ہوئی بولی تھی۔۔۔

"میں سونے لگی ہوں۔۔۔ دوبارہ میرے کمرے میں مت آئیے گا۔۔۔ ورنہ۔۔۔ ورنہ اچھا نہیں ہو گا۔۔۔"

الہام نے اتنی بات کہی اور تیزی سے قدم اٹھاتی ہوئی کچن سے باہر نکل گئی تھی۔۔۔

وہ بھاگتی ہوئی اپنے بیڈروم میں گئی اور اندر سے دروازہ لاک کر کے اس سے ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی تھی۔۔۔

اس کا پورا وجود لرز رہا تھا۔۔۔ اس کا دل اتنی زور سے دھڑک رہا تھا جیسے ابھی سینہ چیر کر باہر آ جائے گا۔۔۔۔

اس نے اپنے لبوں کو چھوا جو ابھی بھی دارم کے لمس سے دہک رہے تھے۔۔۔۔ اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور آنسو مسلسل اس کے گالوں پر بہتے رہے تھے۔۔۔۔

جبکہ کچن کے اندر۔۔۔ دارم ہاشمی اکیلا کھڑا تھا۔۔۔

اس کی نظریں اس راستے پر جمی ہوئی تھیں جہاں سے الہام ابھی ابھی گئی تھی۔۔۔

اس کا دل تڑپ رہا تھا۔۔۔اس کا وجود الہام کی خوشبو اور اس کے لمس کی طلب میں سلگ رہا تھا۔۔۔

لیکن اس تلخ حقیقت کے باوجود، اس کے لبوں پر ایک ہلکی سی، فتح مندی اور محبت سے بھری مسکراہٹ ابھر آئی تھی۔۔۔

وہ جانتا تھا کہ الہام کے دل میں اب بھی صرف اور صرف وہی بستا ہے۔۔۔وہ جتنا بھی انکار کر لے، اس کی آنکھیں، اس کا لمس اور اس کی لرزش سچ بول چکی تھی۔۔۔

دارم نے ایک گہرا سانس لیا۔۔۔اور زیر لب اسے مخاطب کیا تھا۔۔۔

"تم جتنا چاہو تڑپا لو الہام۔۔۔۔لیکن اب میں تمہیں خود سے دور نہیں جانے دوں گا۔۔۔"

اس کی آنکھوں کی تڑپ بڑھ چکی تھی۔۔۔اس نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ وہ اتنی شدید محبت میں گرفتار ہو جائے گا۔۔۔

مگر یہ سب اسے اچھا لگ رہا تھا۔۔۔اس لڑکی کے لیے تڑپنا اچھا لگ رہا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

برف باری رک چکی تھی، مگر مری کے پہاڑوں اور درختوں پر جمی سفیدی کی تہیں ویسے ہی برقرار تھیں۔۔۔

کاٹیج کی خاموشی میں صرف گھڑی کے ٹک ٹک کرنے کی دھیمی آواز گونج رہی تھی۔۔۔

اس رات کو گزرے دو ہفتے سے زیادہ کا وقت ہو چکا تھا۔۔

اس رات جب الہام اپنے کمرے میں آ کر لاک لگا کر سوئی تھی۔۔۔ صبح اٹھنے پر دارم ہاشمی جا چکا تھا۔۔۔

اس کے بعد سے کاٹیج کی تنہائی اور زیادہ کاٹنے کو دوڑنے لگی تھی۔۔۔

وہ ہر لمحہ، ہر پل اسی شخص کے خیالوں میں گھری رہتی تھی۔۔۔

کاٹیج کی ویرانی میں اسے یوں محسوس ہوتا جیسے دارم کی وہ بھاری، گھمبیر آواز اور اس کے لمس کی تپش ابھی بھی فضا میں موجود ہو۔۔۔

وہ دن میں کئی بار اپنا موبائل فون اٹھاتی، اس کا نمبر سکرین پر چمکتا، اس کی انگلیاں کال کے بٹن پر آکر تھم جاتی تھیں۔۔۔

اس کا دل شدت سے چاہتا کہ وہ بس ایک بار اس کی آواز سن لے۔۔۔

اس کی خیر و عافیت پوچھ لے۔۔۔ مگر پھر اس کی انا، ماضی کے تلخ تجربات اور دل کا خوف اس کے قدم روک دیتی۔۔۔

وہ موبائل فون کو واپس بستر پر پھینک دیتی اور کھڑکی کے پاس جا کر سامنے بند پڑے کاٹیج کو تکتی رہتی تھی۔۔

اس کی کتنی ہی راتیں اسی بے چینی، تڑپ اور سسکیوں میں گزر چکی تھیں۔۔۔

اس کی گھر بات ہوئی تھی۔۔۔ جہاں حمیرا بیگم کافی پریشان لگ رہی تھیں۔۔۔ ان کا کہنا تھا کہ دو ہفتے سے ان کا دارم سے رابطہ نہیں ہوا تھا۔۔۔

وہ اس دن الہام سے کیے گئے سلوک کے بعد ان سب سے ناراض تھا۔۔۔ جن کی خاطر اس نے اس لڑکی کو اذیت دی تھی۔۔۔ وہ ہر اس انسان سے خفا تھا۔۔۔

وہ جو روز گھر فون کر کے حال پوچھتا تھا۔۔۔ جسے سب کا خیال رہتا تھا۔۔۔ وہ اپنے پچھتاؤں اور ضمیر کے بوجھ میں بہت زیادہ تڑپ رہا تھا۔۔

یہ سب سن کر الہام کتنے ہی پل کچھ بولنے کی ہمت نہیں کر پائی تھی۔۔۔ ہاشمی ولا کا ہر فرد اسے پکار رہا تھا۔۔۔

اس شخص نے ان سب کے دلوں میں اس کی ایسی حیثیت اور اہمیت واضح کر دی تھی۔۔۔ کہ وہ اب اسے اپنی پلکوں پر بیٹھا رہے تھے۔۔۔

الہام کا دل بھاری ہونے لگا تھا۔۔۔ اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ بہت زیادہ کر رہی تھی اب۔۔۔

اگر اس انسان کو اپنی غلطی کا اتنی شدت سے احساس تھا تو اسے اتنی اذیت نہیں دینی چاہیے تھی۔۔۔

جب وہ اس انسان سے اتنی محبت کرتی تھی۔۔

اس کا دل تڑپا تھا کہ کاش دارم پھر سے آجائے، کاش وہ اپنی اسی دیوانگی، اسی جنون کے ساتھ آئے اور اسے منا لے۔۔۔

مگر گزرتے دنوں کے ساتھ اس کے اندر یہ ڈر بھی بیٹھنے لگا تھا کہ کہیں دارم واقعی اس کے رویے سے تنگ آکر اسے ہمیشہ کے لیے چھوڑ تو نہیں گیا تھا۔۔

اسی خوف کے زیر اثر اس نے دارم کا نمبر ملایا تھا۔۔ بیل جا رہی تھی۔۔

مگر دارم نے اس کی کال پک نہیں کی تھی۔۔ اس کا دل ہول اٹھا تھا۔۔ کیا وہ شخص اس سے منہ پھیر گیا تھا۔۔

اس کے رویے اور بے رخی کی وجہ سے۔۔۔

الہام کی سانسیں رکنے لگی تھیں۔۔۔اس کی دھڑکنیں بے چین ہوئی تھیں۔۔

دل کا سکون غارت ہو چکا تھا۔۔

وہ نجانے کتنا وقت ایسے ہی بیٹھے روتی رہی تھی۔۔

الہام تکیے میں منہ چھپائے روتے روتے کب اس کی آنکھ لگی تھی۔۔۔اسے خبر نہیں ہوئی تھی۔۔۔

اس کے سرخ و سفید چہرے پر آنسوؤں کے نشان واضح تھے۔۔۔

وہ گہری نیند کی آغوش میں جا چکی تھی۔۔۔

کمرے کے اندر مدھم سی لائٹ جل رہی تھی جو مری کی یخ بستہ

رات کے اندھیرے کو تھوڑا بہت کاٹ رہی تھی۔۔۔

نیند کی گہرائیوں میں یکا یک الہام کو اپنے جسم میں ایک عجیب سا،

مانوس سا احساس بیدار ہوتا ہوا محسوس ہوا تھا۔۔۔

اسے لگا جیسے اس کے چہرے اور گردن پر کسی کی دہکتی ہوئی گرم

سانسیں ٹکرا رہی ہیں۔۔۔۔

اس کی نازک کمر کے گرد کسی کی بے انتہا مضبوط، فولادی گرفت

پھیلی ہوئی تھی جو اسے مکمل طور پر اپنی پناہوں میں سمیٹے ہوئے

تھی۔۔۔

وہ گرمائش اتنی آشنا اور سکون بخش تھی کہ الہام نے غنودگی کی

حالت میں ہی ایک لمبی، اطمینان بھری سانس لی اور اس لمس میں

مزید سمٹنے کی کوشش کی تھی۔۔۔

مگر پھر، جب اس لمس کی شدت اور گرفت کا احساس زیادہ واضح

ہوا۔۔۔

تو اس نے دھیرے دھیرے اپنی پلکیں اٹھائی تھیں۔۔۔

اس کی بوجھل آنکھوں کے سامنے جو منظر تھا۔۔اس نے الہام کے حواس چھین لیے تھے۔۔۔۔

اس کے بالکل سامنے، محض ایک انچ کے فاصلے پر، دارم ہاشمی سویا ہوا تھا۔۔۔

اس کا وجیہہ، خوبرو اور پرکشش چہرہ الہام کے چہرے کے بالکل قریب تھا۔۔۔۔

اس کے بکھرے ہوئے سیاہ بال اس کی پیشانی پر گر رہے تھے، اس کے اعنابی لب ہلکے سے کھلے ہوئے تھے اور اس کی گہری، لمبی سانسیں الہام کے چہرے پر دہک رہی تھیں۔۔۔

اس کا ایک بازو الہام کے سر کے نیچے تھا اور دوسرا ہاتھ الہام کی کمر کو اپنے حصار میں لیے ہوئے تھا۔۔۔

جیسے وہ نیند میں بھی اسے کہیں جانے نہیں دینا چاہتا تھا۔۔۔

الہام ششدر رہ گئی تھی۔۔۔ اس کا دل ایک لمحے کے لیے دھڑکنا بھول گیا تھا۔۔۔

"یہ۔۔۔ یہ کوئی خواب ہے۔۔۔"

الہام نے اپنے دل میں سوچا تھا۔۔۔

اس کی نظریں دارم کے خوبصورت، تپتے ہوئے چہرے پر جم گئی تھیں۔۔۔۔

اتنے دنوں کی تڑپ اور دوری کے بعد اپنے خوابوں میں اس شخص کو اتنے قریب دیکھ کر الہام کے لرزتے ہوئے لبوں پر ایک بے انتہا حسین، دلفریب اور دلکش مسکراہٹ ابھر آئی تھی۔۔۔

اس نے سوچا کہ خواب ہی سہی، کم از کم اس خواب میں تو وہ اس ستمگر کو چھو سکتی ہے۔۔۔۔

الہام نے کپکپاتے ہاتھوں کے ساتھ اپنا نازک ہاتھ آگے بڑھایا اور اپنی نازک انگلیوں سے دارم کے مضبوط گال، اس کی تیکھی بیئرڈ اور اس کی پیشانی کو چھوا تھا۔۔۔

اس کا لمس اتنا نرم تھا جیسے کوئی تتلی کے پروں کو چھو رہا ہو۔۔۔۔

"آپ کتنے بے رحم ہیں دارم۔۔۔ کتنی اذیت دیتے ہیں مجھے۔۔۔"

الہام نے خواب کے گمان میں دھیمے سے سرگوشی کی تھی۔۔۔۔

عین اسی وقت۔۔۔

دارم کی بند آنکھوں کے پپوٹے ہلکے سے ہلے۔ اس نے آنکھیں کھولے بغیر ہی الہام کے اس نازک ہاتھ کو اپنی مضبوط، گرم ہتھیلی

میں قید کر لیا اور اسے دھیرے سے اپنے لبوں کے قریب لے جا کر
اس کی ہتھیلی پر ایک گہرا، لمبا اور تپتا ہوا لمس چھوڑ دیا تھا۔۔۔

الہام کا پورا وجود سہم گیا تھا۔۔۔

اس کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیل گئی تھیں۔۔۔

یہ خواب نہیں تھا۔۔۔

وہ جاگ رہا تھا۔۔۔ اور وہ واقعی یہاں، اس کے بستر پر، اس کے
اتنے قریب موجود تھا۔۔۔

دارم نے اپنی گہری، سیاہ اور سحر انگیز آنکھیں کھولی تھیں۔۔۔۔

اس کی آنکھوں میں اتنے دنوں کی دوری، تڑپ اور چاہت کا ایسا طوفان تھا کہ الہام کی روح تک لرز کر رہ گئی تھی۔۔۔

الہام کے ہاتھ پیر ٹھنڈے پڑ گئے اور اس کا دل اتنی زور سے دھڑکنے لگا جیسے سینے کی پسلیاں توڑ کر باہر نکل آئے گا۔۔۔۔

"آ۔۔ آپ۔۔۔۔؟"

الہام نے گھبرا کر اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش کی، اس کا پورا وجود شرم، حیا اور انجانے خوف سے کانپنے لگا تھا۔۔۔

"آپ یہاں۔۔۔ کیسے؟ کیوں آئے ہیں آپ؟؟؟ چھ۔۔۔ چھوڑیں مجھے۔۔۔"

وہ بری طرح سے بوکھلا چکی تھی۔۔اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ صرف اس کے ایک فون پر وہ اس کے پاس پہنچ گیا تھا۔۔۔

وہ جیسے ہی بستر سے اٹھنے کے لیے مڑی۔۔دارم ہاشمی کے صبر کا بندھن ٹوٹ گیا تھا۔۔۔

"کہاں جارہی ہو تم...؟"

دارم کی بھاری اور غضبناک آواز کمرے کے سناٹے میں گونجی تھی۔۔۔

وہ جی جان سے لرز گئی تھی۔۔۔

اس سے پہلے کہ الہام بستر سے نیچے قدم رکھتی، دارم نے اس کی کلائی پکڑ کر اسے اپنی طرف کھینچا اور اگلے ہی سیکنڈ میں اسے بستر پر گراتے ہوئے اس کے کپکپاتے نازک وجود پر حاوی ہو گیا تھا۔۔۔

الہام کی چیخ اس کے حلق میں ہی دب کر رہ گئی تھی۔۔۔

دارم نے اس کی گداز مزاحمت کرتی کلائیوں کو اپنی فولادی گرفت میں جکڑ لیا تھا۔۔

اور انہیں اس کے سر کے اوپر بیڈ کراؤن کے ساتھ لگا دیا تھا۔۔۔

اس کا بھاری، مضبوط وجود الہام کے نرم و نازک سراپے پر چھا چکا تھا۔۔۔

"بس الہام۔۔۔بہت ہو گیا۔۔"

دارم کے تیور اتنے غضبناک، اتنے جنونی اور حاکمانہ تھے کہ الہام کا دل سہم گیا تھا۔۔۔

اس کی سیاہ آنکھوں میں سرخ ڈورے تیر رہے تھے جو اس بات کا ثبوت تھے کہ وہ بھی کتنی راتوں سے سویا نہیں تھا۔۔۔

"اب اگر تم نے ایک بھی فضول لفظ اپنے ان سرکش لبوں سے نکالا۔۔۔۔"

دارم اس کے چہرے پر اتنا قریب جھکا کہ ان کی سانسیں ایک دوسرے سے ٹکرانے لگی تھیں۔۔۔

"تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔"

الہام شرم و حیا اور اس کے اتنے قریب ہونے کے احساس سے خود میں سمٹ کر رہ گئی تھی۔۔۔

اس کی لانبی پلکیں جھک گئی تھیں۔۔ اور اس کا چہرہ لال سرخ انگاروں کی طرح تمتما اٹھا تھا۔۔۔

وہ اس کی فولادی گرفت سے نکلنے کے لیے ہلکی سی مزاحمت کرنے لگی، مگر دارم کی موجودگی اور اس کی شخصیت کا حاکمانہ دباؤ ایسا تھا کہ اس کی تمام طاقت جواب دے رہی تھی۔۔۔

"کال کر کے اس لیے بلایا ہے۔۔۔ کہ قریب لا کر کر بھی ایسے ہی تڑپاؤ گی۔۔۔"

دارم نے اس کے لرزتے ہوئے لبوں کو اپنی انگلی سے چھوا اور پھر بغیر کسی وقفے کے، جھک کر اپنے ہونٹ الہام کی گلابی پنکھڑیوں پر رکھ دیئے تھے۔۔۔

وہ شخص آج اسے بالکل بھی مہلت دینے کے موڈ میں نہیں تھا۔۔۔ الہام کی مزاحمت بھی آج نہ ہونے کے برابر تھی۔۔

وہ تو اسے سامنے دیکھ ابھی تک اپنی دھڑکنوں کو ہی نہیں سنبھال پا رہی تھی۔۔۔۔

دارم نے اس کی لرزتے بے حال ہوتے لبوں کو آزادی دی

تھی۔۔۔

مگر اس کی گرفت الہام کی کلائیوں پر ویسے ہی قائم رہی تھی۔۔۔

اس کی آنکھوں میں اب غصے کی جگہ بے انتہا نرمی، عقیدت اور

چاہت کا سمندر ہلکورے لے رہا تھا۔۔۔

"میں بے انتہا محبت کرنے لگا ہوں تم سے الہام۔۔۔"

دارم کا لہجہ محبت بھرے جذبات سے ھیگا ہوا، اتنا سچا تھا کہ الہام کا

دل پگھلنے لگا تھا۔۔۔

"تمہارے بغیر زندگی کا گزرا ہر ایک پل پھیکا، بے رنگ اور زہر جیسا لگتا ہے۔۔ دارم ہاشمی کی تمام خوشیاں، اس کی سانسیں اور اس کا وجود صرف اور صرف تم سے جڑ چکا ہے۔۔۔"

وہ اس کے بے انتہا پاس تھا۔۔

اس کی گرم سانسیں الہام کی شریانوں کو جلا رہی تھیں۔

"معاف کر دو نا یار اب۔۔ کب تک ایسے ہی تڑپاؤ گی؟"

دارم نے الہام کی صراحی دار گردن پر اپنے ہونٹ رکھ دیے اور وہاں اپنی محبت کا ایک گہرا، تپتا ہوا نشان چھوڑ دیا تھا۔۔

وہ الفاظ اور عمل دونوں سے اس پر اپنی تڑپ واضح کر رہا تھا۔۔۔

الہام کے منہ سے ایک مدھم سی سسکی نکلی تھی۔۔۔اس نے اپنی آنکھیں بھینچ لی تھیں۔۔۔

آج دارم ہاشمی اس کا کوئی احتجاج نہیں سن رہا تھا۔۔۔

اس کی تمام انا، اس کا تمام غرور اب ایک شدید ترین چاہت میں بدل چکا تھا۔۔۔۔

الہام کی ہلکی پھلکی مزاحمت اس کے اس والہانہ اور سرکش جنون کے آگے تنکے کی طرح بہہ رہی تھی۔۔۔۔

چند ہی لمحوں میں دارم نے اپنے شدت سے بھرپور لمس سے الہام کے نازک وجود کو اپنی پناہوں میں سمیٹ لیا تھا۔۔

اس نے الہام کی کلائیوں کو آزاد کیا اور اپنے ہاتھوں کو اس کے بکھرے ہوئے زلفوں میں الجھا دیا تھا۔۔

تکیے پر الہام کے بال سیاہ گھٹاؤں کی طرح پھیل گئے تھے۔۔۔

دارم نے اپنا چہرہ ان مہکتی زلفوں میں چھپالیا اور ایک لمبی، گہری سانس لی تھی۔۔۔

"تم زندگی کے ہر معاملے پر، میرے ہر فیصلے پر اپنا پورا اختیار رکھ سکتی ہو۔۔۔جو تم کہو گی، وہی ہو گا۔۔

لیکن۔۔۔ تمہارے پاس آنے، تمہیں چھونے اور تمہارے اوپر اپنی محبت نچھاور کرنے کے معاملے میں صرف اور صرف میری چلے گی۔۔۔اس میں میں کسی کی سنو گا، نہ ہی تمہیں دور جانے دوں گا۔۔۔"

الہام کا وجود اس کے دہکتے لمس اور اس کے الفاظ سے کپکپا رہا تھا۔۔۔

دارم آہستہ آہستہ اس کے پورے وجود پر حاوی ہو رہا تھا، مگر اس بار اس حاکمیت میں کوئی نفرت یا حقارت نہیں تھی۔۔۔

بلکہ ایک ایسی بے تاب محبت تھی جو الہام کی روح کو سیراب کر رہی تھی۔۔۔

دارم نے اسے بولنے کا موقع ہی نہیں دیا، کیونکہ اس کی متلاشی نظریں الہام کے رخساروں کی سرخی اور اس کی سانسوں کی بوجھل رفتاری میں وہ دیکھ چکی تھیں جو الہام اپنے لفظوں سے کبھی تسلیم نہیں کرتی تھی۔۔

خودسپردگی کا بہت انوکھا اور دلفریب انداز تھا۔۔

الہام اب اس سے لڑ نہیں رہی تھی۔۔ بلکہ اس کے لمس میں ڈھل رہی تھی۔۔۔

الہام اس کی اس والہانہ شدت پر لرز رہی تھی، اس کا دل بے قابو ہو کر دھڑک رہا تھا۔۔۔

اس نے ہمت مجتمع کی، اپنے ہاتھ نرمی سے دارم کے چوڑے شانوں پر رکھے اور بھیگی ہوئی، کپکپاتی آواز میں پوچھا تھا۔۔

"کیا۔۔ کیا آپ سچ میں مجھ سے اتنی محبت کرتے ہیں۔۔۔؟"

دارم نے اپنا چہرہ اس کے بالوں سے نکالا اور اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔۔

اس کی آنکھوں میں ایک ایسی بے باک، شوخ اور جنونی چمک ابھری کہ الہام کا دل دھک سے رہ گیا تھا۔۔۔

"آج رات کے بعد۔۔۔"

دارم نے اپنے لب اس کے کان کی لو کے پاس لا کر سرگوشی کی تھی۔۔۔

"تمہیں اس سوال کا جواب خود ہی مل جائے گا۔ اور مجھے پورا یقین ہے کہ اس رات کے بعد تم زندگی میں دوبارہ کبھی یہ سوال پوچھنے کی ہمت نہیں کرو گی۔۔۔"

اس کے اس بے باک، صریح اور واضح جواب پر الہام کا چہرہ شرم کے مارے خطرناک حد تک سرخ ہو گیا تھا۔۔۔

اس رات... دارم ہاشمی نے اپنی محبت جس انداز میں الہام پر نچھاور کی، اس کا تصور بھی الہام نے کبھی نہیں کیا تھا۔۔۔

جس محبت، بے انتہا عقیدت، نرمی اور دیوانگی سے اس نے الہام کو چھوا۔۔۔

وہ الہام کے ماضی کے تمام زخموں پر مرہم بن گیا تھا۔۔۔ اس نے الہام کے نازک وجود کو اپنی شدتوں سے بکھیر دیا اور پھر اتنی ہی محبت اور محفاظانہ انداز میں اسے اپنی پناہوں میں سمیٹ لیا تھا۔۔۔

وہ اس کے چہرے، اس کی گردن، اس کی شانوں پر اپنے لمس کے نقش ثبت کرتا رہا تھا۔۔۔

وہ اس کے کانوں میں لگاتار سرگوشی کرتے ہوئے اس سے معافی مانگ رہا تھا۔۔۔

ہر اس پل کے لیے جب اس نے الہام کا دل دکھایا تھا، ہر اس تازیانے کے لیے جو اس کی نفرت نے الہام کی روح پر لگایا تھا۔۔۔

وہ اپنی شرمندگی اور ندامت کا اظہار لفظوں سے بھی کر رہا تھا اور اپنے لمس سے بھی۔۔۔۔

الہام کے نازک وجود کے لیے اس شخص کی بے تابیاں اور شدتیں ہر گزرتے لمحے کے ساتھ کم ہونے کے بجائے بڑھتی ہی جارہی تھیں۔۔۔۔

الہام کی سانسیں رکتی جارہی تھیں، اس کی دھڑکنیں بے حال ہو چکی تھیں۔۔۔

مگر دارم کی اس والہانہ، جادوئی اور بے لوث محبت کے حصار میں آ کر، الہام کے اندر کا اخری دفاع بھی ٹوٹ کر بکھر گیا تھا۔۔

دارم ہاشمی نے اپنے طریقے سے ان گداز لبوں سے اپنے لیے محبت کا اقرار بھی کروالیا تھا۔۔اس اقرار پر وہ دل و جان سے نثار ہوا تھا۔۔

الہام نے اپنے دونوں بازو دارم کی گردن کے گرد حائل کر دیے اور خود کو مکمل طور پر اس کے سپرد کر دیا تھا۔۔

اس شخص کے سینے میں سمٹتے ہوئے، الہام کو یوں لگا جیسے اس کی زندگی کی تمام تر تلخیاں، تمام تر دربدریاں اور تمام دکھ ختم ہو چکے ہیں۔۔۔

زندگی میں پہلی بار، اسے اپنی قسمت پر نازاں ہو رہا تھا۔ وہ شخص جو کل تک اس کے لیے ستمگر تھا، جو اس کا غرور تھا، آج وہی شخص اس کے قدموں میں بچھا ہوا تھا اور اس کی ایک نظرِ کرم کا منتظر تھا۔۔۔

دارم کا ہر ایک عمل، اس کا ہر ایک لمس، اس کے جسم کی لرزش اور اس کی بے قرار سانسیں چیخ چیخ کر بتا رہی تھیں کہ الہام اس کے لیے کتنی ضروری تھی۔۔۔

ایسی ضروری جیسے انسان کے لیے آکسیجن ہوتی ہے۔۔۔

الہام نے ایک گہری، سکون بھری سانس لی، اپنی آنکھیں موند لیں اور خود سپردگی کے کامل عالم میں اپنے آپ کو، اپنی روح کو اور اپنے وجود کو مکمل طور پر اپنے محبوب کے حوالے کر دیا تھا۔۔۔

باہر مری کی یخ بستہ ہواؤں کا راج تھا۔۔۔ برف کے ذرے کاٹیج کی چھت پر گر رہے تھے۔۔۔ مگر کمرے کے اندر، دو تڑپتے ہوئے دل ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ایک دوسرے میں ضم ہو چکے تھے۔۔۔

جہاں اب نہ کوئی شکوہ تھا، نہ کوئی دوری۔۔۔

صرف اور صرف بے انتہا، لافانی محبت تھی۔۔۔

ختم شد۔۔۔۔